۷۸۶

جلد اوّل

کتاب

الدر المنظم

فی مناقب

غوث الاعظم

از تالیف لطیف

حضرت محی الملۃ جامع فضائل غوثیت حامل کمالات قطبیت فرید طریقت قلندر عصری مشرب قطب الاقطاب شمس العارفین

سیدنا و مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر روح اللہ روحہ الاطہر

بتصحیح و ترتیب

حضرت سعدن فیض و موہبت سید الاماثل امیر الافاضل ذو الاصاغر و الاکابر مولانا مولوی علامہ فہامہ العرفان شاہ محمد حبیب حیدر قلندر مدظلہ

حسب فرمایش

محب الفقرا مخلص باصفا مقبول اولیا کبار جناب منشی سلامت علی صاحب رئیس ابہکا

باہتمام شیخ محمد قادر بخش

در مطبع اصح المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع شد

فہرست مضامین جلد اول کتاب مستطاب الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم

الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد شائستہ جناب حق کو ہے ۔ شاہ شاہان قادر مطلق کو ہے
شاہد و مشہود جملہ انبیا ۔ ہادی و مقصود جملہ اولیا
عاشقون کے لب پہ ہر جا زمزمہ ۔ ذاتِ اقدس با ہمہ و بے ہمہ
جو کہ اُسکی راہ مین رکھے قدم ۔ اُسکے آگے گردن عالم ہو خم
ماسوا حق سے جو ہو بے خبر ۔ وہ تو ہے لاریب منظور نظر
ہو کے محبوبِ خدا سرور رہے ۔ پانون سردارون کی گردن پر رہے

حمد و سپاس زائد از اندازۂ وہم و قیاس کا سزاوار وہی قادر مختار ہے جس کے جود کا نتیجہ وجود کائنات ہے اور اُسکی حمد و ثنا مین گویا زبان شہود مخلوقات ہے کیسا قادر کریم جس نے فطرت بدیعہ اور حکمت صنیعہ کے موافق اپنے قلم کرم سے نقوش نفوس کو صفحۂ وجود پر رقم فرمایا اور اُن سب مین نقش دلاویز انسانی کو اپنا مظہر اتم ٹھہرایا اُس ہیکل ضعیف کو اپنی قدرت کاملہ کی مظہریت جامعہ کا خلعت پہنایا اور اسکے افراد کو کل مجالی و مجالی مین اپنا مظہر اور کمال ربوبیت کا مصدر بنایا نہر آب حیات معرفت کو ظلمات صفات بشریت مین جاری کیا اور ذوق عشق و محبت اور شوق قرب و معیت کو اُسمین بصورت امواج ساری فرمایا پھر سالکان منزل مقصود کو خود ہی سکندر وار قدم صدق سے توفیق سلوک راہ ظلمات صفات عنایت فرمائی

اور خود ہی خضر وار اپنے تجلیات لطف وجمال سے اُن کو اُس سرچشمۂ وصال کی راہ کی ہدایت فرمائی
ابر بہاری کرم سے گلشن وجود اُن کا شاداب ہوا اور آبیاری نعم سے چمنستان شہود اُن کا سیراب ہو گیا
وہ پیاسے اُس چشمۂ حیات پر پہونچے ہرچند مرکر پہونچے اور اُس ماء معین اور شراب صالحین سے
بقدر استعداد سیر ہوئے یاس کی پیاس بجھی زندگی جاوید ملی ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

عمت
جلّت قدرتہٗ وعمّت نعمتہٗ اور جواہر زواہر درود ومیمنت ورود نثار فرق اقدس سرتاج خیل
انبیا سرگروہ قوافل اولیا غوث اعظم امتیان سراپا گناہ پیر دستگیر درماندگان راہ محبوب سبحانی
محب صمدانی خطیب منبر سیادت نصیب بخت سعادت باعث اوّل خلقت عالم و آدم واسطۂ آخر
ہدایت وحمایت بنی آدم فص خاتم وجود نقش فص شہود مقصود مختلفان مقصورۂ افلاک مقصد ساریان
معمورۂ خاک نسخۂ جامعۂ امکان ووجوب مجموعۂ شیرازۂ ربط طالب ومطلوب عزیز مصر صمدیت
یوسف کنعان احدیت موسی طور حقیقت وفردانیت عیسی روح صورت رحمانیت سرّ مکتوم غیب
لاہوت طلسم معلوم گنج جبروت بدایت خط صفوت وولایت نہایت دائرۂ نبوت ورسالت نور انوار
سرّ اسرار محبوب اکرم مطلوب بارگاہ مقصود کفی باللہ شہیدا الشہود وبہ داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

شاہی کہ ز حال مفلسان آگاہ است
توقیع سیادتش کفی باللہ است
چندانکہ گنہ بود شفاعت خواہ است
یعنی کہ محمد رسول اللہ است

اور آپ کے آل کامل الاحوال اور اصحاب وافر النصاب پر کہ جو فیض جیسے طلا اور جو نور اس دین متین
مین چمکا وہ اُنھین حضرات منبع الخیرات والبرکات کے ذوات کامل الصفات کے نور کا پرتو تھا۔
پہلے اگر صدق وسداد سے موصوف تھے تو دوسرے عدل وداد مین معروف تیسرے اگر حیا مین
موسوم تھے تو چوتھے علم بے انتہا مین معلوم ؎

اصحاب پیمبر ہمہ مستغرق نور اند
ای در رہ ظلمات ضلالت شدہ حیران
خوش راہ غریبے است عجب مشکل و آسان
در شعشعۂ ذات چہ از دور وچہ نزدیک
بے نور ہدایت مرو اندر شب تاریک
چون جسر صراط است بسے روشن وباریک

پھر شجرۂ طیبہ ختم الولایت سے بہت شعبہ نکلے جنھون نے ہر طرف شجرۂ طوبی کی طرح اپنا سایہ کمال
سلہ بزرگ ہو اسکی قدرت اور عام ہو اسکی نعمت۔

عالم پر ڈالا خصوص اولاد امجاد اور احفاد عالی نژاد آنحضرتؐ نے کہ بحکم وراثت حقیقی و مناسبت ذاتی سب سے بڑھ کر فیض پھیلایا اور بسبب عزت ذاتی کے لوائے ولایت معنوی بلند فرمایا ؎

نواب نبی بہ ملک دین ایشانند — حکام ولایت یقین ایشانند
از کشتی نوح و بحر موسے گوئی — مقصود و مراد حق ہمین ایشانند

اور وہ نور ولایت خاندان نبوت سے انقطاع پذیر نہین ؎

ظاہر از اہلبیت نور نبی — ہمچو در ماہ نور خورشید است
از ازل تا ابد بود ظاہر — زانکہ این نور نور جاوید است

انھین حضرات مین سے حضرت حق جل و علا نے قطب اعظم غوث اکرم قدوۂ عارفین زبدۂ واصلین دستگیر کاملین رہنمای عاشقین مجمع ارباب شوق و عرفان مرجع اصحاب ذوق و وجدان صدر مسند ارشاد و ہدایت جامع نعوت و خصائص ولایت الذی من اقتدی بہ فقد اھتدی و من خالف عنہ فقد ضل و غوی مہبط برکات عرشیہ مطرح اشعات قدسیہ مفتاح خزائن اسرار مصباح مشکوٰۃ انوار بسمرغ قاف قطع علائق شہباز ہوائے فضائے حقائق مقتدائے انام شیخ اسلام حافظ اوضاع شریعت جامع انواع طریقت مقیم سرادقات جلال شاہد تجلیات جمال ؎

گرد آفاق پر ز لمعۂ نور — حاضر و غائبش ز نور حضور
و ز ضمیرش کہ ذات مشہود است — ہر چہ معدوم بود موجود است
از کمال تتابع نبوی — مظہر وار ذات مصطفوی
در جنابش کہ کعبۂ علیاست — ہمہ را سر بر آستان صفاست

القائل بالصدق ؎ انا الحسنی والمخدع مقامی ÷ واقدامی علی عنق الرجال ÷
والناطق بالحق ؎ انا الجیلی محی الدین اسمی ÷ واعلامی علی راس الجبال ÷
وعبد القادر المشہور اسمی — وجدی صاحب العین الکمال

واقف مقام قطبیت کاشف مرام غوثیت سیدنا و سندنا و مرشدنا و مولانا شیخ ابو محمد عبد اللہ سید محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطب اقطاب عالم اور غوث بنی آدم فرمایا ہر چند جمال

لـہ وہ شخص جس نے اُن کی پیروی کی راہ پائی اور جس نے اُنکے خلاف کیا وہ گمراہ ہوا اور بھٹکا ۱۲ منہ سـعـہ سچ کہنے والے کہ مین حضرت امام حسنؓ کی اولاد سے ہون اور مخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم مردون کی گردنون پر ہین اور سچ بولنے والے کہ مین جیل کا رہنے والا ہون محی الدین میرا نام ہے اور میرے جھنڈے پہاڑون کی چوٹیون پر ہین اور مشہور نام میرا عبد القادر ہے اور میرے دادا بڑے صاحب کمال ہین ۱۲ منہ

محمدی اور کمال احمدی تمام اولاد محمدی مین جلوہ گر ہے مگر یہان اس جمال کا جمال ہی دوسرا ہے اور اُس کمال کا کمال ہی نیا ہے

اگرچہ مظہر نور الٰہے ۔۔ شائخ بودہ اند اے یار بسیار
ولیکن چون محی الدین قادر ۔۔ بنودہ نقش بند این نقش پندار

اور اصل یہ ہے کہ اصل سب کمالون اور جمالون کا وہی کمال اور جمال محمدی ہے ؎

عالم ظہور نور کمال محمد است ۔۔ آدم مثال حسن و جمال محمد است
از آفتاب روز قیامت چہ غم بود ۔۔ آنرا کہ در پناہ ظلال محمد است
اے غرقۂ گناہ ز طوفان غم مترس ۔۔ کشتی نوح عصمت آل محمد است

سبب تالیف

جاننا چاہیے کہ بہترین نعماء الٰہیہ اور عمدہ ترین آلاء نامتناہیہ حق تعالیٰ سے یہ ہے کہ وہ اپنے بندہ کو کمال معارف طائفۂ عالیہ حضرات صوفیۂ صافیہ رحمہم اللہ عطا فرماے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی دولت اور نعمت ہے اور یہ نعمت اور سعادت سوا اُس شخص کے جسپر عنایت ازلی اور مکرمت لم یزلی ہو کسی کو میسر نہیں ہوتی ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء[1] تو جسکا دماغ جان شمیم گلزار معارف اور نسیم لالہ زار مکاشف سے معنبر و معطر ہے اُسکی سعادت اور قابلیت کا کیا پوچھنا اور اگر یہ نہو تو محبت محبوبان خدا اور صحبت مقبولان بارگاہ کبریا کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے ؎

ہر کس کہ کمال اولیا را نشناخت ۔۔ وین نعمت خاص بے بہا را نشناخت
بس شکر نگفت و حب ایشان نہ گزید ۔۔ سیدان بہ یقین کہ او خدا را نشناخت

اور اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرات بزرگان دین و پیشوایان اہل یقین سے محبت رکھنا ایمان محب اور اُسکے تقوے کی علامت ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب[2] اور یہ عقلی بات ہے کہ ہر سلیم الفطرۃ جس شخص کو کامل جانتا ہے اُسکو دوست رکھتا ہے اور جہانتک ہو سکتا ہے اُسکی تعظیم و تکریم کرتا اور اُسکی صحبت پسند کرتا ہے اور چونکہ صفات کاملہ کے مراتب کمال و نقصان مین بہت بڑا فرق ہے اسی وجہ سے مراتب حب و تعظیم مین بھی فرق ہے اسی طرح ان حضرات سے بغض رکھنا نفاق اور شقاوت کی علامت ہے لایحبہ الا مومن تقی ولا یبغضہ الا منافق[3] اور حضرات اہل عرفان کی صحبت و محبت تو مثمر ثمرات عجیبہ و منتج نتائج غریبہ ہے جسکا تخم عنایت رحمانی و مکرمت یزدانی ہے اور اس عنایت حضرت حق اور اجتباے جواد مطلق کی کوئی حد و انتہا نہیں ؎

[1] یہ خدا کی بخشش ہے جسکو وہ چاہتا ہے اسکو دیتا ہے ۱۲ [2] اور جو تعظیم کرتا ہے اللہ کی نشانیوں کی تو یہ وجہ پرہیزگاری قلوب کے ہے ۱۲ [3] نہیں دوست رکھتا ہے اسکو مگر مسلمان پرہیزگار اور نہیں دشمن رکھتا ہے اسکو مگر منافق ۱۲ منہ

میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید	داغ غلامیست کرد پایۂ خسرو بلند

اور صحبت اہل کمال مقربان درگاہ ذو الجلال کی نقد دولت یہ ہے کہ انکی استقامت دیکھکر طالب صادق کو ایسی ہمت ہوجاتی ہے جس سے اسکو عبادت کی مشقتون کا تحمل اور ریاضت کے تکالیف کی برداشت آسان ہوجاتی ہے اور انکے جمال باکمال کے دیکھنے سے ایک نور و سرور اسکے دل مین آتا ہے اور شکوک و اوہام کی ظلمت دور ہوجاتی ہے اور اس قوت ہمت کی بدولت طلب کمال قرب ایزد ذو الجلال مین اسکی ہمت چست اور ارادہ دلی درست ہوجاتا ہے ؎

روضۂ خلد برین خلوت درویشان است
مایۂ محتشمی خدمت درویشان است

گنج عزلت کہ طلسمات عجائب دارد
فتح آن در نظر رحمت درویشان است

قصر فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت
منظرے از چمن نزہت درویشان است

آنچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ
کیمیائیست کہ در صحبت درویشان است

وانکہ پیشش بنہد تاج تکبر خورشید
کبریائیست کہ در حشمت درویشان است

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشان است

خسران قبلۂ حاجات جہانند ولے
سببش بندگی حضرت درویشان است

از کران تا بکران لشکر ظلمت ولے
از ازل تا با بد فرصت درویشان است

روے مقصود کہ شاہان جہان می طلبند
مظہرش آئینہ طلعت درویشان است

گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز
خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشان است

اے دل ار آبحیات ابدی مے طلبی
منبعش خاک در خلوت درویشان است

حافظ اینجا بادب باش کہ سلطانی ملک
ہمہ از بندگی حضرت درویشان است

اور اگر اس شخص مین اس امر کی استعداد یا استفاضہ انوار کی قابلیت نہین ہے تو یہ کیا کم ہے کہ قیاس و استدلال سے وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ لذت کمال مخصوص ارباب حال ہی ہے اور دولت نعمات صحبت کاملین اور مشاہدہ جمال عارفین انکے احوال اور معارف کے جاننے اور انکے آثار اور اخبار کے تتبع کرنے سے اور یہ بھی فوائد عجیبہ اور منافع غریبہ رکھتا ہے کمتر فائدہ اس کا یہ ہے کہ اس علم سے اُن کی فضیلت اور اپنی کم مائگی معلوم ہوتی ہے اور جسقدر کہ اسمین وقت صرف ہوتا ہے اتنی دیر اوہام باطلہ اور وساوس ضایعہ سے فضاے دل پاک و صاف رہتی ہے اور آئینہ حسن عقیدت غبار کدورت بشری اور حجابات عنصری سے شفاف اور جو دیکھا جائے تو یہ بھی ایک نوع کی صحبت ہی ہوئی تو

تمام حضرات اولیاء اللہ سلطان اقلیم ولایت اور شہریار مملکت ہدایت ہین مگر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایسا عظیم المرتبت ور فیع المقام حالاً وکمالاً بزرگون مین کوئی اور معلوم نہین ہوتا مناقب غوثیہ مین ہے کہ رتبۂ حضرت غوثیت مآب تمام اولیا کے مرتبہ سے اعلیٰ ہے اور آپ کے تصرفات وافاضات بہ نسبت اور بزرگون کے بہت زاید ہین صاحب قلائد الجواہر مجمع الفضایل سے اخذ کرکے لکھتے ہین کہ مین نے مشایخ صوفیہ سے سُنا کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شب معراج مین زیارت کی اور تشریف ولایت مطلقہ محمدیہ اور خلعت وراثت محبوبیہ سے اُسی شب مین مشرف ہوے جیسا کہ آپ سے خود منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب میرے جد حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام وہین رہ گئے اور عرض کیا کہ اگر مین ذرا بھی بڑھون گا تو جلال کبریا سے جل جاؤن گا تب اللہ تعالیٰ نے میری روح وہان بھیجی مین آنحضرتؐ سے مستفید ہوا اور آپ نے مجھے نعمتِ عظمیٰ اور خلافت کبریٰ سے معزز فرمایا اور مین بجائے بُراق ہوگیا کہ آپ مجھپر سوار ہوے اور مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہونچے اور فرمایا کہ بیٹا میرا یہ قدم تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم کل اولیا کی گردنون پر ہوگا علّامہ آلوسی تفسیر روح المعانی مین تحت تفسیر آیۂ کریمہ انما[1] یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ایک کلام طویل کے لکھتے ہین کہ اس آیۂ کریمہ مین جناب باری نے اپنے حبیب پاک کی اہلبیت سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر وہ حضرات ممنوعہ باتون سے باز رہین اور وہ باتین کرین جنکے کرنے کا اُن کو حکم دیا گیا ہے تو حق تعالےٰ اُن سے نجاست اور واہیات باتون کو دفع کرکے عمدہ تر باتون اور نفیس تر زیبایش سے اُن کو آراستہ کرے گا اور اسطرف بھی اشارہ ہے کہ اُنکے اعمال قطعاً مقبول ہونگے اور یقیناً اُن پر آثار جمیلہ مترتب ہونگے اور یہ اُنکی تخصیص اپنے غیرون پر اِس حیثیت سے ہے کہ وہ اغیار بھی جب ممنوعات سے باز رہین گے اور ماموروات کو کرینگے تو اُنکے بھی اعمال صالحہ مقبول اور اُن پر آثار جمیلہ مترتب ہونگے مگر اُنکے حق مین یہ قطعی نہین ہے اِسی واسطے عباد اہلبیت حالات اور اخلاص اور نفوس مین کہین اعلیٰ ہین اُن عابدون سے جو اُن حضرات کے ساتھ ظاہری عبادت مین شریک ہین کیونکہ انھین حضرات کی طرف اُن طریقون کے سلسلے ہین کہ جنکی بنیاد تخلیہ اور تحلیہ پر ہے جو سالکین طریق سے مخفی نہین اور یہ تخلیہ وتحلیہ دونون حظائر قدس کی طرف طیران کے واسطے بمنزلہ دو بازو کے ہیں

---

[1] بیشک اللہ ارادہ کرتا ہے تاکہ لیجاے تم سے نجاست کو اے اہلبیت اور ستھرا کرے تم کو اچھی طور سے ۱۲

ہین جب تک عابد ان دونون صفتون سے متصف نہوجائیگا اُسوقت تک کس طرح طیران کرسکے گا
اسی سبب سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ قطب ہرزمانہ مین اہلبیت ہی سے ہوگا لیکن استادُ
ابی العباس مُرسی اسکے مخالف ہین اُن سے اُنکے شاگرد تاج الدین بن عطاءاللہ نقل کرتے ہین کہ
اُنکے نزدیک قطب غیر اہلبیت سے بھی ہوتا ہے اور مین نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات
مین لکھا دیکھا ہے کہ قطبیت بر سبیل اصالت سوائے ائمہ اہلبیت مشہورین کے کسی کو نہین ملتی ہے
اور ان حضرات کے بعد وہ قطبیت جو غیرون کو ملی وہ بحیثیت اُن کے نیابت کے ملی یہانتک کہ
وہ نوبت بہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی پر تمام ہوئی تو آپ نے وہ
مرتبہ قطبیت بالاصالتہ پایا اور بعد آپکے جس نے پایا اُس نے آپ کی عنایت سے پایا اور جب
حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لائینگے تو وہ بھی اُس مرتبہ شریفہ کو بالاصالتہ پائینگے
جیسا کہ اور حضرات ائمہ عظام نے پایا پھر اُسکے بعد لکھتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ سید عبدالقادر قدس سرہ نے
قطبیت بواسطہ اپنے جد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ اتم واکمل پائی اور آپ اجلہ اہلبیت سے
تھے باپ کی طرف سے حسنی تھے اور مان کی طرف سے حسینی اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا سوا زندیق
کے کذا فی فتح المبین اور حضرت نے اپنے بعض اشعار مین بھی فرمایا ہے ؎

وصلت الی العرش المجید بحضرت[۱]	فلاحت لی الانوار والحق اعطانی
نظرت بعرش اللہ واللوح نظرۃ	فلاحت لی الاملاک واللہ سمانی
وتوجنی تاج الوصال بنظرۃ	من خلعۃ التشریف والقرب کسانی

علامہ شیخ محمد فاضل صاحب مزارع الحسنات شرح قصیدہ ہمزیہ مین لکھتے ہین کہ اس ارشاد
حضرت غوث پاک مین کہ ع وقدمی علی الاقطاب جمعاً ہے یہ رمز ہے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قیامت تک رہیگی اور اُن کا نائب بھی منسب ہی کے طریقہ پر ہوگا اور حضرت نے
خود بھی اسی کی طرف اس شعر مین اشارہ کیا ہے کہ ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا[۲]	ابداً علی افق العلی لاتغرب

بعضے اہل اللہ اسکے معنی یہ فرماتے ہین کہ جو معاملہ ہدایت وارشاد کہ اولیا کاملین اولین سے

[۱] پہونچا مین عرش بزرگ پر حضور مین پس چمکین میرے لیے روشنیان اور وہ خدا نے مجھکو دین اور مین نے اللہ کے عرش اور لوح کی طرف ایکبار دیکھا پس روشن ہوگئے میرے لیے ملک اور اللہ نے مجھکو عالی مرتبہ کیا اور تاج وصال دیا ایکبار دیکھنے پر اور خلعت قرب کا لباس عنایت کیا ۱۲ [۲] غروب ہوگئے آفتاب اگلون کے تحقیق اور میرا آفتاب ہمیشہ افق بلندی پر ہیگا غروب نہوگا

متعلق تھا وہ سب حضرت غوثیت مآب پر قرار پایا اور آپ کا وجود مقدس واسطہ فتح ابواب فیوض وبرکات کا ہوا بلکہ کل معاملات ہدایت وارشاد کے بسبب آپ کے تکمیل کو پہونچے حضرت شاہ ابوالمعالی نے اسی مضمون کو یون نظم فرمایا ہے کہ ؎

آن ترک عجم چون زرے حسن طرب کرد	بر پشت سمند آمدہ و صید عرب کرد
چون کاکل ترکانہ برانداخت زمستی	غارتگری کوفہ و بغداد و حلب کرد
خوبان کہ زخوبی چو گل و لالہ نمودند	تا زان ہمہ را زیر قدم کرد عجب کرد
داری خبرے ای شہ جیلی کہ تعالی	بر یاد تو القادر و قادر ہمہ شب کرد

بہجۃ الاسرار مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ اپنے مدرسہ مین کرسی پر فرماتے تھے کہ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور مین اپنے جد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہون اور آپ نے جس جگہ سے اپنا قدم مبارک اُٹھایا اُسی جگہ مین نے اپنا قدم رکھا بجز قدم نبوت کے کیونکہ وہان سوا نبی کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا حضرت سید جعفر کی بحرالمعانی مین لکھتے ہین کہ حضرت سلطان الاولیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مقام محبوبیت مین خاص شہرت رکھتے تھے بخلاف اور محبوبین کے جو مقام محبوبیت مین مستور ہین حضرت غوثیت مآب کی محبوبیت مثل محبوبیت حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشہور ہوئی اسوجہ سے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر تھے پس بہترین اسباب افاضہ عنایات اُس ذات مجمع البرکات کی خلوص محبت اور رسوخ اعتقاد پر ہے اور وہ کل اولیاسے عموماً اور آپ سے خصوصاً حاصل نہین ہوسکتے جبتک اُن بزرگون کے مناقب اور محاسن نہ سنئے کیونکہ جسقدر محاسن اور مناقب کسی بزرگ کے حسن اعتقاد سے سُنے جائینگے اُتنا ہی سُننے والے کو اُن بزرگ سے محبت زیادہ ہوگی ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

تو جیسی محبت اور عقیدت راسخ اور خالص ہوگی اُتنے ہی فیوض اور برکات اُس بزرگ سے زیادہ ہونگے پس اگر کسی بزرگ سے فیض حاصل کرنا منظور ہو تو اُنکے مناقب اور محاسن بحسن ظن وحضور دل سُننا چاہیے تاکہ اُس ذریعہ سے اُنکے ساتھ محبت واعتقاد زیادہ ہو اور اسی وسیلے سے وہ اپنے مطالب پر فائز ہو لہذا اُس سعادت وکرامت کے حصول کے لیے کمترین مریدان وحقیرترین غلامان سلسلۂ علیہ قادریہ اصغر افراد بشر علی انور ابن قدوۂ ارباب شریعت زبدۂ اصحاب طریقت یگانۂ معرفت

خلاصۂ حقیقت حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندر ابن سلطان الکاملین برہان الواصلین القطب الکامل دلستری الشریعۃ والطریقۃ الحامل الباز الاسد الاشہب العلم الفرد الاطیب جدنا ومرشدنا حضرت مولانا شاہ حیدر علی قلندر قدس سرہ الاطہر وکاسہ لیس خوان جرا لوان افاضت وافادت سیدی وسندی ومعتمدی ومکان روحی من جسدی ذخیرۂ یومی وغدی ووظیفۂ نومی ویقظتی امام الہدی مغیث الوری امین القلوب والنہی معدن الفضل والتقی فرید العصر ونظام الزمان قطب الحقیقت والعرفان انسان عیون المحققین وارث علوم الانبیاء والمرسلین النور الاطہر والنور الازہر استاذنا ومرشدنا وجدنا حضرت شاہ تقی علی قلندر قدس اللہ روحہ وطیب مشہدہ ونفعنا بمحبتہ والاقتداء بسیرتہ کے دل ارادت منزل مین حسب فرمائش بعضے اصدقا رخاص ذوی الاختصاص آیا کہ بزرگان دین وسالکان طریق یقین سے دریوزۂ ہمت کرون اور کچھ حالات کرامت سمات حضرت قطب عالم غوث بنی آدم مطلوب طالبین مقصود واصلین واقف مواقف لاہوت عارف معارف جبروت مظہر انوار قنوت مصدر آثار مروت فاتحۂ کتاب ولایت خاتمۂ رسالۂ سیادت وسیلۂ جلیلۂ قرب ووصال ارادتمندان عقیدت تمثال ضیاء مہر انور فلک شرف وکمال مرشدنا ومولانا سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم بند کرون کیونکہ میری استعانت اور امداد دنیا وآخرت مین اُسی ذات کامل الصفات کے توسل پر منحصر ہے ہر چند مجھے کیا لیاقت اور طاقت ہے کہ اُس سرگروہ فواضل ارباب مشاہدہ کے حالات زبان پر لاؤن یا قلم سے لکھون کہ چھوٹا منھ بڑی بات کہی جاتی ہے اسکے علاوہ آپکے مناقب وشمائل بھی حد وشمار سے ایسے بڑھکر ہین جنکا استیفا غیر ممکن ہے مناقب غوثیہ مین ہے کہ صاحب مقامات علیہ وکرامات جلیہ حضرت شیخ احمد گنگوہی اپنے رسالہ مین جو مناقب مشائخ مقربین مین تحریر کیا ہے لکھتے ہین کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بظاہر اوراق اشجار سے کہین زائد اور درختون کی شاخون سے بہت زیادہ ہین اکثر صنادید عارفین بھی اُن پر مطلع نہین ہین اور نہ عبارات وکلام واصفین مین وہ آسکتے ہین اگر لائے جائین تو زبان قلم قاصر ہے اور اگر شمار کیے جائین تو شمار مین نہ آئین یہان پر جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے دریاے ناپیدا کنار سے اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار مین یہی قول امام یافعی کا نقل کرکے لکھا ہے کہ امام یافعی نے یہ تلمیح کی ہے مضمون آیۂ کریمہ ولو ان[1] ما فی الارض من شجرۃ اقلام کی طرف اور محققین کے نزدیک یہ حق تعالیٰ کی اُن نعمتون کا بیان ہے جو اُس نے اپنے اولیاء اور اصفیا پر جو اُسکے خاص بندے ہین افاضہ فرمائین ورنہ اسرار و

---

[1] اور اگر جتنے درخت ہین زمین مین قلم ہون ۱۲

صفات الٰہی اور شیونات غیر متناہی حق جل وعلا اُس تعبیر و تمثیل سے منزہ ہین جو متناہی اور محدود ہے امام موصوف کا یہ قول بیشک و شبہ ٹھیک ہے، اور دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت محبوب سبحانی کی ذات خاص مظہر خوارق عجیبہ و آثار ولایت تھی علامہ شیخ عفیف الدین ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن فلاح یافعی یمنی ثم المکی شافعی اپنی تاریخ مین حضرت کا ذکر ان القاب سے کرتے ہین کہ قطب اولیا رکرام شیخ المسلمین والاسلام رکن شریعت و علم طریقت موضح اسرار حقیقت حامل رایۃ معارف و مفاخر شیخ الشیوخ و قدوۂ اولیا عارفین اکابر استاذ الوجود ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح جیلی قدس اللہ روحہ و نور اللہ ضریحہ اور پھر بہت سے مناقب نقل کرکے لکھتے ہین کہ اُنکی کرامتین حصر سے خارج ہین اور جن علما و ائمہ اکابر کو مین نے پایا انھون نے مجھ سے بیان کیا کہ اُن کی کرامتین متواترہ ہین یا قریب تواتر اور بالاتفاق سب کو معلوم ہے کہ دنیا مین کسی بزرگ سے اتنی کرامتین ظاہر نہین ہوئین جتنی آپ سے اور شیخ محی الدین نووی بستان العارفین مین لکھتے ہین کہ ثقات ناقلین کرامات اولیا سے مین نے سُنا ہے کہ حضرت قطب بغداد شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامتین بہت بڑھی ہوئی تھین اور آپ بغداد مین شیخ سادات شافعیہ و حنبلیہ تھے اور آپ ہی کی ذات عالی پر ریاست علمی منتہی ہوئی بہت سے اکابر آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوے اور آپ کے شاگرد ہوے اور بہت سے حضرات آپ سے ارادت کی سبب سے صاحب حالات عالیہ ہوے بیشمار اعیان اور مشائخ اور علما کا آپ کی تعظیم اور بزرگی پر اجماع ہے اور آپ کا کلام علوم و معارف مین بہت بلند تھا اور امر خلاف شرع مین آپ کو بہت غُصہ آجاتا تھا اور نہایت سخی اور کریم النفس تھے غرضکہ آپکے زمانہ مین آپ کا مثل نہ تھا انتہی بالجملہ میری نیت اس تالیف سے یہ ہے کہ میرا نام جسطرح زُمرۂ غلامان و مریدین سلسلہ علیہ قادریہ مین ہے ویسا ہی آپکے واصفین مین بھی رہے اور یہی حال دیگر محرومان و مہجوران قرب وصال کا بھی ہو کہ اگرچہ وہ مشاہدہ جمال محبوب سے محجوب ہین مگر اوصاف جمال و کمال سُننے سے محروم نہ رہین ؎

دست دریاے کبوتر زد و ناگاہ رسید	مور مسکین ہوسی داشت کہ در کعبہ رسید

اور اس عجالہ شریفہ کا نام **الدُّر المنظم فی مناقب غوث الاعظم** رکھتا ہون اور حضور اقدس مین عرض پرداز ہون ؎

دے دستگیر عاجزان فریاد رس فریاد رس	اے سرپناہ بیکسان فریاد رس فریاد رس
نور دو چشم مرتضےٰ فریاد رس فریاد رس	محبوب خاص کبریا مقبول ذات مصطفا

محبوب سبحانی توئی ہم قطب ربانی توئی	ہم شاہ جیلانی توئی فریادرس فریادرس
از لطف چون کردی نظر کشتی ز دریا شد بدر	اغوثا تو بے خبر فریادرس فریادرس
چون من نباشد دیگری در خیل تو عاجز ترے	چون تو نباشد قادری فریادرس فریادرس
تا چند باشم منتظر بر در گہت ای مقتدر	عمری ندارم چون خضر فریادرس فریادرس
ای پیر پیران المدد وی میر میران المدد	تاج فقیران المدد فریادرس فریادرس

آرزو ہے کہ یہ ہدیہ مورپای تحفہ پیش سلیمان وسیلہ قرب و وصول اُس چشم و چراغ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور یہی میرا جواب نامہ روز شمار ہو اور مین آپ پر نثار ہو کر خودی سے رستگار ہون ؎

اے پیر جہانگیر کہ جان ہر کس	دارد ز درت نیل مرادات ہوس
بر خاک در تو از سر صدق و صفا	من از تو ترا ہمی طلبم اینم بس

تمہید طریقہ حضرات صوفیائے کرام و فضیلت علم تصوف کے بیان مین

علوم خواطر فیض مناظر ارباب بصیرت و افکار و اصحاب علم و اعتبار ہو کہ بمودائے انی جاعل فی الارض خلیفۃ[1] اور بفحوائے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون[2] غایت خلقت انسان کہ خلاصہ اکوان اور نتیجہ ایجاد جہان ہے خلافت حضرت رحمٰن و عبادت و معرفت حضرت خالق انس و جان ہے استحقاق رتبہ خلافت تو اس لیے ہے کہ انسان مین قابلیت صفات متقابلہ کی ہے اور اس طرح پر یہ اسمار متقابلہ آلہی کا مظہر ہو سکتا ہے اور عمارت عالم معنی و صورت مین قیام کر سکتا ہے کیونکہ کل اطوار پر محیط اور دائر ہے اور تمام مراتب پر سائر ابتداء وجود مین پہلی مرتبہ جمادی سے نما اور نما سے مرتبہ حیوانی پر پہونچا اور وہان سے درجۂ انسانی پر آیا جب حلیۂ اعتدال مزاج اور تعدیل قوائے جسمانی اور نفسانی سے مزین ہوا تو من حیث جسم اور نفس کی شبیہ اجرام سماوی ہوا اور بواسطہ اُس تصفیہ کے اُسکے نفس کی لوح پر اگلے اور پچھلے واقعات اور موجودات کی صورتون کا نقشہ بنا پھر جب اس مرتبہ سے ترقی کی اور خیال ماسوا دل سے مٹایا تو ہمت کے قدمون سے حظائر قدس مین پہونچکر مرتبہ مشاہدہ وحدت صرف پر متحقق اور زمرۂ ملائکہ مقربین بلکہ صفت عالی مہیمنین

---

[1] مین کرنے والا ہون زمین مین ایک نائب ۱۲

[2] نہ پیدا کیا مین نے جن اور آدمی کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کرین ۱۲

مین طلق ہوا اُسکے بعد جو کچھ ہوا اُس کو سواے پہونچے ہوے کے کون جانتا ہے اور اس شرافت کا تحقق انسان مین دو کمالون کی آمیزش سے ہوا ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی کیونکہ صرف علم سے بغیر عمل کے کمال حاصل نہین ہوتا بلکہ حسب ارشاد حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے ضلال اور علم اقوال مستدلہ و مشہورہ کے یاد کر لینے کو نہین کہتے ہین بلکہ علم سے مراد مطالب حقیقی کا یقین کرنا ہے چاہے وہ نظر و استدلال سے ہو جیسا کہ اہل نظر کا طریقہ ہے جنکو علما کہتے ہین اور چاہے تصفیہ اور استکمال سے جیسا کہ خاصۂ اہل فقر ہے جن کو عرفا اور اولیا کہتے ہین پس حضرات عرفا اور اولیا جو محض موہبت ربانی اور جذبۂ کرامت یزدانی سے درجۂ کمال پر پہونچے اور مکتب خانہ وعلّمناہ من لدنا علما[1] کے سبق گیر ہوے وہ اشرف اور لائق ہین اور وراثت انبیا علیہم السلام مین یہ برگزیدۂ خلائق اورون سے فائق ہین اس سبب سے قواعد اور اصول عقائد کا جاننا افضل و اکمل ہے کیونکہ طریق نظر اور فکر مین شکوک و شبہات کے خس و خار بیشمار ہین اور قدم عقل وہان بیکار نہایت استدلال کی مناقشہ و اختلاف ہے اور قیاس کی بنیاد محض تخمینہ اور گزاف کرو ما یتبع اکثرھم الا ظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا[2] اہل وسوسہ نے جب بہت جان کھپائی اتب تقلید کی کمند مین عقل کی گردن پھنسائی اُسکے آگے وہ کیا جانین کہ میخانۂ تحقیق سے بادۂ عرفان پیا ہی نہین ہے اور تہذیب اخلاق کے لیے پیر مغان کے قدم پر سر نیاز رکھا ہی نہین عقل کے چراغ سے خدا کی راہ نظر نہین آتی نہ بر ہان کے وسیلہ سے مطلوب کی خبر ملتی ہے کیونکہ وہم و قیاس اُسکے کہین آس پاس نہین ہے

اے گداے خانقہ باز آ کہ در دیر مغان	می دہند آبے و دلہا را توانگر می کنند

جب تک آفتاب نبوت طالب کے دل پر نہین چمکتا مقصود کا راستہ نہین ملتا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ[3]

مصطفےٰ گفتا علی را کای علے	شیر حقی پہلوان پر دلی
لیک بر شیرے مکن ہم اعتمید	اندر آ در سایۂ نخل امید
خوش درآ در سایۂ آن عاقلے	کش نیارد بر دا زرہ ناقلے
ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف

[1] اور سکھایا ہم نے اُسکو اپنے پاس سے علم ۱۲

[2] ان لوگون مین اکثر پیروی کرتے ہین محض گمان کی حالانکہ گمان انکشاف حقیقت مین کچھ بھی کام نہین آتا ۱۲

[3] کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو پیروی کرو میری تاکہ تم کو خدا دوست رکھے ۱۲

گر بگویم تا قیامت مدح او | ہیچ آن را غایت و مقطع مجو
درشب بردیوش گشتہ ہست آفتاب | فہم کن واللہ اعلم بالصواب

طریق تصوف مین جو انوار الٰہی اور فیوض نامتناہی ہین وہ اس سبب سے کہ معرفت اشیا اُس سے کما حقہ از عرش تا فرش ہوتی ہے اِسی وجہ سے راہ حق کے چلنے والے دریای یقین کے غریق ہین کہ جو سنتے ہین حق سنتے ہین اور جو دیکھتے ہین حق دیکھتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنھین کی شان مین فرمایا ہے کہ واشوقاہ[1] الی لقاء اخوانی من بعدی اُن کا صفحۂ ادراک حروف غیر سے پاک ہے اور سر نیاز ہر بے سروپا کے قدم پر خاک نہ اُن کا آئینۂ دل زنگ رکھتا ہے اور نہ بادۂ توحید رنگ سے

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود | ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

یہ وہ گروہ عظیم القدر رفیع المنزلت ہے کہ جو حق کا مشاہدہ اِس طرح کرتے ہین جیسے اور لوگ چودھوین رات کا چاند دیکھتے ہین سے

تا من خبر از طور تصوف دارم | بر ماضی عمر خود تاسف دارم
چون ترک تکلفات رسمی کردم | صد عیش و نشاط بے تکلف دارم

سُنا ہی ہوگا کہ سکندر نے ایک بار نقاشان خطا و چین کو حکم دیا کہ دو متقابل دیوارون پر نقش کرین چنانچہ درمیان مین پردہ ڈال دیا گیا صناعیان شروع ہوئین نقاشان خطا نقوش غریبہ بناتے تھے اور اُستادان چین صفائی اور گھوٹنٹ کرتے بعد پردہ اُٹھانے کے جو کچھ صناعان خطا نے نہایت محنت اور جانفشانی سے بنایا تھا اُس سے کہین عمدہ اُستادان چین کی کاریگری مین دکھلائی دیتا تھا سے

اے دل ز طریق اہل صورت بگذر | آئینہ شو و ز ہر کدورت بگذر
گر نور صفای عارفان سے خواہی | از ہرچہ ترا نیست ضرورت بگذر

مگر یہ نہین ہے کہ جس نے ارادۂ سلوک کیا وہ کمال ہی کو پہونچا یا جس نے اِس وادی مین قدم رکھا اُس نے زلال وصال ہی چکھا بلکہ سے

بسر جام جم آنگہ نظر توانی کرد | کہ خاک میکدہ کحل بصر توانی کرد
تو کز سرای طبیعت نمیروی بیرون | کجا بکوی طریقت گذر توانی کرد
جمال یار ندارد نقاب پردہ ولی | غبار رہ بنشان تا نظر توانی کرد

[1] بہت شوق مجھے اُن بھائیون سے ملنے کا ہے جو میرے بعد ہونگے ۱۲

جس طرح جسم کے لیے دو حالتین ہین صحت اور مرض ویسے ہی روح کے لیے بھی دو حالتین ہین
الا^ا من اتی اللہ بقلب سلیم اور^۲ فی قلوبھم مرض اور جیسے ہر مرض جسمانی کے لیے
سبب اور دوا مخصوص ہے کہ اُس کو سوا طبیب حاذق کے کوئی اور نہین جانتا ویسے ہی مرض روحانی
کے واسطے بھی سبب اور دوا خاص ہے کہ سوا حضرات انبیا اور اولیا کے اُسکے حقایق کو کوئی اور
نہین جانتا مثلاً کسی کو سودا غالب ہو تو اگر وہ صفرا کے علاج مین پڑ جاے تو شفا درکنار مر ہی جائیگا
اسی طرح ہر مرض روحانی کا بھی علاج ہے کہ اُس سے تجاوز نہین کر سکتے پس بغیر مصاحبت حکیم کامل
و مجالست طبیب واصل چارہ کار نہین کہ جو علاج امراض باطنیہ اور حکمت معاملات کو علماً اور ذوقاً
اور تجربتاً جانتا ہو کیونکہ مَن^۳ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً ؎

طفیل ہستی عشق اند آدمی و پری
بیا و سلطنت از ناگہ بپایۂ حسن
ارادتے بنما تا سعادتے ببری
ازین معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری

یٰاَیُّھَا^۴ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؎

خواہی کہ بری راہ بسر چشمۂ حال
ہر کلب کہ تعلیم ز صیاد گرفت
باید کہ شوی خاک رہ اہل کمال
صیدی کہ کند ز روی شرع است حلال

اور ازالہ امراض روحانی اور رعونات نفسانی اور وساوس خفیہ کے لیے کتب اخلاق اور تصوف کا
دیکھنا کافی نہین جیسے مریض ظاہری کو اپنا علاج قانون اور کامل الصناعۃ دیکھکر کرنا شافی نہین ؎

اے فقر تو نور بخش ارباب نیاز
یک دم نظرے برس تسلیم انداز
حزم زہار خاطرت گلشن راز
باشد کہ بہم رہ بہ حقیقت ز مجاز

حضرت عارف ربانی شیخ عبد الوہاب شعرانی انوار قدسیہ مین فرماتے ہین کہ اس بات پر اہل طریق
کا اجماع ہے کہ انسان کو ایسے شیخ کا ڈھونڈھنا واجب ہے جو اُسے اُن صفات کے دور کرنے کا
طریقہ بتاوے جو اُس کو حضرت حق کی طلب سے روکتے ہون اس مین شک نہین کہ امراض باطنیہ کا
علاج واجب ہے جیسا کہ آیات اور احادیث واردہ اسکی متعلق شاہد ہین پس معلوم ہوا کہ جو شخص
شیخ کو طلب نہ کرے گا وہ اللہ اور رسول کا گنہگار ہوگا کیونکہ وہ خود اپنے مرض کا علاج جانتا ہی

۱؎ مگر وہ شخص جو اللہ تعالی کے پاس قلب سلیم لیکر آیا ۱۲ منہ
۲؎ اور اُن کے دلون مین بیماری ہے ۱۲
۳؎ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اس نے اپنے وقت کے امام کو تو وہ جاہلیت کی موت مرا ۱۲
۴؎ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ڈھونڈھو اُسکی طرف وسیلہ کو اور مجاہدہ کرو اسکی راہ مین امید کہ تم فلاح پاؤ ۱۲

نہین اور کتب طبیہ یاد کر کے علاج ہوتا نہین بلکہ علاج کے لیے طبیب عالم اور تجربہ کار چاہیے تو ایسے شخص کے پاس جانا چاہیے اور اسکو تلاش کرنا چاہیے اور یہ نہ کہنا چاہیے کہ طریقہ صوفیہ خلاف کتاب و سنت ہے کہ یہ کفر ہے کیونکہ صوفیہ کے طریقے یہی سب ہین یعنی اخلاق محمدیہ اور سیرت احمدیہ اور سنن الٰہیہ انتہی بجاصل ترجمۂ تحریر رسالہ ارشاد الطلبۃ والمریدین الی طریق علماء العاملین مین فرماتے ہین کہ حضرات صوفیہ کا طریقہ ہی صراط مستقیم اور سب طریقون مین بزرگ اور روشن تر ہے اور یون تو ہر طریقہ اپنی غایات کے لحاظ سے شریف اور عمدہ ہوتا ہے مگر چونکہ اس طریقہ کی غایت حق جل وعلا کی معرفت اور اُن آداب کی شناخت ہے جو حضرت حق سے متعلق ہین اور یہ بھی معلوم ہے کہ معرفت حق اشرف العلوم ہے کیونکہ اُس کا موضوع شریف و عزیز ترین موضوعات سے ہے لہذا معرفت حق کا طریقہ سب طریقون مین افضل ہے اور جو شخص اسکی راہ بتائے وہ اکمل و پیشوا ے رہنمایان ہوگا اور جو لوگ اُس طریقہ پر چلین گے وہ سب سے سعید ہون گے تو جو شخص اپنے نفس کا خیر خواہ ہو اُسپر لازم ہے کہ سوائے اس طریقہ صوفیہ کے دوسرا طریقہ نہ اختیار کرے کیونکہ اس طریقہ کو سعادت ابدی سے خاص ارتباط ہے اور یہ طریقہ علم شریعت و حقیقت کا جامع ہے اور اُس کا برتنے والا مقام شیخی و وراثت نبویہ کاملہ کے لائق ہے پس جو شخص ان اوصاف سے متصف ہو اُسکو شیخ اور وارث اور اُستاذ کہین گے اگر وہ نبی کا تابع ہو اور اگر زمانہ نبوت مین ہو تو نبی کہلائے گا اسی وجہ سے حق تعالی نے جبرئیل علیہ السلام کو بطور اُستادی عالم ظاہر مین انبیا علیہم السلام کی خدمت مین ہماری تعلیم و ارشاد کے لیے متعین کیا تاکہ ہم اپنے اور حضرت حق کے درمیان مین اُن کو واسطہ سمجھین اور یہ بات علحدہ ہے کہ اللہ ہمارے دون مین کوئی بات کسی خاص جہت سے جو ما بین ہمارے اور حضرت حق کے ہے الہام کرے پس انبیا علیہم السلام شاگرد حضرت جبرئیل کے ہوے اور ہم اپنے مرشدین کے اور وہ آنحضرت صلعم کے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور ہمارے مرشدون کے شیخ حقیقی ہین اور ہم سب آپکے شاگرد ہین اور چونکہ یہ طریقہ نہایت عزیز و شریف ہے اسی وجہ سے اسمین آفات بھی ہر طرف سے آپڑتے ہین تو اُس کا اختیار کرنیوالا بھی وہی مرد بہادر ہوگا کہ جس نے کسی بڑے شیخ عالم کا ہاتھ پکڑا ہوگا تو شیخ کو لازم ہے کہ وہ حق تربیت پورا ادا کرے اور مرید پر واجب ہے کہ وہ بھی اپنا حق ارادت اور طریقۂ اطاعت پورا کرے کیونکہ مقام شیخت کی کچھ انتہا ہی نہین ہے خود شیخ بذاتہ ہمیشہ حق تعالی سے زیادتی کا طالب ہے اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ کہہ اے رب بڑھادے میرے علم کو یعنی مجھے اپنا

علم دے اور اس علم کے ساتھ احکام تکلیفیہ کو بتا تو بلحاظ اس امر کے مرشد کا ادب و تعظیم کرنا چاہیے
کیونکہ وہ نائب رسول ہے اُمت کی ہدایت کے لیے اور اُس کا فرض ہے کہ وہ مسلمانون کو خواب
جہالت سے بیدار کرے اور اُن کو دوزخ مین گرنے سے بچائے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وانذر[1]
عشیرتک الاقربین قرب کی دو قسمین ہین ایک قرب طینی دوسرا قرب دینی اور شریعت مین
قرب دینی ہی معتبر ہے اس لیے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ وارث نہین
ہوتے باہم دو مختلف مذہب والے پس اگر دین کا لحاظ نہوتا تو وراثت کو قرابت طینی مین اختلاف
دینی کیون مانع ہوتا اور لوگ امور دینی مین دو طرح پر ہین مدعی اور صادق اور طالب دنیا اور
طالب آخرت اور طالب حق کو حضرات صوفیہ نے ان سب سے بہتر جانا ہے اور اُسکی خوبی بیان
کی ہے اور مریدین کے لیے جو بیماریان ہر مقام مین ہین وہ بھی بیان کی ہین اور یہ بھی کہ قرابت ظاہری
طینی کا کوئی اعتبار نہین اور بہتر یہ ہے کہ انسان مین دونون قرابتین ظاہری و حقیقی جمع ہون تو جو انمین سے
شریعت پر عامل بروجہ حقیقت بوجہ نفاق سے نکلنے کے ہوگا تو اُس کا دل ایمان و یقین مین اُسکے
افعال ظاہری کے مطابق ہوگا اسکو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اور مریدین زمانہ کی طرح اپنے آپ کو
نہ رکھنا چاہیے اور اجوبہ مرضیہ مین لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ ان امراض باطنیہ کا علاج اگر واجب
ہوتا تو ائمہ صحابہ اور تابعین اور مجتہدین اس بارہ مین لکھتے حالانکہ اُن کی کوئی کتاب اس بارہ مین
نہین دیکھی گئی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امراض باطنیہ اُس زمانہ مین نہ تھے اگر ہوتے تو حضرات
مجتہدین ضرور اُن کی دوائین استنباط کرتے اور کتابین تصنیف فرماتے اور لوگون کو ریا اور نفاق
اور عجب وغیرہ سے بچاتے جیسا کہ مسایل فقہ مین کیا ہے کوئی عاقل منصف یہ نہین کہہ سکتا کہ کسی نے
ائمہ دین کسی مین کبر و ریا و حسد یا نفاق دیکھا ہو اور خاموش رہا ہو پس معلوم ہوا کہ جس شخص پر مرض
باطنی غالب ہو تو اسکو ایسے شخص کی تلاش ضروری ہے جو اُسے اُس ورطہ سے نکالے اگر اپنے شہر
اور اقلیم مین نہ پاوے تو سفر کرکے تلاش کرے اور جن لوگون کو خدا نے ان امراض سے بچایا ہے
جیسے مجتہدین اور اُن کے تابعین اکملین تو اُن کو شیخ کی ضرورت خاص اس بارہ مین نہین ہے
اگرچہ وہ زیادتی کمال مین اہل سلوک کے محتاج ہون کیونکہ سلوک کہتے ہین عمل بہ مقتضاے علم کو جو بروجہ
اخلاص ہو اور یہی حقیقت صوفی کی ہے حضرت ابو القاسم قشیری کہتے ہین کہ اول ظہور ان امراض باطنیہ
کا تیسری صدی کے اواخر سے ہے حسب ارشاد آنحضرت علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم[2]

[1] یعنی اپنے قریبی عزیزون کو ڈراؤ ۱۲ [2] بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو اُسکے قریب ہونگے پھر وہ لوگ جو اُسکے قریب ہونگے ۱۲

ثم الذین یلونھم تو جنکی خوبی کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے وہ رتبہ کمال کو
ہو نچے انتہی شعرانی اجوبہ مرضیہ مین لکھتے ہین کہ ابتداء حال مین حضرت امام احمد ابن حنبل
اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا کرتے تھے کہ اے عبد اللہ حدیث کی ملازمت کر اور اُن لوگون کے پاس
نہ بیٹھ جو اپنے کو صوفی کہتے ہین کیونکہ اُن مین اکثر احکام دینی سے جاہل ہوتے ہین جب اُن کو ابو حمزہ
بغدادی کی صحبت نصیب ہوئی اور اُن لوگون کا حال معلوم ہوا تو بیٹے سے فرمانے لگے کہ تو اُنھین
لوگون کی صحبت اختیار کر کہ یہ لوگ علم۔ مراقبہ۔ خوف زہد اور علو ہمت مین ہم سے بہت بڑھے ہوے ہین
نقل ہے کہ ایک رات کو امام احمد بن حنبل کے پاس ایک گروہ اولیا کا ہوا سے اُترا اور اُنھون نے
ان سے اسقدر مسائل شرعیہ پوچھے کہ یہ تھک گئے تب وہ سب ہوا پر اُڑ گئے اُسوقت سے یہ اپنے
بیٹے سے کہا کرتے تھے کہ صوفیہ کی خدمت مین حاضری ضروری جانو کہ اُنھون نے خوف حق اور اسرار
شریعت الٰہی سے وہ پایا ہے جو ہم نے نہین پایا اور جب وہ خود کسی مسئلہ کے جواب سے عاجز
ہوتے تو شیخ ابی حمزہ بغدادی سے پوچھتے کہ اے صوفی تم اس مسئلہ مین کیا کہتے ہو وہ جو جواب دیتے
اُسی کو یہ اپنا مستند کرتے چنانچہ اس کو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ جن کے آخری فقیہ محدث
ابن امین تھے اور اسی کو امام شعرانی نے بھی الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر مین نقل کیا
ہے ابو نعیم کہتے ہین کہ حضرت امام احمد ابن حنبل حضرت حاتم اصم کے پاس حاضر ہو کر پوچھا کرتے تھے
کہ دُنیا سے بچاؤ کیسے ہوتا ہے اور اُس کا جواب باصواب سنتے تھے غرض حضرت امام احمد ہمیشہ
حضرات صوفیہ کے معتقد رہے اور اُنھین سے مستند یہان تک کہ گروہ ابدال سے ہوے اس کو
ایک جماعت حفاظ نے روایت کیا ہے اور آپ قائل تھے سماع صوفیہ کے اور کہتے تھے کہ
یہ لوگ بہت خوش ہین اپنے رب سے اسکو سلفی نے روایت کیا ہے بطریق طبرانی عبد اللہ بن امام
احمد سے اور آپ سماع بھی سنتے تھے جیسا کہ مقدسی کی روایت سے اور پھر ابن جوزی کی روایت
سے تلبیس مین معلوم ہوتا ہے شیخ ابو طالب کی قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل
کہتے تھے کہ مین نے ایک بار اپنے والد سے پوچھا کہ مین نے سُنا ہے کہ آپ معروف کرخی کے پاس
جاتے ہین کیا وہ بھی محدث ہین فرمایا کہ اے بیٹے ان کے پاس تو راس الامر یعنی تقوی اللہ ہے
امام شعرانی[۱] اجوبہ مرضیہ مین لکھتے ہین کہ حضرت امام شافعی صوفیہ کی خدمت مین بہت حاضر ہوتے
تھے اور فرماتے تھے کہ فقیہ کے لیے صوفیون کی اصطلاح جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ بغیر اس کے

[۱] شعرانی منسوب بہ شعران بالفتح ایک پہاڑ ہے بہت سرسبز و شاداب قریب موصل کے ۱۲ منتہی الارب

جانتے ہوئے اُسکو وہ علم حاصل نہین ہوتا ہے جو اُسکے علاوہ ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت
امام شافعی اور حضرت امام احمد مجلس صوفیہ مین جاتے تھے اور ان کے ذکر کی مجلسون مین شریک
ہوتے تھے کسی نے اُن سے پوچھا کہ آپ ان جاہلون کے یہان کیون جاتے ہین کہا انھین لوگون کے
پاس تو راس الامر یعنی تقوی حق عز و جل اور اُسکی محبت اور معرفت ہے انتہی شیخ عبد الوہاب شعرانی
اپنے رسالہ ارشاد الطلبۃ والمریدین مین فرماتے ہین کہ جب طالب اپنے شہر مین کسی شیخ کو نہ پائے
تو اس کی تلاش مین سفر کرے اور جہان ایسا شیخ پائے جو مریدون کی تربیت کی لیاقت رکھتا ہو اُسکی
خدمت مین حاضر ہو اگرچہ وہ مقام اُسکے شہر سے سال بھر کی راہ پر ہو خصوصاً وہ شخص جو ظاہری
یا باطنی مرضون مین مبتلا ہوتا کہ وہ شیخ اپنی حسن معرفت اور سیاست سے اُس مبتلا کو اُس بلا سے
نکالے اور تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ باطنی مرضون کا علاج ظاہری مرضون کی طرح
ضروری ہے اور علاج سے غفلت کرنے مین وعید شدید وارد ہے اور ایسے لائق شیخ کی تلاش
مین وہی شخص سستی کریگا جو خداوند تعالی کی بارگاہ سے مطرود ہوگا اور اس زمانہ کے مریدین کو
دیکھا جاتا ہے کہ وہ اکثر کبائر کے مرتکب ہین تو صغائر کو کون کہے اور پھر اسکے سوا انمین
سے کوئی ایسا نہین ہے جو اس مرض کے دفعیہ کے لیے اُس روحانی طبیب سے جو اُسکے شہر مین
موجود ہے رجوع کرے چہ جائیکہ کسی دوسرے شیخ کے پاس جائے پس طالب کو ضروری ہے
کہ اپنے مین بھی اس بات کو ضرور دیکھتا رہے اگر یہی حالت اُسکی بھی ہو تو اُسے دور کرے اور خدا
سے پناہ مانگتا رہے جامع الاصول مین ہے کہ شیخ ابن حجر کہتے تھے کہ طالب پر واجب ہے کہ شیخ
ثقہ اور مستند کو اختیار کرے نہ متعصب کو اور وہ شیخ متقی اور عارف قواعد شریعت اور حقیقت
کا ہو تاکہ طالب سے رسوم اور عادات کو چھوڑا دے اور اُسکو اپنے اشارہ پر چلائے تو جس کو ان
صفتون سے متصف شیخ ملے اُسپر اُسکا ترک حرام ہے اور اس بارہ مین ادلہ اربعہ بلکہ ساری کتب سماویہ
شاہد ہین تو انسان کو اس سرمایہ نعم حقیقی اور فضائل ذاتی کے جمع کرنے مین کہ جو اُسکا حلیہ ذاتی ہو
اور کسی طرح اُس سے جُدا نہین ہو سکتا سعی بلیغ اور جد و جہد کرنا چاہیے اور شل اور طالبین نعم
خارجی و سعادات مجازی کی جو متغیر اور متبدل اور ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ مین منتقل
ہوا کرتے ہین نہین ہونا چاہیئے اور ایسی خصلت کے حاصل کرنے مین کہ جسمین ممنوعات اور مکروہات
پیش آوین یا خوفناک دور کا سامنا ہو سخت خسارہ ہے اور اس سے بڑھکر کیا خسارہ ہوگا کہ آدمی
اپنے جوہر نفیس باقی کو اس خزف خسیس یعنی دنیاے فانی کی تحصیل مین صرف کرے کیونکہ دنیا اور

دنیا کی چیزون کا یہ حال ہے کہ اگرچہ بکمال مشقت اور شدت محنت سے ہاتھہ بھی آتی ہین اور اُن مین سے
کوئی چیز طالب سے فوت بھی نہین ہوتی ہے تو طالب خود ضرور اُس سے فوت ہو جاتا ہے اور یہ
چیز اسکے بعد اُسکی میراث پانیوالے کو پہونچتی ہے کہ جن مین اکثر ایسے ہوتے ہین کہ خود اُسکے مخالف اور
دشمن ہوتے ہین اس لیے کلام ہدایت فرجام حضرت سید انام علیہ الصلوة والسلام مین مکرر فضولیات
دنیوی سے پرہیز رکھنے بلکہ اُس مین زہد اختیار کرنے کا حکم ہوا ہے کیونکہ حیات دنیوی متاع غرور ہے
ازان جملہ یہ کہ آپ نے فرمایا زہد کر دنیا مین کہ اللہ تجھ کو دوست رکھے اور زہد اُن چیزون مین کر جو
لوگون کے پاس ہے تاکہ تجھ کو لوگ دوست رکھین اور دوسری حدیث مین یون ہے کہ دنیا مین
اسطرح رہ جیسے غریب مسافر اور اپنے کو اصحاب قبور سے شمار کر ارسطاطالیس کا قول ہے کہ
جو شخص کفاف معیشت پر قادر ہو اُسکو زائد کی تلاش نکرنا چاہیے کیونکہ اُسکی انتہا ہی نہین اور
زائد کے تلاش کرنے والے کو بہت مکروہات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وباللہ التوفیق الحاصل طالب
کو اولاً مناسبت دقایق حقایق اور لطائف معارف سے پیدا کرنا چاہیے اور علامت مناسبت
پیدا ہونے کی یہ ہے کہ اُن باتون کے سُننے سے خوش وقت اور بزوق ہو تب البتہ اہل کمال کی
صحبت سے متاثر ہو سکے گا جیسے انسان موزون الطبع شعرا کی مصاحبت اور شاگردی سے شاعر
ہو جاتا ہے اور غیر موزون طبع ہوس شاعری مین رسائل عروض دیکھ کر شاعر ہونا بھی چاہے تو نہین
ہو سکتا یون ہی بغیر مناسبت مذکورہ صرف باتین سُن کے اور کتابین دیکھ اور پڑھ کے آدمی کامل
نہین ہو جاتا اور مناسبت یون حاصل ہوتی ہے کہ پہلے کتب اخلاق و تصوف کسی اُستاد سے سمجھ کے
پڑھے اور اُن پر عمل کر کے ذوق و شوق پیدا کرے پھر طلب راہبر مین مصروف ہو اور اپنے اور اور لوگونکے
خیال کے موافق شیخ کا تجسس کرے کیونکہ اولیا کی معرفت مشکل ہے خدا والا خدا ہی کی تعلیم سے ہاتھ
آتا ہے اور اہل اللہ کو ہر شخص نہین پہچان سکتا کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم سوائی[1]
پیر کامل اُسے کہتے ہین جو شریعت اور طریقت اور حقیقت کا جامع اور ہمہ اوست اور ہمہ از وست کا
قائل اور ظاہر اور باطن مین مجتہدون کا تابع ہو اور کسی امر مین ان کا مخالف و منکر نہو کہ کل حقیقة[2]
ردتھا الشریعة فھی زندقة اُس کو امور دنیا و دین مین اپنے مثل نہ جانے نہ اُسکے افعال
کو اپنے افعال پر قیاس کرے کہ ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	زانکہ ماند در نوشتن شیر و شیر

[1] میرے دوست میری قبا کے نیچے ہین میرے سوا اُن کو کوئی نہین پہچانتا ۱۲ منہ [2] جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے ۱۲

گفت اینک ما بشر ایشان بشر جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

اور یہ وہم بھی بیجا ہے کہ یہ مراتب عالیہ اور مناصب سنیہ اگلون کے واسطے ہوگئے اب کہان ہوتے ہین یہ نہین ہے بلکہ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

انسان کا دل بمنزلۂ سرچشمۂ عالم ملکوت ہے مگر خود اُس نے پانی کی راہ چشمہ کے اندر سے پاٹ کر کئی اور راہین باہر سے کھولدی ہین کہ جن سے گندلا پانی باہر سے آکر چشمہ کے پانی کو خراب کرتا ہے اگر یہی راہین خلوت اور عزلت سے بند کر کے آب فاسد کا آنا نفی خواطر کے ذریعہ سے روکدیا جاوے اور اصلی راستہ ریاضت سے کھول دیا جائے تو پھر یہی دل منبع حیات ہوسکتا ہے اور ایسے نفس سے مردہ دل زندہ ہوسکتے ہین اور یہ سب شیخ کامل کی بدولت حاصل ہوسکتا ہے تو جب طالب کو ایسا کامل ملے تو وہ اپنے کو اُسکے سپرد کردے کہ وہ اُسکو بعد قبول کرنے کے مشیمۂ طبیعت سے باہر لائے اور دوسری بار متولد کر کے فضاے ملکوت مین پہونچاے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ کوئی نہین داخل ہوسکتا ملکوت آسمان و زمین مین جب تک دوبارہ نہ پیدا ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود مرید مین استعداد کمال مثل بیضۂ مرغ کے ہے جسمین استعداد اُڑنے کی موجود ہے تو اگر کسی ایسے جوان مرغ قابل تصرف و ہمت کے حمایت مین رکھا جاے کہ جسکی ذات مین ہیجان قوت تولید اور تفریخ غالب ہو اور وہ ایک مدت تک تصرفات حیات روحانیت اور خواص کمال طیریت اُس بیضہ مین نافذ کرے تو آخر مین وہ حالت بیضگی سے صورت طائری مین آجائے گا اور وہی استعداد حاصل کرے گا اور اگر بیضہ کو ایسے مرغ کے نیچے رکھین کہ جسمین نہ قوت طیران ہو اور نہ وہ مرتبۂ بلوغ اور تفریخ پر پہونچا ہو تو جب تک جاہین رکھا رہنے دین نہ استعداد وجود طیریت اُسمین پیدا ہوگی اور نہ وہ اصلاح کے قابل ہوگا اسی طرح اگر مرید صادق اپنے آپ کو کسی شیخ کامل سے کہ جو مرتبۂ تکمیل کو پہونچ چکا ہو تصرف مین دیدے اور سیر اور طیر اور سلوک اور جذبہ اُسمین پیدا ہوچکا ہو تو اُس کے بیضۂ وجود سے بھی مرغ حقیقت اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[1] پیدا ہو کر فضاے ہویت مین اُڑے اور اس سے بھی توالد و تناسل ظاہر ہو اسی طرح اگر مرید اپنے کو کسی شیخ ناقص کے تصرف مین دے تو اسکی استعداد کمال انسانی بھی فاسد ہوجائے

[1] بیشک پیدا کیا اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر ۱۲

اور وہ نہ مقام رجال پر پہونچے نہ مرتبہ کمال پر پہونچے پس جیسے بمقتضے حکمت بالغہ اور سنت جاریہ الہیہ کا عالم صورت مین یہ ہے کہ توالد اور تناسل اور بقاے نوعی بغیر ازدواج متوالدین اور رابطہ شہوت اور تاثیر اور تاثر کے نہین ہوسکتا ہے یون ہی عالم باطن حقیقت آدمی مین عبودیت محضہ پیدا نہین ہوسکتی جب تک مرید اور مراد مین اتحاد اور رابطہ محبت واطاعت اور قبول تصرفات مراد نہ موجود ہو اور یہی ولادت ثانیہ ہے کیونکہ اگرچہ لڑکے کا وجود بغیر باپ کے بھی قدرت الہی مین ممکن ہو جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کا وجود لیکن حکمت سے ممنوع ہے یون ہی مولود معنوی کا وجود بغیر ازدواج مرید و مراد کے اگرچہ قدرت مین ممکن ہے جیسے بعض مجاذیب کا وجود لیکن حکمت مین دشوار ہے اور اگر ہو بھی تو اس مین بہت آفات ہین جیسی حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت کہ بعض نصاری کی ضلالت کا باعث ہوی وہ لوگ اُن کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے یون ہی کوی مجذوب جو خلاف طریقہ ارشاد شیخ کامل مکمل کے صاحب کشف ہو تو اُس سے بھی آفات ظاہر ہونگی توقع زائد ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد	از رہگذر خاک سر کوے شما بود

وصل تحقیق معنی و حقیقت ولایت کے بیان مین

ولایت کے لغوی معنی قرب کے ہین اور اصطلاح مین تخلق باخلاق الہی اور بقا بعد الفنا اور صحو بعد المحو کو کہتے ہین حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری[۱] رسالہ قشیریہ مین لکھتے ہین کہ ولی کے دو معنی ہین ایک فعیل بمعنی مفعول جیسے قتیل اور جریح اور وہ وہ شخص ہے جسکے امور کا حق تعالی متولی ہو جیسا کہ فرماتا ہے وهو يتولى الصالحين اور حق تعالی ایک گھڑی بھی اُسکو اُسکے نفس کی سپردگی مین نہ دے بلکہ خود ہی اُس کا ذمہ دار ہے[۲] دوسرا فعیل صیغہ مبالغہ ہے بمعنی فاعل جیسے کریم اور علیم پس ولی وہ ہے جو بندگی حق اور اسکی اطاعت اور عبادت کا ذمہ دار ہو اور اُن کو برابر بلا قصور اور نسیان اور فتور اور عصیان کے بجا لاتا ہے اور یہ دونون وصف ولایت کیلیے ضروری ہین اور ولی پر واجب ہے قائم ہونا اداے حقوق اللہ مین پورے طور پر اور یقین کرنا کہ حق تعالی ہمیشہ اُس کا محافظ ہے خوشی اور مصیبت مین اور ولی محفوظ ہوتا ہے جیسے نبی معصوم ہوتا ہے اور جو شخص کہ خلاف شریعت ہو وہ مغرور اور مکار ہے علامہ سید شریف کہتے ہین کہ ولی

---

[۱] قشیری بالضم و فتح شین نام پدر قبیلہ ہوازن و منتسب [۲] یعنی وہ نیک کامون کا ذمہ دار ہے ۱۲

بروزن فعیل معنی فاعل وہ ہے جو مواظبت کرتا ہو طاعت پر بلا کسی معصیت کے اور بمعنی مفعول وہ
ہے جبپر احسانات الٰہیہ اور انعامات نامتناہیہ پے درپے ہوتے ہون اور ولی کی ولایت سے
مراد اُس کا قرب ہے تو ولایت ایک قرابت حکمیہ ہے جو حریت یا موالات سے حاصل ہوئی ہے
قیصری فصل ثانی مقصد ثانی مقدمہ شرح قصیدہ فارضیہ مین لکھتے ہین کہ ولایت ماخوذ ہے ولی سے بمعنی
قرب کے اسی واسطے حبیب کو ولی کہتے ہین کہ وہ قریب ہوتا ہے اپنے دوست سے اور اصطلاح
مین قرب حق کو ولایت کہتے ہین اور اُسکی دو قسمین ہین ولایت عامہ اور ولایت خاصہ ولایت
عامہ کل مومنین صالحین کو حاصل ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اللّٰہ ولی الذین امنوا یخرجھم[1]
من الظلمات الی النور سے معلوم ہوتا ہے اور ولایت خاصہ سے مراد فنا ہونا ہے ذات اور
صفات اور افعال حق مین پس ولی اُسکو کہین گے جو اللہ مین فانی ہو اور قائم اور ظاہر ہو بعد
اُس کے اسماء و صفات کے ملا اسمٰعیل حقی تفسیر روح البیان مین لکھتے ہین کہ ولایت کی دو قسمین
ہین ایک عامہ دوسری خاصہ عامہ مشترک ہے تمام مومنین مین کما قال اللہ تعالے اللّٰہ
ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور اور ولایت خاصہ خاص ہے واصلین
الی اللہ کے لیے اور ولایت سے مراد ہے فانی ہونا بندہ کا حق مین اور باقی ہونا اُس مین تو
ولایت کے واسطے کرامات کونیہ شرط نہین ہین کیونکہ وہ غیر ملت اسلامیہ مین بھی پائی جاتی ہین
البتہ کرامات قلبیہ شرط ہین جیسے علوم الٰہیہ اور معارف ربانیہ اور ایسا بھی ہوا ہے کہ کبھی یہ دونون
کرامتین ایک ہی شخص مین پائی گئی ہین جیسے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ ابومدین مغربی
قدس سرہما کہ اہل مشرق مین حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا سا اور اہل مغرب مین حضرت ابومدین
کا سا خوارق عادات مین کوئی نہین گذرا اور اُن مین علوم معارف قلبیہ بھی تھے اور کبھی کسی ولی
مین کرامت قلبیہ زیادہ پائی جاتی ہے اور کبھی کسی سے کرامت کونی پائی ہی نہین جاتی کرامت کونیہ
سے مراد پانی پر چلنا ہوا مین اُڑنا تھوڑی دیر مین بڑی منزل طے کرنا وغیرہ یہ راہبون اور فلسفیون
سے بھی واقع ہوتے ہین اور حق یہ ہے کہ یہ دونون قسمین اللہ کی بخشش ہین وہ جسکو چاہے عطا
فرمائے قیصری مقدمہ شرح فصوص الحکم مین لکھتے ہین کہ ولی فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو کہتے ہین اور
فنا سے مراد یہان مطلق ذات بندہ کا معدوم ہونا نہین ہے بلکہ جہت بشریت کا جہت ربانیہ مین
فنا ہو جانا اور یہ حاصل نہین ہوتا بغیر حق سبحانہ کی طرف توجہ تامہ کے کیونکہ اسی توجہ سے جہت حقیت

[1] اللہ ولی ہے ایمان والون کا کرجن کو نکالتا ہے اندھیرون سے روشنی کی طرف ۱۲

غالب ہوتی ہے اور جہت خلقیت مغلوب یہان تک کہ وہ جہت خلقیت بالاصالۃ فانی ہوجاتی ہے
جیسے سوکھی لکڑی آگ مین ڈالی جائے تو وہ بسبب آگ کے قرب اور استعداد قبول ناریت کے
نیز بسبب اُس قابلیت کے جو اُسمین پوشیدہ ہے پہلے گرم ہوتی ہے پھر تھوڑا تھوڑا سلگ کر آگ
ہوجاتی ہے اور اُس سے بھی وہی باتین حاصل ہونے لگتی ہین جو آگ سے جیسے جلانا پکانا روشن
کرنا وغیرہ حالانکہ پہلے وہ کوئلا ایک چیز کدر بارد تھا اور یہ عبد کی فنا تعینات حقانیہ وصفات ربانیہ
کے ساتھ عبد کے متعین ہونے کا باعث ہوتی ہے اور اسی کو بقا بالحق کہتے ہین تو تعین بندہ سے
مطلقاً رفع نہین ہوتا ہے بلکہ بندہ ہمیشہ بقا حق باقی رہتا ہے جماعت ملحدین اس فنا سے مراد
محو عینی سمجھے ہین اس وجہ سے زندقہ مین پڑگئے اور عذاب و ثواب اُخروی سے انکار کرنے لگے
اور سمجھے کہ جیسے وحدت سے کثرت مین آئے ہین ویسے دوبارہ پھر اُسی طور سے کثرت سے
وحدت مین جائینگے اور یہ کثرت اُس وحدت مین مضمحل ہوجائے گی حالانکہ یہ نہین سمجھے کہ کسی
کامل سے عجز اور نقصان اور احتیاج زائل نہین ہوتی تو معنی رجوع بہ وحدت کے کیا ہونگے
اگر رجوع بہ وحدت موت کے بعد خیال کیا ہے تو کافر و زندیق ہین کہ عذاب اُخروی کے منکر
ہین اور انبیا علیہم السلام کے ارشادات کو باطل سمجھتے ہین نعوذ باللہ منہا نہین دیکھتے کہ موت کامل
اور غیر کامل کسی کو نہین چھوڑتی کہ انک[1] میت وانہم میتون البتہ کامل کو موت کا کچھ کھٹکا
نہین ہوتا بخلاف ناقص کے جیسا کہ داراشکوہ نے حسنات العارفین مین لکھا ہے ؎

از مرگ نباشد اہل دل را آزار	وز خواب نترسد چو بود دل بیدار
گر جان تو جسم را بیند اخت چہ باک	چون کہنہ شود پوست بیند از د مار

اور حضرت مولانا روم فرماتے ہین ؎

مرگ تبدیلی کہ در نورے شوی	مرگ نے مرگی کہ در گورے شوی

قیصری لکھتے ہین کہ ابتدای ولایت انتہای سفر اول ہے جو مراد ہے سفر خلق سے طرف حق کے
بوجہ دور کرنے تعشق مظاہر اور اغیار کے اور قیدون اور حجابون سے خلاصی اور منازل اور
مقامات پر عبور کرنے اور مراتب اور درجات حاصل کرنے کے یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ فنا علمی ہی
وہ فنا ہے جو عارفین ارباب شہود حالی کو حاصل ہوتی ہے جب کہ وہ ذاتاً وصفاتاً باقی بحق ہوتے
ہین جیسا کہ بعضے عارفین نے مجرد علم توحید گمان کیا ہے ایسا نہین ہے علم عشق اور ہے اور حال

[1] بیشک تو مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہین ۱۲

اس کا اور ہے اکثر لوگ ہین کہ عاشق کے عشق کا اُن کو علم ہوتا ہے لیکن وہ خود عاشق نہین ہوتے
پس حق یہ ہے کہ اظہار مرتبہ فنا کا بغیر اُسکے ذائقہ چکھے خفا ہے اور اُس کا اظہار اُسکے نہ پانے
والے سے اخفا حقیقت فنا کا علم خاص اللہ ہی کو ہے کسی دوسرے کو ممکن نہین مگر یہ کہ وہ اپنے
جس کامل بندہ کو چاہے عطا کرے اور یہ شہد شریف اور تجلی ذاتی اعیان کی فانی کرنے والی
بالاصالۃ اُسکو حاصل ہو جیسا کہ خود فرماتا ہے فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکًّا وخرّ موسیٰ صعقا[1]
حضرت ابوعلی جوزجانی کہتے ہین کہ ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدہ حق مین باقی
اور اُسکو اپنے نفس کی کچھ خبر نہ ہو اور نہ غیر حق سے سکون و قرار ہو۔

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک شخص سے فرمایا کہ تو ولی ہونا چاہتا ہے کہا ہان
فرمایا کہ دنیا اور عقبیٰ مین سے کسی چیز کی طرف رغبت نہ کر اور اپنے نفس کو خدا کے لیے فارغ کر
تاکہ روے دل تیرا حق کی طرف رہے۔

نقل ہے کہ حضرت ابویزید بسطامیؒ ایک شخص کی ملاقات کو گئے اور وہ مشہور ولی تھا آپ جب
اُس کی مسجد کے قریب ہو پہونچے تو اُسکے انتظار مین ٹھہر گئے جب وہ شخص باہر نکلا تو اُس نے قبلہ رو
ہو کر تھوکا آپ فوراً بلا اُس سے سلام و کلام کیے ہوے وہان سے چلے آے اور فرمایا کہ یہ شخص
جب کسی ادب پر آداب شریعت سے امین نہین ہے تو خدا کے اسرار پر کیسے امین ہوگا حضرت
ابوسعید خراز کہتے ہین کہ جب اللہ کو اپنے کسی بندہ کو ولی کرنا منظور ہوتا ہے تو اُسکو اپنے یاد کی توفیق
دیتا ہے جب اُس کو ذکر سے لذت ہونے لگتی ہے تب اُسکو اپنا قرب عنایت کرتا ہے پھر اُس کو
مجالس اُنس مین اُٹھا کر اور توحید کی کرسی پر بٹھا کر حجابات اُس سے اُٹھا دیتا ہے اور مقام
فردانیت پر فائز کر کے حجابات جلال اور عظمت کے بھی اُٹھا دیتا ہے جب اُس کی نظر عظمت
اور جلال پر پڑتی ہے تو وہ فانی ہو کر بقاء حق سے باقی ہو جاتا ہے اور حفظ الٰہی مین آکر اپنے نفس
کے دعوون سے پاک ہو جاتا ہے اور ولی فانی ہو جاتا ہے اور ولی سے خوف ساقط نہین ہوتا
بلکہ اُس پر غالب ہوتا ہے اور اگر بعضون سے زائل بھی ہو گیا تو یہ نادر ہے کیونکہ ہیبت اُس سے
زائل نہین ہوتی اور ولی پر غالب اُس کی حالت محو مین یہ ہے کہ وہ صادق ہو ان چیزون مین
ایک اداے حقوق اللہ مین دوسرے شفقت اور رفق مین خلق اللہ پر ہر حال مین تیسرے ایذاے
خلق سے پروا نہ کرنے مین چوتھے اللہ سے خلق پر احسان چاہنے مین بلا اُن کی طلب کے پانچوین

[1] جب تجلی کی اُسکے پروردگار نے پہاڑ پر تو کر دیا اُسکو ٹکڑے ٹکڑے اور گر پڑے موسیٰ بیہوش ہو کر ۱۲ منہ

خلق کی نجات کے لیے ہمت مصروف کرنے مین چھٹین عوض نہ لینا خلق سے اُنکی ایذا دہی پر ساتوین اپنے نفس کو روکنا خلق کے مال سے آٹھوین زبان بند رکھنا خلق کے حال سے نوین آنکھ بند کرنا خلق کی بُرائیون کی طرف سے دسوین دنیا و آخرت مین کسی کا دشمن نہ ہونا انتہی مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز مین ہے کہ ولی اُس کو کہتے ہین جو ذات اور صفات الٰہی کو اپنے امکان بھر جانتا ہوا اور عبادت پر مداومت رکھتا ہوا اور گناہون سے بچتا ہوا اور اپنے آپ کو دریاے لذات و شہوات مین ڈوبنے سے بچاتا ہوا انتہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ولی وہ ہے کہ جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب حدیث شریف ھُمُ الَّذِینَ اِذَا رُءُوا ذُکِرَ اللہ کے یعنی اولیا اللہ وہ ہین جنکے دیکھنے سے خدا یاد آئے انسان کا دل ذاکر ہو جاے اور صحبت اُنکی مفید معلوم ہو حدیث شریف مین ہے ھُمْ جُلَسَاءُ اللہِ وَھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ یعنی اولیا اللہ خدا کے جلیس ہین اور وہ وہ قوم ہین جنکا ہم صحبت بدبخت نہین ہوتا۔ اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور امام احمد نے عبدالرحمن بن غنم اور اسما بنت یزید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ نیک بندے اللہ کے وہ لوگ ہین جن کو دیکھکر خدا یاد آئے یعنی اُن کو تعلق اور استحقاق مین جناب کبریاے حق سے یہ مرتبہ ملا ہے کہ جسکے آثار و انوار اُن کے چہرون و حالات و اطوار سے ایسے ظاہر ہین کہ جب آنکھ اُن کے جمال پر پڑتی ہے تو خدا یاد آجاتا ہے کیونکہ نشانات عبادت و صلاح اُن کے چہرون سے ظاہر ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اُن کا دیکھنا بمنزلہ خدا کی یاد کے ہے جیسے کہتے ہین کہ عالم کے چہرہ پر نظر ڈالنا عبادت ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صلحا کے دیکھنے سے نور ایمان ایسا اُس شخص کے باطن مین آتا ہے کہ دل روشن ہو جاتا ہے حدیث مین آیا ہے اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ[1] یہ حدیث معنی اول کے لیے مصداق ہے۔

نقل ہے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ گھر سے برآمد ہوتے تھے تو جن لوگون کی نظر آپ کے روے مبارک پر پڑتی وہ کہتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مَا اَشْرَفَ ھٰذَا الْفَتٰی[2] اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مَا اَکْرَمَ ھٰذَا الْفَتٰی[3] اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مَا اَشْجَعَ ھٰذَا الْفَتٰی[4] پس آپ کا دیکھنا کلمہ پڑھنے کا باعث

---

[1] حضرت علی کا منھ دیکھنا عبادت ہے ۱۲ منہ [2] نہین ہے کوئی معبود سواے اللہ کے کیسا بزرگ یہ جوان ہے [3] نہین ہے کوئی معبود سواے اللہ کے کیسا سخی یہ جوان ہے ۱۲ منہ [4] نہین ہے کوئی معبود سواے اللہ کے کتنا بہادر یہ جوان ہے ۱۲ منہ

ہوتا تھا حضرت شیخ عبدالحق ترجمہ مشکوٰۃ مین بعد اِس بیان کے فرماتے ہین کہ ایک دن مین بازار
تک مین سر جھکائے غافل چلا جاتا تھا ناگاہ سر اُٹھایا تو ایک مرد پر میری نظر پڑی تو بے اختیار
میری زبان سے نکلا[1] لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو
علیٰ کل شیءٍ قدیر غالب یہ ہے کہ اِس حال کا واقع ہونا مصداق اُسی حدیث کا ہو۔
دوسرے جزو حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اور بدتر بندے خدا کے وہ ہین جو چغلیون مین جاتے ہین سخن چینی
کے لیے اور جُدائی ڈلواتے ہین دوستون مین سخن چینی و غمازی سے اور اچھے لوگون مین عیب
نکالتے ہین جو لوگ کہ گناہ اور فساد اور عیب سے پاک ہین اُن کو بھی گناہ و فساد کی تہمت لگاتے
ہین علامۂ شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین لکھتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر حضرت جناب امیر کے
چہرۂ مبارک کو دیکھتے تھے ایک بار حضرت صدیقہ نے پوچھا کہ اِس کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا
کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ علی کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے اور یہ
حدیث حسن ہے اور ابن سمّان کی روایت مین ہے کہ حضرات ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما مزار اقدس
حضرت نبوی صلعم کی زیارت کو تشریف لائے وفات شریف کے چھ روز بعد تو حضرت علی نے
حضرت صدیق سے فرمایا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آگے چلیے حضرت صدیق نے فرمایا کہ مین اُس شخص کے
آگے کیسے چلون جسکی شان مین آنحضرت صلعم کو فرماتے سُنا ہے کہ علی کا رتبہ میرے نزدیک وہ ہے جو
میرا رتبہ ہے میرے رب کے یہان حدیث اَلنظر الی وجہ العلی عبادۃ[2] کو طبرانی اور حاکم نے
حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور اس کی سند مین حسن ہین سے

حبذا قومی کہ دید حق بود دیدار شان	محو باشد در شہود سرّ غیب اسرار شان
جملہ در کعبِ فنا از ہستی خود رستہ اند	لیک پندارند خواب آلودگان بیدار شان
گرچہ اندر دند خورشید جمال خود بجل	شرق و مغرب گرفتہ پرتوِ انوار شان
از خدا خواہند ستر ذات خود در ذات او	این بود ساعت بساعت سر استغفار شان
ریختہ باران عرفان از سحاب مکرمت	شستہ نقش حرف غیر از صفحۂ پندار شان
ہر کسی را با خود از سودای دل بازار ہا	از آتش شوق محبت گرمی بازار شان
یکدم از طوف در و دیوار شان نشین کہ ہست	صد کشایش اندر و صد بہشتی اندر دیوار شان

[1] نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اُس کا شریک نہیں اور اُسی کا ملک اور اُسی کے لیے تعریف ہے
اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے ۱۲ منہ [2] دیکھنا علی کے چہرے کی طرف عبادت ہے ۱۲

کارشان جز نفی ذات و صفت و فعل خویش نیست	ای خدا چہ بود کہ جامی اگنی در کارشان

بہجۃ الاسرار مین ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ولایت
ظل نبوت ہے اور نبوت ظل الٰہیت نبوت مستفاد ہے وحی ملک اور غیب ازل سے اور ولایت
مطالعہ روح کشف اور ملاحظہ مطالع بیان سے بذریعہ اُس صفا اور طہارت کے کہ جس سے
کدورات بشریت جاتے رہین اور اسرار الآیش سے پاک ہو جائین تو انبیا مصادر حق ہوے اور
اولیا مظاہر صدق نبی کا معجزہ اس لیے ہوتا ہے کہ اُس سے وحی کے محل کا اور معانی
حکمت کے اسرار اور کمال قدرت الٰہی کا اظہار ہو اور نبی کے قول کی تصدیق اور اُسکے حکم کی
شاہراہ واضح ہو تاکہ منکرین کی حجتین قطع ہون اور ولی سے کرامت کا ظہور اس وجہ سے ہوتا ہے
کہ اُسکی استقامت قانون ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح ہو تو سر ولایت کا بیان کرنا نقص ہے
بلکہ اُس کی نسیم عنایت کا منتظر رہنا ہی کرامت ہے اور کرامت سے مراد نور الٰہی کے انعکاس کا اثر
ہے ولی کے قلب پر کہ جو اُس کو چشمہ نور کل سے بواسطہ فیض الٰہی کے ملا ہو اور یہ ولی پر ظاہر
نہین ہوتا بغیر اُسکی بے اختیاری کے انتہی بقدر الضرورۃ شرح گلشن راز مین ہے کہ ولی مثل
ماہتاب کے ہے کہ جو آفتاب نبوت سے روشنی حاصل کرتا ہے اور بوجہ اس استفادہ کے اُس کا
تابع ہوتا ہے اور اسی تبعیت اور وراثت سے خلق کو حق کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور حقیقت
نبوت ہر نبی مین ایک صفت کمال کے ساتھ ظاہر ہوئی اور وجود سراپا جود حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم مین تمام صفات کمال کے ساتھ مع زیادتی مرتبہ ختم نبوت کے نقطہ اخیرہ دائرہ نبوت
مین ظاہر ہوئی اسی طرح حقیقت ولایت بھی ہر فرد مین افراد اولیا سے بہ تبعیت اور وراثت انبیا
کے کسی ایک صفت کے ساتھ اوصاف کمال سے ظاہر ہوئی ہے اور وجود حضرت خاتم الاولیا
امام مہدی علیہ السلام مین بکمال تبعیت اور وراثت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم بتمام
صفات اور کمال کے ساتھ مع زیادتی مرتبہ ختم ولایت کے نقطہ اخیرۂ دائرہ ولایت مین ظاہر
ہوگی پس ولی تابع ہے اور نبی متبوع وہ مستفید ہے یہ مستفاد وہ ماہتاب ہے یہ آفتاب فرق
یہ ہے کہ ولی مین صرف مرتبہ ولایت ہے اور نبی مین نبوت اور ولایت دونون ہین اور رسول
مین نبوت اور ولایت اور رسالت تینون ہین مگر ختمیت نہین اور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم جامع کل مراتب کے ہین تو جو شخص کہ کامل متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے
اور تمام حالات مین قدم سعی اور اجتہاد راہ اطاعت اور انقیاد دین رکھتا ہے اور بظاہر و باطن اقوال

وافعال مین سرِ مو شریعت سے تجاوز نہین کرتا اور مرتکب جمیع اوامر ہوکر مناہی سے باز رہتا ہے تو وہ ولی شریعت اور طریقت مین نبی کا ہمدم و ہمراز ہوتا ہے یعنی جسطرح نبی کو مقام محبوبیت حاصل ہوتا ہے ویسا ہی ولی بھی بسبب حسن متابعت نبی کے اُس مقام کا واصل ہوتا ہے ؎

ولی از پیروی چون ہمدم آمد — نبی را در ولایت محرم آمد
کسی مردی تمام است از تمامی — کند با خواجگی کار غلامی
چو شد در دائرہ سالک مکمل — رسد ہم نقطہ آخر با دل
بقائی یابد او بعد از فنا باز — رود انجام رہ دیگر بآغاز
دگر بارہ شود مانند پرکار — بر آن کاری کہ اول بود برکار
شریعت را شعار خویش سازد — طریقت را دثار خویش سازد
چو کرد او قطع یکبارہ مسافت — نہد حق بر سرش تاج خلافت

اور ہر ایک طور نبوت اور ولایت کے احکام وخواص علیحدہ ہین ارباب شہود نے بہ نور نبوت وتائید روح القدس دیکھا ہے کہ نہایات عقلا بدایات اولیا ہین اور نہایات اولیا بدایات انبیا کیونکہ حق جل وعلا شانہ نے آدمی مین ہر قوت کو قوای جسمانی اور روحانی سے مدرکات کے لیے پیدا فرمایا ہے مثلاً بینائی کو دیکھنے والی چیزون کے لیے اور شنوائی کو سننے والی باتون کے واسطے تو جیسے دیکھنا سمع کا اور سننا بصر کا کام نہین یون ہی عقل کو اولیات کے ادراک کیلیے پیدا کیا اور غوامض نظری کا ادراک اُسکی طبیعت اصلی سے خارج رکھا مثلاً لکھنے کی خاصیت بالطبع سیدھے ہاتھ مین رکھی گئی ہے اگر کوئی چیز بیر سے لکھی جاے تو دشوار ہے اور خلاف طبیعت بھی اُسی طرح احکام اور خواص طور ولایت کا جاننا بھی مدرکات عقلی سے نہین ہے بلکہ ان کی شناخت ظہور نور طور ولایت پر موقوف ہے اور وہ وہ نور ہے کہ جو صحراے ملکوت مین وادی ایمن سے اُس شخص پر فائز ہوتا ہے کہ جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت مین اپنے آئینہ عقل کو بخارات طبیعت کے ظلمات سے صاف رکھا اور وہم وخیال کے پردون سے باہر رہا اُس نور کی ظہور کی علامتون مین سے سب بڑی علامت یہ ہے کہ وہ شخص عجب وتکبّر سے پاک ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نور جس وقت قلب مین آتا ہے تو دل کھلجاتا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اسکی کوئی علامت بھی ہے فرمایا ہان خانۂ غرور سے دور رہنا اور خانۂ باقی کی طرف متوجہ ہونا اور موت سے پہلے موت کیلیے آمادہ ہونا اور یہ طور ولایت ورای طور عقل ہے اور اُسکے مدرکات بھی مخصوص ہین کہ جنکے ادراک سے

عقل قاصر ہے اور عقل اُن مدرکات کے اسرار سے ویسے ہی قاصر ہے جیسے وہم ادراک معقولات سے قاصر ہے اور جس طرح مدرکات عقلی دو قسم کے ہین ایک بعضے اولیات کہ جو بے ترکیب مقدمات کے ادراک مین آتی ہین اور دوسرے وہ بعضے نظریات جنکا ادراک ترکیب مقدمات پر موقوف ہے اسی طرح سے مدرکات طور ولایت بھی دو قسم کے ہین بعضون کی نسبت طور ولایت کے ساتھ ایسی ہوتی ہے جیسے اولیات کے نسبت طور عقل کے ساتھ اور بعضون کی نسبت طور ولایت کے ساتھ ایسی ہے جیسے غوامض نظری کی نسبت طور عقل کے ساتھ بالجملہ احکام وخواص طور ولایت بہت سے ہین منجملہ اُن کے ایک ادراک حق جل شانہ کا بغیر ترکیب مقدمات عقلی کے ہے دوسرے ادراک سِر قُربِ حق کا ہر موجودات کے ساتھ تیسرے زمان ومکان کی قید سے نکلنا تو جو شخص ان دونون سے باہر نہ ہوا اُس کا طیران ازل مین متصور نہین ہو سکتا کیونکہ ازل مراد ہے بدایت عالم لازمان سے اور اس نظر مین ماضی ومستقبل کچھ نہین رہتا اور لیس عند اللہ صباح ولا مساء[1] کا راز کھُل جاتا ہے ؎

بانگ بر ابلق[2] زمانہ زند		پس بیک تگ ز آسمان بجہد
آسمان را چو زیر پا آرد		تا سرِ کوے لامکان[3] بجہد
چون رسید او بنا[4] کجا آباد		بجز از خویشتن نہان بجہد

چوتھے ادراک طے زمان ومکان وسِر قیامت وحشر اجساد وحقائق واحوال نشاۃ ثانیہ کا اور کمال ایمانی بطور نبوت کے اور اقرار بعجز ادراک غوامض معارف اور فہم رموز واشارات انبیاے کہ یہ بھی خواص طور ولایت سے ہین پانچوین ظہور سلطان عشق کا اور اسکی عزت اور غرابت اور مرارت وحلاوت کا وصال اور فراق مین ؎

عقل در کوی عشق رہ نبرد	تو ازان کور چشم چشم مدار

اور یہ مراتب خاص آدمیون کے لیے ہین ان مین ملائکہ کا حصہ نہین ہے کیونکہ خطاب یحبہم ویحبونہ[5] انھین کی طرف ہے آدمی قوت جاذبہ عشق سے قید ہستی سے خلاصی پاجاتا ہے اور ملائکہ اگرچہ قوت کمال عقلیہ رکھتے ہین لیکن بحکم وما منا الا ولہ مقام معلوم[6] کے اپنے مقام سے تجاوز نہین کرسکتے حدیث مین آیا ہے کہ فرشتے نہین جانتے کہ اسم الودود سے کیا مراد ہے ؎

---

[1] اللہ کے نزدیک نہ صبح ہے نہ شام ۱۲ [2] مراد از ماند و روز و شب ۱۲ [3] مراد از لامکان ۱۲ [4] وہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اُسکو چاہتے ہین ۱۲ [5] اور ہم مین جو ہے اُسکے لیے ایک مقام مقرر ہے ۱۲ منہ

این راہ طریقت نہ بپای عقل است	خاک قدم عشق ورای عقل است
رہرے کہ فرشتہ چون ازان بیخبر است	ای غافل بے عقل چہ جای عقل است

الغرض تحقیق طور ولایت جذبہ[1] پر موقوف ہے اور وہ کسی کے اختیار مین نہین کیونکہ جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین یعنی ایک جذبہ جذبات حق سے مقابلہ کرتا ہے عمل جن و انس کیساتھ
فائدہ - اہل حقیقت اس امر مین مختلف ہین کہ آیا ولی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے آپ کو ولی جان سکے یا نہین بعضے کہتے ہین کہ نہین جائز ہے اور جو کرامتین اُس سے ظاہر ہوئی ہین وہ ممکن ہے کہ اُسکے ساتھ اللہ کی طرف سے مکر ہو کیونکہ اصل کار عاقبت ہے اور اُس کا حال معلوم نہین بہت ایسا دیکھا گیا کہ آدمی کا حال کچھ ہے اور مآل کچھ ہوا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ولی اپنے کو ولی جان سکتا ہے اس طرح پر کہ اللہ تعالی اس کو اُسکے انجام کار اور دوام حال سے بطور کرامت کے مطلع فرمائے جیسے حضرات عشرہ مبشرہ کا مبشر بالجنۃ ہونا یہ مذہب حضرت ابو علی دقاق کا ہے حضرت ابو یزید بسطامی فرماتے ہین کہ اولیاء عرائس حق ہین اُن کو محرمان اسرار کے سوا اور کوئی نہین دیکھ سکتا اور وہ خدا کے پاس حجاب اُنس مین پوشیدہ ہین اور اُن کو دنیا اور آخرت مین کوئی نہین دیکھ سکتا اور اولیاء کے چار مقام ہین اول مقام خلافت نبوت دوسرا مقام خلافت رسالت تیسرا مقام خلافت اولی العزم چوتھا مقام خلافت اولی الاصطفا پس مقام خلافت نبوۃ مقام علما کا ہے اور مقام خلافت رسالت مقام ابدال کا اور مقام خلافت اولی العزم مقام اوتاد کا اور مقام خلافت اولی الاصطفا مقام اقطاب کا تو اولیا مین بعضے وہ ہین جو عالم مین قائم مقام انبیا کے ہین اور بعضے قائم مقام رسل کے اور بعضے قائم مقام اولو العزم کے اور بعضے قائم مقام اولی الاصطفا کے اور ولی کے معنی دو ہین ایک وہ جسکو تصرف کی ولایت حاصل ہو کسی مصلحت دینی پر دوسرا وہ جس کو ولایت تصرف کی بالفعل نہو بلکہ بالقوہ ہو اگر یہ کہے کہ جس کو ولایت تصرف کی نہین ہے وہ کیسے ولی ہوگا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وہ ولی ہو سکتا ہے بلحاظ اس کے کہ اللہ تعالی نے کل اُمور اُسکے اپنے تصرف اور تولیت مین لے لیے ہون اور یہ ولی بالقوہ ہے سنتا ہے توحق سے سنتا ہے اور دیکھتا بولتا ہے توحق سے اور وہ عالم محبوبیت مین ہے اسی کی طرف اشارہ حدیث[2] کنت لہ سمعہ وبصرہ مین ہے یہ ولی صلاحیت خلق کے مربی ہونیکی نہین رکھتا ہے کیونکہ وہ

---

[1] جذبہ سے مراد ہے نزدیک کرنا بندہ کا بمقتضاے عنایت الہیہ کہ جو اُسکے واسطے رکھی گئی ہے اُن کل ضروری چیزون کو جو طے منازل حق مین تیجے ہین بغیر اسکے کسی سعی و تکلیف کے کذا فی اصطلاح الکاشی ۱۲ منہ [2] مین ہوجاتا ہون اُسکی شنوائی اور بینائی ۱۲ منہ

خدا کے قبضہ و اختیار مین ہے اپنے اختیارات سے مسلوب ہے پس جب اسکی یہ حالت ہے
تو غیر پر کیا اثر ہوگا اس واسطے کہ تصرف غیر مین تب ہوگا جب پہلے اپنے اوپر تصرف اور اختیار
ہوے گا تو یہ ولی ولی مجذوب ہے فی نفسہ اور جب مسلوب التصرف ہوا اپنے نفس سے تو غیر پر کیا تصرف
کرے گا دیکھیے شریعت مین جس شخص کو ولایت ہوتی ہے اپنے اوپر اُسی کو غیر پر بھی ہوتی ہے جیسے
عاقل بالغ کہ اُسکو اپنے نفس پر ولایت ہے تو غیر پر بھی ہوئی بخلاف لڑکے اور مجنون کے کہ اسکو نہ اپنے
اوپر ولایت ہے نہ غیر پر تو مجذوب خدا کے قبضہ مین بمنزلہ بچہ شیر خوار کے ہے کہ دست قدرت اُسین تصرف
کرتا ہے جیسے ان اپنے بچہ پر تو وہ کنار تربیت محبوبیت مین ہے اور شیر بخشش ربوبیت پیتا ہے اور ولی
سالک مربی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ پورا تصرف اور تدبیر اُس کو اپنے نفس پر بھی ہے اور غیر پر
بھی تو جب یہ بات عرف شریعت مین ہوئی تو وہی عرف حقیقت مین بھی ہوگی کیونکہ حقیقت عین شریعت ہے
اسمین تفرقہ کفر ہے پس مثال مجذوب کی مقام محبوبیت مین ایسی ہے جیسے کوئی شخص راہ آنکھ بند کرکے
چلے تو اُس کو نہ یہ معلوم ہوگا کہ مین کہان جاتا ہون اور نہ یہ کہ میرے پیر کے نیچے کیا ہے تو یہ شخص جب
قطع مسافت کرے گا تو مقصد پر پہونچے گا مگر جب کسی منزل کا حال اُس سے پوچھا جاے تو کچھ نہ بتا سکیگا
کہ جانتا ہی نہین اور نہ اُس نے دیکھا ہے پس جیسے یہ شخص دنیا کی راہ نہین بتا سکتا ویسے مجذوب
آخرت کی راہ نہین دکھا سکتا کذا فی جامع الاصول۔

فائدہ مفیدہ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس مین لکھتے ہین کہ ولی کے شرائط سے
محفوظ ہونا ہے جیسے کہ نبی کے شرائط سے معصوم ہونا تو جسپر شرع شریف کو اعتراض ہوگا وہ مغرور
اور مخادع ہے۔

نقل۔ ایک شخص حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کے پاس آیا اور اُس نے مسجد مین پہلے بایان پیر رکھا
آپ نے فرمایا پلٹ جا مین اُس شخص سے ملنا نہین چاہتا جو دوست کے گھر مین جانے کا طریقہ
نجانتا ہو مولانا عبدالغفور لاری[1] حاشیہ نفحات مین یہان پر لکھتے ہین کہ ولی کے گناہ سے بچانے کو حفظ
کہتے ہین اور نبی کے گناہ سے بچانے کو عصمت اور ولی کو گناہ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ
گناہ پر اصرار کرنے سے محفوظ ہو اس واسطے کہ ولی سے گناہ صادر ہونا ممکن ہے انتہیٰ پھر نفحات مین
حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی کے حال مین ہے کہ وہ کہتے تھے کہ انبیا قصداً گناہ سے معصوم ہین اور
اولیا گناہ کو معمولی چیز سمجھنے سے محفوظ ہین اور میرے نزدیک کوئی گناہ اس سے بدتر نہین کہ بندہ اپنے

[1] منسوب بہ لار براے مہملہ ایک ملک کا نام ہے فارس مین قریب کرمان کے ۱۲ منتہی الارب

آپ کو مجرم اور قصوروار نہ جانے اور حضرت مولانا جامی نفس شیشی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ شایخ جندی[1] کا قول ہے کہ معصوم اور محفوظ وہ بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مابین اُس کے اور گناہون کے حائل ہوا اور دونون سے اعتنا کرنے والا اثم ہے لہذا کبھی اعتنا کرنے والا ایسا ہوتا ہے جسکو گناہ ضرر ہی نہین کرتے محبت الٰہی اور توجہ خداوندی اُسکے گناہون کو نیکیان کردیتی ہے اور اصطلاح شریعت مین معصومیت نبیون سے مخصوص ہے اور محفوظیت اولیا سے حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی کتاب یواقیت والجواہر کے اکتیسوین بحث مین لکھتے ہین کہ حضرات انبیا علیہم السلام چونکہ مخصوص اللہ کی حضوری مین ہمیشہ رہتے ہین اور کبھی حق کا مشاہدہ کرتے ہین اور کبھی اس امر کا خیال کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھتا ہے اور ہم اُس کو دیکھتے ہین اور ان دونون امور کے شہود سے باہر کبھی نہین ہوتے تو جن کا یہ مرتبہ ہوتا ہو ان سے مخالفت حقیقی ہرگز ممکن نہین اور اگر ہوگی بھی تو ظاہری ہوگی۔ اسی نسبت کو حضرت الاحسان کہتے ہین اور اسی مقام کی بدولت حضرات انبیا علیہم السّلام کو مرتبہ عصمت حاصل ہوا اور اولیا کو مرتبہ حفظ اولیاء اللہ اس مقام پر آتے جاتے رہتے ہین اور انبیا قائم رہتے ہین جو ولی وہان ٹھہرتا ہے وہ انبیا علیہم السّلام کی وراثت اور تبعیت سے اس مقام سے مدد لیتا ہے نہ کہ مستقل طور پر پھر اسی بحث مین متکلمین اور صوفیہ کے اقوال نقل کرکے لکھتے ہین کہ اگر کوئی سوال کرے کہ عصمت اور حفظ مین کیا فرق ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنے حسب خواہش امر مباح کرنے سے معصوم ہین بخلاف اولیا کے اور انبیا جب کسی امر مباح کو کرتے ہین تو صرف اس اظہار کے لیے کہ یہ شریعت مین مباح ہے اور اُس کا کرنا اُن پر واجب ہوگیا ہے بوجہ ابلاغ اباحت کے کیونکہ تبلیغ اُن پر واجب ہوتی ہے اور اسی کو حضرت شیخ اکبر نے بھی فتوحات کے باب سجود التلاوۃ کے آخر مین لکھا ہے اور پھر اُسی بحث مین باب انتالیس فتوحات سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ حضرت شیخ ابی یزید بسطامی سے کسی نے پوچھا کہ عارف بھی گناہ کرتا ہے یا نہین تو وہ کہنے لگے وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا یعنی اللہ کا حکم اندازۂ مقررہ پر ٹھہر چکا اُسکے خلاف ہونا محال ہے تو آپ کا یہ ارشاد بلحاظ ادب الٰہی تھا مگر اس ارشاد کے معنی یہ ہین کہ اہل اللہ کا گناہ بحکم اُس تقدیر کے جو اُن مین نافذ ہے ہوتا ہے نہ اُس کے سوا اور اُن کے حق مین یہ صحیح نہین معلوم ہوتا جو لوگ شہوت سے گناہ کرتے ہون جیسا کہ عوام کرتے ہین کیونکہ ایسا کرنے مین گویا محرمات الٰہیہ کا توڑنا لازم آتا ہے اور اولیاء اللہ گناہون کی شہوت اور لذت سے محفوظ ہین کیونکہ اُن کا ایمان اُن کو اس سے روکے رہتا ہے حضرت سید علی خواص کہتے تھے کہ بندہ کے

---

[1] بضم جیم منسوب ہے ایک شہر کی طرف جو دریائے سیحون پر ہے ۱۲ منتہی الارب

غلاف ادا امر مین پڑنے سے حکمت یہ ہے کہ وہ طاعات اور عبادات کے ناز مین پڑکر عجب مین
مبتلا ہوجاتا ہے کیونکہ رات دن صرف عبادات کرنے سے اکثر لوگون کو غرور اور عجب اسکا ہوجاتا
ہے کہ مین بہتون سے اچھا ہون اور یہی حضرت حق سے انتہائی بُعد ہے لہذا اللہ تعالی نے تکالیف
اس لیے رکھے ہین تاکہ اُن کی وجہ سے نفوس مین ذلت و خواری ہو اور بتکلف اپنے کو کسی مخلوق سے
اچھا نہ سمجھے کیونکہ اسی گمان نے شیطان کو اللہ کی درگاہ سے نکلوایا اور جو شخص مقام قرب کا مدعی ہو
اور اُسکے نفس مین ذلت نہو تو وہ کاذب ہے اب اگر کوئی پوچھے کہ عارف کے گناہ کا عذاب زیادہ ہے یا جاہل کے
تو اُس کا جواب یہ ہے کہ عارف کو عقوبت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اللہ کی توجہ اُسکے حال پر زیادہ
ہوتی ہے اور کبھی عارف کی لغزش جاہل کی لغزش سے ستر درجہ زیادہ ہوتی ہے تو اگر عارف پر عقوبت
نہو صرف وہ اُس گناہ کے کرنے سے شرمندہ ہی کر دیا جائے تو بھی کافی ہے بلکہ عارف کا خدا کے
سامنے شرمندہ ہونا ہی عقوبت سے کہین زائد ہے اور عارفین پر گناہون کی مغفرت اشد ہوتی ہے
اُن کی عقوبت سے اسواسطے کہ عقوبت جزا ہے تو بندہ کو اُس بدلہ پانے کے بعد ایسی راحت ملتی ہے
جیسے قرضدار کو قرضہ ادا کرنے کے بعد ہوتی ہے بخلاف مغفرت کے کہ وہان یہ بات نہین ہوتی تو عارف
ایک مدت دراز تک شرمندہ رہتا ہے اور یہ شرمندگی اُسکے واسطے بہت سخت ہوتی ہے ایک دن
کی عقوبت سے بھی کیونکہ وہ تو ہوتی ہے اور گزر جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے والفتنۃ اکبر
من القتل یعنی دین کی آزمایش مار ڈالنے سے زیادہ ہے تو یہ معانی جو ہم نے بیان کیے ان کا وقوع
اُسوقت ہوتا ہے جب حق تعالی اپنے بندہ کی طرف اعتنا کرتا ہے اور اُسکے گناہ بخشتا ہے اور اُسوقت
بندہ اور اُس گناہ کی یاد کے درمیان حجاب کر دیتا ہے اور گناہون کو بھلا دیتا ہے کیونکہ گناہ جب یاد
آئین گے ندامت ضرور ہوگی اور نفوس قدسیہ کے لیے کوئی عذاب اس سے بڑھ کر نہین کہ اُن کو کوئی
ایسی خبر پہنچائے جو اُنکے حق مین بُری ہو کیونکہ ہر حیادار شخص یہی چاہتا ہے کہ اب اس گناہ کا ذکر ہی نہ آئے
جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے یالیتنی مت قبل ھذا وکنت
نسیا منسیا یعنی کاش مین مر چکتی اس سے پہلے اور ہوجاتی بھولی بسری یعنی کوئی مجھے نہ جانتا اور
نہ شمار مین لاتا حالانکہ بیت المقدس کے سب عبادت کرنے والے جانتے تھے کہ وہ امُن کے امام
کی لڑکی ہین اور حضرت ذکریا علیہم السلام کی کفالت مین ہین اور نا کتخدا ہین باین ہمہ آپ کو یہ ندامت
خلقت سے تھی کیونکہ اُنھون نے آپ کو ایک نالایق بات کی طرف منسوب کیا تھا نہ کہ آپ کے مان
باپ کو جیسا کہ کلام مجید مین ہے کہ ماکان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا یعنی تیرا

باپ عمران بدکار آدمی نہ تھا بلکہ مسجد اقصیٰ کا امام اور عابدون مین بہت شریف اور عالی مقام تھا اور
نہ تیری مان حنہ بنت ماقوزانیہ اور بدکار ہے پس ایسی مان باپ کی لڑکی ہوکر بے باپ کا لڑکا تیرے
کیسے پیدا ہوا۔ پھر جب آپ کو اپنی قوم سے ندامت ہوئی اور وہ بجائے عقوبت کے کافی ہوگئی تب
اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نسبت ناشایستہ سے بری کردیا تو کیا پوچھنا ہے اُس شرم کا جو خدا سے
اس امر کی بدولت ہو جو بندہ کو خدا کے حدون سے ہٹ جانے اور کھُلے کھُلے گناہون کے ارتکاب
کی بدولت ہوئی ہو اب اگر کوئی پوچھے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو گناہ بھولا دیتا ہے تو پھر اُن کو
نیکیون سے بدل دیتا ہوگا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ[1]
اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ لازمی نہین ہے لیکن عارفین کا قول ہے کہ بندہ کے بالکل گناہون کے
بھُول جانے مین اللہ کی طرف سے بڑی بشارت اس امر کی ہے کہ وہ اُسکے گناہون کو نیکیون سے
بدل دیگا کیونکہ بدل دینے کی پہچان گناہون کا بھول جانا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ جب اللہ تعالےٰ
گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے تو پھر اُس سے گناہ نہین ہونے دیتا اور اس کا موید بھی بعضے
عارفین کا قول ہے وہ فرماتے تھے کہ جو گناہ آدمی کے ذہن سے نجاتا ہو تو چاہیے کہ وہ اُسکی توبہ جدید
کرے کیونکہ اُس مین تبدیلی نہین واقع ہوئی بلکہ عمر بھر استغفار کرتا چاہیے یہ خیال کرکے کہ خلقت انسانی
بڑے کامون کے لیے ہوئی ہے حضرت سید علی خواص[2] کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص اولیا سے
جو گناہون کو بھولا دیتا ہے تو وہ بوجہ اپنی خاص رحمت کے کیونکہ انسان جب اپنے گناہ یاد کرے گا
تو گویا وہ اپنے اور خدا کے درمیان ایک بڑی چیز یعنی بُعد حائل کرلیگا اسیواسطے حضرات صوفیہ کا
قول ہے کہ صفا کے وقت جفا کی یاد بھی جفا ہے اب اگر کوئی پوچھے کہ تبدیل کی کیا صورت ہوتی ہے
آیا وہی گناہ بندہ کے نامہ اعمال مین نیکی کردیے جاتے ہین یا یہ کہ بندہ گناہ کرنے کے بعد پھر اطاعت
کرنے لگتا ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ بعضے اہل کشف کا قول ہے کہ تبدیل کی صورت یہ ہوتی ہے
کہ نامۂ اعمال مین گناہ مٹا کر اُسکی جگہ اسی کی ہمشکل نیکی لکھدی جاتی ہے اور بڑی عنایت اللہ کی اپنے
بندہ پر یہ ہوتی ہے کہ گناہ میٹ کر اُس بندہ کے نامۂ اعمال مین اُسی کو نیکی لکھدیتا ہے حالانکہ وہ
اُس نے کی نہین ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عارف کے گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے

[1] اور اُن کو بدل دیگا اللہ برائی کی جگہ بھلائیان یعنی جب گناہون کو توبہ سے میٹ دیتا ہے تو نئی عبادتین اُسکی جگہ قائم کردیتا ہے یا نفس مین جو گناہ کا ملکہ ہوتا ہے اُسکو عبادت کے ملکہ سے بدل دیتا ہے یا بھلے بُرے کام جو اُس سے وقوع مین آچکے ہوتے ہین اُن کے خلاف جو نیک کام ہین اُنکی توفیق دیتا ہے یا دنیا مین اُسکے کفر کو ایمان سے بدل دیتا ہے اور آخرت مین گناہون کو نیکیون سے ۱۲ منہ
[2] بفتح خاء و تشدید واو و سکون الف و صاد کھجور کی پتی بیچنے والے کو کہتے ہین ۱۲ منتہی الارب۔

اور یہ اسکی بڑی نعمت ہے اب اگر کوئی پوچھے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ کوئی شخص خواص خدا مین سے ایسا
بھی ہوتا ہے کہ جو اپنے کشف و شہود سے نافرمانی کرتا ہو یعنی لوح محفوظ مین دیکھ لیتا ہو کہ اُسکی تقدیر
مین یہ لکھا ہے اور اُسی کی موافق وہ کرتا ہو تو اُس کا جواب یہ ہے کہ عارف کے لیے یہ صحیح نہین کیونکہ
وہ تو اُس چیز کے ساتھ مخصوص ہو چکتا ہے جو اُسکے دل مین منکشف ہو جاتی ہے اور اُس کا قیام ہمیشہ
حضرت احسان مین رہتا ہے اور اگر اُسکے لیے حق کی نافرمانی مقدر ہو چکتی ہے تو پھر وہ اپنے فعل پر خدا
کو ناراض نہین پاتا اب اگر کوئی کہے کہ حضرت ابویزید کا قول کہ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً
ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک عارف کا سب گناہون مین پڑنا جائز ہے تو اُس کا جواب
یہ ہے کہ ہان ایسا ہی ہے مگر ولی کے حق مین یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایمان لانیکے بعد کافر ہو جائے
جیسا کہ ابلیس کے ساتھ واقع ہوا کہ وہ اللہ کے پہچاننے کے بعد نافرمان ہو گیا اور حضرت ابویزید کی
یہ رائے بطور ادب کے ہے یعنی اس بارہ مین کوئی معینہ امر نہین کہا جا سکتا جیسا کہ اوائل بحث مین
بیان کیا گیا تو اگر اللہ تعالی نے عارف پر گناہ مقدر کر دیا تو ضروری ہے کہ وہ اُس گناہ مین پڑے
لیکن حجاب کے ساتھ بتاویل یا غفلت یا سہو جیسا کہ اس حدیث شریف سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب
اللہ اپنے قضا و قدر کے جاری کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو عقلمندون سے اُن کی عقلون کو سلب کر لیتا
ہے الحدیث یعنی اُن عقلون کو جو اُس امر کی یاد دلانے والی ہین کہ وہ اللہ کے روبرو گناہ کی حالت
مین ہوتے ہین نہ تکلیفی عقلین واللہ تعالی اعلم باقی یہ بحث بہت طویل ہے طالب کو اگر بالتفصیل دیکھنا
منظور ہو تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مصنفات دیکھیے ۵

از رہ گذر خاک سر کوی شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

وصل فضیلت حضرات اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیان مین

قال اللہ عزوجل اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ آگاہ ہو میرے دوستون کو
نہ خوف ہے مکارہ اور شدائد کے پہونچنے سے اور نہ غم ہے مطالب اور مقاصد کے فوت ہونیکا
اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے اُن کو خوشخبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت مین اور اللہ
کی باتین بدلتی نہین ہین یہی بہت بڑی فیروزی اور خلاصی ہے عین المعانی مین ہے کہ اولیاء

لوگ ہین جن کی زیارت حق تعالی کی یاد کا سبب ہو بحر الحقائق مین ہے کہ اولیا سے مراد وہ لوگ ہین جو اپنے نفوس کی مخالفت کرتے ہون کشف الاسرار مین ہے کہ اولیا عنوان شریعت اور برہان حقیقت ہین اُن کا ظاہر احکام شریعت سے آراستہ ہے اور باطن انوار فقر سے پیراستہ ہے

رخش زمیدان ازل تاختہ	گوی بچوگان ابد باختہ
معتکفان حرم کبریا	شستہ زدل صورت کبر وریا
راہ نوردان شکستہ قدم	رازکشایان فروبستہ دم

اور بعضے کہتے ہین کہ اولیا وہ لوگ ہین جو باہم دوستی اللہ کے لیے کرتے ہون اور موید اس قول کا یہ لکھا ہے کہ وجبت محبتی للمتحابین فی[1] اور بعضے کہتے ہین کہ اولیا وہ ہین جو خدا پر ایمان لائے اور محارم الٰہی سے پرہیز کرتے ہین اُن کو دنیا مین وہ بشارت ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اُن کے بارہ مین وارد ہوئی ایک گروہ کا قول ہے کہ بشارت سے مراد رویاے صالحہ ہے کہ جو مومن خود دیکھے یا اور لوگ اُسکے واسطے دیکھین اور اسی کو مبشرات کہتے ہین یا وہ بشارت کہ جو ملائکہ اُن کو حالت نزع مین دیتے ہین تبیان مین ہے کہ بشریٰ سے مطلب یہ ہے کہ مسلمان مرنے سے پہلے اپنی جگہ بہشت مین دیکھ لے اور مدارک مین ہے کہ بشریٰ سے مراد لوگون کا اُن سے محبت کرنا اور اُن کا نام نیک رہنا ہے دنیا اور آخرت مین سُلمی کہتے ہین کہ بشارت دنیا سے مراد وعدہ لقا ہے اور مژدۂ آخرت سے مراد اُس وعدہ کا ثبوت شیخ الاسلام کا قول ہے کہ ولی کو دو بشارتین ہین دنیا مین معرفت کی اور عقبیٰ مین سرفرازی کی یعنی دنیا مین سرور مجاہدہ کی اور عقبیٰ مین نور مشاہدہ کی یہان صفا اور وفا ہے اور وہان رضا و لقا ہوگی ہے

از نعمت این جہان ثنای تو بس است	وز دولت آن جہان لقای تو بس است

اور اللہ کے وعدہ مین خلاف نہین یہ وہ بڑی بخشش ہے جو کسی کے سمجھ مین نہین آتی اور نہ عقل اُسکی کنہ پر پہونچتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے بندون مین بعضے ایسے ہین کہ جو نہ پیغمبر ہین نہ شہید مگر اُن پر قیامت کے دن پیغمبرون اور شہیدون کو غبطہ ہوگا بسبب اُن کے اُس مرتبہ کے کہ جو اللہ کے حضور مین اُن کو ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہین فرمایا وہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو بسبب روح خدا کے دوست رکھتے ہین روح بضم را اصل مین اُسکے معنی اُس چیز کے ہین جس سے

[1] میری محبت واجب ہے اُن لوگون پر کہ جو باہم دوستی کرتے ہین میری وجہ سے ۱۲ منہ

بدن زندہ رہتا ہے اور یہان مراد اُس سے قرآن لیتے ہین کیونکہ قرآن مجید مین ارشاد ہوا ہے
وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا تو جیسے بدن کی زندگی روح سے ہوتی ہے
ویسے دلون کی زندگی قرآن سے ہوتی ہے قاموس مین ہے کہ قرآن بھی روح کے معانی سے ہے
اور وہ دوستی یا بسبب قرآن کے ہے یا بسبب اُس معنی کے کہ جو جہت جامعہ اور باعث محبت ہے
اُن کی قرآن پر یعنی دین اسلام یا اس وجہ سے کہ قرآن سبب ہے سلمانون کی باہم دوستی کا اور بعضے
روح سے وحی مراد لیتے ہین کیونکہ وہ بھی معانی روح سے ہے یہ بھی معانی اول کے قریب ہے
اور بعضی روح سے محبت مُراد لیتے ہین کیونکہ محبت بھی سبب زندگی اور تازگی دلون کی منشا ہوتی ہے
جیسے محبوب کو کہتے ہین کہ تو میری روح ہے اور بعضے روح بفتح را کہتے ہین جس کے معنی رحمت کے
ہین تو روح و ریحان بمعنی رحمت و رزق کے ہے کذا فی الصحاح غرض مآل ہر معنی کا ایک ہے
یعنی وہ دوستی خدا کے لیے ہوتی ہے نہ بوجہ آپس مین قرابت ہونے یا مال کے کہ جس کے
دادوستد آپس مین کرتے ہون پس خدا کی قسم کہ اُن کے مُنھ روشن ہون گے بلکہ عین نور ہون گے
یہ مبالغۃً ہے اور وہ لوگ نور کے ممبرون پر ہون گے اور نہ ڈرین گے اُن چیزون سے کہ جن سے
اور لوگ ڈرتے ہین اور نہ غمگین ہون گے اُن سے کہ اور لوگ جن سے غمگین ہوتے ہین پھر آنحضرت نے
استشہاداً اُن کے لیے ولایت حق کے ثبوت و نفی خوف و حزن مین یہ آیت پڑھی الا ان
اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون قاضی کہتے ہین کہ یہ اولیا کے مرتبہ کی تمثیل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس طرح دی جو بہت اعلے ہے تاکہ اس سے محافل اور مجالس
مین اُن کا ذکر اچھی طرح کیا جائے یعنی اُن کے مرتبے اس طرح کے ہونگے اور اُن کا نور ہونا یہ مبالغۃً
ہے جیسے زیدٌ عدلٌ مین یعنی وہ نورٌ علی نور ہون گے اور اُنھین سُرور بالاے سرور ہو گا اس
حدیث کو ابو داؤد نے اور امام محی السنہ نے شرح السنہ مین ابی مالک اشعری سے ان الفاظ سے
روایت کیا ہے جو مصابیح مین مذکور ہے مع اور زیادتیون کے اور ایسا ہی بیہقی نے شعب الایمان
مین بھی روایت کیا ہے اور معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میری محبت واجب ہے
اُن لوگون کے لیے جو بسبب میرے باہم دوستی رکھتے ہون اور آپس مین بیٹھتے ہون میرے ذکر و ثنا
کے لیے اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہون میری وجہ سے اور میری خوشنودی
کی وجہ سے اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہون میری وجہ سے بغیر آمیزش سمعہ و ریا کے

اسکو مالک نے روایت کیا اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ
دوست رکھنے والے ایک دوسرے کو بسبب میرے عظمت وجلال کے اُن کو قیامت کے دن
نور کے ممبر ملین گے کہ جن پر پیغمبر و شہید غبطہ کرین گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اولیا
وہ ہین جن پر انبیا اور شہدا غبطہ کرینگے اسکو اسحٰق بن راہویہ نے اپنی سند مین روایت کیا اور اسی
طریق سے بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند مین اور ابوالقاسم
اصبہانی نے ترغیب وترہیب مین اور طبری و ابن مردویہ اور واحدی نے اپنی تفاسیر مین اور
ابونعیم حلیہ مین ابی زرعہ ابن عمر ابن جریر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے
تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ کے بندون مین ایسے
بندہ بھی ہین کہ وہ نہ انبیا ہین نہ شہدا مگر یہ دونون قیامت کے دن اُن پر غبطہ کرینگے اُن کے مرتبہ
کو خدا کی جناب مین دیکھ کر تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو بتلائیے کہ وہ کون لوگ ہین اور اُنکے
اعمال کیا ہین شاید ہم اُن کو پا جائین آپ نے فرمایا وہ وہ لوگ ہین جو باہم محبت کرتے ہین اللہ کیلیے
بلا کسی قرابت اور مال کے جو دست بدست لیا جاتا ہے اور خدا کی قسم اُن کے مُنھ نور کے ہونگے
اور وہ نور کے ممبرون پر ہونگے۔ اور اُن کی اور لوگون کی سی حالت نہین ہوگی کہ خوف مین خوف ہوتا ہو اور
رنج مین رنج بلکہ اُنکو نہ خوف ہوتا ہے نہ رنج پھر آپنے یہ آیت پڑھی الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم
ولاھم یحزنون بیہقی کہتے ہین کہ ابوزرعہ نے حضرت عمرؓ سے یہ حدیث بطریق ارسال روایت کی
اور ابن مردویہ نے بھی اسکو روایت کیا ہے ابی زرعہ سے اُنھون نے ابی ہریرہ سے اُنھون نے
حضرت عمر سے اور سیوطی دُرر مین اس حدیث کو منسوب کرتے ہین ابی داؤد اور ہناد اور ابن ابی حاتم
کے طرف اور نسائی اور ابویعلیٰ اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور ابن ابی الدنیا کتاب الاخوان مین اور
ابن جریر و ابن المنذر اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی اور اصبہانی بھی تھوڑے تغیر سے اس
حدیث کو روایت کرتے ہین اور دیلمی نے بھی مثل اس حدیث کے ابی سعید سے منسوب کرکے روایت
کی ہے اور حاکم نے بھی اپنی مستدرک مین اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ صحیح الاسناد ہے اور حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ کے بعضی بندہ ایسے ہین جو نہ
انبیا ہین اور نہ شہدا مگر غبطہ کرینگے انبیا اور شہدا اُن کے حال پر قیامت کے دن بسبب اُن
لوگون کے قرب اور منزلت کے اللہ جل شانہ کے حضور مین یہ سنتے ہی ایک بدوی کہنے لگا یا رسول اللہ
اُن کی تعریف فرمائیے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ وہ لوگ ہین جو تونگر ترین لوگون کے اور بڑے قبیلہ کے ہین

اُن کا ہر فعل خدا کے لیے ہوتا ہے یعنی وہ اخلاص کرتے ہین تو اللہ کے لیے اور محبت کرتے ہین تو
اُسی کے واسطے اُن کے لیے قیامت کے دن نور کے ممبر ہونگے اور وہ اُن پر ٹھیلائے جائین گے
سب لوگ خوف زدہ ہونگے مگر اُن کو خوف نہ ہوگا اور وہی اولیاء اللہ ہین جن کے حق مین وارد
ہے لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون اور اِس حدیث کو روایت کیا عبداللہ بن مبارک اور
عبدالرزاق نے بھی اور انھین کی روایت سے طبرانی اور بیہقی اور بغوی نے اپنی تفسیر مین ابی مالک
اشعری سے اور بیہقی نے اسکو سنداً عالی کردیا ہے بذریعہ شہر بن حوشب کے اور وہ بھی حسن الحدیث
ہین اور سچے حق کہنے والے اور سیوطی اِس کو منسوب کرتے ہین امام احمد اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر
اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ کی طرف اور ایک جگہ پر لکھتے ہین کہ اس کو روایت کیا احمد اور ابن ابی
حاتم اور طبرانی اور بیہقی نے اپنی کتاب الاسماء والصفات مین مین کہتا ہون کہ امام محی السنہ شرح السنہ
اور معالم التنزیل مین ابی مالک اشعری سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین حاضر تھا آنحضرت
کے حضور مین جب یہ آیت نازل ہوئی [سلہ] یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء اور
ہم لوگ اُس وقت حضرت سے پوچھ بھی رہے تھے کہ ایک بار آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض ایسے
بندہ ہین جو نہ انبیا ہین نہ شہدا اگر غبطہ کرین گے اُن پر انبیا اور شہدا اُن کا قرب اور اُن کی منزلت
اللہ کے حضور مین دیکھ کر قیامت کے دن تو ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہین
آپنے فرمایا کہ وہ لوگ اللہ کے بندہ ہین مختلف شہرون اور گروہون سے نہ اُن مین باہم قرابتین ہین کہ
جن کے سلسلہ مین وہ ملتے ہون اور نہ لین دین جن کی مروتون مین محبت کرتے ہون بلکہ اُن کا میل جول
محض اللہ کے لیے ہے اللہ اُن کے موہون کو نورانی کردے گا اور اُس کے روبرو اُنکے
واسطے موتیون کے ممبر ہونگے اور لوگ گھبرائین گے مگر وہ نہ گھبرائین گے اور نہ خوف کھائین گے
جسطرح اور لوگ خوف کھاتے ہین اور حافظ منذری ترغیب و ترہیب مین بروایت ابی مالک اشعری
آنحضرت صلعم سے اسطرح روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو سنو اور سمجھو کہ اللہ کے
بعضے بندہ ایسے ہین جو نہ انبیا ہین نہ شہدا اگر غبطہ کرینگے انبیا اور شہدا اُن کے مرتبون اور قرب پر
جو اللہ کے حضور مین اُن کا ہوگا تو ایک اعرابی اُٹھ کھڑا ہوا اور تعجب سے عرض کرنے لگا کہ کیا ایسے
لوگ ہین یا رسول اللہ اُن کے اوصاف اور صورتین بیان فرمایئے آپ اعرابی کے اس پوچھنے پر
خوش ہوے اور فرمایا کہ مختلف فرقون اور مختلف گروہون سے ہون گے اُن مین آپس مین کچھ قرابت

سلہ ای ایمان والو مت پوچھو بہت چیزین ۱۲ منہ

نہین بلکہ اُن کی محبت اور اُن کا خلوص سب اللہ کے لیے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اُن کو نور کے ممبر عنایت
کرے گا اور اُن کو اُن پر بٹھائے گا اور اُن کے چہرہ اور کپڑے نور کے ہونگے لوگ قیامت کے دن
گھبرائین گے اور وہ نہین گھبرائین گے وہی اولیاء اللہ ہین کہ جن پر نہ خوف ہے نہ رنج اسکے راوی
امام احمد ہین اور ابو یعلی نے بھی باسنادِ حسن روایت کیا اور حاکم نے بھی اور کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے
اور ابن عدی نے کامل مین اور عقیلی[1] نے ضعفاء مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین بھی ایسے ہی
حضرت انس سے روایت کی ہے اور ابن عدی کا قول ہے کہ وفد بن سلامہ بصری کی حدیث
صحیح نہین اور عقیلی نے بھی بخاری سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور کہا کہ متابعت نہین کی جائیگی
اُس پر مگر بطریق مقارب کے اور اُسی طرح یزید رقاشی[2] بھی ضعیف ہے لیکن ضعف اُس کا یہان کچھ
مضر نہین ہے اور اِس حدیث کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح علاء بن زیاد سے مرسلاً
اور ترمذی کی روایت مین معاذ سے یون ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محبت کرنے والے میرے جلال سے اُن کے لیے
ممبر ہونگے نور کے اور اُن پر انبیا اور شہدا غبطہ کرین گے اور ترمذی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
اِس باب مین ابی الدردا اور ابن مسعود اور عبادہ ابن الصامت اور ابی مالک اشعری اور ابی ہریرہؓ
سے بھی روایت آئی ہے اور سیوطی[3] نے بدور السافرہ مین اِس کو منسوب کیا ہے ترمذی اور احمد و ابن
حبان کی طرف ان الفاظ سے کہ مین نے سُنا آنحضرت سے کہ آپ فرماتے تھے اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ

عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ یَغْبِطُھُمْ بِمَکَانِھِمْ
النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَاءُ اور ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند مین ابی مسلم سے روایت کی
کہ وہ کہتے تھے کہ مجھ سے اور معاذ بن جبل سے جب حمص مین ملاقات ہوئی تو مین نے اُن سے کہا کہ
واللہ مین تم کو دوست رکھتا ہون اللہ کے لیے اُنھون نے کہا کہ تم کو بشارت ہو مین نے حضرت سے
سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ باہم محبت کرنے والے اللہ کے لیے عرش کے سایہ مین ہون گے اُسدن
کہ جب سوا اُس سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور اُن کے مراتب دیکھ کر انبیا اور شہدا غبطہ کرینگے پھر
اُن کے پاس سے واپسی پر عبادہ بن صامت سے ملاقات ہوئی تو مین نے اُن سے معاذ کا بیان
نقل کیا تب عبادہ نے کہا کہ مین نے بھی حضرت سے سُنا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے نقل کرکے

[1] بضم عین منسوب بطرف عقیل کے ایک مقام کا نام ہو عمان مین اور ہوازن کے قبیلہ کے سردار کا بھی ۱۲ منتہی الارب [2] بہ فتح راء و
تخفیف قاف منسوب برقاش بمعنی نقش کنندہ ۱۲ منتہی الارب [3] منسوب سیوط بضم سین و یا و سکون واو ایک گاؤن ہے صعید مصر مین ۱۲ منتہی الارب

فرماتے تھے کہ ثابت ہوئی میری محبت اُن کے لیے جو للہ محبت کرتے ہین اور اُن کے لیے جو باہم قرابت کرتے ہین میری وجہ سے اور باہم خیر خواہی کرتے ہین میری وجہ سے اور ایک دوسرے سے ملتے ہین میری وجہ سے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہین میری وجہ سے اور محبت کرتے ہین میری وجہ سے وہ نور کے منبرون پر ہونگے غبطہ کرینگے اُنپر نبی اور صدیق اس حدیث عبادۃ کو سیوطی نے جمع الجوامع مین طیالسی اور احمد اور ابن منیع۔ اور ابن حبان اور طبرانی اور ضیاء کی طرف منسوب کیا ہے اور ہیثمی کہتے ہین کہ احمد اور طبرانی کے راوی ثقہ ہین اور بھی طبرانی نے ایک سند سے جو بقول ہیثمی جید ہے عرباض سے ترمذی کی سی حدیث نقل کی ہے اور بھی ایک سند سے جسکو منذری نے مقارب لا بأس بہ کہا ہے سیوطی وغیرہ کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن جید ہے عمرو بن عبسہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ داہنے جانب خدا کے وہ لوگ ہونگے کہ نہ وہ نبی ہین اور نہ شہید اُن کے چہرون کی نورانیت دیکھنے والون کی نگاہون کو خیرہ کرے گی اور اُن کے قرب و منزلت پر انبیا اور شہدا غبطہ کرینگے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ لوگ مختلف قبائل سے ہونگے کہ جمع ہونگے اللہ کے ذکر پر اور کلام پاکیزہ کو خوب صاف کرتے ہونگے جسطرح چھوہارا کھانیوالا اسکی گٹھلی کو صاف کرتا ہے اور طبرانی کی روایت مین کہ جس کی تحسین منذری نے بھی کی اسقدر زائد ہے کہ سیوطی ابی الدرداء سے روایت کرتے ہین کہ بے شک اللہ تعالی قیامت کے روز کئی قومون کو اسطرح اُٹھائے گا کہ اُن کے چہرون پر نور ہوگا اور وہ موتیون کے ممبرون پر ہونگے اور اُن پر لوگ غبطہ کرینگے وہ نہ انبیا ہونگے اور نہ شہدا تو ایک اعرابی نے کہا اور ایک روایت مین ہے کہ زانو کے بل کھڑا ہو کر پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ اُن کی صفتین بیان فرمایے تاکہ ہم بھی اُن کو پہچانین آپ نے جواب مین فرمایا کہ وہ وہ لوگ ہونگے جو باہم محبت کرتے ہین اللہ کے لیے اور مختلف گروہون اور شہرون سے ہونگے اور یکجا ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہونگے بالجملہ اس حدیث کو روایت کیا ہے گیارہ صحابیون اور تابعین نے اُن سندون سے جن مین اکثر جید ہین تو یہ حدیث اجماعاً متواترہ مین بر شرط سیوطی بہت اعلی ہوئی اور ابن مردویہ کی روایت ابی الدرداء سے یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ میری محبت ثابت ہے اُن کے لیے جو میری وجہ سے دوستی رکھتے ہین اور میری وجہ سے باہم ملاقات کرتے

سلہ منسوب بہ ہیثم بفتح ہا و سکون یا و فتح ثا ایک مقام ہے درمیان قاعہ اور زبالہ کے ہو منتہی الارب عہ منسوب بہ منذر بضم میم و سکون نون و کسر ذال معجمہ مراد اس سے منذر نعمان ہین کہ جنکو نعمان نے مروا ڈالا تھا منتہی الارب

ہین اور اُن لوگون کے ساتھ بیٹھتے ہین جو آباد کرتے ہین میری مسجدین میرے ذکر سے اور لوگون کو
نیک باتین سکھلاتے ہین اور میری اطاعت کی طرف رغبت دلاتے ہین وہی میرے اولیا ہین ہین
اُن کو اپنے عرش کے سایہ مین رکھون گا اور اپنے قریب جگہ دون گا اور اُن کو اپنے عذاب سے
بیخوف کر دون گا اور جنت مین داخل کرون گا اور وہ اور لوگون سے پانسو برس قبل جنت مین عیش
کرینگے اور اُسمین ہمیشہ رہین گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَلَاۤ اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ
وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور ابن مردویہ کی روایت ابی ہریرہ سے اسطرح ہے کہ وہ کہتے تھے کہ لوگون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ارشاد حق سبحانہ وتعالی اَلَاۤ اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ
وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ کے بارہ مین پوچھا تو آپ نے فرمایا اولیا وہ لوگ ہین جو باہم محبت رکھتے ہین
اللہ کے لیے اور ابن مردویہ نے بھی یہی حدیث جابر بن عبداللہ سے مرفوعاً روایت کی ہے
اور ابن المبارک نے کتاب الزہد والرقاق مین اور نسائی اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین
اور طبرانی اور بزار اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابی الشیخ اور ابن مردویہ نے سعید بن جبیر
سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا
کہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا اولیا وہ لوگ ہین کہ اُن کا دیکھنے والا خدا کو یاد کرنے لگے بزار
کہتے ہین کہ اس حدیث کو غیر محمد بن سعد نے بھی سعید بن جبیر سے اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے مرسلاً روایت کیا ہے اور بزار کی اس حدیث کا راوی بھی ثقہ ہے اور اس کی زیادتی
مقبول ہے اور مرسل ابن مبارک اور ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابی الشیخ و ابن مردویہ اور ابی نعیم
کے نزدیک حلیہ مین بھی اسی طرح پر ہے۔ اس آیہ اَلَاۤ اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ الخ کی تفسیر مین اور طبرانی و ابی الشیخ
و ابن مردویہ اور ضیا نے مختارہ مین مرفوعاً اور موقوفاً ابن عباس سے بھی اس آیت کی تفسیر مین
یہ روایت کی کہ اولیا وہ ہین کہ جنکے دیکھنے سے اللہ یاد آئے اور اسی طرح روایت کی ابی الشیخ نے
سعید بن جبیر سے اور ابن شیبہ نے ابی الضحی سے اور ابی الشیخ نے طریق مسعر سے اُنھون نے
سہل ابی الاسد سے مرسلاً مثل خبر ابن عباس کے روایت کی اور ابی نعیم نے حلیہ مین سعد بن ابی
وقاص سے ایسی ہی روایت کی اور احمد اور حکیم ترمذی اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین اور ابی نعیم
نے عمرو بن الجموع سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سُنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
آپ فرماتے تھے کہ نہین ثابت ہوتا ہے بندہ حق صریح ایمان پر اور ایک روایت مین حقیقت ایمان پر اور

سلہ اسکے راوی سب ثقہ ہین مگر شیخ علی بن حرب رازی کے متعلق ذہبی کہتے ہین کہ مین اُن کو نہین جانتا کہ وہ کون ہین ۱۲

ایک مین یون کہ نہین پاتا بندہ صریح ایمان کو جب تک وہ نہ دوست رکھے کسی کو اللہ کے لیے
اور نہ دشمن رکھے اللہ کے لیے تو جب اُس کو حُب اور بغض للہ ہوگی تو وہ مستحق ولایت ہوگا اور
ایک روایت مین ہے کہ مستحق ولا کا اللہ سے ہوگا اور بیشک اولیا میرے بندون اور میرے
دوستون اور میری مخلوق سے وہ ہین جو یاد کیے جائین میری یاد سے اور مین اُن کے ذکر سے یاد
کیا جاؤن اور عبد بن حمید اور ابی یعلی بسند صحیح سوا سے مبارک بن سنان کے حالانکہ وہ معتبر ہے
اور حکیم ترمذی اور خرائطی اور ابن النجار بسند جید حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کون جلیس ہمارے واسطے بہتر ہے فرمایا وہ کہ جسکے دیکھنے سے
تم کو خدا یاد آئے اور تمھارے اعمال مین اُسکی باتون سے زیادتی ہو جسکا عمل تم کو آخرت کی یاد
دلائے اور امام احمد روایت کرتے ہین بسند صحیح شہر بن حوشب کہ جو ثقہ ہے بر مذہب صحیح عبد الرحمن
بن غنم سے کہ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہترین اللہ کے بندے وہ
ہین کہ جنکا دیکھنا خدا کو یاد دلائے تا آخر حدیث اور خرائطی مساوی الاخلاق مین عبد الرحمن بن غنم
سے وہ ابی مالک اشعری سے روایت کرتے ہین کہ خیار عباد اللہ من ھذہ الامۃ یعنی نیک
بندے اللہ کے اس امت سے اور طبرانی کی روایت معجم کبیر مین بسند حسن عبادہ بن صامت
سے خیار امتی ہے اور بیہقی کی روایت شعب الایمان مین بسند حسن حضرت ابن عمرؓ سے خیارکم ہے
اور امام احمد اور ابن ماجہ اور حکیم ترمذی اور ابن مردویہ اور ابی نعیم حلیہ مین بسند صحیح جسمین شہر بن
حوشب ہے اسماء بنت یزید سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی تھین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا صحابہ سے کہ کیا مین تم کو خبر دون تمہارے بہترین لوگون کی سب نے عرض کیا ہان فرمایا
تم مین بہتر وہ لوگ ہین جنکو دیکھ کر خدا یاد آئے اور حکیم ترمذی نے بسند جید اور دیلمی نے عبد اللہ
بن عمرو بن العاص سے مرفوعاً روایت کی کہ خیارکم من ذکرکم باللہ رؤیتہ وزاد فی عملکم منطقہ
ورغبکم فی الاخرۃ عملہ اور حکیم ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کی کہ صحابہ نے
عرض کیا حضرت سے کہ کون افضل ہے جسکو ہم اپنا جلیس اور معلم قرار دین آپ نے فرمایا وہ جسکے
دیکھنے سے خدا یاد آئے اور طبرانی معجم کبیر مین اور بیہقی شعب الایمان مین بسند حسن حضرت ابن مسعود
سے مرفوعاً روایت کرتے ہین کہ بعضے لوگ ایسے ہین جو کنجیان ہین خدا کے یاد کی یعنی اُن کو دیکھکر

سلہ بہترین تم مین وہ شخص ہے جسکے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آئے اور اُسکی باتون سے تمھارا عمل بڑھے اور اُسکے
عمل سے تم کو آخرت کی رغبت زیادہ ہو ۱۲ منہ

خدا یاد آتا ہے ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان مین حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایک دن مسجد نبوی کی طرف نکلے تو دیکھا کہ معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر بیٹھے رو رہے ہین آپ نے پوچھا اے معاذ کیون روتے ہو اُنھون نے کہا اس لیے روتا ہون کہ مین نے حضرتؐ سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ تھوڑی ریا موجب کفر ہے تو جسمین بہت سی ریا ہو اُسکا کہان ٹھکانا ہو سکتا ہے اور جو کسی ولی کو اولیاء اللہ سے دشمن رکھے تو گویا وہ خدا سے لڑنے کو آمادہ ہوا۔ اور جو خدا سے لڑے وہ مخذول ہوگا اور اللہ دوست رکھتا ہے اُن نیک کارون اور پرہیزگارون کو کہ جنکے حالات پوشیدہ ہون یعنی وہ لوگ جب غائب ہون تو اُنکے حالون کی بازپرس نہو اور جب موجود ہون تو کسی مہمانی یا مجالس مین نہ بلائے جائین اور اگر بلائے بھی جائین تو قریب یا عزت سے نہ بٹھائے جائین اُن کے دِل چراغ ہدایت ہونگے کہ جنکی روشنی مین لوگون کو راہ راست ملے گی کیونکہ وہ ہر زمین تیرہ و تاریک سے باہر نکل آتے ہین اس سے اشارہ ہے اُنکے گھرون کی تیرگی وغیر آبادی کی طرف یعنی اُنکے پاس اتنا بھی نہین ہوتا ہے کہ وہ چراغ جلائین اور جھاڑو دین اس حدیث مین تنبیہ ہے اس امر پر کہ اگر کسی عالم اور صالح اور متقی کی ظاہری ہیئت اور لباس وغیرہ خراب ہو تو اُس کی تعظیم اور احترام مین تقصیر نہ کرنا چاہیے کیونکہ کوئی کیا جان سکتا ہے کہ اُن کے باطن مین کیا ہے ؎

تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد	خاکساران جہان را بحقارت منگر

اور اسطرف بھی اشارہ ہے کہ صرف فقر اور خواری اور بے اعتباری باعث فضیلت نہین ہے جب تک کہ تقوی اور نورانیت باطن نہو پس یہ احادیث حسنہ صحیحہ صریحہ ہین تفضیل علماے باطن مین علماے ظاہر پر دمیری حیات الحیوان مین لکھتے ہین کہ ائمہ مجتہدین یعنی امام شافعی وغیرہ کہا کرتے تھے کہ علمائے باطن کو بہت فضیلت ہے علماے ظاہر پر حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ داؤد طائی نے علم سیکھا اور عمل کیا تو اللہ نے اُنکو وہ علم عطا فرمایا جو ہم نہین جانتے ہین اور ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین لکھتے ہین کہ حضرت ابن عمر کی حدیث مین ہے کہ ہر قرن میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سابقین ہین اور صوفیہ سابق الامم والقرون ہین اُن کے اخلاص کی برکت سے پانی برستا ہے اور لوگون کو مدد ملتی ہے انتہی **تنبیہ** حافظ زکی الدین عبد العظیم مصری ترغیب و ترہیب مین بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ لکھتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علم دو ہین ایک علم قلبی دوسرا علم زبانی علم قلبی نافع ہے اور علم زبانی اللہ کی حجت ہے اولاد آدم پر اس

حدیث کو حافظ ابوبکر خطیب نے اپنی تاریخ مین باسناد حسن روایت کیا ہے اور یہ روایت
حسن بصری کی بھی ہے جابر سے اور ان کی روایت حدیث جابر سے اکابر کے نزدیک صحیح ہے
مناوی کا قول ہے کہ حافظ عراقی کہتے تھے کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور ابن جوزی کا اس کو
معلل کہنا یہ بسبب اُن کے وہم کے ہے سمہودی کے نزدیک بھی اِسکے اسناد حسن ہین اور
اِس حدیث کو عبدالبر نمیری نے بھی کتاب العلم مین حضرت حسن بصری سے باسناد صحیح مرسلاً روایت
کیا ہے اور دارمی اپنے مسند مین اسی حدیث کو مکی بن ابراہیم سے اور وہ ہشام سے اور وہ
حسن بصری سے اسطرح پر روایت کرکے لکھتے ہین کہ وہ کہتے تھے مجھ کو خبر دی عاصم بن یوسف نے
حضرت فضیل بن عیاض سے اُنھون نے ہشام سے اُنھون نے حضرت حسن بصری سے
اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو صاحب مشکوۃ کا اس حدیث کو دارمی کی طرف
منسوب کرنا اسطرح پر کہ وہ کہتے تھے کہ حسن کا قول ہے کچھ نہین ہے ابن ابی شیبہ اپنی مُصنّف
مین بروایت ابن نمیر لکھتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہشام نے اس حدیث کو مجھ سے بطور مرسل بیان
کیا پھر حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علم دو ہین ایک وہ
جو دل مین ہے اور وہی علم نافع ہے اور دوسرا علم وہ جو زبانی ہے اور وہ حجت ہے اللہ کیطرف
سے اُسکے بندون پر اس کو ابو منصور دیلمی[1] نے مسند الفردوس مین اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء
مین اور بیہقی نے فضیل بن عیاض سے بطور غیر مرفوع کے روایت کیا ہے مین کہتا ہون کہ یہ
مرفوع کے حکم مین ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہوچکا ہے اور کچھ بعید نہین کہ حضرت فضیل نے اسکو
سنا ہو اپنے شیخ الشیخ عبدالواحد بن زید سے اُنھون نے اپنے شیخ خواجہ حسن بصری سے اُنھون نے
اپنے شیخ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ حدیث
مسلسل بائمہ باطن ہوئی اور متضمن ہوئی ذکر علم باطن پر واللہ اعلم بالظاہر والباطن اور حضرت
ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض علم
چھپے ہوے ہین اور اُن کو سواے علماء اللہ کے اور کوئی نہین جانتا یعنی وہ لوگ جب اُس کے
متعلق کوئی بات ظاہر کرتے ہین تو اُس سے کوئی انکار نہین کرتا سواے علماے متفقہین و متقشفین
کے اور اسکو ابو منصور دیلمی نے اپنی مسند مین اور ابو عبدالرحمن سُلمی نے اپنی اربعین مین بھی
جو تصوف مین ہے روایت کیا ہے مگر اس حدیث کو عراقی اور ابن حجر اور سیوطی بوجہ ابی الصلت

---

[1] منسوب بہ دیلم بفتح دال وسکون یا ایک گروہ کا نام ہے اور ایک پہاڑ کا ۱۲ منتہی الارب

ہروی کے راوی ہونے کے ضعیف کہتے ہین اور ابن معین نے بسبب اور لوگون کے موافقت کے اپنی قدح سے رجوع کی ہے اور حافظ احمد بن سَیّار بھی اُن کے موافق ہین شیخ ابراہیم کُردی رسالہ مطلع الجود بتحقیق التنزیہہ فی وحدۃ الوجود مین لکھتے ہین کہ مجھ کو خبر دی شیخ عارف باللہ صفی الدین احمد بن محمد مدنی قدس سرہ نے اُس سند سے جو طبرانی کی طرف منسوب ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ماجد بغدادی نے اور اُن سے محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی نے اُن سے ابراہیم بن اشعث خراسانی صاحب فضیل بن عیاض نے اُن سے حضرت فضیل نے اُن سے ہشام بن حسان نے اُن سے حسن بصریؒ نے اُن سے عمران بن حصین نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو سب چھوڑ کے اللہ کی طرف متوجہ ہوا تو اللہ کافی ہے اُس کو ہر حاجت مین اور وہی اُسکو روزی دیگا وہان سے جہان سے گمان مین نہین آتا اور جو متوجہ ہوا دنیا کی طرف تو اللہ اُسکو دنیا کی طرف کر دیتا ہے طبرانی معجم صغیر مین لکھتے ہین کہ ہشام بن حسان کے سوا فضیل بن عیاض سے کسی اور نے روایت حدیث نہین کی اور اِس روایت مین ابراہیم بن اشعث خراسانی بھی ہین کہ جنکے بارہ مین ذہبی کا قول ہے کہ ابو حاتم کہتے تھے کہ میرے نزدیک وہ اچھے ہین مگر اُنھون نے حدیث ساقط ذکر کی اور لکھا ہے کہ اِن سے روایت کی عبد بن حمید کشّی اور عبدہ بن عبد الرحیم اور محمد بن علی مروزی اور علی بن حسن ہلالی وغیرہم نے اور ابن حبان نے بھی اِن کو ثقات مین لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث غریب بیان کرتے ہین اور متفرد ہین اور خطا اور خلاف بھی کرتے ہین اور حاکم بھی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ مین نے مستملی کی تحریر مین دیکھا ہے وہ لکھتے ہین کہ حدیث بیان کی مجھ سے علی بن حسن الہلالی نے اُن سے ابراہیم بن اشعث خادم فضیل نے اور وہ ثقہ تھے اور مین نے اُن سے نیشاپور مین لکھا ہے اور اِس حدیث کو ابن ابی حاتم نے بھی اپنی تفسیر مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور خطیب نے اپنی تاریخ مین روایت کیا ہے - لسان المیزان مین ہے کہ ابراہیم سے عبیدہ بن حمید کا روایت حدیث کرنا غلط ہے اِسواسطے کہ ابن حجر نے جن راویون کے حالات ابراہیم کے ترجمہ مین لکھے ہین اُن مین کہین یہ ذکر نہین کیا ہے کہ عبیدہ نے ایسی روایت کی اور نہ اِس کو مزی نے عبیدہ کے ترجمہ مین لکھا ہے بلکہ ایک روایت اور ذکر کی ہے اور اِسی طرح ابن حبان نے بھی ثقات مین

---

[۱] منسوب بکش بفتح کاف و تشدید شین ایک گانون ہے جرجان مین ۱۲ منتہی الارب [۲] بضم اول و فتح را و کسر لام الملا پر جھنے والیکو کہتے ہین ۱۲ منتہی الارب [۳] بکسر میم و کسر زا و تشدید یا منسوب بمزہ جو ایک گانون ہے دمشق مین ۱۲ منتہی الارب

واللہ اعلم

فائدہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد مین کہ اولیاء اللہ پر نہ خوف ہے نہ غم تو خوف وحزن کے نہ ہونے سے مطلب یہ ہے کہ اولیا فارغ البال ہون گے اور لوگون کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور حضرات انبیا کو تردد اور اہتمام لوگون کے حال پر ہوگا۔ کذا قال الشیخ الدہلوی اور اہل حقیقت فرماتے ہین کہ اُن کو خوف اور حزن نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خوف متعلق ہوتا ہے کسی آیندہ امر مکروہ کے پیش آنے پر یا کسی امر پسندیدہ کے فوت ہو جانے پر اور حزن متعلق ہے امر مکروہ گذشتہ کے ساتھ اور ولی ابوالوقت ہوتا ہے اُسکے لیے نہ ماضی ہے نہ مستقبل تو نہ اُسکو خوف ہے نہ غم نہ رجا علاوہ اسکے حزن حزونت وقت سے ہوتا ہے اور اولیاء اللہ معرفت اور محبت مین مستغرق ہوتے ہین اُن کے لیے حزن کہان۔ کذا فی جامع الاصول مجمع البحار مین ہے کہ حزن کہتے ہین خشونت نفس کو غم حاصل ہونے کی وجہ سے اور ہم کہتے ہین اُس غم کو جو آدمی کو گھلا دے تو یہ حزن سے خاص ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ہَم امر آیندہ پر اور حزن امر گذشتہ پر ہوتا ہے اور خوف اور فزع مین فرق یہ ہے کہ فزع قسم ہے خوف کی مگر یہ سخت ترین اقسام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فزع دفعتی خوف کو کہتے ہین اور خوف اُس غم کو کہتے ہین جو انسان کو امر مکروہ قریب الوقوع کے سبب ہو یہ قول ابن الملک کا ہے مُلّا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف مین لکھتے ہین کہ غبطہ بالکسر کہتے ہین نعمت کی تمنا کرنے کو یعنی وہ نعمت کہ جو دوسرے شخص کے پاس ہے وہ اُسکے پاس بھی رہے اور ہمکو بھی ملے بخلاف حسد کے کہ حسد کہتے ہین صاحب نعمت سے زوال نعمت کی تمنا کرنا تو غبطہ درحقیقت اچھا ہوا بہ نسبت حسد کے جیسا کہ بعضون کا قول ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوسے کہ انبیا اور شہدا پسند کرینگے اولیا کے حال کو جامع صغیر مین ہے کہ المتحابون فی اللہ علی کرسی من یاقوت حول العرش رواہ الطبرانی عن ابی ایوب قاضی کہتے ہین کہ جب انسان زیور علم وعمل سے آراستہ ہوتا ہے تو اُسکو خدا کے نزدیک ایک خصوصیت ایسی ہوتی ہے جسمین دوسرا شریک نہین ہوتا ہے چاہے اُس غیر کو کسی اور قسم کی قدر و منزلت حاصل ہو تو اُس دوسرے کو اُس کا غبطہ ہو سکتا ہے کہ یہ مرتبہ بھی میرے مراتب رفیعہ اور منازل شریفہ مین ملجاتا تو اچھا ہوتا چنانچہ یہی مطلب ہے حضرت کے ارشاد کا کہ یغبطھم النبیون والشہداء کیونکہ انبیا کا رتبہ اس سے کہین عالی ہے وہ ایسے جزئیات کی طرف کب متوجہ ہو سکتے ہین اور شہدا نے اگرچہ مرتبہ شہادت پایا ہے مگر ہو سکتا ہے

سلہ باہم دوستی رکھنے والے للہ یاقوت کی کرسیون پر عرش کے گرد ہونگے اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ابی ایوب سے ۱۲ منہ

کہ اُن کا معاملہ اللہ کے ساتھ ایسا نہ ہو جیسا اولیا کا ہوگا تو وہ جب قیامت کے دن اُنکے
مراتب اور کرامات خداداد دیکھینگے تو چاہینگے کہ ہم بھی ان کمالات کے جامع
ہوتے اور ظاہر ہے کہ یہان غبطہ سے مراد اولیاء اللہ کی فضیلت اور علوشان اور رفعت منزلت
کا بیان ہے تو مطلب یہ ہے کہ اولیا کا حال خدا کے نزدیک قیامت مین ایسا ہوگا کہ انبیا اور
شہدا اُس دن باوصف اپنے جلالت اور شہرت اور بزرگی کے اُن پر غبطہ کرین تو ہو سکتا ہے طیبی
کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ یہان غبطہ سے مراد استحسان امر محمود الفعل کا ہو کیونکہ اس مین غبطہ ہوتا ہے
تو گویا انبیا اور شہدا اولیاء کے اعمال کی تعریف کرینگے اور اُن سے راضی ہونگے اور بھی کچھ بعید
نہین کہ یہ قیامت مین قبل اور لوگون کے جنت و دوزخ مین داخل ہونے کے ہو جیسا کہ آیندہ
حدیث سے معلوم ہوتا ہے لَا یَخَافُونَ اِذَا خَافَ النَّاسُ یعنی اُن لوگون کو امن و فراغت ہوگی
اُن بعض وقتون مین بھی کہ جن مین اور دن کو نہ ہوگی بوجہ اُنکی اپنے حال مین مصروفیت کے یا اپنی
استون کے حال مین تو اُسپر اُن کو غبطہ ہوگا انتہی کلام الطیبی ملا علی قاری کہتے ہین کہ طیبی کا یہ قول
کہ اُن لوگون کو وہ امن ہوگا جو دوسرون کو نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا
وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ[1] تو اُن لوگون کا بیخوف ہونا اور انبیا علیہم السلام کا
خائف ہونا خطاء فاحش ہے کیونکہ اس سے تفضیل اولیا انبیا پر لازم آتی ہے جیسا کہ ظاہر حدیث
سے معلوم ہوتا ہے اور علماء نے اسی وجہ سے تاویل کی ہے تاکہ یہ شبہہ دفع ہو جائے بعضے شراح
کا قول ہے کہ اُن کو حساب کے وقت قبل ان کے جنت مین داخل ہونے کے غبطہ ہوگا یعنی وہ
لوگ ممبرون پر ہونگے اور خلق حساب مین یہ بھی ظاہر امر صواب سے عدول ہے حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکھتے ہین کہ یہان پر اعتراض ہوتا ہے کہ انبیا افضل الناس اور
شہدا کہ جنھون نے اپنا جان و مال خدا کی راہ مین لٹا دیا باوصف حصول اس فضل عظیم کے اُنکا غبطہ
کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے کیونکہ غبطہ تو سوائے فاضل کے مفضول پر نہین ہوتا اسکا جواب یہ ہے
کہ اولیا پر غبطہ سے مراد یہان استحسان اور تعریف ہے نہ اُسکے معنی حقیقی یعنی انبیا اور شہدا اُن کی
تعریف کرینگے اور اُن کے مراتب کا استحسان دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کلام مبنی ہے فرض و تقدیر
پر یعنی اگر انبیا اور شہدا کو کسی پر غبطہ ہوتا تو اُن پر ہوتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفضول مین کوئی ایسی

---

[1] وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ انھین لوگون کے لیے امن ہوگا ۱۲ — منسوب بہ طیبہ بکسر طا و ایک گاؤن ہے نزدیک موصل ۱۲ منتہی الارب

صفت ہو جو فاضل مین نہ پائی جاتی ہو باوجود ایسے بہت سے فضائل اور کمالات کہ جن کے مقابل
مین وصفت مفضول محو بھی جاوے۔ جیسے ایک شخص کے پاس ہزار غلام خوشرو اور خوش خلق اکثر اوصاف
اور ہنر سے متصف ہون اور دوسرے شخص کے پاس صرف ایک ہی چھوکرا ہو اور پہلا شخص چاہے
کہ یہ لڑکا بھی میرا ہی غلام ہوتا بسبب شوق جمیع فضائل اور مرضیات حق کے یا یہ کہ انبیا علیہم السلام
کو بھی تحابب فی اللہ بر وجہ اتم و اکمل ہو بعضے کہتے ہین کہ یہ حالت حشر مین ہوگی بہشت مین جانے
اور نعمات و درجات قرب الٰہی پانے سے پہلے اور دوسری حدیث مین ہے کہ ان کو کوئی تشویش
و تردد نہ ہوگا اور بے خوف و مطمئن ہونگے اور اور لوگون کو اپنی اپنی پڑی ہوگی حضرات انبیا کو
اُمت کے حال کا تردد اور اہتمام ہوگا خلاصہ یہ کہ یہ اعتراض انبیا علیہم السلام کے شان کے
لحاظ سے تو ضرور سخت ہے مگر شہدا کے حال کے لحاظ سے نہین ہے کیونکہ قتیل محبت الٰہی کا
درجہ شہید سے کم نہین بلکہ اُس سے زائد ہے واللہ اعلم۔ شیخ اکبر فتوحات مکیہ مین فرماتے ہین کہ
شہدا سے مراد یہان رسل ہین کیونکہ وہ اپنی امتون پر بنزلہ گواہون کے ہین اور اُن کا غبطہ ان پر
اس وجہ سے ہوگا کہ انبیا و مرسلین اور علما و اور صلحا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جو درجات انبیا کے
وارث ہونگے اُن کو بھی افراد اُمت کے نفوس پر بہت خوف ہوگا اور اولیا کی کوئی امت نہوگی ہو جسکے
وہ بے خوف ہونگے جیسے کہ حضرات انبیا اپنے نفوس پر امین ہونگے کیونکہ وہ اور اُنکے تابعین سب
انبیا کی امت ہونگے تو اولیا اُس روز اپنی اور اپنے والون سب کی طرف سے بے خوف ہونگے
جیسا کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ لا یحزنھم الفزع الاکبر یعنی اُن کو روز قیامت والا خوف بھی رنجیدہ
نہ کرے گا اپنے نفسون پر تو حضرات انبیا علیہم السلام کو جو کچھ خوف ہوگا وہ اپنی امتون کے حالات
کے لحاظ سے ہوگا اور اُس مقام پر اُن کو یہ خیال آوے گا کہ کاش ہم بھی اسوقت ایسے ہی بیخوف
ہوتے تو جب وہ لوگ جنت مین جائینگے اور اپنے مراتب اور منازل دیکھ لین گے تو وہی یعنے
انبیا ہی سب سے اعلیٰ ہونگے یہ ارشاد شیخ رضی اللہ عنہ کا خلاصہ مطلب ہے ؎

ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد	از رہگذرِ خاکِ سرِ کوی شما بود

وصل مراتب حضرات اولیاء اللہ کے بیان مین

شیخ داؤد قیصری فصل ثانی مقصد ثانی مقدمہ شرح قصیدہ فارضیہ مین لکھتے ہین کہ ولایت خاصہ کی
دو قسمین ہین ایک عطائی دوسری کسبی عطائی وہ ہے جو بسبب کشش اور جذبہ خداوندی کے بغیر

مجاہدہ حاصل ہو اور کسبی وہ ہے جو بعد مجاہدہ بسبب کشش اور جذبہ حضرت حق کے حاصل ہو اور جسکو جذبہ مجاہدہ سے پہلے ہو اُسکو محبوب کہین گے اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے اسکو خود اپنی طرف جذب کیا ہے اور جسکا مجاہدہ جذب سے پہلے ہو تو اُسکو محب کہین گے کیونکہ اُسکو خدا کی جناب مین پہلے مجاہدہ کی ذریعہ سے تقرب ہو لیا تب انجذاب حاصل ہوا جیسا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس حدیث قدسی مین روایت آئی ہے لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل الخ پس جذبہ حق موقوت ہے محبت اور بعیت پر اور وہی نتیجہ تقرب حق ہوتا ہے اسی لیے اسکو کسبی کہتے ہین اگرچہ یہ تقرب بھی جذبۂ باطنی حق اور اُسکی دعوت ہی سے ہوتا ہے لیکن اِس صورت مین اُس شخص کی استعداد ازلی کا بھی دخل رکھا گیا ہے کیونکہ اگر یہ جذبہ نہوتا تو کسی کو ممکن نہ تھا کہ حظوظ نفسانی سے نکل سکے اسی وجہ سے محبوبون کا مرتبہ محبین سے اعلیٰ ہوتا ہے اور مقام قطبیت پر محبوب ہی پہونچتا ہے اور محبوبین کے مراتب ہین چنانچہ **پہلا مرتبہ قطبیت کا ہے** قطب اُسکو کہتے ہین جو عالم مین منظور نظر حق تعالیٰ ہو ہر زمانہ مین اور وہ بر قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے اور قطبیت کبری قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے کہ جو مرتبۂ باطن نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ مخصوص ورثۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نبوت عامہ و رسالہ شاملہ تھے سارے عالم کے لیے اور اکملیت کے ساتھ مخصوص تھے تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہو گا جو باطن خاتم النبوۃ پر ہو اسی طرح حضرت شیخ اکبرؒ نے فصل اکتیسوین باب ایک سو اٹھانوے فتوحات مین لکھا ہے اور اور کتب معتبرہ تصوف مین بھی ایسا ہی ہے اور قطب الاقطاب وہ ہے جسکے مرتبہ سے اعلیٰ اسوا ے نبوت عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہو اسی وجہ سے قطب الاقطاب صدیقون کا سردار ہوتا ہے لطائف اشرفی مین ہے کہ قطب اور قطب الاقطاب مین فرق یہ ہے کہ قطب کہتے ہین چند ذاتون کو جو متفرق آبادیون مین رہتے ہون کیونکہ ہر ولایت مین اگر قطب نہو تو آثار برکات اور ظہور حسنات اور قیام دنیاوی ممکن نہو اگرچہ حقیقتاً تفویض امارت اور اصلاح عمارت ہفت اقلیم کی اورون کو بھی ہے اور قطب الاقطاب تمام عالم مین ایک ہی ہوتا ہے اور قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہونے سے مراد اُن کے مشرب پر ہونا ہے اسواسطے کہ ہر ولی کا کسی ایک نبی کے مشرب اور قدم پر ہونا ضروری ہے۔ اقتباس الانوار مین ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مرتبہ ہین پہلا ولایت کا دوسرا نبوت کا تیسرا رسالت کا آپ فرماتے ہین کہ اول جو چیز خدا نے پیدا کی وہ میرا نور ہے تو تمام انبیا اور اولیا کے انوار نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے پیدا ہوے اسی واسطے کا شفان ولایت شعار اِس

امر پر متفق ہین کہ تمام انبیا و رسل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہین چنانچہ آپ کا ارشاد ہے
کہ مین نبی تھا جبکہ آدم درمیان پانی اور مٹی کے تھے یعنی مین اپنی نبوت سے آگاہ تھا پس حق تعالےٰ
نے آپ کو نبوت کی اُس حالت مین خبر دی جب کہ آپ روح تھے قبل ایجاد اجسام انسانی کے
اور اور انبیا آپکے علم مین نائب ہین پس زمان حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک آپ کی روحانیت سے
ہر رسول کو جو موجود ہوتا تھا اُن کی شریعتون کے موافق فیض پہونچتا تھا لیکن چونکہ آپ اس عالم مین
اُسوقت تشریف نہین رکھتے تھے لہذا ہر ایک کی شریعت اُسی کی طرف منسوب ہوئی ورنہ وہ حقیقت
مین وہ شرع محمدی ہی تھی اسی لیے آپ نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا علم اولین و آخرین اور چونکہ اولیا وارث
انبیا ہین پس جو وارث اس خصوصیت کا ہو اُسکو محمدی کہین گے اور جو وارث ولایت موسوی کا ہو اُسکو
موسوی کہین گے و علیٰ ہذا القیاس تو یہ جو اصطلاح حضرات صوفیہ مین کہتے ہین کہ فلان ولی فلان پیغمبر کے
قدم پر ہے یا فلان ولی فلان پیغمبر کے قلب پر ہے تو اس سے مطلب یہ ہے کہ جو علوم اور تجلیات اور مقامات
اور حالات اُس پیغمبر کو تھے وہ اُس ولی کو بمدد اُس پیغمبر کے حاصل ہونگے لیکن وہ سب در اصل مشکوٰۃ
حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے تو وہ ولی مثلاً محمدی ابراہیمی ہوگا یا محمدی موسوی یا محمدی عیسوی
حضرت شیخ اکبر فتوحات کے باب تین سو تراسی مین لکھتے ہین کہ قطب کے سبب سے اللہ محفوظ رکھتا ہے
کل دائرۂ وجود کو عالم کون و فساد سے اور امامین کی وجہ سے عالم غیب اور شہادت کو اور اوتاد کی وجہ
سے جنوب و شمال اور مشرق و مغرب کو اور ابدال کی وجہ سے ساتون ولایتون کو محفوظ رکھتا ہے اور قطب
سے ان سب کو کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جسپر سارے عالم کا مدار ہے تو جو اس امر کو جانتا ہے وہ ضرور
اسکو بھی جان جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کیسے محفوظ رکھتا ہے وجود کو عالم دُنیا پر اور اُس کی مثال علم طب
علم تقویم الصحت موجود ہے شیخ عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر کے پینتالیسوین باب مین لکھتے
ہین کہ شیخ اکبر فتوحات کے باب دو سو چھپن مین لکھتے ہین کہ قطب اپنی قطبیت مین قائم نہین رہ سکتا
تاوقتیکہ اس کو اُن حروف مقطعہ کے جو اوائل سُوَرِ قرآنی مین ہین معانی معلوم نہون اور جب اللہ تعالےٰ
اُس کو اُن کے حقائق اور معانی پر واقف کر دیتا ہے تب اُسکو یہ خلافت ملتی ہے اور وہ اسکا اہل ہوتا
ہے اگر کوئی پوچھے کہ قطب کی پہچان کیا ہے کیونکہ ایک جماعت نے اس زمانہ مین قطبیت کا دعویٰ کیا
ہے اور ہم کو اس کا کوئی علم نہین جسکے ذریعہ ہم اُن کے دعوی کو مانین یا رد کرین تو جواب یہ ہے کہ
حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کا قول ہے کہ قطب کی پندرہ علامتین ہین ایک یہ کہ وہ مدد دے عصمت اور
رحمت اور خلافت اور نیابت مین اور حامل عرش ہو اور حقیقت ذات جانتا ہو اور احاطہ صفات اُسکو

حاصل ہوا ور کرم ہو بکرامت حلم یعنی حلیم ہوا ور فضیلت دے دو موجودون مین اور جدا کرے اول کو
دوسرے سے اور اُس چیز کو جو اُس سے منفصل ہوئی ہے منتہا تک اور جو اُس مین ثابت ہوا ور حکم ما قبل
و ما بعد او ر اُس چیز کو کہ جس کے نہ کوئی چیز قبل ہے نہ بعد جانتا ہو اور احاطہ رکھتا ہو ہر علم اور علوم پر
جو ظاہر ہوا ہو ابتداے انتہا تک اور اُسکی طرف رجوع کرنے کو پھر اب دوسو شرح مین لکھتے ہین کہ قطب
کا نام ہر زمانہ مین عبد اللہ اور عبد الجامع ہے اور اُس کی تعریف یہ ہے کہ وہ موصوف ہو باوصاف الٰہی
اس طرح پر کہ اُس مین تمام معانی اسماء الٰہیہ کے پائے جاتے ہون یعنی وہ آئینہ حق اور مجلی صفات مقدسہ
اور محل مظاہر الٰہیہ اور صاحب وقت اور عین زمان اور عالم سر قدر اور دہر الدہور کا ہوا ور اُسکی شان
یہ ہو کہ اُسپر مرتبہ خفا ر غالب ہو بوجہ اُسکے محفوظ ہونے کے خزانہ ہای عزت مین اور لپٹے ہونے کے
چادر حفظ الٰہی مین نہ اُس کو اپنے دین مین کوئی شبہ عارض ہوتا ہوا ور نہ ایسا کوئی خطرہ آتا ہو جو اُسکے
مرتبہ و مقام کے خلاف ہوا ور کثیر النکاح ہوا ور اُس کا راغب اور عورتون کو دوست رکھتا ہوا ور اپنی
طبیعت کے حق کو حد شرعی کے موافق پورا کرتا ہوا ور روحانیت کے حق کو بھی موافق حد الٰہی کے پورا
کرتا ہوا ور نہ تجاوز کرتا ہو اُس مقدار معین سے جو اُسکے لیے مقرر کی گئی ہوا ور اُسپر حاکم وقت نہو بوجہ اُسکے
صرف اللہ ہی کے لیے ہونے کے اور اُس کا حال دوام عبودیت اور افتقار ہوا ور بُرے کو بُرا جانتا
ہوا ور اچھے کو اچھا مانتا ہوا ور جمال صوریہ مقیدہ کو دوست رکھتا ہو چاہے وہ کسی چیز مین ہو یا کسی
شخص مین اور حسین اُسکے پاس عمدہ صورتون مین آتی ہون اور وہ عشق سے پگھلتا ہوا ور غصہ اور غیرت
اُس کا سب للہ ہوا ور اُسکو مظاہر مین اطلاق بالتقید کے حاصل ہوا ور اُسکی روحانیت نہ ظاہر ہوتی
ہو مگر شہادت اور غیب کے پردہ مین اور جن چیزون کو دیکھتا ہو اُسکو بوجہ محل نظر حق ہونے کے دیکھتا ہو
اور اسباب کو بھی اُن مین قائم کرتا اور سمجھتا ہوا ور رہتا ہوا ور اُسکے حکم کے موافق کار بند ہوتا ہوا ور اپنے
کو کسی طرح خلق پر رئیس یا فائق نہ جانتا ہوا ور ہمیشہ اُسی حال پر رہتا ہوا ور اگر وہ مالدار ہو یعنی روپیہ اور
اشرفی رکھتا ہو تو اُسمین بھی ویسا ہی تصرف کرتا ہو جیسا کہ ایک بندہ اپنے مالک کے مال مین تصرف کرتا ہے
اور اگر مالدار نہو محض فتوحات پر اُسکی گذر بسر ہو تو اُسکے ملنے کا انتظار نہ کرتا ہوا ور وقت ضرورت کے
کسی دوست کے گھر پر جا کر اپنی حاجت بیان کر کے ضرورت کی چیز لے آتا ہوا ور اُن چیزون سے سوا
بقدر ضرورت کے زیادہ دل بستگی نہ رکھتا ہوا ور اگر وہ ضرورت وہان سے رفع نہو تو اللہ کی جناب مین اُس
ضرورت مین رجوع کرتا ہو کیونکہ اللہ ہی متولی ہے اور اُسی سے یہ سب امور طلب کیے جاتے ہین اور
اُس دعا کی اجابت کا بھی انتظار کرتا ہو۔ پھر اللہ کو اختیار ہے چاہے فی الفور وہ چیز دیدے یا دیر مین دے۔

پس قطب کا کام دُعا مین الحاح کرنے کا ہے اور حق طبیعت کے لیے سفارش کرنے کا بخلاف اصحاب
احوال کے کہ اُن کی ہمتون سے چیزین موجود ہوجاتی ہین اور اللہ اُن کو جلد اُنکے حصے متعلق حالات جنت
کے دیدیتا ہے اور وہ لوگ ربانی ہین اور قطب حال سے منزہ اور علم مین ثابت ہوتا ہے اگر اللہ اُسکو
خبردار کردیتا ہے کسی ہونے والی چیز پر تو وہ اُس کو جان لیتا ہے بطور افتقار الی اللہ کے نہ بطور افتخار کے
اور قطب نہ طے ارض کرتا ہے نہ ہوا پر اڑتا اور نہ پانی پر چلتا اور نہ بہت کھاتا ہے اور نہ اُس سے
بہت کرامتین ظاہر ہوتی ہین مگر یہ نہیں کچھ تھوڑی سی اور وہ بھی خدا کے علم سے نہ اُسکی خواہش اور
فرمایش سے کہ اُسکو اُسکی کچھ پروا نہین ہوتی اور اسیطرح قطب کی شان یہ ہے کہ وہ اضطرار سے بھوکا
ہو نہ اختیار سے اور نکاح سے بھی رُک جاتا ہے بسبب مقدور نہ ہونے کے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ
نکاح مین کون چیز اُسکو برانگیختہ کرسکتی ہے اُس طلب پر اور اُس سے تحقق بغیر عبودیت مین بخوبی قائم
ہوے نہین متحقق ہوتا اور اُسکو نکاح کی رغبت اولاد کی غرض سے نہین ہوتی بلکہ شہوت اور فی نفسہ
تناسل قائم رکھنے کی غرض سے بذریعہ امر شروع کے تو نکاح اُسکا صرف لذت کے لیے ہوتا ہے مثل
جنتیون کے اور اِس سر کے حقیقت کے ادراک سے اکثر عارفین محروم رہے اور وہ یہ سمجھے کہ قطب
ضعیف الارادہ ہوتا ہے اور اُس لذت سے مغلوب ہوجاتا ہے کہ جو اُسمین مخفی ہے حالانکہ ایسا نہین
ہے کیونکہ یہ قہر یعنی غلبہ بھی لذیذ اور خصائص انبیاء علیہم السلام سے ہے اور بوجہ اس مقام کے عالی مرتبہ
ہونے کے اکثر اولیاء اللہ اُس مقام سے ناواقف رہے اور نکاح کو محض شہوت حیوانیہ سمجھکر اپنے نفوس

کو کثرت نکاح کرنے سے بچاتے رہے - واللہ تعالی اعلم بمراد کلام اولیائہ اور قطب کے مقامات سے
یہ بھی ہے کہ وہ اپنی سانسون کو اُن کے باہر نکلنے اور اندر جانے کے وقت دیکھتا رہے کہ اُنکی آمد و رفت
اچھے طریقے سے ہے یا نہین کیونکہ انفاس خدا کی بھیجی ہوئی چیزین قطب کے طرف ہین تو جب وہ حق
کی طرف واپس ہوتے ہین تو اُس کا شکریہ ادا کرتے ہین اور یہ حفاظت قطب کسی تکلیف سے نہین کرتا
ہے بلکہ اُس کی شان ہی یہی ہے اور اِس بیان مین شیخ اکبر نے بہت طویل کلام لکھکر اُسکے بعد لکھا ہے
کہ قطب وہ مرد کامل ہوتا ہے جس نے وہ چار دینار حاصل کیے ہون جسکا ہر دینار پچیس قیراط کا ہو اور
اُن سے مردان خدا کی کیفیت معلوم کی جاتی ہو اور چار دینار سے مراد رسل اور انبیاء اور اولیاء اور مومنین
ہین اور ان سب کا وارث قطب ہوتا ہے پھر حضرت شیخ باب تین سو اکاون مین لکھتے ہین کہ قطب کی
شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اُس حجاب مین رہتا ہے جو اُسکے اور اللہ کے درمیان مین ہوتا ہے اور حجاب
مرتے وقت تک نہین اُٹھتا جب قطب مرتا ہے تو اللہ سے جا ملتا ہے اور قطب کی مثال بمنزلہ

دربان کے ہے جو بادشاہی احکام نافذ کیا کرتا ہے اور اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُسکو شہود کی صفت
حاصل نہین ہوتی اب اگر کوئی پوچھے کہ کیا قطب اپنی تولیت مین دولت باطنی کے لیے بیعت لینے کا
محتاج ہوتا ہے یا نہین جیسا کہ خلافت ظاہری مین ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہان ہوتا ہے
حضرت شیخ تین سو چھتیسوین باب مین فتوحات کے لکھتے ہین کہ اللہ تعالی جب متولی کرتا ہے کسی بندہ
کو مرتبہ قطبیت مین تو اُسکے لیے ایک تخت عالم مثال مین بچھا کر اُسپر اسکو بٹھاتا ہے اور اُس مکان کی
صورت بہ حیثیت اُسکے مرتبہ کے بتاتا ہے مثلاً اُسکو اپنے عرش پر مستوی ہونیکی صورت بتاتا ہے بذریعہ
اپنے ہر چیز کے ساتھ احاطہ علمی کے اور اللہ سے بڑھ کر کون اعلی مثال دے سکتا ہے تو جب وہ
تخت بچھا لیا جاتا ہے اُسکے بعد اُسکو اُن تمام اسمار کا خلعت دیا جاتا ہے جنکا طالب تمام عالم ہے
اور اسماء اُس عالم کے طالب ہوتے ہین پھر اُس سے حلے ظاہر ہوتے ہین وہ سب قطب کو پہنا کر اور
تاج کرامت دے کر اُس تخت پر بٹھاتے ہین اُس وقت اُسکی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے پھر اللہ
حکم دیتا ہے تمام عالم کو اُس سے بیعت کرنے کا اس شرط پر کہ سب لوگ اُسکی اطاعت کرین ہر حال
یعنی سختی اور راحت مین اور سارا عالم ادنی اور اعلی سب اُسکی بیعت مین داخل ہوتا ہے سوا
عالون کے اس سے مراد وہ لوگ ہین جو اللہ کے جلال مین ڈرگئے ہوے ہین اور وہ لوگ بالذات
حق کی عبادت کرتے ہین نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے اور قوم ملاء اعلی بھی قطب کے پاس
سب سے پہلے آتے ہین موافق اپنے مراتب کے یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے اور وہ سب اُسکے ہاتھ
پر بیعت کرتے ہین طاعت و عبادت حق پر بلا قید کسی سختی اور راحت کے اور وہ لوگ اُن دونون
صفتون کو اپنے مین جانتے ہی نہین ہین اسواسطے کہ کسی شے کی شناخت بغیر اُسکے ضد کے نہین
ہوتی اور ملاء اعلی ایسے ذوق مین ہوتے ہین جسمین امر مکروہ کی گنجائش ہی نہین ہوتی تو جو روحین
قطب کے پاس بیعت کے لیے آتی ہین وہ اُس سے علم الٰہی کے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہین اور
وہ جواب مین کہتا ہے کہ اے شخص کیا تو قائل فلان فلان امر کا ہے جب وہ اُس کا اقرار کرتا ہے تو
قطب اُس سے کہتا ہے کہ اس مسئلہ مین دو جہتین ہین اور وہ دونون متعلق ہین علم الٰہی سے کہ جنمین
ایک اعلی ہے اُس دوسرے سے جو اُس شخص کو معلوم ہوتی ہے تو ہر بیعت کرنے والا قطب سے
مستفید ہوتا ہے اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اُس کو معلوم نہین ہوتا حضرت شیخ فرماتے ہین کہ مینے
کل سوالات قطبیت ایک علحدہ رسالہ مین لکھے ہین اور مجھ سے پہلے اُن کو کسی نے نہین لکھا ہے
اور وہ مسائل معین نہین ہوتے ہین کہ بار بار ہر قطب سے وہی پوچھے جائین بلکہ اُن کو اللہ تعالی

خود بخود سائل کے دل مین ڈال دیتا ہے یعنی پہلے سے وہ سوال اُسکے ذہن مین نہین ہوتا ہے
بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً ذہن مین آجاتا ہے اور شیخ فرماتے ہین کہ پہلے قطب سے عقل اول بحث
کرتی ہے پھر نفس پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہین اُن ملائکہ سے کہ جو آسمان و زمین کے بنانے والے ہین یا
اُن پر موکل ہین پھر وہ روحین جو مدبرہ اِن ہیاکل کے ہین جنھون نے مرکر اپنے جسمون سے مفارقت
کی ہے پھر جن پھر مولدات پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہین سوائے ملائکہ عالین کے یا اُن افراد
بشر کے جو قطب کے دائرہ مین نہین داخل ہوتے ہین اور قطب کو اُن پر تصرف نہین ہوتا اِس لیے
کہ وہ بشر اگرچہ مثل اُسکے کاملین ہین اور اِس امر کے لائق جو قطب نے اپنی قطبیت سے پایا لیکن چونکہ
امر مقتضی اِسکو ہے کہ زمانہ مین ایسا ایک ہی شخص ہو جو اِس امر کے لیے مخصوص کیا جائے لہذا ایک
شخص معین ہو لیا اور یہ کچھ اولیت کی وجہ سے نہین بلکہ علم الٰہی پہلے سے اُسکے متعلق ہو جاتا ہے کہ
یہ شخص والی ہوگا اور افراد مین بعضے ایسے بھی ہوتے ہین جو قطب سے علم باللہ مین بڑھے ہوئے ہوتے
ہین پھر حضرت شیخ فتوحات کے باب دوسو چھپن مین لکھتے ہین کہ اور خصائص قطب سے یہ بھی ہے
کہ اُسکو خلوت رہتی ہو اللہ کے ساتھ اور یہ مرتبہ اُسکے سوا کسی اور ولی کو نہین ہوتا پھر جب قطب وفات
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس خلوت کو کسی دوسرے قطب کے واسطے خاص کر دیتا ہے اور یہ خلوت
ایک زمانہ مین دو قطبون کے واسطے نہین ہوتی اور یہ خلوت علوم اسرار کے ہوتی ہے اور قطب کے
واسطے کوئی حد معین نہین کبھی وہ مقام قطبیت مین سال بھر رہتا ہے اور کبھی اِس سے زیادہ اور کبھی
کم گھڑیون اور دنون تک اور یہ مقام بہت ذمہ داری کا ہے اِس کا حامل کل ممالک ارضیہ کی سختیان
اُٹھاتا ہے اور وہ سب اُسکے مملوک اور رعایا ہوتے ہین پھر حضرت شیخ فتوحات کے باب چارسو تریسٹھ
مین لکھتے ہین کہ ہر قطب عالم مین اُتنا ہی ٹھہرتا ہے جتنا اللہ کو منظور ہوتا ہے پھر اُس کی دعوت منسوخ
ہوکر دوسرے کو ملتی ہے اور اُسکی کیفیت بعینہٖ شریعتون کی سی ہے اور دعوت سے میری غرض قطب کے
احکام اور اُن احکام کا عالم مین مؤثر ہونا ہے اور بعضے اقطاب اِس مرتبہ مین تینتیس برس چار مہینہ رہے
ہین اور بعضے اِس سے کم اور بعضے اور بھی کم چنانچہ مویّد اِسکی حضرات خلفائے اربعہ کی خلافت ہے جو یقینی
اقطاب تھے اب اگر کوئی یہ کہے کہ پھر اِس کا کیا مطلب ہے جو لوگ کہتے ہین کہ قطب مرتا نہین تو اِس کا
جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ فتوحات کے باب تہتر مین لکھتے ہین کہ عالم ایک ساعت بھی قطب سے خالی
نہین رہ سکتا ہے یعنی اُسمین قطب ضرور رہتا ہے اِسی وجہ سے اللہ نے رسولون مین سے چار رسول
زندہ رکھے اُن مین تین صاحب شریعت ہین حضرت ادریس اور الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

ایک حامل علم لدنی ہین یعنی حضرت خضر علیہ السلام اور اسکی تصریح یہ ہے کہ دین حنیفی کے چار رکن ہین
جیسے گھر کے چار رکن ہوا کرتے ہین رسل اور انبیا اور اولیا اور مومنون اور رسالت رکن جامع ہے تو
کوئی زمانہ رسول سے خالی نہوگا پس وہی قطب ہے اور وہی عالم مین خدا کی نظر کا محل ہی بمناسبت و لیاقت اسکے جلال کے
اور اُسی قطب سے خداوند تعالی کی امداد سارے عالم علوی و سفلی پر وارد ہوتی ہے اور حضرت شیخ کا ارشاد ہے کہ قطب کے
شرائط سے یہ ہے کہ وہ صاحب جسم طبعی اور روح کا ہو اور اس دنیا مین اپنے جسم اور حقیقت سے موجود ہو اور یہ بھی ضروری
ہے کہ وہ اس دنیا مین اپنے جسم اور روح سے زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک موجود رہے
تو اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مضبوط کرنے اپنے دین کے کہ جو کبھی منسوخ ہی
نہوگا اور شریعت کے جو کبھی تبدیل نہوگی وفات فرمائی لہذا کل رسل آپ کی شریعت مین اس
غرض سے داخل ہونگے کہ وہ اُس دین و شریعت کو قائم اور اُسکے احکام نافذ کرین تو زمین زندہ رسول
سے خالی نہوئی اور وہی رسول عالم انسانی کا قطب ہوگا اگر شمار مین وہ ہزار رسول ہون کیونکہ مقصود ان
سب سے ایک ہے تو حضرت ادریس ع چوتھے آسمان پر ہین اور حضرت عیسی دوسرے آسمان پر اور
حضرت الیاس ع اور حضرت خضر ع زمین پر اور یہ معلوم ہے کہ ساتون آسمان عالم دنیا ہی سے ہین کیونکہ عالم
کی بقا تک اُنکی بقا ہے جب عالم نرہیگا تو وہ بھی نرہینگے پس سب آسمان دُنیا کے جزو ہوے
سوا چرخ اطلس کے کہ اُس کا آخرت مین شمار ہے کیونکہ قیامت مین زمین بھی بدل جائے گی اور آسمان
بھی بدل جائینگے اسی طرح یہ عالم خاکی بھی دوسرے عالم سے بدل جائیگا جو اس سے رقیق اور صاف
اور لطیف تر ہوگا اور وہ نشا طبیعت جسمیہ کا ہوگا کہ جسمین لوگ نہ پاخانہ جائینگے اور نہ پیشاب کرینگے
جیسا کہ احادیث مین آیا ہے اور زمین پر اللہ تعالی نے باقی رکھا حضرت الیاس ع و حضرت خضر علیہما السلام کو
اور اسیطرح حضرت عیسی علیہ السلام کو جبکہ وہ اُترینگے اور یہ لوگ مرسلین سے ہین زمین پر آکر دین حنیفی کی
اشاعت کرینگے تو رسول کا ہمیشہ رہنا دنیا مین بباطنیت شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے اور اکثر
لوگ اس امر کو نہین جانتے ہین پس اُنھین پیغمبرون سے ایک قطب ہوگا جو دین کے گھر کے رکنون مین سے
ہوگا جیسے کہ حجر اسود ایک رکن ہے بیت اللہ کا اور دو اُن مین امام ہونگے اور چوتھا اوتاد - ایک کے
سبب سے اللہ ایمان کو محفوظ رکھتا ہے اور دوسرے کے سبب سے ولایت کو تیسرے کے سبب سے
نبوت کو اور چوتھے کے سبب سے رسالت کو اور مجموعی سبب سے محفوظ رکھتا ہے دین حنیفی کو تو زمین سے
قطب ایک ہی ہے اور حضرت شیخ فرماتے ہین کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایک شخص ہر ایک
ایک کے قلب پر بھی ہوتا ہے بطور نائب کے باوجود ان صاحبون کے موجودگی کے بھی اور اکثر اولیا قطب

اور امامین اور اوتاد اور نائبین کو نہین جانتے ہین اور نہ اُن مرسلین کو جنکو ہم نے بیان کیا اسی وجہ
سے وہ اُن مقامات کے حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہین مگر جب کوئی مقام اُنکے واسطے مخصوص
ہوجاتا ہے تب ان کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس قطب کے نائبین سے ہین اس نکتہ کو خوب سمجھ لینا چاہیے
کہ یہ سوا میرے کلام کے اور کسی کے کلام مین نہین ملے گا اور اگر میرے دل مین اُسکے اظہار کرنیکی بابت
القا ہوتا تو مین ہرگز اُسکو ظاہر نہ کرتا اور یہ امر بھی جان لینے کے قابل ہے کہ چونکہ امام کا مقرر کرنا بوجہ
قیام دین کے واجب ہے اور امام بھی ایک ہی ہونا چاہیے تاکہ جھگڑے اور فساد نہ پڑین تو ایسے امام کا
حکم بھی بمنزلہ قطب کے حکم کے ہوگا اور کبھی امام ظاہری بھی قطب وقت ہوتا ہے جیسے شیخین رضی اللہ
عنہما اپنے وقت مین تھے اور کبھی نہین ہوتا تو خلافت اُسی قطب کو ہوتی ہے جو بصفت عدل متصف
ہوتا ہے اور یہ خلیفہ ظاہر مین بمنزلہ نائب قطب باطنی کے ہوتا ہے مگر اُس کو اپنا ہونا خود نہین معلوم
ہوتا کیونکہ ظلم اور عدل تو ظاہری اماموں سے بھی واقع ہوتے ہین اور قطب وقت کا عادل ہونا ضروری
ہے اور جسطرح قطبیت والیان امور کو ہوتی ہے اُسی طرح سے اِن چاروں ائمہ مجتہدین کو بھی ہوئی ہے
اور اُن کے سوا اوروں کو بھی اِن مجتہدوں کے مشاغل علمیہ اگرچہ باعث حجاب ہوسکتے تھے لیکن وہ
حجاب ہی اُن کے لیے مفید تھے کیونکہ قطب کی شان مخفی رہنا ہے حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے تھے کہ مین نے
حضرت خضر علیہ السلام سے ایک بار ملاقات مین پوچھا کہ حضرت امام شافعی کا مقام کیا تھا اُنھوں نے
فرمایا کہ وہ بھی چار اوتادوں مین سے ایک شخص تھے پھر مین نے پوچھا کہ حضرت امام احمد کا کیا مقام تھا
فرمایا کہ وہ صدیق تھے اور اُسکے متعلق بہت کچھ فرمایا پھر فرمایا کہ اس آیہ کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا[1]
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین اولی الامر سے مراد اقطاب اور خلیفہ اور والیان امر ہین
لیکن یہ اطاعت اُنھین امور مین ہے جنکا حکم ہوا ہے اور وہ شریعت کے مخالف نہین ہین اور یہ وہ
امر مباح ہے جسمین نہ ثواب ہے نہ عذاب کیونکہ واجب اور مندوب اور حرام اور مکروہ تو اللہ و رسول
کی اطاعت مین ہین اُن مین اللہ و رسول کی اطاعت چاہیے اُسکے بعد جو باقی رہے وہ اولی الامر کیلیے
مباح ہے تو جب کسی نے امام سے بیعت کی اطاعت اور فرمان برداری پر اور اُس نے مباحات مین سے
کسی مباح کا اُسکو حکم دیا تو اسکو اس امر کی اطاعت کرنا ضرور ہے اور اُس سے مخالفت کرنا حرام اور اُس
اباحت کا حکم وجوب ہوجائے گا اگر وہ شخص اُسپر عمل کرے گا تو واجب کا سا ثواب پائے گا اس واسطے کہ
اب اس امام کی بیعت کی وجہ سے اُس مباح سے اباحت کا حکم اُٹھ گیا اور نباتات اور حیوانات کی قطب

---

[1] اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور صاحبان امر کے جو تم مین سے ہون ۱۲

بیعت کرنے کے بارہ مین بھی حضرت شیخ نے بہت کچھ لکھا ہے جو اُن کی تصانیف مین موجود ہے اب اگر
کوئی پوچھے کہ یہ جو لوگ کہتے ہین کہ فلان شخص قطب ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ لوگون کا
مطلب قطب سے اُن کی اصطلاح مین وہ شخص ہے جو جامع ہو حالات و مقامات کا اور اس اطلاق مین
اُنھون نے وسعت بھی دیدی ہے یعنی یہ بھی کہتے ہین کہ جو شخص اپنے زمانہ مین اپنے ابنائے جنس مین یکتا ہو اور
مقامات مین سے کسی مقام کا حال اسپر وارد ہوا ہو تو اسکو بھی قطب کہین گے تو کسی شہر کا کوئی مرد
سردار اُس شہر کا قطب کہا جا سکتا ہے۔ اِسی طرح کسی جماعت کا کوئی سردار اُس جماعت کا قطب
کہا جا سکتا ہے یہ تو عام اصطلاح ہے اور اصطلاح قوم مین قطب وہ شخص ہے جو اپنے وقت
مین ایک ہو اور وہی غوث ہوتا ہے اب اگر کوئی پوچھے کہ کیا قطب و غوث کوئی اشخص مشایخ سلسلہ
صوفیہ مین سے بھی ہوا ہے جیسے شیخ یوسف عجمی اور سیدی احمد زاہد اور سیدی مدین وغیرہ
رضی اللہ عنہم اُسکا جواب یہ ہے کہ سید علی خواص کا قول ہے کہ یہ لازم نہین کہ ہر ایک انمین سے
قطب ہو کیونکہ مقام قطبیت بہت عزیز الوجود ہے اور اُسکی روشنی ہر شخص پر چمکتی ہے اِن لوگونکی
مثال دروازہ شاہی کے دربانون کی ہے کہ وہ دربار شاہی مین آنیوالون کو وہان کے آداب
سکھلاتے ہین اور جو کرامات و خوارق عادات اُن سے ظاہر ہوتے ہین وہ بوجہ اُن کے دلون کی
صفائی اور کثرت مراقبہ اور اخلاق اور مجاہدات کی ہوتی ہے سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ اقطاب کے لیئے سولہ عالم ہین اور ہر عالم اُن مین سے اتنا بڑا ہے جو اس عالم
کے دنیا و آخرت دونون کو محیط ہے مگر اس امر کو سوا قطب کے کوئی نہین جانتا ہے اب اگر کوئی
پوچھے کہ کیا قطب ہمیشہ مکہ مین رہتا ہے جیسا کہ مشہور ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قطب بظاہر جہان
اللہ چاہتا ہے وہان رہتا ہے اُسکے لیے کوئی جگہ خاص مقید نہین ہے البتہ اُسکی شان مخفی
رہنے کی ہے کبھی وہ لوہار ہوتا ہے اور کبھی سوداگر اور کبھی اور کوئی پیشہ ور واللہ اعلم حضرت سید السادات
وسند السعادات مرشدنا حضرت شاہ باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہین کہ قطب الارشاد
اور قطب الاقطاب اور قطب العالم اور صاحب الزمان اور قطب المدار ایک شخص کے نام ہین
جو بالاصالۃ عرفان کی کنجی ہے اور اقطاب کہ دراصل موصل الی اللہ ہین وہ نیابت مین قطب الاقطاب
کے رہتے ہین اور اُسکو اختیار رہتا ہے کہ چاہے اُن کو نیابت مین رکھے یا نہ رکھے ساقتباس الانوار
مین ہے کہ قطب عالم ہر زمانہ مین ایک ہوتا ہے اور موجودات علوی و سفلی کا وجود اُسکے وجود سے
قائم ہوتا ہے اور بوجہ اُسکے قطب عالم ہونے کے سب چیزین قائم ہوتی ہین اور بارہ اقطاب

سوا اُسکے اور ہوتے ہین اور قطب عالم کو حق تعالی سے بواسطہ فیض پہونچتا ہے اور اُسی کو قطب اکبر اور قطب الارشاد و قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہین اور علامت قطب الارشاد کی یہ ہے کہ اُس مین نور تمکین نظر آئے جو سبز رنگ کا ہوتا ہے اور کبھی کبھی سرخ رنگ کا اور وہ بے جہت تمام اطراف کو آنکھ کھولے خواہ بند کیے یکسان دیکھتا ہو اور اُس نور کی حقیقت جاننا یہ خاصہ حضرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آپ ہی پر اُس کا پرتو پڑا ہے جامع الاصول کے صفحہ ایک سو اٹھتیس مین جہان اقسام اولیا اور متصرفین کے لکھے ہین وہان یہ لکھا ہو کہ قطب الاقطاب اور قطب الارشاد اور قطب البلاد اور قطب المتصرفین یہ کلمات جامعہ الہیہ ہین اور اُن کی قدرت قدرت ذاتیہ ہے وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ اور شیخ ابو طالب مکی اپنی کتاب قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ قطب زمان ہر وقت مین قیامت تک مرتبہ و مقام مین قائم مقام امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوتا ہے اور تین اوتاد سے کہ جو قطب سے کم ہین وہ ہر زمانہ مین قائم مقام باقی تینون خلفا یعنی حضرت امیر المومنین عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہوتے ہین۔ شیخ عبد الروف مناوی کہتے ہین کہ مین نے شرح مقدمۃ الوصول مصنفہ شیخ ابراہیم متبولی مین دیکھا ہے کہ وہ اپنے شیخ حضرت ابی المواہب تونسی سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ اولا مرتبہ قطبیت کی متولیہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا منجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مدت حیات بھر رہین پھر اُن کے بعد حضرات خلفاء اربعہ کی طرف یہ نعمت منتقل ہوئی اُنکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام ہوئے لیکن عارف مرسی کا قول ہے کہ سب سے پہلے قطب حضرت امام حسن علیہ السلام تھے کذا فی نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار حضرت مرشدی نور اللہ ضریحہ مطالب رشیدی مین فرماتے ہین کہ پوشیدہ نرہے کہ عبودیت خاص مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ہر ولی ایک نبی کے قدم کے نیچے ہوتا ہے اور جو شخص زیر قدم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اُسی کو مقام عبودیت ملتا ہے چنانچہ اس زمانہ مین میرے حضرت والد ماجد کو بھی یہی مرتبہ نصیب تھا کہ باوجود کمال معرفت اور باطنی غلبہ حال توحید کے ظاہر مین سوا ے عبودیت کے کسی امر کا اظہار نہین کرتے تھے اور قدم شریعت سے باہر نہین رکھتے تھے حضرت کے مرشد حضرت شاہ باسط علی قلندر قدس سرہ جو صاحب مقام فرد محبوب تھے حضرت کے حق مین فرمایا کرتے تھے کہ تو ظاہر مین شریعت سے آراستہ اور باطن مین

لہ اور اگلے اگلے ہین اور وہی نزدیک کیے گئے ہین ۱۲ ۔ سلہ منسوب بہ موہب جمع مواہب ہے ۔ ام ۔ ۱۲ منتہی الارب

سلہ منسوب بہ تونس بضم تا و سکون واو شہر گاہ بلاد افریقہ ۱۲ منتہی الارب

حقیقت سے پیراستہ ہے تجھ کو حق تعالیٰ نے قدرت کاملہ عطا کی ہے جو چاہے کر تیرے زمانہ
مین کوئی ولی تجھ سے چھپا نہ رہیگا اور ہر ایک کے حال کے موافق تجھ سے اُسکی قدر ومنزلت
وقوع مین آئے گی اور یہ اشارہ مقام قطب الارشادی کی طرف تھا کہ جو بہت رفیع المنزلت ہے
اور جسکے آگے اولیا کا مقام نہین چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی اس مرتبہ کے بارہ مین اپنی
کتاب مین تحریر فرماتے ہین کہ قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ کا ہوتا ہے اور وہ بہت عزیز الوجود
ہے اور بہت قرنون کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور عالم ظلمانی اُسکے نور ظہور سے نورانی ہوجاتا ہے
اور نور ارشاد اُس کا سارے عالم کو شامل ہوتا ہے عرش سے فرش تک جس کسی کو رشد ایمان
اور معرفت اور ہدایت حاصل ہوتی ہے تو اُسی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور بغیر اُسکے توسط کے
کوئی شخص اس دولت کو نہین پہونچتا ہے اُس کا نورِ ہدایت مثل دریا کے تمام عالم کو محیط ہے
اور وہ بمنزلہ دریاے ساکن کے ہے کہ متحرک نہین ہے اور جو کوئی اُس بزرگ کی طرف متوجہ
ہوتا ہے اور اُس سے خلوص رکھتا ہے یا وہ بزرگ اُسکے حال پر متوجہ ہوتا ہے تو وقت توجہ کی ایک روزن اُس ضیا
سے یعنی اُس بزرگ کے قلب سے کھلکر بقدر توجہ اور اخلاص طالب کے اُسکو اُس دریاے سیراب کرتا ہے اور جو
کوئی خدا کی یاد مین مشغول اور اُس عزیز کی طرف متوجہ نہو کسی انکار کی وجہ سے نہین بلکہ جانتا ہی نہو تو اُس کو
بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن پہلی صورت مین زائد ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص اُس بزرگ کا منکر ہو یا وہ بزرگ
اُس سے خفا ہے تو وہ چاہے کیسا ہی ذکر الٰہی مین مشغول ہو مگر ہدایت سے محروم رہے گا اور اُسکی
انکار سد راہ ہوگی بغیر اِسکے کہ وہ بزرگ متوجہ اُسکے عدم افادہ پر ہو اور اُسکے ضرر کا ارادہ کرے
اور جو لوگ کہ اُس بزرگ سے اخلاص ومحبت رکھتے ہین وہ اگرچہ توجہ اور ذکر الٰہی سے غافل ہون مگر
نور رشد وہدایت اُن کو ضرور نصیب ہوگا اور قطب ابدال بقائی وجود عالم کا واسطہ ہوتا ہے اور
تخلیق اور ترزیق اور دفع بلیات وامراض اور عافیت کا حاصل ہونا یہ اُسکا فیض ہے اور
ہدایت وارشاد اور ایمان اور توفیق امور خیر یہ سب قطب الارشاد کا فیض ہے اور قطب ابدال ہر وقت
کام مین رہتا ہے اگر ایک جاتا ہے تو دوسرا اُس کا قائم مقام ہوجاتا ہے اور قطب الارشاد کیلیے
لازمی نہین کہ وہ سب وقت ہو کیونکہ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ عالم ایمان وہدایت سے بالکل
خالی ہوتا ہے اور فرد اکمل اقطاب ارشاد سے خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر
ہوتا ہے اور اُس کا کمال بھی مطابق کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا ہے اور فرق
دونون کمالون مین سوا اصالت اور تبعیت کے اور کچھ نہین ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے وقت مین قطب الارشاد تھے اور حضرت اویس قرنیؓ قطب الابدال انتہی کلام المجید حضرت والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز حضرت پیر و مرشد نے حالت تجلی الوہیت و غلبہ کیفیت ولایت مین میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ عارف باللہ اسوقت جوکچھ مانگنا ہو مانگو تھین ملے گا مین نے عرض کیا کہ عبودیت پھر ارشاد ہوا کہو جو کچھ کہنا ہو پھر مین نے یہی عرض کیا جب تیسری بار یہ نوبت آئی تو فرمایا عبودیت چاہتا ہے عرض کیا ہان فرمایا مبارک مبارک قطب الارشاد قطب الارشاد یہ مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو تجھ کو خدا نے عطا کیا اسی سبب سے حضرت والد ماجد کے زمانہ مین رواج شریعت اور دین اسلام وطن مین بہت ہوا اور بہت لوگون کو کیا ہندو اور کیا مسلمان آپ کی ذات سے معرفت اور صلاحیت حاصل ہوئی پھر اصول المقصود مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک بار مین حضرت پیر و مرشد کے حضور مین حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا مرحبا خوب وقت پر آئے مین تو تمھارا چند روز سے منتظر تھا غیب سے تمھارے حق مین مجھ کو بشارت مرتبہ قطب الارشادی کی ہوئی ہے اور موافق الہام اس مرتبہ کا خلعت تمھارے واسطے مین نے رکھ چھوڑا ہے یہ فرما کر فورا اپنا ملبوس خاص مجھے پہنا دیا اور فرمایا کہ مبارک مبارک قطب الارشاد قطب الارشاد دوگانہ شکرانہ ادا کرو مین نے آداب بجا لا کر دوگانہ شکرانہ ادا کیا اور پھر جب رخصت ہوا تو اور بھی کلمات بشارت ارشاد فرمائے اور یہ بھی حضرت ممدوح ارشاد فرماتے تھے کہ ایکبار وقت رخصت یہ فقیر اور حضرت شاہ مسعود علی قلندرؒ دونون یکجا حضرت پیر مرشد کے حضور مین بیٹھے تھے حضرت پیر مرشد نے میری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ تجھ کو علم اولین و آخرین مکشوف ہوگا اور کوئی ولی تیرے زمانہ کا تجھ سے پوشیدہ نہ رہے گا اور ہر ایک کے مرتبہ کے موافق اُن کی پاسداری تجھ سے ظہور پذیر ہوا کرے گی اور تجھ کو اللہ تعالی نے قدرت دی ہے جو کچھ چاہے اُسکے حکم سے کر تو اس ارشاد کے یہ معنی ہوے کہ تم صاحب تصرفات ہو عالم مین جو چاہو کرو تصرفات اور کرامات اولیا مین باہم فرق یہ ہے کہ جو کچھ ولی سے اُس کے قصد سے خرق عادت ظاہر ہو اُس کا نام تصرف ہے اور جو بلا قصد ہو وہ کرامت ہے اور کرامت کے واسطے لازم نہین کہ صاحب کرامت بھی اُس سے مطلع ہو اور تصرف کے لیے لازم ہے کہ صاحب تصرف آگاہ ہو پھر اسی کتاب مین ہے کہ کبھی فقیر یا اور کوئی شخص جو حضرت والد ماجد کے مخلصین مقبولین مین سے ہوتا بر سبیل تذکرہ اولیا اہل خدمت کا حال استفسار کرتا تھا تو حضرت والد ماجد

ا؎ یعنی حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ العزیز ۱۲ منہ

ارشاد فرماتے تھے کہ ہم کو خدمات کے باب مین کوئی کلام نہین ہے ہم تو اپنے پیر و مرشد کی
طرف سے مبشر بہ قطب الارشاد ہین اور امیدوار ہین کہ اسوقت کے اولیا کو ہماری روح سے
فیض ہوگا اور اپنی استعداد کے موافق تمام اولیا وقت سے ہم کو واقفیت ہوجاتی ہے اور
اُسکے موافق حفظ مراتب اُن کا کرتے ہین حضرت شیخ اکبر فتوحات کے چودھوین باب مین لکھتے
ہین کہ اقطاب سے زمانہ خالی نہین رہتا اور تمام اقطاب کاملین امم گذشتہ یعنی عہد حضرت آدم
علیہ السلام سے عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پچیس ہوئے ہین اللہ تعالی نے مجھسے اور
اُن سے شہد قدس مین کہ جو مشاہدہ برزخیہ تھا ملاقات کرائی اور مین اُسوقت شہر قرطبہ مین تھا
اور وہ فرق اور مداوی الکلوم اور بکا، اور مرتفع اور شفاء الماضی اور ماحق اور عاقب اور منحور
اور بحر الماء اور عنصر الحیات اور شربا اور صائغ اور راجع اور طیار اور سالم اور خلیفہ اور مقسوم اور حی
اور راقی اور واسع اور بحر اور ملصق اور ہادی اور مصلح اور باقی تھے اور یہ سب قطبون کے نام تھے
حضرت آدم کے وقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جو مجھے بتائے گئے اور وہ قطب جو
تمام انبیا و رسل و اقطاب کو مدد دیتا ہے وقت نشاء انسانی سے قیامت تک وہ روح محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر اسی کتاب کے باب چارسو باسٹھ مین ہے کہ ہر شہر اور گانون اور
ولایت کے لیے علاوہ غوث کے ایک قطب ہوتا ہے اُسی کی برکت سے اللہ اُس سمت کو محفوظ
رکھتا ہے جاہے وہان والے مسلمان ہون یا کافر اسی طرح سے زہاد اور عباد اور متوکلین وغیرہ
ہین اُن مین بھی ہر قسم کے واسطے ایک قطب ضرور ہوتا ہے جپر اُن کا دارو مدار ہوتا ہے اور قطب
متوکلین سے مجھسے ملاقات ہوئی ہے مین نے دیکھا کہ اُن کا مرتبہ دور کرتا تھا جسطرح کہ چکی دو کرتی
ہے اپنے کیلے پر اور قطب المتوکلین اُس زمانہ مین بلاد اندلس مین عبد اللہ بن الاستاد تھے مین بہت
دنون انکی صحبت مین رہا اور اسیطرح سنہ پانسو ترانوے مین شہر فاس مین قطب زمان سے مجھسے ملاقات
ہوئی انکا ہاتھ شل تھا وہان مین ایک جگہ پر قطبیت کے متعلق کچھ بیان کرتا تھا وہان وہ بھی تھے
اُنھون نے مجھسے اشارہ کیا کہ چپ رہو اور اسکو حاضرین سے چھپاؤ مین چپ ہوگیا انتہی کذا فی

یواقیت والجواہر واللہ اعلم بمراد کلام اولیائہ اقتباس الانوار مین ہے کہ بارہ قطب یعنے انبیاء
علیہم السلام کے قلب پر ہین جنمین پہلا قطب حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد
سورۂ یسین ہے اور دوسرا قطب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورۂ
اخلاص ہے تیسرا قطب حضرت موسی علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورۂ اذا جاء ہے چوتھا

قطب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اُسکا ورد سورۂ فتح ہے پانچوان قطب حضرت داود
علیہ السلام کے قلب پر ہے اُسکا ورد سورۂ اذا زلزلت الارض ہے چھٹا قطب حضرت سلیمان
علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورۂ واقعہ ہے ساتوان قطب حضرت ایوب علیہ السلام کے
قلب پر ہے اُس کا ورد سورۂ بقر ہے آٹھوان قطب حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر ہے اُسکا ورد
سورۂ کہف ہے نوان قطب حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورۂ نمل ہے دسوان
قطب حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہے اُسکا ورد سورۂ انعام ہے گیارھوان قطب صالح علیہ السلام
کے قلب پر ہے اُسکا ورد سورۂ طٰہٰ ہے بارھوان قطب حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہے اُسکا
ورد سورۂ ملک ہے یہ سب بارہ ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام
ان سے خارج ہین کیونکہ وہ مکتوم ہین سُفر دون کی قسم سے اور قطب مدار قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر
ہوتا ہے اور بڑے شہر مین رہتا ہے اور اُسکا فیض عالم سفلی وعلوی مین برابر ہوتا ہے اور یہ بارہ قطب
قطب مدار کے محکوم ہوتے ہین اور ان بارہ قطبون مین سے سات ہفت اقلیم کے ہین یعنی ہر اقلیم مین
ایک قطب اور پانچ قطب یمن کی ولایت مین رہتے ہین اُنکو قطب ولایت کہتے ہین اور ان قطبون سے ہر قطب کو قطب اقلیم
کہتے ہین اور قطب عالم کا فیض اقطاب اقلیم پر وارد ہوتا ہے اور قطب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر آتا ہو اور
اقطاب ولایت کا فیض تمام اولیا پر جاتا ہے اور یہی طریقہ قیامت تک رہیگا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین انتہی سید محمد جعفر مکی
بحر المعانی مین لکھتے ہین کہ جو ولی ترقی کرتا ہے وہ قطب ولایت ہو جاتا ہے اور قطب ولایت ترقی کرکے قطب اقلیم
اور قطب اقلیم ترقی کرکے قطب عالم ہو جاتا ہے اور قطب عالم ترقی کرکے عبد الرب کے مرتبہ پر جو زیر حب قلب الانبیا
کا ہو جاتا ہے اور یہ قطب اقلیم ابدال مین سے ہوتا ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر اُسیکو
قطب ابدال بھی کہتے ہین پھر تیسری مرتبہ مین قطب الارشاد ہو جاتا ہے تو قطب عالم کی جب زندگی
بہت ہوتی ہے اور وہ سلوک مین ہوتا ہے اُسوقت ترقی کرکے مقام فردانیت مین پہونچتا ہے غرض
قطب عالم کو یہ اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اقطاب کو قطبیت سے معزول کردے اور قطب الاقطاب و غوث
کی دعا سے دوسرا شخص بھی مرتبہ قطبیت کو پہونچتا ہے شیخ علاء الدولہ سمنانی لکھتے ہین کہ قطب الارشاد
کو ولایت شمسی ہوتی ہے کہ مثل آفتاب کے تمام عالم پر چمکتا ہے اور قطب ابدال کو ولایت قمری کہ
ہفت اقلیم پر تصرف کرتا ہے اور قطب ابدال کل ابدالون کا رئیس ہوتا ہے اسی وجہ سے سب کہیں اُسکا
تصرف ہوتا ہے اور فصل الخطاب مین ہے کہ بقول صاحب فتوحات مکیہ قطبون کی انتہا نہین ہر ہر
سمت مین ایک قطب ہوتا ہو جیسے قطب عباد قطب زہاد قطب عرفا قطب متوکلان مولانا نور الدین

عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات مین حضرت شیخ احمد جام کے حال مین لکھتے ہین کہ وہ قطب اولیاء
تھے اور تمام ربع مسکون مین ایک آدمی ہوتا ہے جسکو قطب ولایت کہتے ہین اور قطب جہان اور
جہان گیر عالم بھی کہتے ہین کیونکہ کل اقسام ولایت کا قیام اُسی کے وجہ سے ہوتا ہے علیٰ ہذا ہر ہر
مقام پر اُس مقام کی حفاظت کے واسطے وہ گانون ہو یا قصبہ ایک ولی اللہ ہوتا ہے جو اُس
گانون کا قطب کہا جاتا ہے خواہ اُس گانون مین مسلمان رہتے ہون یا کافر اگر مسلمان موجود ہین تو
اُن کی پرورش زیر تجلی اسم ہادی ہوگی اور اگر کافر ہین تو اُن کی پرورش زیر تجلی اسم مُضل ہوگی اور
یہ دونون صفتین ایک ہی ذات کی ہین فہموا فتفہم۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مقالہ
رابعہ کتاب مستطاب فتوح الغیب کے ترجمہ مین لکھتے ہین کہ ابدال کو ضروری ہے کہ وہ قطب کے
پاس جائین اور اُسکی خدمت مین رہین اور اُسکے کہنے پر چلین اور اُسکے اوامر اور احکام خلق مین
جاری کرین اسی سبب سے اُن کو قطب ابدال کہتے ہین اور قطب ارشاد دوسرا ہے جسکا کام تعلیم
علم الٰہی اور اُسکی راہ بتانا ہے اور کبھی ایک ہی شخص قطب ابدال اور قطب ارشاد دونون ہوتا ہے
علامہ حسین بن معین الدین میبذی[1] فواتح مین لکھتے ہین کہ قطب ابدال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت مین حصام قرنی حضرت اویس قرنی کے چچا تھے جب اُنھون نے وفات پائی تو ابن عطا احمد
ہوے اور قطب ارشاد بر قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اور وہ مثل جدی کے ہے جسطرح کہ
قطب ابدال مثل سہیل کے ہوتا ہے اور ہمارے زمانہ مین قطب زمان عماد الدین عبدالرحمن پارسینی
تھے پارسین ایک گانون ہے قزوین کے متعلق ابہر سے نزدیک اُن کی وفات کے بعد عبداللہ شامی
ہوے ماہ ربیع الآخر سنہ سات سو سولہ مین اُنکی عمر چہتر برس کی تھی اور وہ انیسوین قطب تھے زمانہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور امام محمد بن امام حسن عسکری رضی اللہ عنہما ابتداے حال مین بقول
اکثر ابدال تھے پھر بعد انتقال علی ابن الحسین بغدادی کے کہ جو اُس زمانہ کے قطب تھے قطب ہوے
اور انیس برس قطب رہے اُنکے بعد عثمان بن یعقوب الجوینی[2] خراسانی قطب ہوے پھر اُنکے بعد حضرت
احمد کوچک کہ جو حضرت عبدالرحمن بن عوف کی اولاد سے تھے قطب ہوے اور ان اقطاب کے
مزارات غیر اقطاب سے پوشیدہ ہین سواے مزار حضرت غوث الثقلین اور چند اور لوگون کے اور جو
قطب کہ زندہ ہین وہ سال مین ایک بار ان مزارات کی زیارت کرتے ہین یہ ارشاد ہے حضرت سید

---

[1] منسوب بہ میبذ بہ فتح میم وسکون یا وکسرہ با ایک شہر ہے قریب یزد کے ۱۲ منتہی الارب [2] بضم جیم و فتح واو و سکون یا
منسوب بہ جوین جو حریس او خراسان کے ایک گانون کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب

اشرف جہانگیرؒ کا اور حضرت سیّد صاحب نے اپنے مکتوبات مین یہ بھی لکھا ہے کہ زمانہ حضرت نبوی صلعم سے میرے وقت تک اُنیس قطب ہوے ہین **فائدہ** بعضے عبارات صوفیہ مین آیا ہے کہ اقطاب کو تجلی صفاتی ہوتی ہے اور افراد کو تجلی ذاتی اسمین تامل ہے اسواسطے کہ قطب محمدی المشرب ہے اور محمدیون کے لیے تجلی ذاتی ہوتی ہے البتہ اس تجلی اور اُس تجلی مین فرق بہت ہے یعنی جو قرب کہ افراد کو ہے وہ اقطاب کو نہین لیکن تجلی ذاتی مین حصہ دونون کا ہو سکتا ہے ہان یہ کہہ سکتے ہین کہ قطب سے مراد قطب ابدال ہے کہ وہ اسرافیل علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ایک گروہ مشائخ کا قول ہے کہ تجلی ذاتی شعور کی باطل اور حس کی بیکار کر دینے والی چیز ہے چنانچہ بعضون نے اپنے حال سے یون خبر دی ہے کہ جب یہ تجلی ہوتی ہے تو ایک مدت تک وہ بے حس و حرکت پڑے رہتے ہین اور لوگ اُن کو مردہ سمجھتے ہین اور بعض کا مقولہ ہے کہ تجلی ذاتی کے بارہ مین کچھ کلام ہی نہین کرنا چاہیے حالانکہ حقیقت کلام یہ ہے کہ تجلی ذات بلا پردہ کسی اسم کے اسماء سے نہین ہوتی ہے اور بقایا پردہ بلا واسطہ بقایا، اثر وجود صاحب تجلی کے نہین ہوتا تو بے شعوری بوجہ اُس بقیہ کے ہوتی ہے اگر سالک بالکل فانی ہو کر مرتبہ بقا باللہ سے مشرف ہوتا تو وہ ہرگز بے شعور نہوتا کیونکہ مثل مشہور ہے کہ آگ مین وہی جلتا ہے جو آگ کو چھوتا ہے اور جو خود آگ ہے وہ کیا جلے گا تو ہم کہین گے کہ وہ تجلی جو بے پردہ ہوئی وہ تجلی ذاتی نہین ہے بلکہ صفاتی ہے اور جو تجلی ذاتی کہ مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوئی وہ تجلی بے حجاب تھی اور علامت پردہ کی بے شعوری ہے اور بے شعوری دوری ہے اور بے پردہ کی دلیل شعور ہے اور شعور ہی کمال حضور ہے چنانچہ ایک بزرگ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے کہ آپ اُس تجلی کی صاحب بالاصالت والاستقلال تھے یون خبر دی ہے کہ ؎

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفاتؐ		تو عین ذات می نگری در تبسمی

اور یہی تجلی ذاتی جو بے پردہ ہے وہ محبوبون کے لیے تو دائمی ہوتی ہے اور محبون کے واسطے برقی اسواسطے کہ محبوبون کے اجسام بمنزلہ ارواح کے ہین نسبت کلیہ اُن مین پھیل گئی ہے اور محبون مین یہ سرایت بہت کم ہوتی ہے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ[۱] تو وہان وقت سے مراد یہ تجلی برقی نہین ہے کیونکہ یہ تجلی آنحضرت صلعم کے حق مین دائمی تھی بلکہ اُس تجلی دائمی مین ایک قسم کی خصوصیت ہے جو بہت کم واقع ہوتی ہے کما لا یخفی علی ارباب[۲]

[۱] مجھ کو خدا کے ساتھ ایک وقت خاص ہے ۱۲ [۲] جیسا کہ ارباب تجلیات سے مخفی نہین ۱۲

اور اس حدیث کی تفسیر مین بھی حضرات مشائخ کے دو گروہ ہین ایک کہتے ہین کہ وقت سے مراد وقت مستمرہ ہے اور دوسرے کہتے ہین کہ وقت سے مراد وقت نادر ہے اور حق یہ ہے کہ با وجود استمرار وقت کے وقت نادر بھی متحقق ہو سکتا ہے اور تحقق اُس وقت نادر کا وقت ادا ے نماز مین تھا جیسا کہ حدیث قرۃ عینی فی الصلوۃ مین آپنے فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ بندہ کو رب سے سب قریب کرنے والی چیز نماز ہے اور خود حق تعالی نے آخر سورۃ اقرا مین فرمادیا ہے تو جسوقت قرب آلہی بیشتر ہوگا اُسوقت گنجائش غیر کی اور بھی نہ رہے گی اور بعضے مشائخ نے جو اپنے وقت اور استمرار حال سے خبر دی ہے کہ حالی فی الصلوۃ کحالی قبل الصلوۃ تو یہ نص اور حدیثین سادات اور استمرار کی نفی کرنے ہین بالجملہ استمرار وقت متحقق اور ثابت ہے مگر کلام اسین ہے کہ با وجود استمرار کے کوئی حالت نادر بھی واقع ہوتی ہے کہ نہین جنکو کہ ندرت وقت کی اطلاع نہین ہے وہ تو اُسکی نفی کے قائل ہین اور جنکو اطلاع ہے وہ اُسکے مقر ہین اور جن لوگون کو بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز مین جمعیت عطا ہوئی اور دولت قرب سے کوئی حصہ بخشا گیا ہے وہ بہت کم ہین ۔ رزقنا اللہ سبحانہ بکمال کرمہ النصیب من ھذا المقام بحرمۃ محمد وآلہ واصحابہ علیہم الصلوۃ والسلام کذا فی جواہر السلوک **فائدہ** امام احمد اور نسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حبب الی الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنی مجھ کو پسند کرائی گئین خوشبو اور عورتین اور خوشدلی نماز کی یعنی جو ذوق وشہود اور راحت اور سرور نماز مین مجھے حاصل ہوتا ہے وہ کسی وقت کسی عبادت مین نہین ہوتا اسی واسطے آپ فرماتے تھے ارحنا یا بلال اے بلال ہم کو راحت پہونچا یعنی اذان کہو تا کہ ہم نماز پڑھین اور اور کامون کی مشغولی وتعب سے نکل کر خدا کی مناجات مین مصروف ہون قرۃ یا مشتق ہے قر سے بفتح قاف بمعنی ثبات وقرار کے کیونکہ آنکھ کو نظارہ محبوب سے قرار وآرام ہوتا ہے اور آنکھ اُسی طرف رہتی ہے دوسرے کو نہین دیکھتی یا مشتق ہے قُر بضم قاف سے بمعنی سردی اور خنکی آنکھ اور اُسکی لذت کے مشاہدہ محبوب سے اسیواسطے لڑکے کو قرۃ العین کہتے ہین اور ابن جوزی نے حُبب کے بعد لفظ من الدنیا کی بڑھائی ہے اور روایت یون کی کہ حبب الی من الدنیا پس حدیث کے الفاظ جبپر ائمہ کا اتفاق ہے یہی ہین جو لکھے گئے اور اسی طرح پر اس حدیث کو طبرانی نے اپنے تینون معجمون مین

سلہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے ۱۲ منہ سلہ نماز مین بھی میرا حال وہی ہوتا ہے جیسا کہ قبل نماز کے ہوتا ہے ۱۲ منہ سلہ نصیب کرے ہمکو اللہ پاک اپنے کمال کرم سے حصہ اُس مقام مین بحرمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اولاد اور یاران پر درود وسلام ۱۲

روایت کیا ہے اور خطیب نے تاریخ بغداد مین اور ابن عدی نے کامل مین اور حاکم نے مستدرک
مین اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے بشرط مسلم بلا لفظ وجعلت کے اور نسائی کی روایت مین بھی
دوسرے طریقہ سے لفظ من الدنیا آیا ہے لیکن جو زبانون پر مشہور ہے کہ حبب الی من الدنیا ثلث
تو یہ لفظ ثلث کا کسی کتاب مین کتب احادیث سے باوجود تجسس اور تفتیش کے نہین ملا سوا دو
جگہون کے احیاء العلوم مین یا تفسیر کشاف سورۂ آل عمران مین جیسا کہ سخاوی کا قول ہے اور
شیخ ابن حجر عسقلانی بھی تخریج رافعی مین لکھتے ہین کہ ثلث کی لفظ کسی روایت مین طرق حدیث سے
مین نے نہین پائی اور شیخ ولی الدین عراقی بھی امالی مین لکھتے ہین کہ یہ لفظ کسی کتاب حدیث مین
نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث مین جیسے کہ یہ کتاب مین ہے کوئی حرج نہین ہے اور اگر کوئی
ان ایک دو لفظون فی الدنیا اور ثلث سے ہو تو بھی حرج نہین اور اگر یہ دونون ہون تو حرج ہے
کیونکہ نماز امور دنیوی سے نہین ہے اس اشکال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دُنیا سے مراد اس عالم
کی زندگی ہے یعنی اس عالم مین مجھے تین چیزین پسند آئین اُن سے دو تو امور طبیعہ دنیویہ سے ہین
اور تیسرے امر دین سے اور بعضی کہتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم نے دنیا کی دو چیزون کو ذکر فرمایا تو
اُسکے ذکر سے ملول ہو کر امر دینی کی طرف عدول کیا اور فرمایا کہ دوست رکھنا خوشبو اور عورتون کا اسطرح
پر کہ وہ مانع مناجات و ذکر حق سے ہون کوئی حرج نہین رکھتا بلکہ یہ چیزین آپکے حق مین طاعت و
عبادت حق پر معاون تھین انتہی بقدر الضرورت من شرح المشکوۃ باقی اس حدیث کے لطائف اور
نکات حضرت شیخ اکبر نے فصوص الحکم کے فص محمدی مین بھی لکھے ہین اب یہان پر یہ امر بھی جان لینا
ضروری ہے کہ کمل تابعین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ بواسطہ آپ کی تجلی ذاتی سے
جو بالاصالۃ آنحضرت ہی کا خاصہ تھا حصہ ملا ہے اور تمام انبیا علیہم السلام کو تجلیات صفاتی سے
اور تجلی ذاتی تجلی صفاتی سے اشرف ہے لیکن حضرات انبیا علیہم السلام کو تجلیات صفاتی مین جو
مراتب قُربیہ حاصل ہوے ہین وہ اس امت کے کمل تابعین کو نہین ملے باوجود حصول تجلی ذاتی
کے بتبعیت حضرت سرور کائنات صلعم اور اُسکی مثال یون سمجھنا چاہیے جیسے ایک شخص جمال آفتاب
کی محبت مین مدارج عروج کو طے کرکے آفتاب تک پہونچے اور اُسمین اور آفتاب مین سوا پردہ
رقیق کے کوئی حجاب نہ رہے اور دوسرا شخص باوجود محبت ذات آفتاب کے اُن مراتب کے عروج
سے عاجز ہو تو اگرچہ اُسمین اور آفتاب مین کوئی حجاب نہین ہے مگر پہلا ہی شخص آفتاب کے نزدیک
اور اُسکے کمالات وصفات کا عالم سمجھا جائے گا تو جسمین قرب اور معرفت زیادہ ہوگی وہی شخص

فاضلتر ہوگا اور معلوم ہوا کہ کوئی ولی اولیا امت محمدیہ سے کہ خیر الامم ہے باوجود افضلیت اپنے پیغمبر کے کسی نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچتا اگرچہ اُسکو بواسطہ متابعت نبوی صلعم مقام افضلیت سے حصہ ملا ہو لیکن فضل کلی اُسکو انبیا علیہم السلام پر نہین ہو سکتا اور اولیاء اللہ اُنکے طفیلی ہی سمجھے جائینگے مقام بالفتح والضم اسکے معنی اقامت کرنا اور جاے اقامت کذا فی المنتخب اور غیاث مین ہے کہ مُقام بضم میم وفتح میم مصدر ہے کھڑے ہونے کے معنی مین اور بھی اسم ظرف ہے یعنی جگہ کھڑے ہونیکی کذا فی الصراح اور مزیل مین ہے کہ بفتح میم جائے قیام و بضم میم مصدر بمعنے اقامت اور لطائف مین ہے کہ مقام اصطلاح سالکین مین ٹھہرنا بندہ کا آغاز سلوک مین اُس درجہ پر کہ جس سے اُس نے توسل کیا ہو اور سالک کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرے یہانتک کہ تلوین کے ننانوے مرتبون سے گذر کر سوین مرتبہ یعنی تمکین مین مقام کرے اور تمکین سے مراد زوال بشریت ہے جسکو مرتبہ فقر و فنا کہتے ہین اور اُن سو مراتب کو شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رح نے منازل السائرین مین بیان کیا ہے اور اُن کو مستند باحادیث بھی کیا ہے

اور لطائف الاعلام فی اشارات اہل الالہام مین لکھا ہے کہ مقام عبارت ہے حاصل کرلینے سے پورے حقوق مراسم کے اسی واسطے کہتے ہین کہ سالک کو ایک مقام سے دوسرے مقام فوق پر جانا نہ چاہیے جبتک کہ اُس مقام کے احکام کو پورے طور سے نہ حاصل کرلے کیونکہ یہ مشہور ہے کہ جس شخص مین قناعت نہین وہ متوکل نہین اور جو متوکل نہین وہ مقام تسلیم کے قابل نہین یونہی جسمین توبہ نہین وہ اہل انابت سے نہین اور جسمین تورع نہین اسکا زہد صحیح نہین اسی وجہ سے اُسکو اور اُسکے ماسوا کو مقامات کہتے ہین اسلیے کہ نفس کو ان سب پر قیام ہوتا ہے اور مقام و حال مین فرق یہ ہے کہ جو واردات اور کیفیات سالک پر وارد ہون اور جلد زائل ہو جائین اُنکو حالات کہینگے اور جو ٹھہر جائین اُن کو مقام کہینگے انتہی بقدر الضرورۃ **دوسرا مرتبہ غوثیت کا ہے** غوث کہتے ہین قطب عظیم اور مرد عزیز اور سردار کریم کو جسکی طرف لوگ اپنے اضطرار کے وقت محتاج ہون اور اپنے امور مشکلہ اُس سے بیان کرکے دعا کے طالب ہون اور وہ مستجاب الدعوات بھی ہو یعنی اگر کسی بات مین قسم کھائے تو اللہ اُسکو اُس قسم مین سچا کرے اور قطب جب ہی قطب ہوتا ہے کہ جب اُس مین کل اولیا کی صفتین مجتمع ہوتی ہین شیخ عبدالرزاق کاشی اپنے اصطلاحات مین لکھتے ہین کہ غوث وہی قطب ہے جب اُسکی طرف التجا کی جائے اور بغیر اُس وقت کے اُس کو غوث نہ کہینگے اور جامع الاصول مین ہے کہ قطب کا نام غوث بھی رکھا جاسکتا ہے

اِس وجہ سے کہ وہ عاجز اور غمگین کی التجا پر متوجہ ہوجاتا ہے اور غوث کہتے ہین اُس ایک شخص
جامع کو جو ہر زمانہ مین حق تعالیٰ کا منظور نظر ہوا ور اللہ تعالیٰ نے اُسکو طلسم اعظم عنایت کیا ہو اور
اُسکا سریان موجودات اور اعیان باطنہ وظاہرہ مین ایسا ہو جسطرح کہ روح کا بدن مین اور اُسکے
اختیار مین فیضان عام ہو جسکا اندازہ اُسکے علم کا تابع ہو اور اُسکا علم علم حق کا تابع ہو اور وہ
روح حیات کو موجودات علوی وسفلی مین افاضہ کرتا ہو اور بر قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہو
اِس حیثیت سے کہ اُسمین وہ حصہ ملکیہ ہو جو حامل ہو مادہ حیات واحساس کا نہ بحیثیت اُس کے
انسانیت کے اور حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اُسکے نشأۂ انسانی مین مثل نفس ناطقہ کے ہو اور
حکم میکائیل علیہ السلام کا اُسکے نشأۂ انسانی مین مثل حکم قوت جاذبہ کے ہو اور حکم عزرائیل علیہ السلام
کا اُسمین مثل قوت دافعہ کے ہو تو قطبیت کبریٰ وہی مرتبہ قطب الاقطاب کا ہے جو باطن نبوت
محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو قطبیت سوائے ورثہ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو نہو گی
کیونکہ قطبیت عبارت ہے اکملیت سے اور خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی شخص ہو گا جو
باطن خاتم نبوت پر ہو اور یہی کلام حضرت شیخ اکبرؒ کا ہے جسکو صاحب فواتح نے نقل کیا ہے اور
قیصری کے بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک شخص ہے جسکو غوث اور قطب دونون کہتے
ہین اور نفحات مین بھی ہے کہ ایک ہی شخص کو غوث اور قطب دونون کہتے ہین حضرت پیر و مرشد
برحق قدس سرہ العزیز مطالب رشیدی مین فرماتے ہین کہ بعضون نے ایسا لکھا ہے کہ قطب سرگروہ
تمام اولیا کا ہوتا ہے اور اُس کا نام عبد اللہ ہے اور اُسکے دو وزیر ہوتے ہین عبد الرب اور
عبد الملک اور غوث کہ جو جہان کا فریاد رس ہوتا ہے اُسی کو قطب کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ غوث اور ہوتا ہے اور قطب الاقطاب اور چنانچہ لطائف اشرفی مین ہے کہ اگر غوث اور قطب
عالم مین موجود ہون تو عالم زیر وزبر ہو جائے سید السادات مرشدنا حضرت شاہ باسط علی قلندر
قدس سرہ فرماتے ہین کہ غوث الاعظم فریاد رس بحکم الٰہی بالاصالۃ ہوتا ہے اور اور غوث اُسکے
خلفا اور نائب ہوتے ہین کہ اُسکی تبعیت اور خلافت سے فریاد رسی کرتے ہین لطائف اشرفی
مین ہے کہ غوث کا جسم ہر چیز سے زائد لطیف ہوتا ہے اور اُسی کتاب مین یہ بھی ہے کہ مجاورت
کعبہ شریفہ کی غوث کے واسطے لازمی نہین ہے اور اولیاء کاملین کو خدا نے ایسی قوت دی ہے کہ وہ چند مختلف جگہون
مین ایک وقت مین ظہور کرتے ہین اور پلک مارنے مین اپنی آپکو چند جگہہ دکھلاتی ہین اور غوث لوگون کی نظر مین
کبھی ظاہر اور کبھی چھپا رہتا ہے اور جائز ہے کہ غوث کی دعا سے دوسرے کو منصب غوثیت ملجائے جیسا کہ

حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ایک غوث کی دعا سے اِس منصب سے
مشرف ہوے بہجتہ الاسرار مین بروایت شیخ ابو العلا و شیخ ابو الفتح کے ہے کہ شیخ ابو سعید
عبداللہ محمد بن ہبتہ اللہ بن علی بن مطہر بن ابی عصرون تمیمی شافعی نے بمقام دمشق سنہ پانسوسی
مین بیان کیا کہ عنفوان شباب مین طالب علمی کے لیے مین بغداد مین آیا اور مین نے پڑھنے اور
بزرگون کی زیارت کرنے مین ابن سقا کو اپنا رفیق کیا اُس زمانہ مین وہان ایک شخص تھا جس کو
لوگ غوث کہتے تھے وہ بعض اوقات لوگون کی نظر سے چھُپ جاتا تھا - اور بعضے اوقات ظاہر
ہوجاتا تھا پس مین نے اور ابن السقا اور شیخ عبد القادر جیلانی نے کہ جو اُس زمانہ مین جوان تھے
اُس بزرگ کی زیارت کا قصد کیا اثناء راہ مین ابن السقا نے کہا کہ اُس غوث سے مین ایک ایسا مسئلہ
پوچھون گا جسکے جواب سے وہ عاجز ہوگا مین نے کہا مین بھی ایک مسئلہ پوچھنے کا ارادہ کرتا ہون
دیکھون کیا جواب دیتا ہے اسپر شیخ عبد القادر نے کہا کہ معاذ اللہ یہ بے ادبی ہے مین ہرگز کوئی سوال
اُس سے نہین کرون گا بلکہ چپ بیٹھا رہون گا اور اُسکی نظر عنایت کی برکات لون گا جب ہم تینون
آدمی اُس غوث کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ وہ غوث وہان نہین ہے پھر تھوڑی دیر انتظار
کے بعد دیکھا تو وہ وہین اپنی جگہ پر بیٹھا ہے اُس نے ابن السقا کی طرف غصہ سے دیکھا اور کہا
افسوس اے ابن السقا مجھ سے تو وہ مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے جسکا جواب مین نہ دیسکون کا مسئلہ
تیرے دلمین یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے مگر افسوس کہ کفر کی آگ تجھ مین شعلہ مار رہی ہے
بعد اُسکے میری طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اے عبد اللہ تو مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے اور اُس کا
جواب لینا اے سُن تیرا مسئلہ یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے اور تیری بے ادبی کی سزا یہ ہے کہ تو دنیا
مین منہمک ہوجائے گا اِسکے بعد شیخ عبد القادر کی طرف متوجہ ہوا اور نہایت تپاک سے اُن کو
اپنے پاس بلا کر بٹھلایا اور کہا کہ تمھارے حُسن آداب سے خدا اور رسول راضی ہوے مین دیکھتا
ہون کہ بغداد مین تم کرسی پر بر ملا کلام صداقت التضام قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ
کہو گے اور تمام اولیا اپنی گردنین تمھارے زیر قدم رکھین گے یہ کہکر وہ غوث نظر سے غائب ہوگیا
اور پھر دکھائی نہ دیا اور جو اُسنے کہا تھا وہ واقع ہوا یعنی امارات قطبیت شیخ عبد القادر کے
آناً فاناً افزون ہوے یہانتک کہ خاص و عام اُنکی بزرگی کے معتقد ہوے اور اُس کلام سے بھی متکلم
ہوے اور ابن السقا فضیلت علم ظاہری مین شہرۂ آفاق ہوا اور اپنے حسن تقریر اور قوت تحریر سے
علما و زمانہ پر غالب آیا اور کوئی عالم کسی علم مین اُس سے مناظرہ مین جیت نہ پاتا تھا خلیفہ وقت نے

اُسکو اپنا ایلچی کرکے روم بھیجدیا بادشاہ روم اُسکی فصاحت اور بلاغت دیکھکر متعجب ہوا اور علماء نصاریٰ کو اُس سے مناظرہ کے لیے جمع کیا آخر وہ بھی سب عاجز آگئے اسی اثنا مین ابن السقا کی نگاہ بادشاہ کی لڑکی پر پڑی اور وہ اُسپر عاشق ہوگیا اور بادشاہ سے اُسکے ساتھ نکاح کی خواہش ظاہر کی تب بادشاہ نے کہا کہ اگر نصرانی ہوجاؤ توالبتہ لڑکی تمکو بیاہ دون ابن السقا نے دین نصرانی قبول کیا اور بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کیا اُسوقت اُسکو اُس غوث کی بات یاد آئی اور سمجھا کہ یہ بلا اُسی بے ادبی کی بدولت ہے ؎

	از ادب گردون است با عز و وقار		بے ادب ہرگز نہ باشد رستگار	
	چون بود بالائے گنجے مہرہ دار		گر نگردد مار حلقہ از ادب	

اور ابوسعید عبداللہ کہتے ہین کہ مین دمشق مین آیا سلطان نورالدین مشہدی نے زبردستی مجھے متولی اوقاف کردیا اور بہت سی دنیا میرے ہاتھ آئی اور اُس غوث کے کہنے کو اپنے حق مین مطابق پایا اقتباس الانوار مین ہے کہ غوث ایک ہی ہوتا ہے اُس کا نام عبداللہ ہے جب اُسکا انتقال ہوتا ہے تو ایک شخص عُمدا مین سے اُسکی جگہ پر مقرر ہوتا ہے اور جب کوئی عُمدا مین سے فوت ہوتا ہے تو اُسکی جگہ پر اخیار مین سے کوئی قائم ہوتا ہے اور اخیار مین سے جب کوئی فوت ہوتا ہے تو نجبا مین سے اُسکی جگہ پر ہوتا ہے اور جب نجبا مین سے کوئی مرتا ہے تو نقبا مین سے کوئی کی جگہ پر ہوتا ہے اور جب نقبا مین سے کوئی مرتا ہے تو خلق سے کرئی اُسکی جگہ پر کیا جاتا ہے اور غوث ترقی کرکے فرد اور فرد ترقی کرکے قطب وحدت ہوجاتا ہے **تیسرا مرتبہ امامان کا ہے** اُن سے مراد وہ دو شخص ہین جو قطب کے ساتھ بجائے وزیر کے ہوتے ہین خضری کا قول ہے کہ اُن کو امامین کہتے ہین حضرت شیخ اکبرؒ فتوحات مین لکھتے ہین کہ ایک قطب کے داہنے جانب ہوتا ہے اور وہ بحکم قطب عالم ملکوت وغیب مین متصرف ہوتا ہے اور اُس کا نام عبدالملک ہے وہ قطب کی روح سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم علوی پر افاضہ کرتا ہے اور دوسرا قطب کے بائین جانب ہے وہ متصرف ہوتا ہے عالم ملک وشہادت مین اُس کا نام عبدالرب ہے وہ قطب کے قلب سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے اور جب قطب انتقال کرتا ہے تو اُس کا وزیر مین قائم مقام ہوتا ہے اور وزیر یسار کہ جس کا نام عبدالرب ہے بجائے عبدالملک کے قائم ہوتا ہے اور جو بدل کہ گروہ ابدال سے بر قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے اُسکو عبدالرب کا قائم مقام کرتے ہین تو عبدالملک قطب مدار ہوجاتا ہے اور عبدالرب عبدالملک اور بدل بجائے عبدالرب کے اسیطرح

یہ انتظام قیامت تک چلا جائیگا کذا فی اقتباس الانوار اور صاحب فتوحات اور قیصری کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر یسار قائم المقام ہوتا ہے کیونکہ وہ سیر مین صاحب یمین سے کامل تر ہوتا ہے اسوجہ سے کہ صاحب یمین کو اُسوقت تک عالم ملکوت کی سیر سے عالم ملک کی طرف اُترنیکی نوبت نہین آئی ہوتی ہے اور صاحب یسار کو آچکی ہوتی ہے اور اُس کا دائرہ سیر وجود مین پورا ہو چکتا ہے۔ لطائف اشرفی مین ہے کہ امامین دو شخص ہین ایک عبد الرب اور اسکی مسند وزارت غوث کے داہنے جانب ہوتی ہے اور وہ عالم ملکوت کا ناظر ہے دوسرا عبد الملک کہ جسکی مسند وزارت غوث کے بائین جانب ہوتی ہے وہ عالم ملک کا ناظر ہے اور وزیر یسار اعلیٰ ہے یمین سے اور اُن سے کبھی عالم خالی نہین ہوتا ہے

چو برا ورنگ باشد بادشا ہے		ضرورش بے وزیران نیست جا ہے	

اور بعضے اکابر نے اسامی اور مراتب مین بھی فرق کیا ہے جیسا کہ اورمقامات مین بھی ہے واللہ اعلم وعلمہ اتقن واحکم۔ باقی اور تحقیق ابدال کے حال مین آتی ہے جامع الاصول مین ہے کہ امامین بمنزلہ وزیر کے ہین اور وزارت وراثت انبیاء علیہم السلام کی ہے حق تعالیٰ شانہ حضرت موسیٰ کے قصہ مین فرماتا ہے واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے کہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین چوتھا مرتبہ اوتاد کا ہے اصطلاحات کاشی مین ہے کہ اوتاد وہ چار شخص ہین جنکے منازل عالم کی چار سمتین ہین یعنی شرق اور غرب اور جنوب اور شمال اور اُنکے سبب سے اللہ تعالیٰ ان جہتون کو محفوظ رکھتا ہے اور وہی جہتین محل نظر حق تعالیٰ ہوتی ہین اور ایسا ہی لطائف اشرفی مین بھی ہے اور وہ ہر زمانہ مین موجود رہتے ہین نہ بڑھتے ہین نہ گھٹتے شرق والے کا نام عبد الحی ہے اور غرب والے کا عبد العلیم جنوب والے کا عبد القادر شمال والے کا عبد المرید ہے

چو غوث این خیمہ را بر کار کردہ		طناب بر چارش اندر چار کردہ	

جسطرح پہاڑ سبب سکون زمین ہین اسیطرح اوتاد سبب قیام تمام عالم اور ربع سکون کے ہین اسی وجہ سے جبل سے تعبیر کیے گئے کہ الم نجعل الارض مھادا والجبال اوتادا اور جامع الاصول مین ہے کہ چار اوتاد کی اصل حضرت ادریس اور حضرت الیاس اور حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام

سلہ اور میرے لیے وزیر کر میرے گھر والون مین سے ہارون کو ۱۲ منہ سلہ وہی وہ شخص ہے جس نے تجھ کو مدد دی اپنی مدد سے اور مسلمانون سے ۱۲ سلہ کیا نہ گردانا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑون کو میخین ۱۲ منہ

مے ہے وہ حضرات عالم کے قطب ہین اور یہ اوتاد اُنکے نائب ہین نہ اُن کو موت ہے نہ عارضہ
نہ بیہوشی نہ تغیر اور اُن کے آٹھ عمل ہین چار ظاہری چار باطنی اعمال ظاہری کثرت صیام اور
قیام لیل اور کثرت انتشال اور استغفار بالاسحار اور اعمال باطنی توکل اور تفویض اور ثقہ اور تسلیم
اور اُن چارون مین سے ایک اُن کا قطب ہوتا ہے۔ گر صاحب بحر المعانی نے اُن کے نامون مین
اختلاف کیا ہے مغرب والے کا نام عبد الودود لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مین نے اُن سے
ملاقات کی ہے اور شرق والے کا نام عبد الرحمن ہے اور جنوب والے کا نام عبد الرحیم اور شمال
والے کا نام عبد القدوس اور اُن سب سے اپنی ملاقات بھی لکھی ہے اور جب اُن مین سے
ایک مرتا ہے تو اُنکے نائبون مین سے کوئی اُنکی جگہ پر مقرر ہوتا ہے **پانچوان مرتبہ نقبا کا ہے**
اصطلاحات کاشی[1] مین ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جو متحقق ہین باسم باطن اور لوگون کے باطنی حالات
پر مطلع ہوکر اُنکے امور قلبیہ پر کہ جو مخفی ہین واقف ہوتے ہین اور اُن کے لیے مخفی باتون سے پردہ
اُٹھا دیے گئے ہین وہ تعداد مین تین سو ہین اور جامع الاصول مین ہے کہ نقبا بارہ ہین جیسا
قرآن مین قصہ بنی اسرائیل مین آیا ہے کہ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا[2] اور وہ بھی عارف ہوتے
ہین اور خلق کے حالات اور لشکرون کے حال کی تفتیش کرتے رہتے ہین اور اُن کے بارہ
ہونے کا سر یہی ہے جو برجون کے بارہ ہونے کا ہے اور یہ بارہ نقیب اُن ستارون کی تاثیرات
پر جو برجون مین آتے ہین مطلع ہوتے رہتے ہین صاحب بحر المعانی لکھتے ہین کہ سب نقبا کے
نام علی ہوتے ہین اور فواتح مین ہے کہ وہ بارہ شخص ہین کہ جو اسرار نفوس پر مطلع ہین اور
خطیب اور ابن عساکر اُن کی تعداد تین سو کہتے ہین اور ایسا ہی لطائف اشرفی مین ہے اور
یہ قول صاحب فصوص اور اُن کے تابعین کا ہے **چھٹا مرتبہ نجبا کا ہے** اصطلاحات
کاشی و تتمات جامع الاصول مین ہے کہ وہ چالیس ہین اُن کا قیام دُنیا مین مخلوقات کے
امور کی اصلاح اور اُن کے بوجھ اُٹھانے کے واسطے ہے اور اُن کا تصرف صرف خلق کے حقوق
مین ہوتا ہے اور خطیب نے تاریخ بغداد مین ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ وہ ستر ہین اور
اور اقتباس الانوار مین بھی ہے کہ وہ ستر ہین اور اُن کے نام حسن ہین اور بعضے کہتے ہین کہ
نجبا چالیس آدمی ہین مردان غیب سے جو تجرد بحر کی اصلاح کے واسطے قائم ہین اور فواتح
مین ہے کہ آٹھ ہین جو مخلوقات کے بوجھ اُٹھانے مین مشغول ہین اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق

---

[1] منسوب بہ کاشان ایک شہر کا نام ہے فرہنگ انند راج [2] اور بھیجے ہم نے اُن مین سے بارہ نقیب ۱۲

چالیس کہتے ہین اور نقبا کے متعلق کہتے ہین کہ وہ تین سو ہین اور جامع الاصول مین لکھا ہے کہ
نجبا بعدد افلاک اور کرسی کے آٹھ ہین اور وہ عناصر کے حالات پر واقف ہوتے ہین اور انکی سیر
آٹھون آسمانون پر بالکشف ہوتی ہے نہ بعلم نجوم اور نقبا کا مرتبہ اُنکے فوق ہے کیونکہ وہ احوال
نجبا اور اسرار نجوم اور عرش و کرسی پر مطلع ہوتے ہین **ساتوان مرتبہ عمدا کا ہے** وہ چار
ہین بر قول ابن عساکر و خطیب اقتباس الانوار مین ہے کہ اُن کے نام محمد ہوتے ہین اور عمدا
زمین کے گوشون مین رہتے ہین زبدۃ الاعمال مین ہے کہ سراج الحرم شیخ ابو بکر کتانی قدس سرہ
فرماتے تھے کہ نقبا تین سو ہین اور نجبا ستر ہین اور ابدال چالیس اور اخیار سات اور عمدا چار اور
غوث ایک مسکن نقبا کا مغرب ہے اور نجبا کا مصر اور ابدال کا شام اور اخیار پھرا کرتے ہین
اور عمدا زمین کے گوشون مین رہتے ہین جب لوگون کی کوئی حاجت ہوتی ہے تو پہلے نقبا دعا
کرتے ہین پھر نجبا پھر ابدال پھر اخیار پھر عمدا اگر وہ دعا قبول ہو گئی تو خیر ورنہ غوث دعا کرتا ہے
اور اُسکی دعا رد نہین ہوتی **آٹھوان مرتبہ مکتومان کا ہے** لطائف اشرفی مین ہے کہ وہ
چار ہزار آدمی ہین کہ جو قباب عزت اور نقاب عفت مین چھپے ہوئے ہین وہ ہمیشہ عالم مین رہتے
ہین مگر ایک دوسرے کو نہین پہچانتے اور نہ اپنے حال کو جانتے اور کل حال مین اپنے آپ کو اور خلق سے مستور
رہتے ہین اور غیر جنس لوگون کے لباس مین اکثر ظاہر ہوتے ہین اور سوائے موحد اہل باطن کے
اُن کو کوئی نہین پہچانتا ہے ؎

مردمی باید کہ باشد شہ شناس ۔۔۔ تا شناسد شاہ را در ہر لباس

بعضے مشائخ کا قول ہے کہ مصداق کلام قدسی اَوْلِیَائِی تَحْتَ قِبَائِی لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِی[1] کے یہی ہین۔
نوان مرتبہ اخیار کا ہے وہ بر قول ابن عساکر و خطیب سات ہین کشف المحجوب مین ہے
کہ اخیار تین سو ہین ؎

شدہ آن بادشاہ غوث را پاے ۔۔۔ سپاہ جاودانہ سہ صد اخیار

اور بعضے مشائخ اٹھارہ بھی کہتے ہین اور بعضے سات یہ سب نائبین درگاہ حق تعالی و حاجبین
بارگاہ ہین ہمیشہ سیاحت مین رہتے ہین اور کسی جگہ توقف نہین کرتے **دسوان مرتبہ افراد و
مفردون کا ہے** یہ وہ لوگ ہین جو قطب کی نظر سے خارج ہین کذا فی اصطلاحات الکاشی
و تتمات جامع الاصول اور خارج ہونے سے مراد یہ نہین ہے کہ غوث یا قطب کو اُن کے حال کا

[1] میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین اُن کو سوا میرے کوئی نہین پہچانتا ۱۲

ادراک یا اطلاع نہین ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابدال اور اوتاد اور اخیار وغیرہ کہ جو سرہنگان
درگاہ ربانی وحاجبین بارگاہ سبحانی ہین وہ جس طرح امور عالم مین غوث وغیرہ کے مشورہ کے محتاج ہین
ویسے یہ نہین ہین بلکہ یہ اُن احکام سے خارج ہین اور دائرہ ہدایت مین داخل صاحب فتوحات
مکیہ لکھتے ہین کہ مفردون وہ جماعت ہین جو دائرہ قطب سے خارج ہین اور حضرت خضر علیہ السلام
بھی اُنھین مین ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی قبل از بعثت نبوت اُنھین مین سے
تھے صاحب بحر المعانی لکھتے ہین کہ افراد کی کوئی تعداد نہین ہے جب ایک اُن مین سے سلوک
مین ترقی کرتا ہے اور قلب نبوی صلعم پہونچکر قطبیت حقیقی کو جو مقام معشوقی ہے پہونچتا ہے تو قطب
وحدت ہوجاتا ہے اور اُس مقام مین انتہا تک کل اولیا رسے دو شخص پہونچے ہین ایک حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کہ اُن کی عمر نے اس
سلوک مین وفا کی اور جلد جلد ترقی کر کے مقام محبوبی پر پہونچے یعنی اُن دونون حضرات کے مشارب
روح احمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے تھے۔ حضرت سید السادات مرشدنا حضرت شاہ باسط علے
قلندر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ فرد وہ ولی ہے جو بے واسطہ قطب الاقطاب کے فیض
جناب الٰہی سے لیتا ہے اور فرد محبوب وہ ہے جسکو بعد فردیت کے مرتبہ محبوبیت حاصل ہو اور
فرد الافراد حامل تمام ولایت محمدی کا ہوتا ہے یعنی جامع تنزیہ اور تشبیہ کا اور اسکے اوپر کوئی
رتبہ ولایت نہین ہے اور مبدا تعین فرد الافراد کا اسم اللہ ہے۔ اور مطالب رشیدی مین ہے کہ
افراد تین آدمی ہین جو مظہر تجلی فردیت مخصوصہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ہین
اور وہ دائرۂ قطب سے خارج ہین حضرت شیخ اکبرؒ کے کلام مین ہے کہ بعضے افراد ایسے ہین جو
دائرۂ قطب سے باہر ہین اور وہ کامل ہین مثل قطب کے بلکہ افراد سے بعضے علم مین بھی قطب سے
زائد ہین۔ گیارھوان مرتبہ ابرار کا ہے وہ سات آدمی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ چھ ہین

بارھوان مرتبہ ابدال کا ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے
ہین کہ خصائص امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اُسمین اقطاب اور اوتاد اور نجبا اور
ابدال موجود ہین حدیث مرفوع مین انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابدال چالیس مرد اور عورتین
ہین جب اُن مین سے کوئی مرتا ہے تو خداوند تعالیٰ کسی مرد یا عورت کو اُسکے بدل مین پیدا کرتا

ہے علامہ جلال الدین سیوطی کا ایک رسالہ خاص اس بیان مین ہے جسکا نام الخبر الدال علی
وجود القطب والاوتاد والنجبا والابدال ہے اُسمین اُنھون نے مختلف طریقون پر احادیث

و آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے چنانچہ اُسمین لکھتے ہین کہ بعض روایات مین ہے کہ ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتین ہین جب کوئی مرتا ہے تو مرد کی جگہ پر مرد اور عورت کی جگہ پر عورت قائم مقام کی جاتی ہے ایسا ہی حضرت انس سے بھی مروی ہے اور طبرانی معجم اوسط مین اس لفظ سے روایت کرتے ہین کہ زمین چالیس مردون سے خالی نہین رہتی اور وہ مثل حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے ہین اُن کی سبب سے زمین قائم ہے اور اُنکی برکت سے پانی برستا ہے جب اُن مین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی جگہہ پر دوسرا شخص کردیتا ہے اسی وجہ سے اُن کو ابدال کہتے ہین اور بعضے مشائخ نے وجہ تسمیہ ابدال کی یہ لکھی ہے کہ اُنھون نے اپنی صفات ذمیمہ کو صفات حمیدہ سے تبدیل کردیا ہے اور صفات بشریت سے منقطع ہوگئے ہین اور اُن کا مثل حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے ہونا اس سے مطلب یہ ہے کہ وہ صفات کمال سے کسی صفت مین جو خاصتر صفت ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شریک ہین اور یہی مطلب ہے حضرات صوفیہ کے اس ارشاد کا کہ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے نہ یہ کہ سب صفتون مین مثل اُنکے ہین حاشا اور علامہ سیوطی اپنے رسالہ مین فرماتے ہین کہ ابدال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب وہ دوسرے مقام کو جاتے ہین تو اپنی جگہ پر اپنی صورت روحانیہ کو چھوڑ جاتے ہین اور اُس سے تعدد شخص واحد کا مکان مختلف مین اگرچہ ایک ہی وقت مین ہونا لازم آتا ہے مگر شخص واحد باعتبار جسمانیت اور روحانیت کے مختلف ہے اور روح کا بھی یہی حال ہے پھر علامہ سیوطی لکھتے ہین کہ یافعی نے بھی کفایۃ المعتقد مین ایسا ہی لکھا ہے اور مین نے موت کے بعد روح کے تعدد صور کی نظیر باب مقر الارواح کتاب البرزخ مین بیان کی ہے علامہ شیخ علاء الدین قونیوی[1] بھی کتاب الاعلام مین لکھتے ہین کہ ان کو ابدال اسواسطے کہتے ہین کہ یہ جب کسی دوسری جگہ پر جاتے ہین تو پہلی جگہ پر ایک صورت مشابہ اُنکے اصلی صورت کی اُسکے بدل مین باقی رہتی ہے اور جب جنون کا متشکل ہونا مختلف صورتون مین جائز ہے تو انبیا اور ملائکہ کا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور حضرات صوفیہ کے نزدیک ایک عالم عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان مین بھی ہے کہ جسکا نام عالم مثال ہے اور وہ لطیف ہے عالم اجساد سے اور کثیف ہے عالم ارواح سے اور اسی پر تجسد و ظہور روحون کا مختلف صورتون مین عالم مثال سے ہے اور یہ مستفاد ہے قول حق تعالیٰ سے کہ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا[2] حضرت شیخ اکبر فتوحات کے باب تہتر مین لکھتے ہین کہ ابدال کو ابدال اس وجہ سے کہتے ہین کہ انمین سے

[1] منسوب بہ قونیہ بضم قاف کسو نون وتخفیف یا رجو ایک بڑا شہر ہے روم مین ۱۲ منتہی الارب [2] پس متمثل ہوگئی وہی روح حضرت مریم کیواسطے انسان ۱۲ منہ

جب کوئی اپنی جگہ سے ہٹتا ہے تو دوسرا شخص اسکی جگہ پر اُسی صورت کا قائم ہو جاتا ہے ایسا کہ
دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جو گیا ہوا کہا جاتا ہے حالانکہ وہ گیا ہی نہین
قیصری مقدمہ شرح فصوص الحکم مین لکھتے ہین کہ جو چیز عالم حسی مین موجود ہے وہ عالم مثال مین بھی
ہے بغیر عکس کے یعنی یہ ضروری نہین کہ جس چیز کا وجود عالم مثال مین ہو اُس کا وجود عالم حسی
مین بھی ہو اسی واسطے اہل شہود کہتے ہین کہ عالم حسی بہ نسبت عالم مثال کے مثل اُس حلقہ کے
ہے کہ جو کسی لق و دق جنگل مین پڑا ہو لیکن جب حق تعالیٰ اُس چیز کے ظہور کا جسکی نوعی صورت اِس
عالم مین نہین ہے بصورت حسیہ ارادہ کرتا ہے جیسے عقول مجردہ وغیرہ تو اُن کو متشکل فرماتا ہے باشکال
محسوسات مع اُن مناسبتون کے جو اُن دونون مین ہوتی ہین بمقدار استعداد اُس چیز کے تشکل کے
جیسے ظہور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت پر اور ایسا ہی منقول ہے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سوال ایمان و اسلام و احسان[1] مین اور یون ہی باقی ملائکہ سماویہ
اور عنصریہ اور جن بھی ہین اگرچہ اُن کے اجسام ناریہ ہوتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وخلق الجان
من مارج من نار[2] اور نفوس کاملہ انسانیہ بھی متشکل ہوتے ہین غیر محسوسہ شکلون مین جبکہ وہ یہین دُنیا
مین ہوتے ہین اِس سبب سے کہ اُن کو اپنے جسمون سے قوت انقطاع حاصل ہوتی ہے اور اِس
عالم سے انتقال کے بعد اُن کا یہی حال ہوتا ہے کیونکہ وہ قوت اُن کی بڑھی ہوئی ہوتی ہے بسبب
موانع بدنی کے اُٹھ جانے کے اور وہ سب عالم ملکوت مین مثل ملائکہ کے داخل ہوتے ہین اور اِس
عالم والون کی شکلون مین بھی متشکل ہوتے ہین اور اُن کاملون کو یہ بھی قدرت ہے کہ وہ مکاشفین کے
خیالون پر ظاہر ہون جس طرح پر ملائکہ اور جن ظاہر ہوتے ہین اور اُنھین کا نام ابدال ہے اور اصحاب
ذوق ابدال اور ملائکہ مین بعضے مراتب مین اپنے خاص اصول سے فرق کرتے ہین اور جب ابدال
غیر مکاشفین یعنی صالحین اور عابدین پر ظاہر ہوتے ہین تو وہ اُن مین بغیر قرینہ کے فرق نہین کر سکتے.
جیسے امور غیبیہ کی خبر دینا یا قلوب کے بھید بتانا یا خطرات پر مطلع ہونا قبل اُنکے قلب مین واقع ہونیکے
واللہ اعلم - حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ مقالہ سادسہ کتاب مستطاب فتوح الغیب مین فرماتے
ہین کہ ابدال کو ابدال اِس واسطے کہتے ہین کہ اُنھون نے اپنے ارادہ کو حق کے ارادہ سے بدل
دیا ہے اور اُن کی یہی حالت مرتے دم تک رہتی ہے اِسی وجہ سے اُن کا نام ابدال ہو گیا ہے
شیخ عبد الحق محدث دہلوی اُسکے ترجمہ مین لکھتے ہین کہ اِس وجہ سے بھی اُنھین ابدال کہتے ہین کہ اُنسے
دُنیا خالی نہین رہتی - اگر ایک جاتا ہے تو دوسرا اُسکے بدلے مین آ جاتا ہے اور بعضے عارفین کا قول ہے

[1] یہ حدیث جلد اول مشکوۃ شریف فصل اول کتاب الایمان مین موجود ہو ۱۲ منہ [2] اور پیدا کیا اللہ نے جنون کو خالص آتش سے ۱۲ منہ

کہ ابدال اسواسطے ابدال کہلاتے ہین کہ وہ اپنا جسم مکتسب حالت بدلیت مین اپنی جگہ چھوڑکر خود دوسری جگہ چلے جاتے ہین یا برعکس اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء مین حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت کے نیک لوگ ہر قرن مین پانچسو ہونگے اور ابدال چالیس ان مین کمی نہین ہوتی اور جب اُن مین سے کوئی مرجاتا ہے تو دوسرا اُسکے بدل مین آجاتا ہے اور یہ تمام روے زمین مین رہتے ہین اور بھی ابونعیم نے حلیہ مین اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق مین حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے بندہ خلق مین تین سَو آدمی ہین جنکے قلوب حضرت آدمؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور چالیس ہین جنکے قلوب حضرت موسیٰؑ کے قلب پر ہوتے ہین۔ اور سات ہین جنکے قلوب حضرت ابراہیمؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور پانچ ہین جن کے قلوب حضرت جبرئیل کے قلب پر ہوتے ہین اور تین ہین جنکے قلوب حضرت میکائیل کے قلب پر ہوتے ہین اور ایک ہے جسکا قلب حضرت اسرافیل کے قلب ہوتا ہے جب اُن مین سے ایک مرتا ہے تو اللہ اُسکی جگہ پر اُن تین مین سے ایک کو کردیتا ہے اور جب اُن تین مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اُسکی جگہ پر اُن پانچ مین سے ایک کو کردیتا ہے اور جب پانچ مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اُسکی جگہ پر اُن سات مین سے ایک کو کردیتا ہے اور جب سات مین سے کوئی مرتا ہے تو اُسکی جگہ پر اُن چالیس مین سے ایک کو کردیتا ہے اور جب چالیس مین سے کوئی مرتا ہے تو اُسکی جگہ پر تین سو مین سے ایک کو کردیتا ہے اور جب تین سو مین سے کوئی مرتا ہے تو عوام مین سے کسی کو اُسکی جگہ پر کردیتا ہے انھین لوگون کی برکت سے زندگی اور موت ہے اور پانی برستا ہے اور سبزہ اُگتا ہے اور بلا دفع ہوتی ہے اور عبد الرزاق اپنے مصنف مین اور ابن المنذر اپنی تفسیر مین بسند صحیح بر شرط شیخین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ ہمیشہ روے زمین پر وہ مسلمان کامل رہین گے جنکے قلب حضرت ابراہیم کے قلب پر ہونگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قائل تھے انا اول المسلمین کے اور اس سے ناامد بھی ہونگے اور اگر یہ نہون تو زمین اور جو کچھ اُسپر ہے وہ سب ہلاک ہوجائے اور ابن عساکر قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہرگز خالی نہین ہوتی زمین چالیس لوگون سے جن سے لوگ استغاثہ کرتے ہین اور اُن سے مدد چاہتے ہین اور اُنکی برکت سے پانی برستا ہے اور روزی ملتی ہے اور جب اُن مین سے ایک مرتا ہے تو اللہ اُسکی جگہ دوسرے شخص کو کردیتا ہے

ے ۱ مین سب سے پہلا مسلمانون کا ہوا ہون -

اور واللہ مین امید کرتا ہون کہ حسن ان مین سے ہونگے اور طبرانی نے اوسط مین اس سند سے جسکو ہیثمی نے حسن کہا ہے سعید سے روایت کی کہ قتادہ کہتے تھے اور ایک روایت مین انس سے مرفوعاً کہ وہ کہتے تھے کہ ہم کو اس بات کا شک ہی نہ تھا کہ حسن (یعنی حسن بصری رح) اُن مین سے نہین ہین اور اکثر حدیثین سیوطی نے درمنثور مین تحت تفسیر آیہ کریمہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ[1] کے لکھی ہین اور اُنکی کتابون مین بھی روایتین اس بارہ مین موجود ہین اور اسی طرح سخاوی نے بھی اسکے متعلق اپنے ایک رسالہ مین جسکا نام نظم اللآل فی الکلام علی حدیث الابدال ہے لکھا ہے اور اُن سب مین ردّ جید ہے ابن تیمیہ پر جنھون نے ابدال کے وجود سے انکار کیا ہے اور حلیہ مین بھی حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت مین چالیس آدمی ہین جنکے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہین اُن کی برکت سے اللہ بلا دفع کرتا ہے اور اُن کو ابدال کہتے ہین اور انھون نے اس رتبہ کو نماز اور روزہ اور صدقہ کے ادا کرنے سے نہین پایا حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ پھر کس بات سے فرمایا کہ سخاوت اور مسلمانون کی خیر خواہی سے اگرچہ نماز و روزہ مین وہ مسلمانون کے شریک ہین لیکن جس خاص صفت جس سے اُن کو یہ رتبہ ملا وہی دو ہین اور علامات ابدال سے یہ بھی ہے کہ اُن کے اولاد نہین ہوتی اور نہ وہ کسی چیز پر لعنت کرتے ہین اور یزید بن ہارون سے نقل ہے کہ ابدال اہلِ علم ہوتے ہین امام احمد کا قول ہے کہ ابدال اگر اصحاب حدیث نہون تو پھر کون ہوگا - اب اگر کوئی پوچھے کہ امام احمد اور امام شہاب بن معمر بلخی کہا کرتے تھے کہ ابدال کی علامت یہ ہے کہ اُنکے اولاد نہین ہوتی جیسا کہ حماد بن سلمہ ابدال تھے اور انھون نے ستر عورتون سے نکاح کیا تھا اور کسی سے اولاد نہین ہوئی حالانکہ شیخ احمد چشتی ابدال تھے اور اُن کے بیٹے سید محمد چشتی تھے تو وہ قاعدہ کہان رہا اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ احمد نے جب ترقی بدلیت کے درجہ سے کی تو وہ قطب ہوگئے - اسی وجہ سے اُن کو قطب ابدال کہتے ہین تو یہ صاحبزادہ اُنکی حالت قطبیت مین پیدا ہوے ہونگے کیونکہ یہ پیدا ہوے ہین سنہ دو سو ساٹھ مین اور اکیس برس کے سن مین اپنے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور جب یہ صاحبزادہ پیدا ہوے تو اُسوقت اُنکے والد کا سن اکہتر برس کا تھا مین کہتا ہون کہ شیخ احمد چشتی کے شیخ حضرت شیخ ابو اسحاق شامی تھے یہ بیس برس کے سن مین اپنے باپ کے ساتھ شکار کو گئے وہان پہاڑ پر چالیس مردان خدا سے اُن سے

---

[1] اور اگر دفع نہ کرتا رہے اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو ملک خراب ہوجاے ۱۲ منہ

ملاقات ہوئی اُنھین مین شیخ ابو اسحٰق شامی بھی تھے اُن کے دیکھتے ہی انکی کیفیت متغیر ہوگئی
یہ سب چھوڑ کر اُنکے قدمون پر گر پڑے اور اُنکی خدمت اختیار کی یہ سارا قصہ نفحات مین موجود ہے
ان کی وفات سنہ ۳۵۵ھ مین ہوئی اُنکے بیٹے خواجہ محمد چشتی تھے اُن کا حال بھی نفحات مین ہے ابن عدی
کامل مین لکھتے ہین کہ ابدال چالیس ہین بائیس اُن مین سے شام مین رہتے ہین اور اٹھارہ عراق
مین جب خدا کا حکم ہوگا کہ سب مقبوض ہون تب قیامت قائم ہوگی یہی روایت سیوطی نے بھی
اپنے رسالہ مین انس بن مالک سے نقل کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض خدا کے بندے ایسے ہین
کہ جنکی بدولت اللہ زمین کو بلا سے محفوظ رکھتا ہے اور جب اُن مین کوئی مرتا ہے تو اُسکی جگہ دوسرا
آدمی قائم کیا جاتا ہے اور وہ لوگ تمام روے زمین مین ہین اور اسی طرح امام احمد سے بھی اُنکی
مسند مین مروی ہے مشکوٰۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ کے فصل ثانی کی ساتوین حدیث مین جو
حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے لکھا ہے کہ جب لوگ علامات قیامت سے یہ حال دیکھین گے تو ابدال
شام اور ایک گروہ اہل عراق کا امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین آئین گے اور وہ سب حضرت
امام مہدی علیہ السلام سے بیعت کرینگے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسکے ترجمہ مین لکھتے ہین
کہ ابدال وہ لوگ ہین کہ جنکی برکت سے خداوند تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے اور وہ ستر آدمی ہین چالیس
شام مین اور تیس اُسکے سوا اور جگہون مین اُن مین سے جب کوئی مرتا ہے تو اُسکی جگہ پر دوسرا شخص
مخلوقات سے قائم کر دیا جاتا ہے اور اُن کا ذکر اور حدیثون مین بھی آیا ہے سیوطی شرح سنن ابی داؤد
مین لکھتے ہین کہ ابدال کا ذکر صحاح ستہ مین نہین ہے سواے اس حدیث کے ابی داؤد کے
نزدیک اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور تصحیح کی اور سیوطی نے جمع الجوامع مین بھی ابدال
کے بیان مین بہت سی حدیثین لکھی ہین اور اکثر احادیث مین انکی تعداد چالیس لکھی ہے اور بعضے
مین تیس اور ایک حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابدال نے
اس مرتبہ کو نماز روزہ و صدقہ کی بدولت نہین پایا بلکہ بوجہ سخاوت اور سلامت قلب اور خیر خواہی
مسلمانون کی اُن کو یہ درجہ ملا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے علی میری اُمت مین
لوگون کا بصفت ابدال ہونا سُرخ گندھک سے کمتر نہین اور دوسری حدیث مین معاذ ابن جبل سے
مروی ہے کہ جس شخص مین تین صفتین ہون وہ ابدال سے ہے ایک رضا بقضا دوسرے باز رہنا
نافرمانیون سے تیسرے غصہ کا اظہار محض امور دین کے لیے امام غزالی احیاء العلوم مین فرماتے ہین

ف سرخ گندھک جسکو عربی مین کبریت احمر کہتے ہین بہت کمیاب تھی ہر [illegible] سے ملتی ہر تو اس شاہ کا مطلب ہوا کہ ایسے لوگ بہت تلاش و جستجو سے ملین گے یا تو نایاب ہو گئے

کہ جو شخص یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے کہ اَللّٰھُمَّ[1] اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ تو اُسکو بھی ابدال کا درجہ ملیگا بالجملہ جو شخص بُری عادتون کو بدل کر خلق اللہ کا خیر خواہ ہو وہ جماعت ابدال سے ہوگا اور عصائب اہل عراق سے مراد ایک جماعت مردان خدا کی ہے جنکا نام عصائب ہے وہ بھی مثل ابدال کے ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے تھے کہ ابدال شام مین رہتے ہین اور نجبا مصر اور عصائب عراق مین اور بعضے کہتے ہین کہ عصائب سے مراد بزرگ اور زاہد اور عابد لوگ ہین اور عصب القوم بفتحتین اسکے معنی لغت مین قوم کے نیک لوگونکے ہین اور اسی کتاب کے باب ذکر الیمن کے تیسری فصل کی پہلی حدیث مین ہے کہ شریح[2] کہتے ہین کہ ایک بار حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین اہل شام یعنی آپکے مخالفون کا ذکر آیا تو آپ سے لوگون نے عرض کیا کہ آپ اُنپر لعنت کرین کیونکہ اُس زمانہ مین دونون گروہ ایک دوسرے کو لعنت کیا کرتے تھے اُسپر حضرت نے فرمایا کہ نہین مین اہل شام کو لعنت نہ کرونگا مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ شام مین ابدال رہتے ہین کہین ایسا نہو کہ وہ لعنت ابدال کو شامل ہو جائے علمائے اہل سنت فرماتے ہین کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد واسطے رفع نزاع و دفع خیالات بد کے تھا اس سے یہ بات لازم نہین آتی کہ سوائے ابدال کے اور اہل شام پر لعنت کرنا درست ہے جیسا کہ خیال ہو سکتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ حضرت علی رضی کا ارشاد ہے کہ یہ ہمارے بھائی ہین اگرچہ انھون نے ہم سے بغاوت کی اب حال ابدال بیان فرماتے ہین کہ وہ چالیس مرد ہین جب کوئی اُن مین سے مرتا ہے تو اللہ اُسکے بدلہ مین اور شخص کو مقرر کر دیتا ہے اُنھیں کی برکت سے پانی برستا ہے اُنھین کی مدد سے دشمنون پر غلبہ ہوتا ہے اور اُنھین کی برکت سے شام والے عذاب سے محفوظ رہینگے اہل شام کی تخصیص بسبب قرب وجوار اور اُنکے مزید ارتباط کے ہے ورنہ ابدال کی برکت اور تصرف تو تمام عالم کو شامل ہے خصوصاً اُس شخص کو جو اُن سے مدد و اعانت چاہے تو ابدال کا وجود عالم مین اس حدیث سے اور اور حدیثون سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور شیخ ابن حجر نے بعد ذکر ان حدیثون کے ایک اور حدیث حضرت ابن عمر رضی سے نقل کی ہے وہ یہ کہ حضرت ابن عمر رضی کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خیار میری امت کے پانچسو مرد ہین اور ابدال چالیس ہین وہ خیار پانچسو سے کم ہوتے ہین اور نہ یہ ابدال چالیس سے

---

[1] اے اللہ بخش دے تو امت محمد کو اور رحم کر اُن پر اور تجاوز کر اُنکے گناہون سے ۱۲

[2] شریح بضم شین معجمہ وفتح را ابن عبید بضم عین وفتح با یہ تابعی اور ثقہ ہین بزرگان حمص سے ۱۲

اور جب ابدال مین سے کوئی مرتا ہے تو حق تعالیٰ اُن پانچسو مین سے ایک کو اُسکی جگہ پر کر دیتا ہے
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُن لوگون کو ہم کو بتایئے کہ وہ کون ہین اور اُنکے اعمال کیا ہین
جنکی وجہ سے اُنھون نے اس رتبہ کو پایا آپنے فرمایا کہ جو اُن پر ظلم کرتا ہے اُسکو وہ معاف کر دیتے
ہین اور جو اُن سے بُرائی کرتا ہے اُسکے ساتھ نیکی کرتے ہین اور جو کچھ خدا نے اُن کو دیا ہے اُس سے
وہ فقرا کی مواسات کرتے ہین چنانچہ تصدیق اسکی قرآن مین موجود ہے والکاظمین الغیظ والعافین
عن الناس واللہ یحب المحسنین ۵ اور بعضی روایتون مین ابدال کا سات ہونا بھی آیا ہے جیسا کہ خلال
نے کرامات الاولیا مین حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ اللہ ان سات
مسلمانون کی برکت سے جو اُسمین رہتے ہین گانون سے بلا کو دفع کرتا ہے اور یہ اپنی رائے سے نہین
کہا جاتا بلکہ باتفاق اُس کو مرفوع کا حکم ہے اور اسی طرح امام احمد نے کتاب الزہد مین اور خلال نے
کرامات الاولیا مین بسند صحیح بر شرط شیخین حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ زمین
حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے سات شخصون سے خالی نہین ہوتی۔ اور اللہ انکی وجہ سے
بلا کو زمین والون سے دفع کرتا ہے۔ اس روایت کو علامہ سیوطی نے بھی اپنے رسالہ مین نقل
کیا ہے اور امام مستغفری نے دلائل النبوۃ مین بخاری کی جہت سے اور خجندی باب فضائل
مکہ مین مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیشہ زمین پر سات مسلمان رہین گے اور اس سے
زاید اور اگر یہ نہون تو زمین اور جو کچھ اُسپر ہے سب ہلاک ہو جائے اور ازرقی تاریخ مکہ مین زہیر بن
محمد سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیشہ روے زمین پر سات مسلمان اور زائد رہین گے
اگر وہ نہون تو زمین اور جو کچھ اُسپر ہے وہ سب ہلاک ہو جائے اور تہذیب التہذیب مین ہے کہ
ہمام قتادہ سے روایت کرکے کہتے ہین کہ زمین کبھی سات شخصون سے خالی نہین ہوتی اُنھین کی
برکت سے سیرابی ہوتی ہے اور بلا دفع ہوتی ہے اور مین امید کرتا ہون کہ حسن اُنھین مین سے ہین
اور بعضی روایتون مین ابدال کا تیس ہونا بھی آیا ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہین کہ بعض روایات
مین ہے کہ ابدال ستر ہین ساٹھ شام مین اور دس تمام روے زمین مین اور یہ روایت حضرت
ابن مسعود سے مروی ہے اور بعضی روایتون مین ہے کہ نقبا تین سو اور نجبا ستر اور ابدال چالیس
اور اخیار سات اور اوتاد چار اور غوث ایک ہے انکی بزرگی کی تعریف کیا کی جائے تیس حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے طریق پر ہونگے جیسا کہ عبادہ بن صامتؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے

سلہ اور کھا جانیوالے غصہ کے اور معاف کرنیوالے لوگون سے اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالون کو ۱۲ منہ

اُنھین سے زمین قائم ہے اور اُنھین کے ذریعہ سے پانی برستا ہے اور اُنھین سے مدد چاہی جاتی ہے اور عبادہ بن صامت رض سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری اُمت مین تین آدمی ہین کہ جنکی وجہ سے زمین قائم ہے اور اُنھین کے ذریعہ سے پانی برستا ہے اور لوگون کو مدد ملتی ہے پھر عبادہ کہتے ہین کہ مین اُمید کرتا ہون کہ حسن اُنھین مین سے ہین اور ایک اور حدیث ہے جو دونون حدیثون کی مضمون کی جامع ہے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ زمین تیس[1] مردون سے خالی نہین رہتی جو مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہین اُن سے فریاد رسی کی جاتی ہے اور اُن کے سبب سے رزق پہنچتا ہے اور اُن کے ذریعہ سے پانی برستا ہے یہ بہت بڑی فضیلت ابدال کی ہے اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اوتاد تھے جب سلسلہ نبوت ختم اور منقطع ہوگیا تو اللہ تعالی نے اُمت محمدیہ سے اُن کے قائم مقام بنائے اور اُنھین کو ابدال کہتے ہین اور اُن کو یہ رتبہ روزہ نماز و تسبیح کی بدولت نہین ملا بلکہ حسن خلق اور صدق و ورع اور حسن نیت اور سلامتی قلب اور تمام مسلمانون کی خیر طلبی کی وجہ سے ملا اس حدیث کے راوی ابن الدردا ہین فائدہ ابن جوزی موضوعات مین لکھتے ہین کہ ابدال کی حدیث جو بروایت حضرت ابن مسعود رض و حضرت عمر رض کی ہے اُنکے راوی اکثر مجہول الحدیث ہین اور حضرت ابی ہریرہ کی حدیث مین ایک راوی عبدالوہاب بن عطا ہے وہ بھی ضعیف ہے پھر عبدالرحمن بن مرزوق ہے اُسکا کام موضوعات بنانا ہے اُسکا بھی اعتبار نہین اور حضرت انس کی حدیث مین علا ابن زید ہے اُس نے بھی روایات موضوعہ مین ایک کتاب لکھی ہے علاوہ اِسکے اور دوسرے طریقہ سے بھی روایتین آئی ہین اُن مین بھی راوی مجہول الحدیث ہین شیخ جلال الدین سیوطی تعقبات علی الموضوعات ابن الجوزی مین لکھتے ہین کہ ابدال کی حدیث صحیح ہے چاہے اِسکو متواتر کہین چاہے صحیح اور اِس بحث مین مین نے ایک رسالہ لکھا ہے جسمین تمام احادیث جو اِس باب مین وارد ہین لکھ دی ہین خلاصہ یہ کہ حدیث مرویہ حضرت ابن عمر رض کو ابن عساکر نے دو طریقون سے روایت کیا ہے اور حدیث مرویہ حضرت علی رض کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم وغیرہم نے دس طریقون سے زائد طور پر روایت کیا ہے جسمین بعضے بر شرط صحیح ہین اور بعضی بر شرط غیر صحیح اور حدیث مرویہ حضرت انس چھ طریقون سے روایت ہوئی ایک یہ طریقہ جو معجم اوسط طبرانی مین ہے اور جسکی تحسین ہیثمی نے مجمع الزوائد مین کی اور حدیث مرویہ عبادہ ابن الصامت کو امام احمد نے بسند صحیح روایت کیا اور حدیث مرویہ حضرت

---

[1] بفتح جیم و سکون قسوب بر جوزہ جو بہا اوہان ہین بنی صالح کی یا نہا سکی وادیان مین ۱۲ منتہی الادب

ابن عباس رضؓ کو امام احمد نے کتاب الزہد مین بسند صحیح روایت کیا اور حدیث مرویہ حضرت ابن عمر کے تین طریقہ ہین ایک طریقہ معجم کبیر طبرانی مین اور دوسرا کرامات الاولیا خلالؒ مین اور تیسرا حلیۃ الاولیا ابی نعیم مین مذکور ہے اور حدیث مرویہ حضرت ابن مسعودؓ کے دو طریقہ ہین ایک طریقہ معجم کبیر مین اور دوسرا حلیہ مین اور حدیث مرویہ عوف بن مالک کو طبرانی نے بسند حسن روایت کیا اور حدیث مرویہ معاذ بن جبل کو دیلمی نے روایت کیا اور حدیث مرویہ حضرت ابی سعید خدری کو بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا اور حضرت ابی ہریرہ کی حدیث کی روایت کا ایک اور طریقہ بھی ہے سوا اُسکے جو ابن الجوزی نے لکھا ہے وہ وہ ہے جسکو خلال نے کرامات الاولیا مین روایت کیا اور حدیث مرویہ حضرت ام سلمہ رضؓ کو امام احمد اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اور حاکم و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا اور مرسل حسن کو ابن ابی الدنیا نے کتاب السخا مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا اور مرسل عطا کو ابو داؤد نے اور مرسل بکر بن خنیس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الاولیا مین اور مرسل شہر بن حوشب کو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اور آثار حسن بصری اور قتادہ اور خالد بن معدان اور ابی الزاہریہ اور ابن شوذب اور عطا وغیرہ تابعین اور تبع تابعین کے وہ یقیناً بہت ہین اور سب ضرور حد تواتر معنوی کو پہونچے ہین ایسا کہ اُن سے ابدال کا ہونا ضروری و قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے

فائدہ - یزید بن ہارون کہتے تھے کہ ابدال سے مراد وہ اہل علم ہین جو جامع علوم ظاہر و باطن ہون حضرت امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ ابدال اگر اہل حدیث ہی نہونگے تو کون ہوگا اور سلف کے اہل حدیث سے ایسے ہی حضرات تھے جو جامع علوم ظاہر اور باطن کے تھے اور محیط تھے احکام اور معارف اور حکم سے کے جیسے امام شافعی اور امام مالک اور امام ابی حنیفہ اور امام احمد وغیرہ اور یہی لوگ بہترین ابدال و نجبا و اوتاد تھے تو اُن مین کسی صاحب سے بدگمان نہین ہونا چاہیے اور جو تسویل شیطانی کی بدولت نور علم سے راہ یاب نہین ہوے وہ یہ سمجھتے ہین کہ ائمہ فقہا اور مجتہدین اُن مرتبون کو نہین پہونچے تو یہ اُن کا خیال کچھ نہین ہے بلکہ علما کا اسپر اتفاق ہے کہ امام شافعی اوتاد مین تھے اور ایک روایت مین ہے کہ وہ قبل اپنے انتقال کے قطب ہو گئے تھے اور یون ہی بعضے تابعین فقہا سے بھی منقول ہے مثل امام نووی وغیرہ -

---

لہ ان کا نام و نسب یہ ہے ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی یہ سنہ تین سو باون مین پیدا ہوے اور ابو بکر وراق اور ابو بکر بن شاذان اور اُن کے طبقہ کے علما سے علم حدیث حاصل کیا اور بڑے عمدہ محدث اُن سے روایت حدیث کرتے ہین اور اُن کے نزدیک ثقہ اور معتبر تھے اور حفظ حدیث مین اپنے زمانہ مین یکتا تھے ایک مسند اُن کا صحیحین پر بھی ہے گرما تمام ماہ جمادی الاول سنہ چار سو اکتالیس ۴۴۱ھ مین اُنکی وفات ہوئی کذا فی بستان المحدثین ۱۲

حکایت - علامہ شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ اس بحث ابدال وغیرہ مین مجھ سے اور میرے شیخ سے
گفتگو ہوئی اور قصہ یہ ہے کہ مین مختصر ابی شجاع اپنے استاد شیخ محمد جوینی سے جامع ازہر مصر مین
پڑھتا تھا اور اُنھین کی خدمت مین رہتا تھا وہ ذرا سخت مزاج تھے ایک دن کچھ قطب و ابدال و
نجبا و اوتاد کا ذکر ہوا تو اُنھون نے اسکی قطعی انکار کی اور کہا کہ اس بحث کی کچھ اصلیت نہین ہے
اور نہ اس بارہ مین کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مین نے کہا معاذ اللہ آپ یہ کیا
ارشاد فرماتے ہین یہ حق ہے اسمین کچھ شک نہین کیونکہ اولیا اللہ نے اسکی خبر دی ہے اور معاذ اللہ
وہ جھوٹ نہین بول سکتے دیکھیے امام یافعی جو ایک مرد جامع علم ظاہر و باطن تھے اُنھون نے
اسکو نقل کیا ہے مگر اُنھون نے نہ مانا اور اُنکی انکار بڑھتی گئی تب مین نے سکوت کے سوا کچھ چارہ
نہین دیکھا چپ ہو رہا اور دل مین خیال کیا کہ اب اس امر کو شیخ الاسلام ابو یحییٰ ذکریا انصاری سے
طے کراؤن گا اور چونکہ شیخ محمد جوینی نابینا تھے اور مین ہی اُنکا ہاتھ پکڑ کر شیخ ابو یحییٰ کے سلام کو
لیجایا کرتا تھا ایک دن عادت کے موافق مین ہمراہ شیخ محمد جوینی کے اُن کی خدمت مین جا رہا تھا
جب قریب پہونچا تو مین نے شیخ محمد جوینی سے کہا کہ کچھ مضائقہ تو نہین ہے جو مین شیخ الاسلام سے
قطب وغیرہ کا مسئلہ پوچھون دیکھون اُنکی رائے اسمین کیا ہے الحاصل جب مین اُنکی خدمت مین
پہونچا تو اُنھون نے شیخ محمد جوینی کی نہایت تکریم کی اور اُن سے دعا چاہی اور میرے حق مین یہ دعا کی
کہ اللھم فقہہ فی الدین اور وہ یہی دعا مجھکو اکثر دیا کرتے تھے جب شیخ دعا دے چکے اور شیخ
محمد جوینی نے اُٹھنا چاہا تو مین نے شیخ الاسلام سے پوچھا کہ یا سیدی قطب و اوتاد و نجبا و ابدال
وغیرہ جنکو حضرات صوفیہ ذکر کرتے ہین حقیقت مین اُن کا وجود بھی ہے یا نہین آپ نے فرمایا ہان
اللہ کی قسم انکا وجود ہے تب مین نے شیخ جوینی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اسکے منکر ہین
اور جو اسکو ثابت کرتا ہے تو آپ اُسکے رد مین مبالغہ کرتے ہین تب شیخ الاسلام نے مکرر ارشاد کیا کہ
اے شیخ محمد کیا تم منکر ہو شیخ نے عرض کیا کہ نہین یا مولانا اب مین اسپر یقین کرتا ہون اور سچ مانتا ہون
اور خیال سابق سے توبہ کرتا ہون شیخ الاسلام نے فرمایا کہ خیر تم سے یہی اُمید ہے پھر مین اور شیخ
محمد وہان سے واپس آئے اور راہ مین وہ میری اس حرکت پر کچھ غصہ نہین ہوے - انتہی
ملخصاً اور جیسے اُن کی تعداد مین اختلاف ہے ویسے اُنکی سکونت کی جگہ کے متعلق بھی متعدد روایتین
آئی ہین ابو الفضل سے مروی ہے کہ ابدال شام مین او نجبا کوفہ مین رہتے ہین اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اوتاد کوفہ کے رہنے والون مین ہین اور ابدال اہل شام سے اور یہ بھی

آپ سے مروی ہے کہ ابدال اہل شام سے ہین اور نجبا اہل مصر سے اور اخیار اہل عراق سے اور
ابن عساکر اور خطیب بروایت عبداللہ بن محمد بیان کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سنا کتانی
سے کہ وہ کہتے تھے کہ نقبا تین سو ہین اور نجبا ستر اور ابدال چالیس اور اخیار سات اور عمدا چار اور
غوث ایک نقبا مغرب مین رہتے ہین اور نجبا مصر مین اور عمدا گوشہ ہاے زمین مین اور غوث مکہ مین
جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو پہلے نقبا متوجہ ہوتے ہین پھر نجبا پھر ابدال پھر اخیار پھر اوتاد اگر
وہ دُعا قبول ہوگئی تو خیر ورنہ غوث متوجہ ہوتا ہے اور اُسکی دعا ضرور قبول ہوتی ہے لطائف اشرفی مین
ہے کہ حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ سے لوگون نے پوچھا کہ اگر ابدال انھین دو شہرون عراق
اور شام مین ہین جیسا کہ وارد ہے بدلاء امتی اربعون رجلا اثنی عشر فی العراق وثمانیة
عشرون فی الشام پس اسکے کیا معنی ہونگے کہ ہر مہینہ کی تاریخون مین وہ آٹھ جہتون مین ہوتے ہین
اور قیام اُن کا اور شہرون مین کیونکر معلوم ہوگا تب آپنے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تمام عالم کو دو قسم پر فرض کیا ہے نصف شرقی اور نصف غربی نصف شرقی سے مراد عراق ہے اور
نصف غربی سے مراد شام ہے پس عراق اور اسکے سوا جیسے خراسان اور ہندوستان اور تمام شہر
شرقی یہ سب عراق مین داخل ہین اور شام اور اُسکے سوا مصر وغیرہ یہ سب مغرب مین داخل ہین
اور ایک گروہ بزرگون کا جو سات ابدال ہونے کے قائل ہین وہ اُنکی دلیل یہ لکھتے ہین کہ حق تعالےٰ
نے زمین کی سات ولایتین بنائی ہین اور سات آدمیون کو برگزیدہ کرکے اُنکا نام ابدال رکھا اور
ہر ایک کو ایک ایک اقلیم سپرد کردی ہے۔ واللہ اعلم بحر المعانی مین ہے کہ شاہدان حضرت لایزال
کو جو چشم خلائق سے پوشیدہ ہین سواے اہل حال اور اولیاء کاملین کے کوئی دوسرا نہین جانتا اور
نہ دیکھتا ہے اُن گروہ سے سات آدمی ہین اور وہ سات ابدال سات ولایتون مین رہتے ہین یعنی ہر ہر
بدل ایک ایک اقلیم مین رہتا ہے اور اُن کا وظیفہ مدد معنوی ہے خلائق کی جب وہ عاجز ہون اور
جب اس قوم مین کوئی درویش کامل حال ہوتا ہے تو وہ اُس قوم عاجز کی فریاد رسی کرتا ہے اور جب
اُن مین سے کوئی مرجاتا ہے تو کوئی صوفی اُس کا قائم مقام ہوجاتا ہے اور جو نام اُس متوفی کا ہوتا ہے
وہی اُسکے قائم مقام کا ہوجاتا ہے اور وہ سات ابدال سات نبیون کے مشربون پر ہوتے ہین
ایک اُن مین سے اقلیم اول مین برقلب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوتا ہے اسکا نام عبدالحی
ہے اور دوسرا دوسرے اقلیم مین اسکا نام عبدالعلیم ہے وہ برقلب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتا ہے
اور تیسرا تیسرے اقلیم مین برقلب حضرت ہارون علیہ السلام ہوتا ہے اسکا نام عبدالمرید ہے اور چوتھا

چوتھے اقلیم مین بر قلب حضرت ادریس علیہ السلام ہوتا ہے اُس کا نام عبد القادر ہے اور پانچوان پانچوین اقلیم مین بر قلب حضرت یوسف علیہ السلام ہوتا ہے اُس کا نام عبد القاہر ہے اور چھٹا چھٹی اقلیم مین بر قلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوتا ہے اُسکا نام عبد السمیع ہے اور ساتوان ساتوین اقلیم مین بر قلب حضرت آدم علیہ السلام ہوتا ہے اسکا نام عبد البصیر ہے اور یہ ساتوین ابدال حضرت خضر علیہ السلام ہین اور ان ابدال مین ہر شخص عارف لطائف و معارف الٰہیہ و اسرار کواکب سبعہ ہوتا ہے اور اُن سات مین سے دو یعنی عبد القادر و عبد القاہر خاص کر قہر کے نازل کرنیکے لیے ہوتے ہین یعنی جس ولایت اور قوم پر قہر نازل ہوتا ہے تو وہ اُنھین کے ذریعہ سے ہوتا ہے امام یافعی کہتے ہین کہ یہ جو بعضون نے ابدال کے بارہ مین لکھا ہے کہ فلان فلان نبی کے قلب پر ہین یا فلان ملائکہ کے وہان یہ نہین لکھا کہ فلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر ہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عالم خلق و امر مین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے اعزو اشرف و الطف کوئی قلب بنایا ہی نہین پس ملائکہ اور انبیا اور اولیا اُنکے قلوب کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی ہے جیسے تمام ستارون کی نسبت آفتاب کی طرف آور جامع الاصول مین ہے کہ سات ابدال ساتون ولایتون مین بر قدم حضرت ابراہیم و موسیٰ و ہارون و ادریس و یوسف و عیسیٰ و آدم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہین اُن مین چار کے نام چار اوتادون کے ہوتے ہین اور تین کے نام عبد السمیع و عبد البصیر و عبد الشکور ہوتے ہین یہ تین اور وہ چار ملاکر سات ہوے حضرت شیخ اکبر فتوحات کے باب پندرھوین مین لکھتے ہین کہ ہر بدل کو سات ابدال سے یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ اُن انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت سے مدد لے جو آسمانون پر ہین چنانچہ اُسکو اُس نبی کی روحانیت سے مدد ملتی ہے اور اسی طرح ہفتہ کے ہر دن کو بھی امداد ہر روز خاص اُن ابدال سے ملتی ہے اب اگر کوئی سکے کہ کیا ابدال گھٹتے اور بڑھتے ہین موافق شیونات حق کے یا وہ ایک ہی طرح پر رہتے ہین بڑھتے گھٹتے نہین ہین اس کا جواب یہ ہے کہ ابدال سات ہین بڑھتے گھٹتے نہین ہین اُن کی وجہ سے اللہ ساتون ولایتون کو محفوظ رکھتا ہے اور اُن کا کام اُن اسرار کا جاننا ہے جو اللہ نے کواکب سیارہ مین ودیعت رکھے ہین نیز اُنکے حرکات اور نزول کا جاننا جو منازل مین مقدر کیے گئے اب اگر کوئی کہے کہ سات ولایتون کی ترتیب بھی سات آسمانون کی طرح ہے یعنی ارتباط اقلیم اول کا ساتوین آسمان سے اور اقلیم دوم کا چھٹے آسمان سے اسی طرح اور آسمانون مین بھی اس کا جواب یہ ہے کہ فتوحات کے باب کیوکتھا تو

مین ہے کہ ہان روحانیت ہر اقلیم کے مرتبط ہے اُس آسمان سے جو اُسکے شاکل ہے تو اقلیم اول
مرتبط ہے ساتوین آسمان سے توضیح اُسکی یون جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کی جب
ہم ہین سات اقلیمین بنائی ہین اور اپنے مومن بندون مین سے سات آدمیون کو چھانٹ کر
اُن کا نام ابدال رکھا اور ہر بدل کے واسطے ایک اقلیم مقرر کردی اور اُس اقلیم کو اُسکی وجہ سے
محفوظ کردیا تو اقلیم اول کی طرف آسمان ہفتم سے امر الٰہی نازل ہوتا ہے تو اُسکی طرف اس ستارہ
کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اُس کا محافظ ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر
ہوتا ہے اور جب دوسری اقلیم کی طرف امر نازل ہوتا ہے دوسرے آسمان سے تو اُسکی طرف روحانیت
کوکب اعظم کی ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اُسکا نگہبان ہوتا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
قلب پر ہوتا ہے اور جب تیسری ولایت کی طرف امر الٰہی نازل ہوتا ہے تیسرے آسمان سے تو اُسکی
طرف بھی روحانیت اُسکے ستارہ کی ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اُسکا محافظ ہے وہ بر قلب حضرت
ہارون علیہ السلام ہوتا ہے اور وہ بتائید محمدی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہے اور جب چوتھے
ولایت کی طرف امر الٰہی نازل ہوتا ہے چوتھے آسمان سے کہ جو قلب کل آسمانون کا ہے تو اُسکی
طرف بھی روحانیت ستارۂ اعظم کی ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اُسکا محافظ ہے وہ بر قلب حضرت
ادریس علیہ السلام ہوتا ہے اور یہی وہ قطب ہے جسکو اب تک موت نہین آئی اور جو اقطاب
دنیا مین ہین وہ اُسکے نائب ہین اور جب پانچوین ولایت کی طرف امر الٰہی نازل ہوتا ہے پانچوین
آسمان سے تو اُسکی طرف روحانیت اُسکے ستارہ کی ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اُسکا محافظ ہے
وہ بر قلب حضرت یوسف علیہ السلام ہوتا ہے بتائید محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور جب چھٹین
ولایت کی طرف امر الٰہی نازل ہوتا ہے چھٹے آسمان سے تو روحانیت اُسکی ستارہ کی اُسکی
طرف بھی ناظر ہوتی ہے اور اُس کا محافظ جو بدل ہوتا ہے وہ بر قلب حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ
علیہم السلام ہوتا ہے اور جب امر الٰہی ساتوین ولایت کی طرف نازل ہوتا ہے آسمان دنیا سے
تو اُسکی طرف اُسکے ستارہ کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اُسکا محافظ ہوتا ہے وہ بر قلب
حضرت آدم علیہ السلام ہوتا ہے حضرت شیخ فرماتے ہین کہ مین اُن ساتون ابدال سے کہ معظمہ
مین حطیم حنابلہ کے پشت پر ملا تو مینے دیکھا کہ وہ رکوع مین تھے مینے اُنھین سلام کیا اور اُنھون نے مجھے سلام کیا مین اُنسے باتین
کرنے لگا واقعی اُن سے بڑھ کر مین نے اللہ کی یاد مین شاغل کسی کو نہین دیکھا اور نہ اُن کا سا
کسی کو پایا سوا سقیط الرفرف بن ساقط العرش کے تونیہ مین کہ جو فارس کے رہنے والے تھے رضی اللہ عنہ

اور حضرت شیخ نے اولیاء اصحاب دوائر کے حال مین بہت کچھ فتوحات کے تہتروین باب مین
لکھا ہے اُسکو دیکھنا چاہیئے ۔ واللہ اعلم کذا فی الیواقیت والجواہر حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی
عروہ مین لکھتے ہین کہ ابدال طے زمین کرتے ہین نہ پانی پر چلتے بلکہ لوگون سے مخفی رہتے ہین اور اُن
مقامات مین جمع ہوتے ہین کہ جو تنگ ہوتے ہین اور اہل ظاہر وہان موجود نہین ہوتے اور نہ اُنکا
جسم اختیار سے مس ہوتا ہے نہ سایہ نظر آتا ہے اور بآواز بلند قرآن اور اشعار پڑھتے ہین اور وجد
اور رقص کرتے ہین مگر کوئی شخص آواز اُنکی نہین سنتا اور ان کو قدرت ہوتی ہے کہ خسیس کو
نفیس بنا دین اور محتاجون پر ایثار کرتے ہین اور بلاد ربع مسکون مین آمد و رفت رکھتے ہین اور ہر
سال مین دو بار جمع ہوتے ہین ایک عرفہ کے دن عرفات مین اور دوسرے رجب کے مہینہ مین
جس جگہ پر جمع ہونے کا حکم ہو چنانچہ حضرت بلال رضؓ بھی زمانہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
تک بدلا سبعہ مین تھے اور اہل ظاہر مین سوا ایک شخص کے کوئی شخص اُن کو نہین پہچانتا اور
جب وہ مرجاتا ہے تو کسی دوسرے شخص کو اپنا مصاحب کر لیتے ہین اور زمان برکت نشان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مین ابدال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حذیفہ بن الیمان واسطہ تھے
وہ سلام ان لوگون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پہونچاتے تھے اور وہ لوگ حذیفہ
بن الیمان کے یہان جمع ہوا کرتے تھے اور علم کتاب اور سنت اُن سے اخذ کرتے تھے اور اُن کی
اقتدا مین نماز پڑھتے تھے اور حذیفہ کے سوا اُن کو کوئی نہین دیکھتا تھا اور ابدال مامور ہوتے ہین
اپنے زمانہ کے نبی کی اطاعت پر قیصری مقصد ثانی مقدمہ شرح قصیدہ فارضیہ مین لکھتے ہین کہ اُنکے
بعد مرتبہ ساتون ابدال کا ہے جو محافظ ساتون اقلیمون کے ہوتے ہین اور اُن مین سے ہر ایک خاص
قطب اپنی اپنی اقلیم کا ہوتا ہے اُن کے بعد دس اولیاء اللہ ہین جنکے مراتب مثل عشرہ مبشرہ
کے ہین پھر بارہ ہین جو عالم مین بارہ برجون اور اُن کے متعلقات اور اُن لوازم پر جو اُن کو حوادث
کونیہ سے لاحق ہوتے ہین پھر بیس ہین اور چالیس اور ننانوے جو مظاہر اسماء حسنی ہین تین سو ساٹھ
تک وہ عالم مین قائم ہوتے ہین بطور ابدال کے اور ہر زمانہ مین اُنکے عدد اتنے ہی رہتے ہین نہ
بڑھتے ہین نہ گھٹتے اور اتنی ہی رہین گے قیامت تک اور اُن کے علاوہ جتنے اولیاء ہین وہ موافق
ظہور اور خفاء تجلی الٰہی کے بڑھتے گھٹتے رہتے ہین اُن کے بعد مرتبہ زہاد اور عباد اور صلحا کا ہے مومنین
کاملین سے جو قیامت تک رہین گے اور یہ سب لوگ قطب کے حکم مین داخل ہین اور افراد اُن کاملین
کے حکم مین داخل ہین جنکا مرتبہ قطب کے برابر ہے سوا خلافت کے کہ اُسمین صرف وہ اُس حکم سے خارج ہین

اس لیے کہ اللہ تعالی سے وہ خود معانی اور اسرار الٰہیہ اخذ کرتے ہین بخلاف اُن لوگون کے کہ جو حکم قطب مین داخل ہین وہ البتہ کسی چیز کو سوا قطب کے اور کسی سے نہین لیتے جعلنا اللہ[1] من عبادہ الذین لیس للشیطان علیہم سلطان والواصلین الی ذُروۃ مقامات العرفان وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم۔ شرح تعرف مین ہے کہ کسی وقت مین یہ امت چار سو مرد ابدال سے خالی نہین رہتی ہے اور اُن چار سو مین سے چالیس اوتاد اور چالیس مین سے چار نقبا اور اُن چار مین سے ایک قطب ہے کافرون کی سلامتی مومنون کی برکت سے ہے اور عام مومنون کی سلامتی ابدال کی برکت اور ابدال کی سلامتی اوتاد کی برکت سے اور اوتاد کی سلامتی نقبا کی برکت سے اور نقبا کی سلامتی قطب کی برکت سے اور جب قطب اس عالم سے گذر جاتا ہے تو نقبا مین سے ایک قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب نقبا سے کوئی مرتا ہے تو اوتاد مین سے اور جب کوئی اوتاد سے مرتا ہے تو ابدال مین سے اور جب ابدال سے کوئی مرتا ہے تو عام نیک بندون مسلمانون مین سے کوئی ایک اُسکی جگہ پر ہو جاتا ہے اور بعضے مشائخ کہتے ہین کہ مردان غیب تین سو چھپن ۳۵۶ آدمی ہین جو ہمیشہ عالم مین رہتے ہین اور جب اُن مین سے کوئی مرتا ہے تو دوسرا اُس کا قائم مقام ہوتا ہے اور اُن مین سے کمی نہین ہوتی اور اُن تین سو چھپن کے چھ طبقہ ہین پہلا طبقہ تین سو آدمیون کا ہے اُن کو اولیا اور مردان غیب کہتے ہین دوسرا طبقہ چالیس آدمیون کا ہے جنکو ابدال کہتے ہین تیسرا طبقہ سات آدمیون کا ہے جنکو اوتاد کہتے ہین چوتھا طبقہ پانچ آدمیون کا ہے جنکو اخیار کہتے ہین پانچوان طبقہ تین آدمیون کا ہے جنکو نقبا کہتے ہین چھٹا طبقہ ایک شخص کا ہے جسکو غوث و قطب کہتے ہین اور جسکی برکت سے عالم برقرار ہے جب وہ اس جہان سے گذر جاتا ہے تو دوسرا اُسکی جگہ پر قائم کیا جاتا ہے اور مخلوقات مین سے کوئی چیز اُسکا حجاب نہین اگر وہ مغرب مین ہوتا ہے تو مشرق والون کو دیکھتا ہے اور اسی طرح بالعکس اور اُن لوگون کو اور لوگ نہین جانتے ہین اور اس طرح زندگی بسر کرتے ہین کہ اُن کو کوئی پہچانتا ہی نہین یعنی پارسائی و زہد و شیخی وغیرہ کچھ ظاہر نہین کرتے بلکہ عوام مین ملے رہتے ہین مگر دل اُن کا خواص کا سا ہوتا ہے اور اپنی فضیلت بھی دوسرون پر ظاہر نہین کرتے اسی وجہ سے اُن کو مردان غیب کہتے ہین ؎

ازان در پردہ می باشند مستور	اگر در چشم کسان بنوند منظور

[1] کردے ہم کو اللہ اپنے اُن بندون سے جن پر شیطان کو غلبہ نہین ہے اور پہونچنے والے ہین طرف اعلی مقامات عرفان کے رحمت اللہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر اور سلام ۱۲ منہ

انتہی شیخ محمود بن احمد الحسینی الکنتوری النیشاپوری اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ عالم ہرگز اولیاء اللہ سے خالی نہین رہتا اور برگزیدگان حق ہمیشہ عالم مین رہتے ہین اُنکے سات طبقہ ہوتے ہین چار سو تینس کی تعداد مین پہلا طبقہ تین سو آدمیون کا ہے جو برقلب حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام ہین اُن کو رقبا کہتے ہین دوسرا طبقہ ستر آدمیون کا ہے وہ برقلب حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب علیہم السلام ہین اُن کو نجبا کہتے ہین تیسرا طبقہ چالیس آدمیون کا ہے وہ برقلب حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام ہین اُن کو ابدال کہتے ہین چوتھا طبقہ بارہ آدمیون کا ہے وہ برقلب حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہین اُن کو نقبا کہتے ہین پانچوان طبقہ سات آدمیون کا ہے وہ برقلب حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین اُن کو اوتاد کہتے ہین چھٹا طبقہ دو آدمیون کا ہے وہ برقلب حضرت میکائیل علیہ السلام ہین اُنکو قطب کہتے ہین ساتوان طبقہ ایک آدمی کا ہے وہ برقلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہے اُسکو غوث کہتے ہین ایک قطب اُسکے داہنے جانب ہوتا ہے اور ایک بائین جانب اور جب وہ شخص کہ جو برقلب حضرت اسرافیل ہوتا ہے یعنی غوث مرجاتا ہے تو ان دونون قطبون سے ایک اُسکی جگہ پر کردیا جاتا ہے اور سات مین سے ایک اُس قطب کی جگہ پر جاتا ہے اور بارہ مین سے ایک اُسکی جگہ پر جاتا ہے اور چالیس مین سے ایک بارہ کی جگہ پر اور ستر مین سے ایک چالیس کی جگہ پر اور تین سو مین سے ایک ستر کی جگہ پر اور اہل دنیا مین سے ایک اُن تین سو کی جگہ پر اسی طرح قیامت تک حساب رہیگا اور یہ سات طبقہ اہل حل و عقد اور مدبر اور متصرف مملکت خدا کے حکم سے ہین باقی اولیا صاحب ولایت اُنکے علاوہ ہین اُن مین بعضے ایسے ہوتے ہین جنکی ولایت خلق پر ظاہر ہوتی ہے اور وہ خود بھی اُسکو جانتے ہین اور بعضے ایسے ہوتے جو اپنی ولایت پر خود مطلع ہوتے ہین مگر خلق اُن کو نہین جانتی اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ خلق اُن کی ولایت پر مطلع ہوتی ہے مگر وہ خود نہین مطلع ہوتے اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ نہ خلق اُنکی ولایت کو جانتی ہے اور نہ وہ خود اُنھین کی شان مین ہے اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری[1] اور اُن کی شناخت بغیر جاشنی

[1] یعنی میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین اُن کو سوا میرے کوئی نہین جانتا حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی فرماتے ہین کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص مرتبہ ولایت کو پہونچے جب تک حق تعالیٰ اُس کو پردہ مین یعنی خلق کی آنکھون سے نہ چھپائے اور یہی معنے اولیائی تحت قبائی کے ہین اور یہ قبا صفات بشریت کی ہے نہ کوئی پردہ گزی وغیرہ کا اور قباب صفات بسبب کہ اسمین کوئی عیب ظاہر کرے یا اُسکے کوئی ہنر کو لوگون کی نظرون مین عیب کرکے دکھائے اور معنی لایعرفھم غیری کے یہ ہین کہ جب تک کسی کے باطن کو نور ارادت سے منور نہ فرمائے تب تک وہ شخص اُس ولی کو نہ جانے ۱۲ منہ

عشق و محبت کے ممکن نہین پس مرشد کامل مکمل ہر زمانہ بلکہ ہر ولایت مین موجود ہے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس زمانہ مین کوئی مردان خدا سے موجود نہین ہے عالم اُن سے ہرگز خالی نہین رہتا پس جو شخص کہ

مرشد کو نہ پہچانے وہ معرفت حق سے بے بہرہ ہوگا ۔ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا

فائدہ - لطائف اشرفی مین ہے کہ توجہ کرنا ابدال کی طرف طائفہ صوفیہ کے نزدیک اہم مہمات سے ہے جیسا کہ فتوحات مین ہے کہ طائفہ علیہ صوفیہ منازل ابدال کی طرف توجہ لازمی جانتے ہین اور ہر نیت مین اُن کو شفیع کرتے ہین اور جب کوئی اُن کو اپنی کسی حاجت مین وسیلہ بناتا ہے یا کام مین اُن سے استمداد چاہتا ہے تو وہ مہم اُسکی روا ہوجاتی ہے اور اسی کی تائید مین امام شمس الدین جزری[1] نے حصن حصین مین لکھا ہے کہ وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یعنی جب مدد چاہتا ہو تو یا عباد اللہ کہے اس حدیث کی نسبت صاحب جامع الدر شارح حصن حصین نے لکھا ہے کہ بعضے علماء ثقات کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور بزار نے بھی اپنی سند مین حضرت ابن عباس سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور حافظ ابوالحسن ہیثمی نے مجمع الزوائد مین اسکو ذکر کرکے لکھا ہے کہ اسکے راوی ثقہ ہین اور حافظ ابن حجر عسقلانی[2] نے زوائد بزار مین اسکی تحسین کی ہے اور حافظ شمس الدین جزری کا اس حدیث کو حصن حصین مین ذکر کرنا دلیل اسکے صحیح ہونے کی ہے کیونکہ اُنھون نے حصن حصین مین اس کا التزام کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین حضرت ابن عباس سے اسکو موقوف بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر مین اسی حدیث کو عقبہ بن غزوان سے روایت کیا ہے اور ابن سنی نے ابن مسعود سے مرفوعاً مگر اسکی سند ضعیف ہے لیکن اگر کوئی حدیث ایک طریقہ سے ضعیف ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ سب طریقون سے ضعیف ہوجائے خصوصاً جب حدیث متعدد طرق سے مروی ہو تو اُسکا ضعف جاتا رہتا ہے اور وہ حدیث قابل حجت سمجھی جاتی ہے علاوہ اسکے فضائل اعمال مین حدیث ضعیف بھی قابل حجت ہے - اور جب امام نووی اور حافظ جلال الدین سیوطی اور حافظ جزری اور ملا علی قاری نے اسے قابل احتجاج تسلیم کیا ہے تو پھر کیسے قابل جرح ہوسکتی ہے مولانا سید احمد بن زینی[3] وحلان[3] نے خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام مین لکھا ہے کہ فقہا نے آداب سفر مین لکھا ہے کہ مسافر کا جب چارپایہ کہین کھو جائے اور وہان اسکا کوئی معین و مددگار نہو تو وہ

---

[1] اور اگر تو ان کو راہ پر بلائے تو بھی وہ ہرگز راہ پر کبھی نہ آئین ۱۲ منہ [2] منسوب بجزیرہ بفتح جیم و سکون را معجمہ ایک گانون ہے اطراف حلب مین ۱۲ منتہی الارب [3] منسوب بعسقلان بفتح عین ایک شہر ہے جو کنارہ شام پر واقع ہے اور ایک گانون بلخ مین ہے ۱۲

[4] زینی منسوب بزین محدث مشہور اور ایک فرقہ ہے جو حرف مین اور وحلان ایک مقام ہے قریب سنگستان بنی یربوع کے ۱۲ منتہی الارب

کہے اے اللہ کے بندو اسے روکو اور جب کوئی چیز کھو جائے اور اُسکے ملنے مین مدد چاہے تو یون
کہے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو یا فریاد کو پہونچو کیونکہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہین جنکو تم
نہین دیکھتے ہو اور فقہا رنے اسپر استدلال کیا ہے اُس حدیث سے جو ابن سنی نے عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب
تم لوگون مین سے کسی کا جانور کسی جنگل مین کھو جائے تو وہ پکار کر کہے اے اللہ کے بندو اِسکو
روکو کیونکہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہین جو اس کہنے کو سُن لیتے ہین تو اسمین پکارنا اور نفع
ڈھونڈھنا پایا جاتا ہے اللہ کے اُن بندون سے جو ظاہر مین دیکھے نہین جاتے اور دوسری
حدیث مین جو بروایت طبرانی مروی ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب
تم مین سے کوئی شخص کوئی چیز کھووے یا مدد مانگے اور وہ ایسی جگہ پر ہو جہان اُس کا کوئی دوست
ہو تو اُس کو کہنا چاہیے یا عباد اللہ اعینونی اور ایک روایت مین اغیثونی آیا ہے کیونکہ اللہ کے
بعض بندے ایسے بھی ہین جنکو تم نہین دیکھتے علامہ ابن حجر حاشیہ ایضاح المناسک مین لکھتے
ہین کہ یہ مجرب ہے بر قول راوی محمد بن علی شوکانی[1] تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین مین حدیث
اذا انفلتت دابۃ احدکم فلینادیا عباد اللہ احبسوا کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس حدیث کو جسطرح
مصنف نے لکھا ہے اُسی طرح بزار نے بھی اور حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے وہ کہتے تھے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کسی کا جانور کسی جنگل مین کھو جائے تو اسکو پکار کر کہنا
چاہیے کہ اے اللہ کے بندو اسکو روک دو کیونکہ اللہ کے بعض ایسے بندے ہین جو عالم کو گھیرے
ہوے ہین تو امید ہے کہ وہ اُس جانور کو روک دین اور اس حدیث کو ابن ابی یعلی اور طبرانی نے بھی
ابن السنی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مجمع الزوائد مین ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی معروف
ابن حسان ہے جو ضعیف ہے امام نووی اذکار مین اس حدیث کو ابن السنی کی کتاب سے روایت
کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ مجھ سے بعضے بزرگ علما نے بیان کیا کہ ایکبار اُن کا جانور کھو گیا اور ایسا
خیال پڑتا ہے کہ شاید اُنھون نے بغلہ کے کھو جانے کو فرمایا اور وہ اس حدیث کو بھی جانتے تھے
تو اُنھون نے یہی الفاظ کہے فوراً اُن کا جانور جہان پر تھا وہین پر اللہ تعالی نے روکدیا اور
وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ مین ایک جماعت کے ہمراہ تھا اسمین کسی شخص کا جانور کھو گیا سب اُسکو
تلاش کرتے کرتے تھک گئے اسکا کہین پتہ نہ لگا تب مین نے وہی الفاظ کہے جسکی برکت سے وہ

[1] شوکان بالفتح ایک مقام ہے بحرین پر اور ایک قلعہ اور شہر ہے سرخس اور ابیورد کے درمیان مین ۱۲ منتہی الارب

وہ جانور فوراً مل گیا حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف مین فرماتے ہین ؎

شیر مردانند در عالم مدد	آن زمان کافغان مظلومان رسد
بانگ مظلومان ز ہر جا بشنوند	آن طرف چون رحمت حق میدوند
آن ستونہای خللہاے جہان	آن طبیبان مرضہاے نہان
محض مہر و داوری و رحمت اند	ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند

اور شوکانی بھی حدیث ¦ اذا اراد عونا ¦ کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس حدیث کو جسطرح مصنف نے روایت کیا ویسا ہی طبرانی نے بھی معجم کبیر مین روایت کیا ہے اور یہ عقبہ بن غزوان کی روایت ہے جو اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کی کوئی چیز کھو جاے اور وہ مدد چاہے اور ایسے مقام پر ہو جہان اُس کا کوئی دوست اور آشنا نہو تو وہ کہے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کیونکہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہین جنکو تم نہین دیکھتے ہو مجمع الزوائد مین ہے کہ اسکے راوی سب ثقہ ہین مگر بعض مین ضعف ہے کیونکہ زید بن علی نے عقبہ کو نہین پایا ہے اور بزار زید بن علی سے نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ملائکہ حافظین کے سوا اللہ کے اور فرشتہ بھی ہین جو ایک ایک پتی کو جو درخت سے گرتی ہے لکھتے ہین پس جب کہین کسی شخص کو جنگل مین کوئی بات پیش آئے تو چاہیے کہ پکار کر کہے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو مجمع الزوائد مین ہے کہ اسکے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث مین دلیل ہے اُن بندگان خدا سے استعانت کے جائز ہونیکے جنکو آدمی نہین دیکھتا ہے وہ ملائکہ ہون یا صالحین جن اور کچھ مضائقہ نہین ہے کہ انسان اپنے ہمجنس سے جانور کے کھو جانے یا اُسکی سرکشی کے وقت مدد لے صاحب جامع الاصول نے اولیا اہتصرفین کی اور بھی قسمین لکھی ہین جنکا ذکر کرنا بھی خالی از فائدہ نہین ہے وہ لکھتے ہین کہ اور اقسام اولیا اللہ سے **حواریون ہین** یہ وہ لوگ ہین جو تردد دلون سے بالکل پاک و صاف ہوتے ہین اور منکرین اور مضلین کے لیے خدا کی طرف سے بمنزلہ حجتون اور تلوارون کے ہوتے ہین اس امت کے حواری حضرت زبیر تھے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ زبیر میرے چچا کے بیٹے اور حواری ہین اور ہر زمانہ مین جو مشرب حضرت زبیر پر ہوگا وہ حواری ہوگا اور قول معتمد یہ ہے کہ انصار اور خلفا اربعہ اور عثمان بن مظعون اور حمزہ اور جعفر حواریین سے تھے کیونکہ یہ سب جامع تھے دونون خصلتون شجاعت اور برہان کے **اور ان مین سے ختم الاولیا ہین** وہ

تین شخص ہین اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنپر خلافت عامہ اور ولایت شاملہ حضرت آدم علیہ السلام کے
کے وقت سے لے کر آخر زمانہ تک ختم ہوی اور ان کے دو حشر ہونگے ایک انبیا علیہم السلام کے
ساتھ دوسرا امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے حضرت امام محمد مہدی کہ جنپر خاص
ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہوئی تیسرے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی جنپر ولایت
مخصوصہ ختم ہوئی کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہ مسئلہ اس کتاب مین مجمل اور مختصر ہے اس کی تفصیل
شروح فصوص الحکم اور اور کتب مین بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ اور اُن مین سے تین سو مرد
ہین جو بر قلب و مشرب حضرت آدم علیہ السلام ہین اور اُن کا عمل بھی آپ کا ایسا ہے اور آپ
ہی والی دعا بھی وہ کرتے ہین۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین[۱]
اور اُن کے تین سو ہونیکی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جامع فردانیت الٰہیہ اولیٰ تھے جو مراد
ہے ذات اور صفات وافعال سے اور فردانیت ثانیہ سے مراد جسم اور روح ہے اور حقیقت
باعتبار ظاہریت اور مظہریت کے موافق اسماء حسنیٰ کے ہے جو تین سو ہین تو اُسکے ورثہ بھی اتنے ہی ہونگے
اور اُن مین سے چالیس اولیا ہین جو بر قلب حضرت نوح علیہ السلام ہین اور اُن کے
علم و مشرب پر ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری
امت مین سے چالیس شخص ہین بر قلب حضرت نوح علیہ کہ جنپر جلال غالب ہے جیسا کہ حضرت
نوح کے حال مین ہے کہ اُنھون نے فرمایا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا یعنی اے
رب مجھو طرز مین پر کسی کافر کو اتی اور انہین سے سات اولیا ہین علاوہ سات ابدال کے
وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب اور مشرب و علم پر ہین اُن کی دعا یہ ہے رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ[۲]
الحقنی بالصالحین ○ اور اُن کا مقام کمال تمکین و اطمینان ہے جنت روحانیہ مین اور اُنھین کے
حق مین وارد ہوا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ[۳] اور اُن مین سے پانچ ولی ہین جو
حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قلب پر ہین اور وہ مثل بادشاہ ہوتے ہین اُن کا کام فیوض اور علوم
کا قلوب مین پہونچانا ہے بقدر قوت حضرت جبرئیل علیہ السلام اور اُن مین سے تین ولی ہین
حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر اور اُنکے علوم بعد حضرت میکائیل علیہ السلام کے قوت کے
ہین اور اُن پر صفات خاضعہ و تبسم اور لینت اور فرط شفقت کل آدمیون پر غالب ہے اور اُنہین سے

[۱] یعنی اے رب ہمارے ہمنے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم نکرے تو ہم نامراد ہوجاوینگے ۱۲ منہ [۲] اے رب دے مجھکو حکم اور ملا مجھکو نیکون مین ۱۲ منہ [۳] اور نکال ڈالا ہم نے جو اُنکے دلون مین کینہ تھا ۱۲ منہ

ایک ولی ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر جسکا علم بھی مثل علم حضرت اسرافیل
علیہ السلام کے ہے اور وہ جامع ہے قبض وبسط کا اور اسی مشرب پر حضرت بایزید بسطامی تھے
اور ان اولیا کی بزرگی بہ ترتیب انبیا اولی العزم کے ہے اور اُن مین سے رجال الغیب ہین
جو دس ہین اُن مین عاجزی بہت ہے اور آواز کی پستی ہے اُن پر ہمیشہ تجلی رحمانی رہتی ہے اور
اُن کا مشرب یہ آیتہ ہے وخشعت الاصوات للرحمٰن[1] فلا تسمع الا ھمسا[2] وقولہ تعالیٰ وعباد الرحمٰن الذین
یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما[3] اور اُن مین سے اٹھارہ
ولی ہین جو قائم بحقوق اللہ ہین اور آمر بامر اللہ اور مامور من عند اللہ اُن کا کام ہے حکم کرنا اُن
باتون کا جو اللہ ارادہ فرماتا ہے اور اُن سے کرامتین اور خوارق عادات بھی ظاہر ہوتے ہین
اور اُن مین سے آٹھ ولی ہین کہ جنکے نام قوۃ الثین ہین اور اُن مین قوت اور قہر کا غلبہ ہے
اُن کا مشرب اشداء علی الکفار ہے[4] انھین کی شان مین یہ وارد ہے لا تاخذھم فی اللہ
لومۃ لائم[5] اور اُن مین سے پانچ ولی ہین جو کل امور مین مثل اُن آٹھ کے ہین اور اُن کا
کام لوگون پر رفق اور نرمی کرنا ہے بمضمون فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم اور اُن مین سے
پندرہ ولی ہین جنکا نام رجال الحنان والعطف الالہی ہے جیسا کہ حضرت یحییٰ کے حق مین وارد
ہوا ہے وحنانا من لدنا[6] ان کو عامہ خلائق پر بہت شفقت ہوتی ہے مومن ہون یا کافر اور ان کی
شان یہ ہے کہ جو ان سے اعراض کرتا ہے اُسکی طرف وہ متوجہ ہوتے ہین اور اُن مین سے
چار ولی ہین جو مردان ہیبت وجلال سے کہے جاتے ہین اُن کا کام چارون اوتادون کو مدد دینا ہے
اور اُن کے اجسام روحانی ہوتے ہین اور قلب سماوی اور وہ آسمانون مین مشہور ہوتے ہین اور
زمین مین مجہول اور اُن کا علم غیر متناہی ہے اور اُن مین سے چوبیس ولی ہین جن کو
رجال الفتح کہتے ہین اُنکے ذریعہ سے اللہ نے اولیا کے قلوب پر اپنے اسرار اور معارف واضح
کیے ہین اور اُن مین ہر ایک ایک ساعت کے لیے معین ہے اُس امر کے ادراک کے لیے
جو اللہ نے واضح کیا ہے اور اُن مین سے مردان معارج العلے ہین جو سات ہین وہ
ہر ساعت اور ہر نفس معراج مین ہین ان کو علم خاص حاصل ہوتا ہے اور وہ لوگ علاوہ ابدال اور

---

[1] اور دب گئین آوازین رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنی مگر کھس کھس کی آواز ۱۲ منہ [2] اور رحمٰن کے بندے وہ ہین جو چلتے ہین
زمین پر دبے پانون اور جب بات کرنے لگتے ہین اُن سے نا سمجھ لوگ کہتے ہین سلام ۱۲ منہ [3] سخت تر کفار پر ۱۲ منہ
[4] نہین پکڑتی ہے اُن کو اللہ کی راہ مین ملامت کسی ملامت کرنے والے کی ۱۲ منہ [5] سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو انکو
نرم دل ملا ۱۲ منہ [6] اور شوق دیا اپنی طرف سے ۱۲ منہ

رجبین کے ہین کاتب الحروف کہتا ہے کہ علامہ میبذی نے فواتح مین لکھا ہے کہ رجبین چالیس
شخص ہین کہ شروع ماہ رجب مین اُن مین ایسی گرانی پیدا ہوتی ہے کہ حرکت نہین کر سکتے اور روز
بروز وہ ثقل کم ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ اول شعبان مین وہ ثقل بالکل زائل ہوجاتا ہے
فصل الخطاب مین ہے کہ بعضے کبراء عارفین فرماتے تھے کہ مردان خدا کے بہت سے گروہ ہین اور
اُنکے حالات مختلف ہوتے ہین بعضے کل حالات کے جامع ہوتے ہین اور بعضے بعض حالات کے
اور ہر طبقہ کا لقب خاص ہوتا ہے اور بعضے وہ ہین جنکے عدد ہر زمانہ مین مقرر ہوتے ہین اور بعضے
بیشمار ہوتے ہین اور گھٹتے بڑھتے بھی رہتے ہین منجملہ اُن کے رجبیون ہین کہ وہ ہر زمانہ مین چالیس
آدمی ہوتے ہین نہ اس سے گھٹتے اور نہ بڑھتے اور یہی وہ لوگ ہین جو قائم رہتے ہین اللہ عزوجل
کی عظمت مین وہی حامل قول ثقیل ہوتے ہین جو ارشاد جناب باری سے معلوم ہوتا ہے کہ
اِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا یعنی عنقریب ہم تجھپر ایسی بات القا کرینگے جو بہت بھاری ہے اور
رجبیون کو رجبیون اس وجہ سے کہتے ہین کہ اس مقام کا حال اُن کو رجب ہی مین ہوتا ہے
پہلی تاریخ سے آخر مہینہ تک پھر وہ حال اُن سے جاتا رہتا ہے اور رجب آئندہ تک نہین آتا
اور کمتر اولیا اُنکو پہچانتے ہین اور وہ لوگ متفرق جگھون مین رہتے ہین اور باہم ایک دوسرے کو
پہچانتے ہین اُن مین سے کچھ تو یمن مین رہتے ہین اور کچھ شام مین اور کچھ دیار بکر مین اُن مین سے
ایک صاحب سے دنیسر مین جو ایک قصبہ ہے دیار بکر سے مجھسے ملاقات ہوئی مجھے اُن کے
دیکھنے کا نہایت شوق تھا اور سوا اُن صاحب کے اور کسی کو اُن مین سے مین نے نہین دیکھا
اور بعضے اُن مین ایسے بھی ہوتے ہین جن پر تمام سال ایک حالت اس حال سے جو اُن کو
ماہ رجب مین عارض ہوتی ہے باقی رہتی ہے اور بعضون کو بالکل نہین رہتی اور مین نے جن کو
دیکھا تھا اُن پر یہ حال باقی تھا کہ وہ تمام سال روافض کو سور کی صورت پر دیکھا کرتے تھے اور اکثر
یہ لوگ اُنکے پاس مذہب چھپا اور صورت بنا کر جاتے تھے لیکن یہ اُن کو سور ہی کی صورت پر
دیکھتے اور کہتے کہ توبہ کرو اللہ سے تم رافضی ہو تو مخاطب کو اُنکے کہنے پر تعجب ہوتا بعد اسکے اگر وہ شخص
توبہ کرتا تو وہ آدمی کی صورت پر اُسے دیکھتے اور اگر وہ صرف زبان سے توبہ کرتا تو یہ اُسے سور
ہی کی صورت پر دیکھتے تھے اور کہتے کہ تم نے توبہ نہین کی جھوٹ کہا چنانچہ وہ شخص اُن کا دوبارہ
سچا کشف دیکھکر توبہ کرتا اور اپنے مذہب سے پلٹتا اور یہ لوگ رجب مین پہلی تاریخ تو ایسا حال
اپنے مین پاتے ہین کہ گویا اُن پر آسمان گر پڑا اور اُس سے ایسی حالت ہوتی ہے کہ بالکل جنبش ہی

نہین کر سکتی اور بے حس وحرکت پڑے رہتے ہین مگر یہ کیفیت پہلے روز ہوتی ہے پھر دوسرے
دن سے تھوڑے تھوڑے ہلکے ہونا شروع ہوتے ہین یون ہی تیسرے دن اور چوتھے دن اور
ان کو مکشوفات اور تجلیات ہوتے ہین اور غیبی چیزون پر اطلاع بھی اور انھین مین سے ایک شخص
ہمیشہ چت لیٹا تسبیح کرتا رہتا ہے اور دو یا تین دن کے بعد بولتا ہے اور مہینہ بھر اُس کا یہی حال
رہتا ہے جہان رجب گذرا اور شعبان آیا تو وہ فی الفور اُٹھ بیٹھتا ہے گویا قید سے چھوٹ جاتا ہے
اور اگر وہ شخص پیشہ ور یا تاجر ہوتا ہے تو اُسی کام مین مصروف ہوجاتا ہے اور اُس کا سارا
حال سلب ہوجاتا ہے اور جس شخص مین اللہ چاہتا ہے کہ حال باقی رہے تھوڑا تھوڑا حال باقی
رہنے دیتا ہے غرضکہ یہ حال عجیب و غریب ہے اسکا سبب معلوم نہین کہ کیون ایسا ہوتا ہے او
مین جب اُس رجبی سے ملا تھا تو رجب ہی کے مہینہ مین ملا تھا اور وہ اُس حال مین تھا انتہی
ملخصا نقلا از الفص و درت اور اُن مین سے مردان تحت اسفل ہین کہ جنمین عورتین بھی
ہوتی ہین اور اُن پر ہردم فیض ربانی اور نفس رحمانی عالم اعلیٰ سے فائض ہوتا ہے اور عالم اعلیٰ سے
مراد عرش اور کرسی اور لوح و قلم اور سموات ہین موافق اُنکے عدد کے اور اُن مین سے
تین ولی ہین جنکو اصحاب امداد و رحمۃ و مقامات و استمدادات کہتے ہین اُن پر رحمانیت
زیادہ غالب ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ ہر صورت مین متمثل ہوجاتے ہین اور انھین سے
الہیون اور رحمانیون ہین وہ بھی تین ہین اور وہ نزول حوادث اور وحی کے وقت سوداے
درختون اور حجر ملیح پر بیٹھ کر وحی کو سنتے ہین اور اُس کا مقصود سمجھتے ہین اور وہ لوگ بر مشرب صفوان
ہین اور اُن مین سے ایک ولی ہے جسکو رجل الاستطاعۃ کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے اُس کو
بڑی قدرت ہر چیز پر دی ہے اور وہ بہت ذکی اور شجاع اور کبیر الدعویٰ بر حق ہے اور نفس
سے گویا تعلق ہی نہین رکھتا اسی وجہ سے بڑا حاکم عادل ہوتا ہے اور صاحب کرامات بھی اور
اس مقام پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تھے اور اُن مین سے ایک ولی ہے جو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہے دو جنسون یعنی روح و بشر سے پیدا ہونے مین جسطرح کہ بلقیس
پیدا ہوئی تھین جن و انس سے اور اسکی بشریت کے متعلق کلام ہے کیونکہ وہ مرکب ہے دو مختلف
جنسون سے اور اسی کے سبب سے اللہ برزخ کو محفوظ رکھتا ہے اور اُن مین سے ایک
ولی ہے جسکو اتصال معنوی ہے کل عالم سے اور وہ اُسکے واسطے بمنزلہ آئینہ کے ہے اور یہ مرتبہ
کچھ خاص مرد ہی کے لیے نہین بلکہ عورت کے لیے بھی ہے یہ شخص غریب ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اُسکے

حال پر واقف نہین ہوتا اور ایسا گمان ہوتا ہے کہ وہ قطب ہے مظہر قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا قطوبی للغرباء[لہ] اور اُن مین سے ایک ولی ہے جسکو مرتبہ کے حیثیت
سے سقیط الرفرف ابن ساقط العرش کہتے ہین وہ بہت بڑا بزرگ عظیم الحال شخص ہے جب کسی کے
طرف دیکھتا ہے یا کوئی اُسکی طرف تو وہ متأثر ہوجاتا ہے اور اُس کا حال بڑھ جاتا ہے یہانتک
کہ اگر وہ حیوان کی طرف دیکھتا ہے تو وہ بول اُٹھتا ہے اور یہ شخص بہت باحیا اور منکسر ہوتا ہے
اور اُسکو معارف الٰہیہ مین خاص دخل ہوتا ہے اور زبان بھی بہت فصیح اور اُن مین سے
دو ولی ہین جنکو رجال الغنی کہتے ہین اُن کی وجہ سے اللہ مقام غنا کو محفوظ رکھتا ہے تو جو
اس عالم مین غنی ہوتا ہے اُسکی غنا اُنھین کے ہاتھ مین ہوتی ہے اور اُن کی غنا کامل ہے اور
ابتدا اور انتہا اُن کی ایک ہے اُن مین سے پہلا شخص اپنے کو اللہ کی طرف مضاف سمجھتا ہے
یعنی منسوب سمجھتا ہے وہ اکمل ہے اور مدد پہونچاتا ہے اور بڑھاتا ہے ملاء اعلی[مہ] کو اور دوسرا
شخص اپنے کو اپنے نفس کی طرف مضاف سمجھتا ہے وہ ادنی ہے وہ عالم ملک کو مدد دیتا ہے
اور وہ دونون مستفیض ہین روح علوی سے اور اُن کی غنا اللہ کی غنا ہوتی ہے اور
اُن مین سے ایک ولی ہے جسکے قلب مین کوئی فتور نہین ہوتا اور ہر گھڑی اُسکو نیا علم
حاصل ہوتا ہے اور وہ دو جگہون مین بلا فرق ظاہر ہوتا ہے اور اُس سے زیادہ معرفت مین
کوئی بزرگ نہین ہوتا اور اُس کا وجود اللہ کے خوف سے متزلزل ہوتا ہے۔ اور اُن مین سے
دس ولی ہین جنکو رجال الحکیم اور زوائد کہتے ہین اُن کا کام دعا کرنا ہے بہ امید و بسط اور
وہ نہایت خاشع اور متواضع ہوتے ہین اور اُن کی خاص شان ایمان بالغیب ہوتی ہے اور
اُن مین سے بدلا ہین سو اُن مذکورین سابقہ کے اور یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ یہ بدلا وہی
ابدال مذکورہ سابقہ ہین بلکہ یہ اُن کے علاوہ ہین اور اُن مین سے مردان اشتیاق
ہین وہ پانچ ہین اور حالت شہود اور اشتیاق مین رہتے ہین۔ اور وہ اشتیاق اُن کو
حالت اضطراب مین رکھتا ہے اور اُن کے جگر مین حرقت پیدا کرتا ہے اور اشتیاق زیادہ ہے
شوق سے اِسی واسطے وہ سلوک طریق ہین اور اُن کو رجال الصلوٰۃ بھی کہتے ہین اس وجہ سے
کہ اُن مین سے ہر ایک مخصوص ایک نماز کے ساتھ نماز پنجگانہ سے ہوتا ہے اور اُن کے ساتھ

لہ خوشخبری ہو غربا کے لیے ۱۲ مہ ملاء اعلی ملائکہ کرو بین کو کہتے ہین جو مقربین بارگاہ صمدیت ہین اور محل اسناد
قضا و قدر اور ملائکہ سافل وہ فرشتہ ہین جو مراتب مین اُن سے نیچے ہین ۱۲

اُن کا تعلق اسی طرح ہے جیسے باقی اولیاء اللہ کا اخلاق او حقایق کے ساتھ ہے **اور انہین سے**
مردان ایام ہفتہ ہین اُن سے مراد وہ دن ہین جن مین اللہ تعالی نے عالم کو پیدا کیا
اور وہ سات روز ہین معہ جمعہ کے دن کے کہ اُس دن اللہ تعالی نے نشاۃ انسانیہ یعنے
حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جو عالم کی علت غائیہ تھے اسی واسطے یوم جمعہ افضل ایام ہے
اور یہ سب دن گویا بجائے سات صفات کے ہین یکشنبہ موجود ہے سمع سے اور دوشنبہ
حیات سے اور سہ شنبہ بصر سے اور چہارشنبہ ارادہ سے اور پنجشنبہ قدرت سے اور جمعہ
علم سے اور شنبہ کلام سے تو گویا ہر ایک اپنے ظاہر کی مظہریت کو پا گیا **اور اُن مین سے**
رجال الماء ہین وہ بہت ہین اُن کا کام اللہ کی عبادت کرنا ہے پانی مین یعنی نہرون
اور کنوؤن اور دریاؤن مین اور بسبب اُن مین غلبہ روحانیت کے اُن کی سانسین پانی مین رکتی نہین
ہین اور وہ سالم رہتے ہین ثقل اور کدورات اور سطوت اور قہر و بلاء سے **اور انہین سے افراد**
ہین وہ بھی غیر منحصر ہین اُن کو کشف خاص ہوتا ہے اور علوم غریبہ الہیہ معلوم ہوتے ہین اور وہ
تصرف نہین کرتے صرف فنا کو کافی سمجھتے ہین اور قبل سیکھنے احکام اسمائیہ کے اُن کے متعلق بیان
کرتے ہین اور اسرار پوشیدہ رکھتے اور اپنا کمال بھی کبھی ظاہر نہین کرتے ہین اُن کو معراج روحانی
ہوتی ہے بلکہ ہر خواب اُن کا معراج ہے اور وہ قدم بقدم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہوتے ہین علاوہ اُن کے اگر کوئی ائمہ سے ہوتے ہین تو وہ قدم بقدم قطب کے ہوتے ہین
اور اگر اوتاد سے ہوتے ہین تو وہ اُن سے کم اور اگر ابدال ہوتے ہین تو وہ اُن سے کم اسی طرح
آخر تک **اور اُن مین سے رجال محدثین ہین** جنمین سے حضرت فاروق اعظم ہین جیسا کہ
حدیث[1] شریف مین آیا ہے کہ تم سے پہلے اُمتون مین محدثین تھے پس اگر اس امت مین کوئی محدث
ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اور اُن کی دو قسمین ہین اوّل وہ محدثین جن سے
پشت حجاب سے کلام کیا جاتا ہے جیسے حضرت موسی علیہ السلام کلیم اللہ تھے پشت شجرہ سے

[1] یہ حدیث ترمذی شریف مین حضرت صدیقہ سے مروی ہے ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے سفیان بن عیینہ سے
اُن کے بعضے اصحاب نقل کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ محدثون کے معنی مفہمون کے ہین اور قاموس مین ہے کہ محدث کے
معنی ملہم اور سچے کے ہین اور مجمع البحار مین ہے کہ محدث وہ ہے جسکے دل مین کوئی چیز القا کی جائے اور وہ اسکی خبر دے بطور حدث و
فراست کی اور القا کو اللہ جسکے ساتھ چاہتا ہو خاص کر دیتا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ محدث وہ لوگ ہین جو جس امر کو سوچتے ہین وہ ٹھیک ہوتا ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ ملائکہ اُن سے باتین کرتے ہین اور بخاری کہتے ہین کہ معنی یہ ہین کہ اُنکی زبان پر سچ بات ہی نکلتی ہو اور وہ جھوٹ بولتے ہی نہین انتہی ۱۲

اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَن یُکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِن وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا[1] دوسرے وہ لوگ ہین جو حدیث تعلیم کرتے ہین اور ملائکہ بعض کے قلوب مین اور بعض کے کان مین اسکو بیان کردیتے ہین اسی وجہ سے جب ان کی زبان پر کوئی بات آتی ہے تو وہ صادق ہوتی ہے اور وہ لوگ غیر منحصر ہین اور جو کچھ حصر اور شمار اولیاء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا اسمین نہ زیادتی ہوتی ہے نہ کمی واللہ اعلم بمراد کلامہ و اولیائہ انتہیٰ —

ازرہ گذر خاک سر کوی شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

وصل مراتب طبقات بندگان الٰہی اور ان کے اختلاف درجات و حالات کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بندگان الٰہی تین طرح کے مرتبون پر ہین پہلا مرتبہ واصلین اور کاملین کا ہے اور یہ مرتبہ سب مین اعلیٰ ہے دوسرا مرتبہ سالکین طریق کمال کا ہے اور یہ مرتبہ وسطی ہے تیسرا مرتبہ ناقصین کا اور یہ مرتبہ سفلی ہے پس واصلین تو سابقین مقربین ہین اور سالکین ابرار اور اصحاب یمین اور ناقصین وہ جو اشرار و اصحاب شمال سے تعبیر کیے گئے ہین مگر اصل الاصول تین گروہ ہین پہلا گروہ حضرات انبیا علیہم السلام کا ہے جن کو حق تعالیٰ نے بعد وصول اور کمال کے ناقصون کی تکمیل کے واسطے خلق کی طرف مبعوث فرمایا اور اُن کے وجود کو رابطہ غیب اور شہادت کیا کہ خلق کو حق کی طرف بلائین اور ملک اور ملکوت کو آراستہ کردکھائین دوسرا گروہ مشایخ صوفیہ رضی اللہ عنہم کا جو بوجہ کمال متابعت حضرت سرور انبیا صلعم مرتبہ وصول پر پہونچے اور اُس سے رجوع کرکے دعوت خلق کے واسطے بپابندی طریق متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باذن و مامور ہوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ[2] یہ دونون گروہ مشکوٰۃ کامل اور مکمل ہین اور عنایت ازلی نے اُن کو بعد استغراق کے مقام عین جمع اور دریائے توحید مین مقام فنا سے نکالکر ساحل تفرقہ اور میدان بقا مین قائم کردیا کہ خلق کو درجات نجات کی راہ دکھائین تیسرا وہ گروہ ہے جو بعد وصول درجہ کمال کے تکمیل یا دعوت خلق کی طرف مامور نہین ہوے اور مقام عین جمع ہی مین مستغرق

[1] اور کسی آدمی کی طاقت نہین ہے کہ اس سے اللہ باتین کرے مگر اشارہ سے یا پردہ کی پشت سے یا کوئی پیغام لانے والا بھیجے ۱۲ منہ

[2] کہہ یہ میری راہ ہے اور مین بلاتا ہون اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر اور میرے تابعین ۱۲ منہ

رہ کر مقام فنا مین ایسے نیست و نابود ہو گئے کہ اُن کی کوئی خبر یا اثر ہی نہ رہا یہی وہ لوگ ہین
جو ساکنین قباب غیرت و مقیمین دیار حیرت ہین اور اہل سلوک بھی دو قسم پر ہین ایک طالبین
مقصد اعلی اور مریدین ذات حق تعالی کما قال اللہ تعالیٰ یریدون وجھہ دوسرے طالبین و
مریدین آخرت کما قال اللہ عزوجل ومنکم من یرید الاخرۃ اور طالبین حق کے دو گروہ ہین متصوفہ
اور ملامتیہ متصوفہ وہ گروہ ہین جو اپنے بعض صفات بشری سے خلاصی پاکر بعضے احوال و اوصاف
صوفیہ سے متصف ہو گئے ہین مگر پھر بھی صفات مین اُلجھے ہوے ہین اسی وجہ سے اہل قرب کے
انتہائی مقامات تک نہین پہونچ سکے صاحب مرآۃ الاسرار شرح آداب المریدین سے نقل کر کے
لکھتے ہین کہ صوفی نام ہے کاملین اہل ولایت کا اور وہ تین قسم پر ہین ایک صوفی دوسرے متصوف
تیسرے مستصوف صوفی وہ ہے کہ جو اپنے سے فانی ہو اور حق مین باقی اور قبضہ طبائع سے چھوٹ کر
حقیقت الحقائق مین واصل ہو گیا ہو اور متصوف وہ ہے کہ جو اپنے مجاہدہ کے ذریعہ سے
یہ درجہ ڈھونڈھتا ہو اور مقصد مین اپنے آپ کو صوفیہ کے طریق معاملات پر موافق کرتا ہو اور
مستصوف وہ ہے جو بغرض مراتب و حظ دنیاوی حاصل کرنے کے اپنے آپ کو مثل اُن کے
بنائے اور اسرار صوفی اور احوال متصوفہ سے بالکل بے بہرہ ہو پس صوفی صاحب وصول ہوتا ہے اور
متصوف صاحب اصول اور مستصوف صاحب فضول اور جس شخص کو مقصود ملا اور مراد حاصل
ہوئی تو وہ گویا مراد سے بے مراد ہوا اور جسکو اصل نصیب ہوئی وہ احوال طریقت پر متمکن اور اسکے
لطائف مین ساکن اور مستحکم ہوا اور جسکو فضل نصیب ہوا وہ سب سے باز رہا اور اس کا کام رہ گیا
اور حقیقت سے محجوب ہو کر بوجہ حجاب کے وصل سے محروم رہا اور اس امر کے بیان مین مشائخ کے
ارشادات بہت ہین جو پورے بیان نہین کیے جا سکتے حضرت شیخ ابوالحسن نوری فرماتے تھے
کہ تصوف کہتے ہین دست بردار ہونا کل حظوظ نفسانی سے اور اسکی دو قسمین ہین ایک نام اور دوسرا
حقیقت یعنی اگر وہ شخص تارک حظ ہے تو ترک حظ بھی ایک حظ ہے تو یہ بطور نام کے ہوا اگر حظ اسکا
تارک ہے تو یہ فنا حظ ہوگی اب تعلق اُس کا حقیقت مشاہدہ سے ہے تو ترک حظ بندہ کا فعل ہے اور
فنا رحظ حق کا فعل ہے تو بندہ کا فعل اسماً و مجازاً ہے اور حق کا فعل حقیقتاً امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
کہتے تھے کہ تصوف نام ہے خوشخوئی کا جو نیک خو زیادہ ہو وہ صوفی زیادہ ہے اور نیک خوئی
دو طرح کی ہوتی ہے ایک حق کے ساتھ دوسرے خلق کے ساتھ حق کے ساتھ یہ ہے کہ رضی بقضاء

---

۱ وہ لوگ اُسکی ذات کے خواہشمند ہین ۱۲ منہ ۲ بعض تم مین وہ ہین جو آخرت کے خواہشمند ہین ۱۲ منہ

حق ہو اور خلق کے ساتھ یہ ہے کہ اُن کی صحبتون کے بوجھون کو محض خدا کے لیے اُٹھائے اور یہ
دونون باتین نظارۂ وحدانیت پر موقوف ہین حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صوفی وہ ہے
کہ جو دونون جہان مین سوائے خدا کے کچھ نہ دیکھے اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
تھے کہ تصوف کہتے ہین حقائق حاصل کرنا اور اُس چیز سے جو خلائق کے ہاتھ مین ہے نا امید ہونا حضرات
مشائخ کے اقوال اس امر مین بہت ہین جنکا نقل کرنا خالی از طوالت نہین اور بعضے لکھتے ہین کہ
حقیقت تصوف کی قطع کرنا شہوات کا اور ترک کرنا دنیا اور مستحسنات کا ہے اور سیل کرنا مالوفات
سے اور یہ مبنی ہے آٹھ خصلتون پر سخا رضا صبر اشارہ غربت لبس صوف سیاحت فقر پس سخا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہے اور رضا حضرت اسحق علیہ السلام کے لیے اور صبر حضرت ایوب علیہ السلام
کے لیے اور اشارہ حضرت یحیی علیہ السلام کے لیے اور غربت حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے اور لبس صوف
حضرت موسی علیہ السلام کے لیے اور سیاحت حضرت عیسی علیہ السلام کے لیے اور فقر حضرت محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اور تصوف کی یہ تعریف ہے کہ قلب کو خالی کرے اللہ کے لیے اور ماسوی اللہ
کو حقیر جانے اور طریقہ صوفیہ مین پہلی شرط دل کا ماسوی اللہ سے بالکلیہ پاک کرنا ہے اور اُسکی کنجی
دل کا اللہ کے ذکر مین ڈوب جانا ہے اور اُس کا آخر اللہ مین فانی ہونا اور ملامتیہ سے مراد وہ گروہ ہین
جو حتی اخلاص کے رعایت اور قاعدۂ صدق مین محافظت کی نہایت کوشش رکھتے ہون اور عبادات
اور خیرات کو نظر خلق سے چھپانے مین مبالغہ واجب جانتے ہون اور باایںہمہ کوئی دقیقہ اعمال نیک کے
ادا کرنے مین نہ چھوڑتے ہون اور تمسک بہ فضائل اور نوافل کو لازم جانتے ہون اُن کا مشرب سب
وقتون مین اخلاص کو اپنے ذمہ لازم رکھنا اور اُس مین لذت لینا ہے اس خیال پر کہ ان اعمال اور
احوال کا ناظر حق تعالی ہے جسطرح گنہگار اظہار گناہ سے بچتا ہے ویسے ہی یہ لوگ بھی ظہور طاعت سے
پرہیز کرتے ہین تاکہ قاعدۂ اخلاص مین خلل نہ آنے پائے حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ ملامتی وہ لوگ
ہین جو غیرون پر اپنا باطنی حال ظاہر نہ کرین اور وہ اعلی گروہ ہے اور ملامتیہ وہ ہین جو اپنے
طریقون مین جوانمردی ظاہر کرتے ہین اس قول کی شرح یہ ہے کہ جب ملامتی اخلاص کا مزہ پہچانتا
ہے اور صدق مین متحقق ہوتا ہے تو نہین چاہتا کہ کوئی شخص اسکے احوال اور اعمال پر مطلع ہو شیخ
کمال الدین عبد الرزاق کاشی کہتے ہین کہ ملامتیہ وہ لوگ ہین جو اپنے حال کو چھپائے رکھتے ہین اور
لوگون کو اپنے ولی ہونے کے متعلق کچھ علم نہین ہونے دیتے اور یہ سب سے افضل گروہ ہے ؎

بر درِ میکدہ رندان قلندر باشند	کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پاے	دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی
گر ترا سلطنت فقر بہ بخشند ای دل	کمترین ملک تو از ماہ بود تا ماہی
با گدایان در میکدہ اے سالک راہ	با ادب باش گر از سر خدا آگاہی
قطع این بادیہ بے ہمرہے خضر مکن	ظلمات است بترس از خطر گمراہی
ہیچو جم جرعۂ می کش کہ بسر ملکوت	پرتو جام جہان بین دہدت آگاہی

شیخ عبدالکریم جیلی شرح رسالہ اسرار الخلوۃ مین لکھتے ہین کہ حکیم کامل محقق وہ ہے جو ہر چیز کے ساتھ ہر وقت و ہر حال مین اُس چیز کے حال کے موافق معاملت کرے بوجہ اُسکو صورت حق خیال کرنے کے کیونکہ حق تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان مین ہے اور حالات اور مقامات اور مواطن اور حقائق اور مراتب کو مخلوط نہ کر دے بلکہ ہر چیز کا حق اُس کے موافق پورا کرے اور وہی ملامتی ہے کیونکہ ملامتیہ سادات طائفہ اور صوفیہ اصحاب حکمت ہین اور حکمت کہتے ہین شے کے اپنی جگہ پر رکھنے اور ہر حقدار کو اسکے موافق حق دینے کو اور یہ حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تھی اور آپ سردار ملامتیان تھے آپکی حقیقت تعین اول ہے جو مراد مقام وحدت سے ہے انتہی ما فی المتن والشرح اور جامع الاصول مین ہے کہ ملامتیہ وہ لوگ ہین جو اپنے احوال و اسرار کو ظاہر نہین کرتے بلکہ بسبب کمال ذوق اور عزت کے چھپاتے ہین وہ بمنزلہ سادات ائمہ کے ہین اور سید العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملات بعینہٖ اُس گروہ کے ایسے تھے اسی واسطے آپ کا معجزہ بلا ضرورت ظاہر نہین ہوتا اور اکثر رمزون ہی پر کفایت کرتے تھے اور انھین کی شان مین وارد ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری نفحات مین ہے کہ یہ گروہ اگرچہ عزیز الوجود شریف الحال ہے مگر حجاب وجود خلقیت اُن کی نظر سے بالکل نہین اُٹھ جاتا ہے اور اسی سبب سے مشاہدۂ جمال توحید اور معائنۂ عین تفرید سے وہ محجوب رہتے ہین کیونکہ ان کا اخفاء اعمال اور ستر احوال نظر خلق سے خود اس بات کا شعر ہے کہ ابھی وجود خلق اور نفس جو مانع معنی توحید کا ہے اُن کی نظر سے بالکل نہین اُٹھ گیا ہے کیونکہ نفس بھی منجملہ اغیار کے ہے اور وہ بہت دیر مین اپنے احوال اور اعمال پر نظر کرنے سے خارج ہوتا ہے اور اُس گروہ مین اور صوفیہ مین فرق یہ ہے کہ جذبۂ عنایت قدیمہ صوفیہ کو بالکل خودی سے نکال لیتا ہے اور حجاب انانیت کو اُنکی نظر شہود سے اُٹھا دیتا ہے لا محالہ وہ اداے طاعات اور خیرات مین اپنے آپ یا خلق کو درمیان مین دیکھتے ہی نہین ہین اور اطلاع نظر خلق سے بھی مامون ہوتے ہین اور اخفاء اعمال اور ستر احوال مین مقید نہین

رہتے جیسا مصلحت وقت دیکھتے ہین ویسا کرتے ہین تو ملامیہ مخلِصین ہین بکسر لام اور صوفیہ
مخلَصین ہین بفتح لام اور انھین کی شان مین وارد ہوا ہے انا اخلصناھم بخالصۃ ملا عبد الغفور
لاری حاشیہ نفحات مین لکھتے ہین کہ مخلِص وہ ہین جو اپنے اعمال کو خالصاً خدا کے لیے کرین تاکہ
غیر کی نظر اُن پر نہ پڑے اور مخلَص وہ ہین جنکو حق تعالی اپنا کرلے تاکہ ان کی نظر غیر پر نہ پڑے
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ ہم نے اُن کو خالص کردیا ایسی خصلت سے کہ جدا ہی رہین غیر کے
ہون اور طالبین آخرت کے چار گروہ ہین زہاد و فقرا و خدام و عباد زہاد وہ ہین جو نور ایمان و ایقان
سے جمال آخرت کا مشاہدہ کرتے ہین اور دنیا کو بصورت قبیحہ دیکھتے اور رغبت سے دنیاء فانی کی
زینتون کو نہین دیکھتے بلکہ جمال باقی کے راغب رہتے ہین ان مین اور صوفیہ مین اتنا فرق ہے کہ
یہ لوگ یعنی زہاد اپنے حظ نفس پر حق سے محجوب ہین کیونکہ بہشت مقام حظ نفس ہے کہ فیھا ما
تشتھیہ الانفس یعنی بہشت مین وہ چیزین ہین جسکی خواہش نفوس کرتے ہین اور صوفی مشاہدہ
جمال ازلی اور محبت ذات لم یزلی مین دونون جہان سے محجوب ہین تو صوفیہ اپنے مرتبہ زہد مین زہاد کے
مرتبہ سے بھی بڑھکر ہوے کہ اُن مین کوئی حظ نہین ہے اور فقرا وہ گروہ ہین جنکے پاس کچھ اسباب
اور مال دنیوی نہو بلکہ وہ طلب فضل اور رضاء الٰہی مین سب کو چھوڑ بیٹھے ہون اللہ تعالی قرآن مین
فرماتا ہے للفقراء الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا یعنی اُن
فقیرون اور ہجرت کرنے والون سے جو اپنے شہرون سے نکل کر اپنے مالون سے دور پڑے ہون اور
اللہ کی بخشش اور اسکی خوشنودی ڈھونڈھتے ہون اور باعث ترک اس گروہ کو تین باتون مین سے
ایک بات ہوتی ہے اوّل تخفیف حساب مع خوف عقاب کیونکہ حلال کے لیے حساب لازم ہے اور
حرام کے لیے عقاب دوسرے امید ذاتی ثواب اور مسابقت دخول جنت مین کہ فقرا پانچسو برس قبل
اغنیا کے بہشت مین جائینگے تیسرے طلب اطمینان خاطر اور فراغ دل کہ جس سے عبادات کی کثرت
ہوتی ہے اور حضور دل بھی اُسمین ہوتا ہے اور فقرا کے فضائل کلام اللہ اور احادیث مین بہت
آئے ہین جیسا کہ واقفین پر مخفی نہین حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی شرح مشکوۃ مین فصل اول
باب ذکر اللہ عز و جل والتقرب الیہ کی دوسری حدیث کے آخر مین لکھتے ہین کہ حدیث مین آیا ہے کہ
فقرا قیامت کے دن محشر مین اپنے ہتھیارون سمیت دوزانو بیٹھے ہونگے اور کھڑے ہونگے کہ
ہمکو یہان کیون بٹھایا ہے اور کس کام کو بلایا ہے اور ہم سے کیا حساب وکتاب چاہتے ہو ہمین حکم
دو کہ ہم جائین اور بہشت مین آرام و آسائش اٹھائین اور ساتوین حدیث کے ترجمہ مین لکھتے ہین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقرا وہ قوم ہین جنکا ہم نشین بدبخت اور بدنصیب نہین رہتا
اُن کی خدمت اور مصاحبت کی وجہ سے حضرت غوث الثقلین رضی فرماتے ہین ؎

رَیبُ الزَّمانِ وَلَا یَرٰی مَا یُرْهِبُ	اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیسُهُمْ

فقرا اور ملامتیہ اور متصوفہ مین فرق اتنا ہے کہ فقرا طالب بہشت اور خواہان حظ نفس ہوتے ہین اور یہ طالب حق اور اُسکے قرب کے خواہان اور سوائے اس مرتبہ کے فقر مین ایک مقام اور ہے جو مقام ملامتیہ اور متصوفہ کی فوق ہے اور وہ خاص صفت صوفی کی ہے کیونکہ صوفی کا مرتبہ اگرچہ فقیر کے مرتبہ سے اعلیٰ ہے لیکن خلاصہ مقام فقر کا صوفی کے مقام مین بھی شامل ہے اس کا سبب یہ ہے کہ صوفی کو عبور مقام فقر پر منجملہ شرائط و لوازم کے ہے اور جس مقام سے کہ وہ ترقی کرتا ہے اُسکو اپنے مقام کا رنگ ضرور دیتا ہے تو فقیر کو صوفی کے درجہ مین ایک وصف اور زائد ہوجاتا ہے وہ وصف یہ ہے کہ کل اعمال اور احوال اور مقامات کی اپنے سے نفی کر دیتا ہے اور کسی شے کا اپنے کو مالک نہین سمجھتا یہان تک کہ وہ اپنا کوئی عمل یا مقام نہین خیال کرتا اور نہ اپنے ساتھ مخصوص جانتا بلکہ اپنے آپ کو بھی نہین دیکھتا ہے پس وہ نہ وجود کو اپنا وجود سمجھتا ہے نہ ذات کو اپنی ذات نہ صفت کو اپنی صفت اور محو در محو اور فنا در فنا ہوجاتا ہے اور یہی حقیقت فقر کی ہے جسکی فضیلت مشایخ نے بیان کی ہے اور جو اُسکے پہلے بیان کیا گیا ہے وہ بطور اسم و رسم فقر کے ہے نہ حقیقت فقر کی اور صوفی کے مقام کی فوقیت فقیر کے مقام پر اس وجہ سے ہے کہ فقیر بوجہ ارادہ فقر و ارادہ حظ نفس کے محجوب ہوتا ہے اور صوفی کا کوئی ارادہ مخصوص نہین ہوتا اور درصورت فقر و غنا اُس کا ارادہ ارادۂ حق مین محو ہوجاتا ہے یعنی ارادہ اُس کا عین ارادہ حق ہوجاتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بعض اولیا کو قباب عزت مین نظر اغیار سے محجوب رکھے تو بظاہر اُن کو لباس غنا مین رکھتا ہے امرا کی حالت پر تاکہ ظاہر بین لوگ اُن کو امراء دنیا سمجھین اور واقعی حال اُن کا نامحرمون سے چھپا رہے اور یہ حقیقت فقر اور زہد صوفی ہی کی صفت خاصہ لازمہ ہے اور خدام وہ لوگ ہین جو فقرا اور طالبین خدا کی خدمت کرین اور اپنی اوقات کو بعد ادائے فرائض کے امور معاش و معاد اور اعانت ضعفا کے اہتمام مین مصروف رکھین اور اُسکو نوافل عبادات پر مقدم جانین اور اُن کی ضروریات مہیا کر دینے مین بشرطیکہ وہ شرعاً ممنوع طریقہ سے ہو مدد کرین خواہ بطور کسب کے ہو یا بھیک مانگنے کے اور اُس لینے دینے مین انکی نظر حق پر رہے اور خلق کو اس امر مین عطا حق سبحانہ کا ذریعہ خیال کرین اور خادمین اور شیخ مین فرق

؎ مین اُن مردون سے ہون جنکے پاس بیٹھنے والا خوف نہین کرتا ہے گردش زمانہ سے اور کوئی ڈرانیوالی چیز نہین دیکھتا ہے

یہ ہے کہ خُدام کا مقام ابرار کا ہے اور شیخ کا مقام مقربین کا کیونکہ خادم کا مقصود خدمت کے اختیار کرنے سے ثواب آخرت کی اُمید ہے ورنہ وہ اُس کا مقید نہوتا اور شیخ چونکہ مراد حق پر قائم ہے نہ مراد نفس پر لہٰذا یہ اُس سے اعلیٰ ہوا اور عباد وہ لوگ ہین جو ہمیشہ وظائف اور عبادات اور نوافل پر مواظبت کرتے ہون بغرض ثواب اُخروی حاصل کرنے کے اور یہ صفت صوفی مین ہوتی ہے مگر وہ حق کی عبادت محض حق کے لیے کرتا ہے نہ آخرت کے ثواب کے واسطے پس معلوم ہوا کہ واصلین کے تین گروہ ہین اور سالک کے چھ تو یہ سب نو ہوئے اور ان مین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین محق اور مبطل ان کی تفصیل مع فرق کے ترجمہ عوارف اور نفحات مین دیکھنا چاہیے یہان اُسکی تفصیل کی ضرورت نہین ہے

از رہگذر خاک سر کوی شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

وصل سلوک کے معانی لغوی اور اصطلاحی کے بیان مین

شیخ عبدالکریم جیلی شرح اسرار الخلوۃ مین لکھتے ہین کہ سلوک کہتے ہین نقل کرنا منزل عبادت صوری سے منزل عبادت معنوی کی طرف یا عمل ظاہری شرع کے ذریعہ سے جو قرب حق حاصل ہوا اُسکی طرف منتقل ہونا بذریعہ کسی فعل یا ترک فعل کے یعنی نقل کرنا ایک فعل سے دوسرے فعل کی طرف ترک سے ترک کی طرف یا ترک سے فعل کی طرف یعنی نقل علی کرنا ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف یا ایک اسم سے دوسرے اسم کی طرف یا ایک تجلی سے دوسری تجلی کی طرف یا نفس سے دوسرے نفس کی طرف تو منتقل سالک کہلائے گا اور انتقال سلوک اور علم سلوک کہتے ہین نفس کا اپنے فوائد اور نقائص پہچاننا بذریعہ وجدانیات کے اور اُسی کو علم اخلاق اور علم تصوف بھی کہتے ہین مجمع السلوک مین ہے کہ علوم مین سب سے بزرگ علم حقائق ہے پھر علم منازل احوال پھر علم معاملہ و اخلاص و توجہ الی اللہ اور یہ سب علم سلوک مین داخل ہین اگر کسی کو اسمین کوئی غلطی واقع ہو تو اُس کو سوائے عارف کامل کے اور کسی سے رجوع نہ کرنا چاہیے یعنی کتب فقہ مثل ہدایہ و بزدوی و وقایہ وغیرہ مین یہ امور نہین ملین گے اور علم حقائق بمنزلہ کل علوم کے ثمرہ اور غایت کے ہے جب کوئی اس علم کو حاصل کر چکتا ہے تو وہ گویا اپنے آپ کو دریائے ناپیدا کنار مین ڈالدیتا ہے اور اسی علم سے مراد علم قلوب اور علم معارف ہے اور اسی کو علم اسرار اور اشارہ بھی کہتے ہین کیونکہ موضوع اُس کا نفس کے اخلاق ہین اور بحث اسمین اُسی کے عوارض ذاتیہ سے ہوتی ہے مثلاً حُب دنیا

کہ جو بر قول مشائخ ہر گناہ کا سرا ہے اور مضمون حبّ اللہ بنا بر اُس کل خطیئۃ سے مستفاد ہے اور وہ بھی نفس کے اخلاق سے ہے تو حُبّ دنیا کو ہر گناہ کا سرا کہا بلکہ تمام اخلاق رذیلہ کا سرا کہنا چاہیے اور اسی طرح بغض دُنیا کل نیکیون کا سرا ہے اور وہ بھی اخلاق نفس سے ہے اور اُسکے بذاتہ نیک اور عمدہ ہونے بلکہ کل نیکیون کے سردار ہونے کے قائل حضرات مشائخ ہین اور اس علم سے غرض خداوند عالم کی طرف قربت اور وصول حاصل کرنا ہے لمعات مین ہے کہ سلوک سے مراد نفس کا ایک کیفیت کے ساتھ کیفیات نفسانیہ سے رنگین ہوجانا ہے اور اُس رنگ کا اپنے مین پیدا کرنا مثل خشوع اور طہارت اور عشق وغیرہ کے اور روش سلوک یہ ہے کہ سالک کسی ملکہ کو ملکات محمودہ سے اس طرح پر حاصل کرے کہ وہ ملکہ اُسی کے روح کو تمام جہتون سے احاطہ کرلے او زندگی و موت روح کی اُس ملکہ پر ہوجائے کہ

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

اور جو حالت کہ اس صفت کی وجہ سے لازم ذات ہوجائے اُس کو نسبت کہتے ہین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز مین لکھتے ہین کہ سلوک الی اللہ سے مراد حضور حق کی طلب ہے اسلیے چونکہ حق تعالی جسمیت اور اُسکے لوازم سے پاک ہے لہذا اُس کا حضور تین طریقون مین سے ایک طریقہ پر حاصل ہوگا اول تصور جسکو عرف شرع مین تفکر اور اصطلاح اہل سلوک مین مراقبہ اور نگرانی دوسرے ذکر تیسرے تلاوت کلام مجید چونکہ پہلا طریقہ بھی درحقیقت ذکر یا قلبی یادہی ہے اس وجہ سے ذکر کو بھی اُس طریقہ مین شامل رکھا اور طریق استحضار حق تعالی دو امرون مین منحصر ہے ایک ذکر دوسرا تلاوت تو ذکر کہ جو زبانی اور دلی دونون طرح ہو وہ بواسطہ اور بیواسطہ اُس لفظ کے جو ذات واجب تعالی پر دلالت کرتا ہو باعث توجہ قوت مدرکہ کا واجب تعالی کی طرف ہوجاتا ہے اور جب ذات واجب ملتفت الیہ ہوئی تو حاضر سمجھی جائے گی اور جب دوام استحضار حاصل ہوجائے تو گویا حکم ہمنشینی کا پیدا ہوگیا اور صفات واجبی صفات بشری پر غالب آگئے اور افعال واجبی افعال بشری پر حاکم ہوگئے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے لایزال العبد یتقرب الی الخ لیکن یہ طریقہ تقرب کا خاص ذات واجب کے ساتھ ہے اس طریقہ سے اگر کسی مخلوق سے کوئی شخص تقرب کرنا چاہے تو ممکن نہین کیونکہ اسطرح کے تقرب مین متقرب الیہ کو دو چیزین چاہیے اول اذکار قلبی و زبانی کا احاطہ علمی ذاکر کے ساتھ ہونا باوصف مخالفت سکان و زبان و مدرکات و زبان کے تاکہ ذکر قلبی اور زبانی ہر ذاکر کو معلوم کرلے دوسری قوت قرب اور اُس کی مدرکہ مین آنے اور اُس کو

محیط کر لیتے اور اُس کی صفت کے حکم پیدا کر لینے کی جسکو عرف شرع مین دُنُو اور تدلّی اور نزول اور قرب کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خاص ذات پاک حق جل شانہ کے لیے ہین کسی مخلوق کو حاصل نہین ہوتین ہان بعضے کفار اپنے بعضے معبودون مین اور بعضے پیر پرست مسلین اپنے پیرونکے حق مین امر اول ثابت کرتے ہین اور ضرورت کیوقت اسی اعتقاد کے ذریعہ سے انسے استعانت کرتے ہین حالانکہ درحقیقت وہ دھوکہ مین پڑ جاتے ہین اور اس امر کا بیان یہان بالکل غیر ضروری ہے اور انھین دو امرون پر کارخانہ سلوک ختم ہے ورنہ ممکن نہین کہ بندہ اپنے رب سے نزدیک ہو جائے اور انھین دو امرون کی طرف حدیث صحیح جو ابتداء کتاب السلوک والتقرب الی اللہ مین وارد ہوئی ہے اشارہ فراتی ہے اور وہ حق تعالیٰ سے حکایت کے طور پر ہے جو یہ ہے انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی الی آخر الحدیث اور ایک حدیث شریف صحیح جو سردفتر کتب سلوک محدثین ہے وہ یہ ہے من تقرب الی شبراً تقرب الیہ ذراعاً ومن تقرب الی ذراعاً تقربت الیہ باعاً ومن اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ تو ذات حق جل جلالہ کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے یاد کرنے والے کی طرف متوجہ ہوتا اور قریب ہو کر اُسکے مدرکہ اور لطائف باطنہ پر غالب ہو جاتا ہے اور یہ تدلّی واقعی حکماً اسکی روح الروح ہو جاتی ہے اور جو روح کو تعلق بدن کے ساتھ رکھا گیا ہے وہ اس تدلّی کو سالک کی روح کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور اور مخلوقات اگرچہ روحانیات ہین مگر اوّل تو وہ علم محیط نہین رکھتے کہ ہر ذاکر کے ذکر پر مطلع ہون دوسرے اُن کا دائمی غلبہ روح ذاکر پر نہین ہوتا کاتب الحروف کہتا ہے کہ پوری حدیث لا یزال العبد کا ترجمہ یہ ہے کہ میرا بندہ مجھسے ان عبادتون کے ذریعہ سے قرب ڈھونڈھتا ہے جو واجب نہین ہین یہانتک کہ مجھے اُس بندہ سے محبت ہو جاتی ہے اور جب محبت ہو جاتی ہے تو مین ہی اُس کی شنوائی ہو جاتا ہون کہ جس سے وہ سنتا ہے اور بینائی ہو جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہون کہ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پیر ہو جاتا ہون کہ جس سے وہ چلتا ہے باقی مفصل اُس کا بیان شرح فتوح الغیب مین موجود ہے اور یہ حدیث شریف بخاری مین بروایت ابی ہریرہ مذکور ہے اور دوسری حدیث ابی ذر کی ہے جو صحیح مسلم مین ہے اسکا ٹکڑا یہ ہے کہ جو شخص قرب ڈھونڈھتا ہے مجھ سے ایک بالشت کی مقدار تو مین اُس سے قریب ہوتا ہون ایک گز کی مقدار یعنی تھوڑا عمل کرے جو فی الجملہ باعث قرب درگاہ ہو اور مین اُس کی جزا اُس سے زیادہ دون اور اُس کا قرب اپنے یہان زیادہ کرون اور جو میرے پاس

سلہ مین اپنے بندہ کے اُس گمان کے موافق ہون جو میرے ساتھ ہو اور مین اُسکے ساتھ ہون جبکہ مجھے یاد کرے ۱۲

سلہ باع مقدار دراز سے ہر دو دست ۱۲

دوڑتا آئے تو مین بھی اُن کے پاس دوڑتا آؤن ہَرولہ بفتح ہا وسکون را و فتح واو اسکے معنی دوڑنیکے ہین اور یہ بھی ایک قسم کی رفتار ہے کذا فی الصراح اور قاموس مین ہے کہ ہرولہ میانہ چلنا اور دوڑنا یہ کنایہ ہے سبقت ورحمت قرب خداوند تعالیٰ سے اور تیسری حدیث متفق علیہ مین بروایت حضرت ابی ہریرہؓ مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون بعضے کہتے ہین کہ گمان سے مراد یہان علم یقینی ہے یعنے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین بندہ کے یقین کے قریب ہون اور اُس کے اس سمجھ کے قریب کہ حق تعالیٰ ہی کی طرف میری رجوع ہے اور حساب مجھپر اُسکا ہے یعنی بندہ جب متمکن ہوتا ہے مقام توحید مین تو مجھ سے قریب ہوتا ہے اور جو دُعا کرتا ہے وہ مین قبول کرلیتا ہون یا اس سے مراد اُس کا علم اسبات کا ہے کہ مین اُسکے ساتھ ہون جب وہ مجھ کو یاد کرے انتہی مختصراً من ترجمۃ المشکوٰۃ۔

فائدہ شرح حدیث انا عند ظن عبدی بی کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ یہ حدیث بخاری شریف کے باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ وقول اللہ تعالیٰ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک کی تیسری حدیث ہے حضرت ابی ہریرہؓ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کے اُس گمان کے ساتھ ہون جو اُسکو میرے ساتھ ہو اور مین اسبات پر قادر ہون کہ وہی کرون جو بندہ کے گمان مین ہو کہ مین اُسکے ساتھ کرون گا کرمانی کہتے ہین کہ اس حدیث کی سیاق مین اشارہ ہے کہ رجا کی جانب کو ترجیح ہے خوف کے جانب پر اور اُسکو بطور سادات کے لکھا ہے کیونکہ جو عاقل اسکو سُنیگا وہ وعید کے وقوع کے متعلق اپنا گمان نہین لیجائیگا اور یہ گمان وقوع وعید بھی جانب خوف ہے اس لیے کہ اُسکو وہ اپنے لیے پسند ہی نہ کریگا بلکہ عاقل وعدہ واقع ہونے ہی کی جانب لیجائیگا اور یہ گمان وقوع وعدہ بھی جانب رجا ہے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ اس تقید سے مراد محتضر کا حال ہے اور اُس کی موید یہ حدیث ہے کہ لا یموتن احد کم الا وھو یحسن الظن باللہ یعنی انسان نہین مرتا مگر اُس حال مین کہ جب اُسکو اللہ کے ساتھ گمان نیک ہو اور یہ حدیث مسلم کے نزدیک حضرت جابرؓ سے مروی ہے ابن ابی جمرہ کہتے ہین کہ گمان سے مراد یہان علم ہے اور یہ ویسا ہے جیسا کہ قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے وظنوا ان لا ملجاء من اللہ الا الیہ یعنی ان لوگون نے جانا کہ اللہ سے پناہ نہین ہے سوا اُسکی ذات کے قرطبی[1] مفہم مین کہتے ہین کہ بعضون کا قول ہے

[1] منسوب بہ قرطبہ بضم قاف وسکون را یہ بڑا شہر ہے مغرب مین ۱۲ منتہی الارب

کہ اس حدیث سے مطلب یہ ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ بندہ کا گمان مجھ سے یہ ہے کہ وہ جسوقت
دعا مانگتا ہے تو اُس کی قبولیت گمان کرتا ہے اور جب توبہ کرتا ہے تب بھی اُسکی قبولیت گمان
کرتا ہے اور جب گناہون سے مغفرت چاہتا ہے تو اُن کے مغفرت کا گمان کرتا ہے اور جو عبادات
شرایط اور آداب کے ساتھ ادا کرتا ہے تو بھی گمان کرلیتا ہے کہ اُس کا بدلہ مجھے پورا ملیگا کیونکہ
اللہ تعالی وعدہ کا سچا ہے اور اسکی موید دوسری حدیث بھی ہے کہ ادعوا اللہ وانتم موقنون
بالاجابۃ یعنی اللہ سے دعا مانگو اور اُسکے قبول ہونے کا یقین رکھو تو انسان کو چاہیے کہ جو کرتا ہو
اُسکے قائم رکھنے مین کوشش کرے اور یقین رکھے کہ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اُسکو قبول کریگا
کیونکہ اللہ تعالی اس کا وعدہ ہی کرچکا ہے اور وہ وعدہ خلافی نہین کرتا تو اگر بندہ اس امر کا اعتقاد
اور گمان کرچکا ہے کہ مین جو عبادت کرتا ہون اُسکو اللہ تعالی قبول نہین کریگا اور وہ عبادت اُسکو
نافع ہوگی تو یہ خیال اُس کا خدا کی رحمت سے ناامیدی کا ہوا اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر وہ شخص
اُسی اعتقاد پر مرجاے تو جو اعتقاد ہے ویسا ہی اُسکو ملے گا جیسا کہ حدیث مذکور کے بعض طرق روایت
سے معلوم ہوتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ بندہ حق کے ساتھ جیسا گمان چاہیے رکھے یہ کہ مغفرت کا گمان
رکھے اور اُسکے ساتھ پھر بھی نافرمانی پر اڑا رہے یہ سخت جہل اور غرور ہے اور مرجیہ کے طریقہ کے
موافق وانا معہ اذا ذکرنی یعنی مین بندہ کے ساتھ ہون جسوقت وہ مجھے یاد کرتا ہے علامہ
حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین کہ معیت سے مراد یہان معیت علمی ہے یعنی حق تعالے
فرماتا ہے کہ علماً مین بندہ کے ساتھ ہون اور یہ ویسا ہے جیسا قرآن پاک مین حضرت موسی علیہ السلام
کے قصہ مین ارشاد ہوا ہے انني معكما اسمع وارى یعنی بیشک مین تمھارے ساتھ سنتا اور دیکھتا
ہون اور یہ معیت مذکورہ زیادہ خاص ہے اُس معیت سے جو اس ارشاد مین ہے کہ مایکون من
نجوى ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنى من ذالك ولا اكثر الا هو
معهم اينما كانوا یعنی نہین ہوتی ہے مصلحت تین شخصون کے مگر وہ چوتھا اُنکا ہے اور نہ پانچ کے
مگر وہ چھٹا اُن کا ہے اور نہ کم اس سے اور نہ زیادہ مگر وہ اُن کے ساتھ ہے جہان کہین وہ ہون
ابن ابی جمرہ کہتے ہین کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ مین بندہ کے ساتھ وہی کرتا ہون جو وہ میری یاد سے اپنا
مقصود رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ ذکر سے مراد صرف ذکر زبانی ہو یا قلبی یا دونون یا امتثال امر اور اجتناب عن النہی
اور تمام خبرین اس امر کو بتاتی ہین کہ ذکر دو طرح پر ہے ایک وہ جس خبر کا مضمون صاحب مضمون
کے لیے قطعی اور یقینی ہو اور دوسرا وہ کہ جو قطعی اور یقینی نہو صورت اولی مستفاد ہے اس ارشاد

ہے کہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ یعنی جو کوئی بھلائی کرے گا ذرہ برابر وہ اُسکو دیکھ لے گا
اور دوسری صورت مستفاد ہے اُس حدیث سے جسکا مضمون یہ ہے کہ جس شخص کی نماز اُسکو
بُری اور واہیات باتون سے نہ روکی تو اُسکو اللہ سے دوری کی سوا کچھ نہ ملیگا لیکن اگر بندہ گناہ کی
حالت مین اللہ کو صرف اس شرم اور خوف سے یاد کرتا ہو کہ مین یہ کیا کر رہا ہون اور کس واہیات
مین پھنسا ہون تو اُسکے لیے امید اور رجا ہو سکتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ
مین لکھتے ہین کہ انا معہ سے اشارہ ہے معیت قبول اور بندہ کی حظیرۃ القدس مین قلباً موجود
ہونے کی طرف اب اگر بندہ اپنے دل مین اللہ کو یاد کرے اور اُسکی نعمتون مین غور کرے تو اسکا
بدلہ یہ پائیگا کہ حق تعالیٰ اُس بندہ سے حجابات اُٹھا دیگا یہان تک کہ اُس تجلی کی طرف جو حظیرۃ القدس
مین قائم ہے پہونچ جائیگا اور اگر وہ جماعت مین اللہ کو یاد کریگا اس ارادہ پر کہ مین دین کی اشاعت
یا کلمۃ اللہ کی اعلای شان کرتا ہون تو اُسکو عوض یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اسکی محبت ملاء اعلیٰ کے
دلون مین ڈال دیگا اور وہ اُسکے واسطے دعا کرین گے اور ایک مقبولیت خاص زمین مین
اُسکو ہو جائے گی اور عارفین حق بہت ایسے ہوے ہین جنکو معرفت حاصل ہوئی اور وہ نہ دنیا
مین مقبول ہوے نہ ملاء اعلیٰ مین اور بہت لوگ دین الٰہی کے مددگار ایسے ہین جنکو قبول عظیم اور
برکت جسیم حاصل ہوئی مگر اُن کے حجابات نہین اُٹھائے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
کہ جناب باری فرماتا ہے کہ جو ایک نیکی کریگا وہ دس گنا بدلہ پائیگا (بلکہ اُس سے زائد) اور جو ایک
بُرائی کرے گا تو اُس کا بدلہ وہی گناہ ہے (یا مین اُسے بخشدون گا) فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ
فی نفسی یعنی اگر بندہ مجھے اپنے دلمین یاد کرے گا تو مین بھی اُسکو اپنے دلمین یاد کرون گا علامہ
ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین کہ اگر بندہ مجھے تقدیس اور تنزیہ کے ساتھ مخفی طور سے
یاد کرے گا تو مین بھی اُسکو ثواب اور رحمت کے ساتھ مخفی طور پر یاد کرونگا ابن ابی حمزہ کہتے ہین کہ
ہو سکتا ہے کہ یہ امر ایسا ہی ہو جیسا قرآن شریف مین ہے کہ فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے تعظیم کے
ساتھ یاد کرو مین تم کو بخشش سے یاد کرون گا اور جو اُسکو بخوف یاد کرے گا وہ اُسکو امن مین رکھے گا
اور جو بوحشت یاد کرے گا اُسکو انس عطا فرمائے گا حق تعالیٰ فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
یعنی آگاہ رہو کہ اللہ کی یاد سے قلوب آرام پاتے ہین وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم
علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین کہ ملاء بفتح میم و لام بعد ہمزہ بمعنی جماعت یعنی خداوند عالم فرماتا
ہے کہ میرا بندہ اگر مجھ کو جماعت مین یاد کرتا ہے تو مین اُسکو ایسی جماعت مین یاد کرون گا جو اُس کی

جماعت سے اچھی ہے بعضی علما کہتے ہین کہ اس ارشاد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ذکر خفی ذکر جہر
سے افضل ہے اور معنی یہ ہوے کہ بندہ اگر مجھکو اپنے دل مین سب سے مخفی یاد کرتا ہے تو مین بھی
اُسکو سب سے مخفی ثواب دینے کے لیے یاد کرون گا اور اُسکو میرے سوا کوئی نہ جانے گا اور اگر
وہ مجھکو کھلے مجمع مین یاد کرے گا تو مین بھی اُسکو مجمع ملاء اعلی مین ثواب دینے کے لیے یاد کرون گا
اور اُن سب کے سامنے اس ثواب دینے کو بھی بیان کرون گا سبحان اللہ اس سے زیادہ اور
بزرگی ذکر کی کیا ہو سکتی ہے کہ جیسا جیسا بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے ویسا ہی اللہ بھی اُسکو یاد کرتا ہے
اور یہ محض اُس کا فضل و کرم ہے ورنہ اُسکے ایکبار کی یاد ہماری عمر بھر کی یاد کے مقابلہ مین کچھ
مناسبت نہین رکھتی ہے سنن ابن ماجہ اور معتبر کتابون مین ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ میرا
بندہ جب مجھکو یاد کرتا ہے اور اُسکے دونون ہونٹھ میرے نام پر ہلتے ہین تو مین اُس کے
ساتھ ہوتا ہون اس حدیث کی تصحیح ابن حبان نے کی اور بخاری نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے
یعنی بلا سند ون کے اور امام بخاری اس قسم کی حدیثین اکثر ابواب کے ترجمون مین بیان
کرتے ہین اور خود اُس کی حدیث مرویہ یہ ہے جو بیان کی گئی اور جامع ترمذی اور صحاح مین
وارد ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسلام کی عبادتین
تو بہت ہین مجھکو آپ کوئی ایک ایسی چیز عمدہ بتلا دیجیے کہ مین بالکلیہ اُسی مین مصروف ہو جاؤن
کیونکہ اسلام کے اور تمام عبادات کو جیسا چاہیے مین ادا نہین کر سکتا آپ نے فرمایا کہ تم اپنی زبان
اللہ کی یاد مین تر رکھو اور بیہقی[۱] اور اور محدثین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت معاذ بن جبلؓ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر یمن جانے لگے تو اُنھون نے بہت سی باتین آپ سے پوچھین
اخیر بات یہ تھی کہ یا رسول اللہ نیک کامون مین کون بات زیادہ محبوب اور مقبول اللہ کی جناب
مین ہے آپ نے فرمایا آدمی کی زبان کا مرتے وقت تک اللہ کی یاد مین رہنا اور ابو بکر بن ابی الدنیا
ابو المخارق کی روایت سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین شب معراج
مین ایک شخص کے قریب سے گذرا جسکا تمام جسم عرش کے نور مین چھپا تھا مین نے دریافت کیا
کہ یہ کون ہے کیا کوئی فرشتہ ہے تو کہا گیا کہ یہ فرشتہ نہین ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے جسکی زبان دنیا مین
اللہ کی یاد سے تر رہتی تھی اور اُس کا دل ہمیشہ مسجدون مین لگا رہتا تھا اور اُس نے اپنے ماں باپ
کو کبھی کسی کی زبان سے گالی نہین دلوائی امام احمد کتاب الزہد مین لکھتے ہین اور اور کتابون مین بھی

[۱] منسوب بہ بیہق جو ایک شہر ہے نیشاپور مین اور ایک موضع ہے تومس مین ۱۲ منتہی الارب

منقول ہے کہ چند لوگ ابوالدرداء کے پاس آکر بیان کرنے لگے کہ فلان شخص نے سو غلام اللہ کی راہ مین آزاد کیے تب ابوالدرداء نے کہا کہ اتنے غلام آزاد کرنا واقعی بہت ہین لیکن اس سے افضل یہ دو باتین ہین پہلے وہ ایمان جسکو انسان اپنے ذمہ رات و دن لازم کرلے اور دوسرے یہ کہ اسکی زبان ہمیشہ اللہ کی یاد سے تر رہے پھر ابوالدرداء بولے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین تمکو تمھارے وہ بہترین عبادات اور پاک ترین اعمال بتاتا ہون جو خداوند عالم کے جناب مین بہت زیادہ باعث بلندی درجات ہین اور خود تمھارے نزدیک بھی بہتر ہونگے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور دشمنون سے جہاد مین ملنے سے اس طرح پر کہ وہ تمھاری گردنین مارین اور تم اُن کی گردنین مارو تب لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسی بڑی چیز ضرور ہم کو بتائین آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ کی یاد ہے بیہقی حضرت عبداللہ ابن عمرو سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک چیز کا ایک صیقل ہوتا ہے اور قلوب کی صیقل کرنیوالی چیز اللہ کی یاد ہے اور کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات دینے مین اسقدر کارگر نہین ہوتی جتنی اللہ کی یاد ہوتی ہے اور اس کو آپ نے دو بار فرمایا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ کی راہ مین جہاد بھی ذکر کی برابری نہین کر سکتا فرمایا نہین اگرچہ مرد مجاہد اپنی تلوار اسقدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے طبرانی اور بزار اور بیہقی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص شب بیداری سے عاجز ہو یا بوجہ بخیلی کے اللہ کی راہ مین مال خرچ نہ کر سکتا ہو یا بوجہ نامردی اور بزدلی کے جہاد نہ کر سکتا ہو تو اُسکو چاہیے کہ اللہ کی یاد بہت کرے تاکہ اُن نقصانون کی تلافی اُس سے ہو جائے پھر اُنھین دونون راویون سے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے چار چیزین عنایت کین اُسکو دنیا اور دین دونون کی اچھائیان حاصل ہوگئین ایک قلب شاکر دوسری زبان ذاکر تیسری جسم بلا پر صابر چوتھے وہ عورت جو اپنے شوہر کے ناموس اور مال کی محافظ و امین ہو اور ابن حبان بروایت ابی سعید رضی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو لوگ بہت بلند مسندون اور نرم بچھونون پر آرام لیکر خدا کی یاد مین مشغول ہونگے حق تعالیٰ اُن کو بھی اُس ذکر کی برکت سے باوجود خوشحالی اور لذت دنیاوی کے بہشت مین بلند مرتبہ عنایت کرے گا اور صحیحین مین ہے کہ اللہ کے یاد کرنیوالے کی مثال زندہ آدمی کی طرح ہے اور نہ یاد کرنے والے کی مثال مردہ کی طرح اور طبرانی ابو موسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر ایک شخص اپنی گود مین

روپیہ بھر کے بانٹنا شروع کرے دوسرا اُسی قدر اللہ کی یاد کرے تو بلاشبہ اللہ کا یاد کرنے والا افضل ہو گا روپیہ تقسیم کرنے والے سے اور طبرانی اور بیہقی بروایت متعدد بیان کرتے ہین کہ بہشتیون کے دلون مین کسی چیز کی حسرت نہ رہیگی سوا اُس گھڑی کے جواُن پر بغیر یاد حق کے گذر گئی صحیح مسلم اور صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس جگہ پر لوگ جمع ہوکر اللہ کی یاد کرتے ہین وہان فرشتے اُن کی گرد پھرتے ہین اور اللہ کی رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر اطمینان اور سکون کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالی انکو اپنے مقربین مین داخل کرتا ہے اور اسی مضمون کو ابن ابی الدنیا نے تھوڑے اختلاف الفاظ سے حضرت ابی ہریرہؓ اور ابی سعید سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث مجلس ذکر اور ذاکرین کی فضیلت پر خاص طور سے دلالت کرتی ہے نیز اس بات پر کہ مجتمع ہونا اللہ کی یاد کے لیے بھی فضیلت رکھتا ہے اور صحیحین مین وارد ہے کہ اللہ کے بہت سے فرشتے گلی کوچون مین اہل ذکر کی تلاش مین پھرتے ہین اور جس جگہ کسی گروہ کو اللہ کی یاد کرتے دیکھتے ہین تو آپسمین ایک دوسرے سے پکار کر کہتے ہین کہ یہان آؤ تمھارا مطلب یہان ہے بعد اُسکے وہ سب اپنے پرون کو پھیلا کے اور صف باندھ کے آسمان دنیا تک کھڑے ہوتے ہین جب ذکر کرنے والے ذکر کر کے فارغ ہوتے ہین تو وہ فرشتے بھی آسمان پر چلے جاتے ہین اور اللہ تعالی اُن سے پوچھتا ہے کہ تم کہان سے آتے ہو حالانکہ جانتا ہے تب فرشتے کہتے ہین کہ ہم تیرے اُن بندون کے پاس سے آتے ہین جو زمین پر ہین اور تجھکو یاد کرتے ہین اور تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہین تب اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کیا اُن بندون نے مجھے دیکھا ہے' فرشتے کہتے ہین کہ نہین تب اللہ تعالی پوچھتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھین تو کیا کرین تو فرشتے کہتے ہین کہ اگر وہ تجھ کو دیکھ لین تو تیری یاد ہی مین بالکل کھپ جائین تب اللہ تعالے پوچھتا ہے کہ میری یاد کرنے سے وہ لوگ کیا چاہتے ہین اور کس چیز سے پناہ ڈھونڈھتے ہین تو فرشتے کہتے ہین کہ بہشت چاہتے ہین اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین تب اللہ تعالی پوچھتا ہے کہ اُن دونون کو اُنھون نے دیکھا ہے یا نہین فرشتے کہتے ہین کہ وہ بغیر دیکھے بہشت کے طالب ہین اور دوزخ سے بھاگتے اور اگر دیکھ لین تو زیادہ تر جنت کے طالب ہون اور دوزخ سے نفرت کرین اُسوقت حق تعالی فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم گواہ رہو کہ مین نے اُن کو بخشدیا اور اُن کا جو مطلب تھا وہ بھی اُن کو دیا تب اُن فرشتون مین سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلان شخص بھی اُن مین تھا مگر وہ کسی کام کو آیا تھا اور وہان آکر صرف بیٹھ گیا تھا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مین نے

اُس کو بھی بخشا واقعی اس گروہ کا وہ مرتبہ ہے کہ ان کا ساتھی بھی رستگار ہوجاتا ہے سبحان اللہ
صحیح مسلم شریف اور صحاح مین ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھرسے باہر
تشریف لائے اور ایک جماعت کے قریب کھڑے ہوکر فرمانے لگے کہ تم کس غرض سے حلقہ کیے
بیٹھے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ اللہ کی یاد اور اُسکے اداے شکر کی غرض سے کہ اُس نے ہمکو اسلام
کی ہدایت فرمائی تب آپ نے فرمایا کہ قسم کھا کے کہو کہ تم اسی غرض کے لیے بیٹھے ہو اُن لوگون نے
قسم کھا کے یہی عرض کیا تب آپنے فرمایا کہ مین نے تم سے قسم اسوجہ سے نہین لی کہ مین تمھین جھوٹھا
سمجھتا ہون بلکہ اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر بیان کیا تھا کہ اللہ تعالی
تم لوگون کی وجہ سے فرشتون مین فخر کرتا ہے تو مین نے چاہا کہ اس فخر کی وجہ تم سے پوچھون امام
احمد اور بیہقی ابو سعید خدری رض سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ آج کے
دن اس سب مجمع کو معلوم ہوجائیگا کہ بزرگی کیا چیز ہے اور یہ لوگ کس بزرگی کے لائق ہین لوگون نے
پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ فرما دین تاکہ ہم اُس گروہ کے سوا اور کسی کو بزرگ اور کریم نہ سمجھین آپ نے
فرمایا کہ اہل کرم وہ لوگ ہین جو ذکر کی مجلسون مین بیٹھتے ہین اور یہ بھی ان محدثین کی روایت ہے کہ جب
لوگ اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوتے ہین اور ذکر کر چکتے ہین تو ایک فرشتہ آسمان سے پکارتا ہے کہ تم بخشے
گئے اور تمھاری بُرائیان نیکیون سے بدل دی گئین اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ عذاب قبر سے کوئی چیز اسقدر نجات نہین دلاتی جسقدر کہ خدا کی یاد اور ابو الدرداء اور ابی بن کعب
اور عبادہ بن صامت اور عبد اللہ بن عمر اور معاذ بن جبل اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور بہت سے
محدثین بے شمار روایتون سے بیان کرتے ہین کہ یہ لوگ ذکر کو مال کے خرچ کرنے مین اور کافرون سے
لڑنے اور اور عبادتون پر ترجیح دیتے ہین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز مین تحت
تفسیر آیت کریمہ فاذکرونی اذکرکم کے فضائل ذکر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ تحقیق مقام یہ ہے
کہ ہر عمل کی فضیلت موافق اُسکی محل تاثیر کے مختلف ہے ذکر اللہ تہذیب نفس اور علاج غفلت اور
رفع حجاب مین بلاشبہ افضلیت رکھتا ہے گو مال کا خرچ کرنا اور جہاد تکثیر ثواب اور رفع درجات
مین افضل ہو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کتاب منہج السالک الی اشرف المسالک کے ترجمہ مین
لکھتے ہین کہ صاحب کتاب کا قول ہے کہ ذکر کی دو قسمین ہین زبانی اور قلبی ذکر زبانی سے سالک کو ذکر
قلبی پر مواظبت حاصل ہوتی ہے ذکر قلبی مین تاثیر زیادہ ہوتی ہے اور جب ذکر زبان و دل دونون
سے کیا جاتا ہے تو وہ اتم اور اکمل ہوتا ہے اور مشہور اور متعارف اکثر سلسلون مین یہی ہے چنانچہ

سلسلۂ شریفۂ قادریہ رضوان اللہ علیہ مین بھی اسیطرح پر ہے اور سلسلۂ شریفہ نقشبندیہ مین حضرت
ذکر قلبی پر اقتصار کرتے ہین بلکہ مبتدی کو شروع ہی سے اُسپر کاربند کراتے ہین اور نہایت کا اندراج
بدایت مین جو ان حضرات کا مقولہ ہے اُسکے یہی معنی ہین اور یہ بھی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے
کہ ذکر قلبی منتہیون کے لیے ہے لیکن یہ ابتدا ہی سے اس راہ پر جاتے ہین اور یقین ہے کہ جو کچھ
اُسکے بعد منتہیون کو ظاہر ہوتا ہوگا وہ مبتدیون کو نہوتا ہوگا اسیطرح ذکر زبانی مین بھی حالت ابتدا
اور انتہا مین فرق ہے تو بعضی نادانون کا اُسکو مستبعد جاننا یہ کوئی چیز نہین اور یہ بحث طویل ہے جو
لوگ اس مرتبہ کے شایان ہون اُن سے پوچھنا چاہیے پھر اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ مین
لکھتے ہین کہ ذکر کی دو قسمین ہین ایک ذکر دلی دوسرا ذکر زبانی اور افضل یہ ہے کہ ذکر زبان و دل دونون
سے ہو اور اگر ایک سے ہو تو بھی دل سے کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے یہی قول امام نووی کا بھی شرح
صحیح مسلم مین ہے اور علماء کے نزدیک بھی ذکر کی دو قسمین ہین ایک ذکر دلی دوسرا ذکر زبانی ذکر دلی
بھی دو طرح پر ہے اور ایک دوسرے سے ارفع اور اجل اور وہ یہ کہ خدا کی عظمت اور جلال اور جبروت
اور ملکوت اور اُسکی اُن آیات مین کہ جو زمینون اور آسمانون مین ہین فکر کرنا چاہیے۔ اور اسی کو ذکر
خفی کہتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ خیر الذکر الخفی اور دوسری خدا کی یاد دل سے کرنا امر
اور نہی کے وقت اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ ذکر زبان ہی سے ہوتا ہے اور اُس کا ادنی مرتبہ بقول مختار
یہ ہے کہ خود سُن لے بغیر اسکے کچھ اعتبار نہین ہے جسطرح کہ قرات اور طلاق اور عتاق مین ہے اور جو چیز
دل سے ہوتی ہے وہ قلب کا فعل ہے علم و تصور کے قسم سے وہ ذکر نہین کہا جائیگا جسطرح کہ قرات نہین
کہی جائے گی تو ذکر اُس چیز کا نام ہے جو زبان کا فعل ہو معلوم نہین کہ فقہا کا اس سے کیا مطلب
ہے اگر یہ مطلب ہے کہ فعل قلب کا نام لغت مین ذکر نہین ہے تو یہ قول لغت کی کتابون کے مخالف
پڑے گا کیونکہ صحاح اور قاموس مین ہے کہ ذکر مخالف نسیان کی ہے اور یہ خود قلب کا فعل ہے ہان
جو زبان کا فعل ہے اُسکو بھی ذکر کہتے ہین تو لفظ ذکر مشترک ہوا فعل قلب اور فعل زبان دونون مین
اللہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے واذکر ربک اذا نسیت پس ذکر بمعنی قول اور کلام کے نہین ہے
اور اگر کلام کے معنی مین ہو بھی تو بھی کلام دو طرح پر ہوتا ہے ایک نفسی دوسرے لفظی تو ویسے ذکر بھی
دو طرح پر یعنی دلی اور زبانی ہوگا اور اگر مطلب یہ ہے کہ جو فضائل اور خواص ذکر کے بارہ مین وارد
ہوے ہین اور زبان کے فعل سے مترتب ہوتے ہین وہ خاصکر اُس چیز پر ثابت اور مترتب نہین ہین
جو فعل قلب ہے تو یہ قول بھی بے دلیل ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ افضل وہ ہے کہ ذکر زبان سے بموافقت

قلب ہو تو وہ بات ہی دوسری ہے اس مین کوئی گفتگو نہین ہے اور مشایخ طریقت کے نزدیک
بھی ذکر کی دو قسمین ہین دلی اور زبانی دلی کا اثر ذکر زبانی سے بہت قوی ہوتا ہے بلکہ درحقیقت ذکر
قلبی ہی ہے اور ذکر کی حقیقت ان حضرات کے نزدیک ماسوا اللہ کا بھول جانا ہے اور قرات دعا وغیرہ
اسکو قیاس کرنا فاسد ہے اسواسطے کہ شرع مین صریحاً ثابت ہو چکا ہے کہ یہ سب فعل زبان کے ہین
اور انھین پر احکام مترتب نہین ہوتے ہین بلا فعل زبان کے جیسا کہ قرات نماز مین اور اسی امر پر جزری
کا کلام اول حصن حصین مین مشعر ہے سیاق کلام پر نظر کرکے لیکن یہ امر کہ دل سے یاد کرنے کو ذکر نہ
کہین گے اور نہ اسکو خدا کی یاد جانین گے اور ثواب و نتیجہ بھی اُسپر مترتب نہوگا یہ البتہ محل غور ہے
انتہیٰ کلام الشیخ احصل یہ ہے کہ ذکر کی حدیثین تین طرح کی ہین بعضون مین ذکر زبانی آیا ہے اور بعضون مین
ذکر دلی اور بعضون مین مطلق ذکر پس ذکر شامل ان تینون قسمون کو ہوگا اور جس وجہ سے ذاکرین انکا
شمار ذاکرین اور ذاکرات مین ہوگا اور اُسکے اجر و ثواب کا استحقاق بھی بشرط قبول اُن کو ہوگا یہ کہ
تصریح کسی خاص ذکر کی افضل ہونے کے احادیث مین نہین آئی ہے سو وہ غالباً باعتبار حالات و
اوقات اشخاص ہو مگر بیشک ذکر زبان ذکر دل کے ساتھ سب اقسام ذکر مین افضل ہے اور جو کچھ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہے اور احادیث و آثار مین وارد ہے اور علماے حدیث مین مشہور ہے
وہ ذکر زبانی ہے اور وہ بلا موافقت ذکر قلب کے نہین ہوتا اور عبد اللہ بن بسر کی حدیث مین ہے
کہ ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کون عمل زیادہ بزرگ ہے
فرمایا کہ تو دنیا کو چھوڑ اُسوقت کہ جب تیری زبان اللہ کی یاد مین تر ہو اسکے راوی امام احمد اور ترمذی
ہین بعضے عارفین کا قول ہے کہ ذکر کی سات قسمین ہین اول آنکھون کا ذکر کہ جس سے مراد گریہ و بکا
ہے دوسرے زبان کا ذکر اس سے مراد حمد و ثناے حق ہے تیسرے کانون کا ذکر اس سے مراد خدا کی
باتین سُننا ہین چوتھے ہاتھون کا ذکر اس سے مراد عطا ہے خدا کے واسطے پانچوین جسم کا ذکر اس سے
مراد وفا ہے اداے حقوق الٰہی مین چھٹے دل کا ذکر اس سے مراد خوف و رجا ہے حق سے ساتوین
روح کا ذکر اس سے مراد تسلیم و رضا ہے اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ ذکر بہترین کامون کا ہے یہ
وہی حدیث ہے جسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے اور فضیلت
جہاد کی حدیثین اور اُس کا ذکر سے افضل ہونا یہ اُسکو معارض نہین ہے اسواسطے کہ ذکر کا افضل
جہاد سے ہونا اس سے مراد ذکر زبانی و دلی اور تفکر کرنا عظمت الٰہی مین آدمی کو جہاد سے افضل ہے
اور جہاد افضل ہے صرف ذکر زبانی سے ابن العربی کہتے ہین کہ کوئی عمل صالح ایسا نہین جسکا صحیح ہونا

ذکر کے ساتھ مشروط نہو تو جو شخص خدا کا ذکر نکرے اور نہ اُسکی یاد صدقہ اور روزہ کے وقت تو اُسکا عمل پورا نہوگا پس اسی وجہ سے ذکر افضل اعمال ہوگا اور حدیث نیۃ المومن خیر من عملہ[1] سے بھی یہی اشارہ معلوم ہوتا ہے انتہی کذا فی مسک الختام شرح بلوغ المرام مجذف بعض العبادت حضرت خداوند نعمت پیرو مرشد برحق روح اللہ روحہ کتاب ستطاب مطالب رشیدی کے مطلب چہل و نہم بیان فضیلت ذکر خفی و جلی اور اُسکے طریقہ مین جو معمولات مشایخ سے ہے عبارت رسالہ ہمعات مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقل فرماتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہان چند نکتے سمجھنے کے لائق ہین اول یہ کہ تمام اہل طریقت متفق ہین ذکر مین سر پھرانے اور اُسکے قلب کی طرف نیچا کردینے اور شد و مد کی رعایت کرنے پر اسوجہ سے کہ یہی کیفیت باعث جوش محبت اور خطرات کے رُکنے کی ہوتی ہے دوسری یہ کہ اتباع سلسلہ شریفہ نقشبندیہ کہتے ہین کہ حضرت خواجہ ذکر جہر سے منع کرتے تھے حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت خواجگان یعنی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رح سے قبل والے حضرات ذکر جہر و خفی دونون کرتے تھے بلکہ جہر کو زیادہ پسند کرتے ایسا کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بہ اطمینان تمام ضرور کرتے حضرت خواجہ نقشبند رح نے اس خیال سے کہ ذکر جہر حنفیہ کے مذہب مین مکروہ ہے اور ذکر خفی اولیٰ اور اقوی ہے اُسکو اختیار کرلیا اُنکے نزدیک صحبت کی تاثیر نہایت قوی اور کافی ہوتی ہے بہ نسبت جہر کے لیکن اکثر ذوات اور نیز استعدادات کے موافق جہر سے زیادہ اور کوئی چیز نافع نہین ہے اور اس امر مین شک کرنا مکابرہ ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین اس حدیث انا عند ظن عبدی الخ کو نقل کرکے لکھتے ہین کہ ذکر ملا مین جہر سے ہوگا اور اس حدیث سے بہت بزرگی جہر بالذکر کی پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ذکر جہر کرنے والون کو ایسے مجمع مین یاد کرے گا جو اُنکے مجمع سے بہتر ہوگا پھر علامہ اُسی رسالہ مین اور بہت حدیثون کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ یہ جو مین نے بیان کیا ہے اسمین غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ذکر جہر مین کوئی کراہت نہین ہے بلکہ ایک امر خاص ہے جو استحباب پر دلالت کرتا ہے وہ خواہ صریحاً ہو یا التزاماً اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جو ذکر مین آواز بلند کرنے کو مکروہ جانتے تھے اُس سے مراد جہر مفرط ہے فتح الودود شرح سنن ابی داؤد مین ہے کہ بقولہ ارفعوا اصواتکم مین دلالت ہے اس بات پر کہ وہ لوگ جہر مین مبالغہ کرتے تھے تو اُس سے مطلقاً جہر کی ممانعت لازم نہین آتی مختصر یہ ہے کہ ذکر کا جہر و اخفا مثل صدقہ و قرات قرآن کے ہے جب ریا کا خوف ہو یا نماز

[1] مومن کی نیت اُسکے عمل سے بہتر ہے ۱۲

پڑھنے والون یا سونے والون کی تکلیف کا خیال ہو تو اخفا افضل ہے ورنہ جہر اس لیے کہ جہر مین عمل کثیر ہوتا ہے اور فائدہ اُس کا سامعین کو بھی پہونچتا ہے یعنی قلب ذاکر بیدار ہوتا ہے اور اُسکی ہمت مصروف بفکر ہو جاتی ہے اور کان بھی اُسطرف متوجہ ہو جاتے ہین اور نیند جاتی رہتی ہے اور دلمین خوشی پیدا ہوتی ہے علاوہ اسکے ذکر خفی کرنے والے کو بسبب رنجیدہ خاطری کے کبھی جہر سے اُنس ہوتا ہے باقی واذکر ربک سے مطابقت جسکی مخالفت سے صاحب مذہب الرحمن نے اُسکے بدعت ہونیکا حکم کیا ہے اسکے بہت سے وجوہ ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ چونکہ مشرکین قرآن سننے کے وقت گالیان دیتے تھے اس لیے یہ آیت نازل ہوئی اس سے ذکر جہر کی ممانعت شارع کو مقصود نہین تھی دوسری وجہ یہ ہے کہ آیت مین ذکر جہر سے اُسی صورت مین ممانعت ہے جب قرآن پڑھا جاتا ہو۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ امر خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ کامل اور مکمل تھے بخلاف اغیار کے کہ وہ محل وساوس وخواطر ردیہ ہین وہ بطریق اولیٰ مامور بالجہر ہین اسکی تائید حدیث سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ من صلّے[1] منکم من اللیل فلیجہر بقرائتہ فان الملئکۃ تصلی وتسمع بقرائتہ الحدیث اور کلام صاحب فتاوی بزازیہ کا درباب حرمت و جواز کے مضطرب ہے اور شیخ خیر الدین رملی اُستاد صاحب در المختار ذکر جہر کی افضلیت کے قائل ہین اور امام شعرانی حاشیہ حموی مین لکھتے ہین کہ علما سلف وخلف کا اجماع ہے استحباب ذکر پر مساجد وغیر مساجد مین بشرطیکہ اُس سے سوتے شخص یا نماز پڑھنے والے یا قاری کو کوئی تکلیف نہ پہونچے ھکذا فی رد المختار علامہ شیخ ابن حجر مکی ہیتمی فتاوی حدیثیہ مین لکھتے ہین کہ ذاکرین اور وظیفہ خوان کے آواز بلند سے پڑھنے اور ذکر کرنے سے اگر اور لوگون کو ایذا ہوتی ہو جیسے نماز پڑھنے والے یا سونے والے کو تو اُن لوگون کو چاہیے کہ آہستہ ذکر کرین اور وظیفہ پڑھین ورنہ ایسی جگہ پڑھین اور ذکر کرین جہان اُن کے اُستاد جامع بین الشریعۃ والحقیقۃ نے حکم کیا ہو کیونکہ وہ بجائے طبیب کے ہے وہ وہی بتائے گا جسمین بیمار کے واسطے نفع سمجھے گا اسی وجہ سے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعضون نے جہر کو اختیار کیا ہے تاکہ وساوس ردیہ اور کیفیات نفسانیہ دفع ہون اور غافل دل جگین اور اعمال کاملہ ظاہر ہون اور بعضون نے ذکر خفی اختیار کیا ہے نفس کے مجاہدہ اور اخلاص کے طریقون کے سکھانے اور گمنامی اختیار کرنے کے لیے نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہر کرتے تھے اور حضرت

[1] جو شخص تم مین سے نماز پڑھتا ہو رات کو تو چاہیے کہ بلند آواز سے پڑھے کیونکہ فرشتے اُس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور اُسکے پڑھنے کو سنتے ہین آخر حدیث تک ۱۲ منہ

ابو بکر رضی اللہ عنہ خفی تو ان دونون صاحبون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی
اُنھون نے وہی بیان کیا جو اوپر بیان ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو تسلیم کر لیا
قول الجمیل مین ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ ذکر کے ضربات اور شد ومد کی شرط کرنے مین کیا حکمت
ہے اور اُن کے مقامات کی رعایت رکھنے مین کیا فائدہ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ انسان کی فطری
عادت ہے کہ وہ مختلف جہتون کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُن آوازون کی طرف کان لگاتا ہے
اور یہ بھی پیدایشی بات ہے کہ اُسکے دل مین مختلف قسم کی باتین اور خطرات آیا کرتی ہین اسیواسطے
علمارِ طریقت نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ سوا ے اپنی ذات کے غیر کی طرف توجہ نہونے پاے اور
اُس سے بیرونی خطرات بھی نہ آسکین تاکہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ہٹ کر محض خیال واحد
حقیقی رہ جاے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اسکے حاشیہ مین لکھتے ہین کہ اسی طرح
پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیآت خاص ذکرون کے واسطے ایجاد کیے ہین بلحاظ مناسبات
مخفیہ کے جنکو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عامل دریافت کر لیتا ہے بعضی صورتون مین کہ نفس
ہے اور بعضے جلسہ مین خضوع وخشوع اور بعضے مین جمعیت خاطر اور دفع وسواس اور بعضے مین
نشاط اسی امر خاص کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوکہ پر ہاتھ رکھکر کھڑے
ہونے سے منع فرمایا ہے کہ یہ دوزخیون کی شکل ہے اسواسطے کہ ایسے قطع مین اکثر کاہلی اور فتور نشاط
ہوتا ہے اور وہ سرگرمی وستعدی عبادت کے بالکل مخالف ہے اس کو خوب لحاظ کر لینا چاہیے
یعنی دل سے اُن امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہین
شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ ذکر مین سانس روکنے کی بعضون کے نزدیک اصل
قوی ہے وہ یہ کہ دل کی روشنی اور سینہ کی صفائی کے واسطے اس سے بڑھکر کوئی چیز نہین ہے
اور یہ حبس دم سلسلہ چشتیہ اور کبرویہ وشطاریہ مین شرط ہے اور سلسلۂ نقشبندیہ مین شرط نہین
ہے مگر اولی ہے اور مین نے خواجہ محمد باقی قدس اللہ سرہ سے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ
ایک بار شیخ بہاء الدین عمر نے کہ جو مشائخ متاخرین خراسان سے تھے اور حضرت خواجہ
احرار اور مولانا عبد الرحمن جامی اُن کی خدمت مین نیازمندانہ حاضر ہوا کرتے تھے فرمایا کہ حبس نفس
جو ذکر مین کرتے ہین یہ کسی صحیح سند سے ثابت نہین ہے تب لوگون نے عرض کیا کہ کیا آپ حضرت
خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کا انکار کرتے ہین تب اُنھون نے
کہا کہ میرا مقصود ہرگز اُن کے طریقہ کا انکار نہین ہے بلکہ ایک بات تھی جو مین نے کہدی اور یہ

بزرگ سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ سے تھے ممکن ہے کہ اُنکے سلسلہ مین حبس نفس ذکر مین نہو اُسی کے موافق شیخ بزرگ زین الدین خوافی نے کہ وہ بھی سہروردی ہین کتاب وصایا مین لکھا ہے کہ ذکر ایسی شدت قوت سے کرے کہ اُسکی قوت رگ وپٹھ مین سرایت کر جائے اور سانس کو اسطرح چھوڑے کہ وہ اپنی طور پر آئے جائے اور اُنھین کا قول ہے کہ حبس دم ذکر مین جوگیونکے اُصول کی بنا پر ہے واللہ اعلم شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مین ہے کہ بعضے نادان کہتے ہین کہ قادریہ وچشتیہ ونقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ کبار وتابعین کے زمانہ مین نہ تھی تو یہ بدعت سیئہ ہین اُس کا جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیا طریقت نے یہ اشغال مقرر کیے ہین وہ امر زمان حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو اُسکے حاصل کرنے کے مختلف طریقے ہین تو اولیا طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوے اور مجتہدین شریعت نے استنباط احکام کے لیے ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے اور اولیا طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کے جسکو طریقت کہتے ہین قواعد مقرر کیے تو بدعت سیئہ کا گمان کرنا سراسر غلط ہے ہان یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائی طبیعت اور حضور خورشید رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحصیل نسبت مین ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ اُن کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کے سمجھنے مین صرف ونحو کے قاعدون کے دریافت کی حاجت نہ تھی مگر اہل عجم اِسکے محتاج ہین واللہ اعلم بالصواب۔

وصل سیر الی اللہ وفی اللہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ سیر الی اللہ کہتے ہین سالک کے اُس اسم تک پہونچنے کو کہ جس اسم کا وہ مظہر ہو کیونکہ پہلے سالک کو اُس اسم مین فنا ہوتی ہے اور اُسی سے سفر اول تمام ہوتا ہے اُسکے بعد پھر اُسی اسم مین بقا ہوتی ہے اور یہ بقا دوسرے سفر مین ہوتی ہے اور اس فنا وبقا مین اُسکی انا اُس ظل سے زائل ہو کر جس اصل مین کہ فنا وبقا حاصل ہوئی اطلاق پا جاتی ہے امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ معارف لدنیہ مین لکھتے ہین کہ سیر وسلوک حرکت علمیہ کو کہتے ہین کہ جو مقولہ کیف سے ہے اور حرکت اینی کو وہان گنجایش نہین ہوتی تو سیر الی اللہ مراد ہوئی حرکت علمیہ سے کیونکہ علم اسفل سے علم اعلی مین جاتا ہے اور وہان سے دوسرے اعلی کی طرف یہانتک کہ بعد طے کل علوم ممکنات اور اُن کے زوال کی وہ علم واجب تک پہونچ جاتا ہے اور اسی حالت کو

فنا کہتے ہین کاتب الحروف کہتا ہے کہ اسی امر کی طرف حضرت مولانا رومی اشارہ فرماتے ہین ؎

اے خنک آن مرد کز خود رستہ شد	در وجود زندۂ پیوستہ شد
موم و ہیزم چون غذاے نار شد	ذات ظلمانی او انوار شد
واے آن زندہ کہ با مردہ نشست	مردہ گشت و زندگی از وے بجست
مُرغ کو اندر قفس زندانی است	می نجوید رستن از نادانی است

اور پھر فرماتے ہین کہ ؎

نان چو در سفرہ است باشد آن جماد	در تن مردم شود آن روح شاد
در دل سفرہ نگردد مستحیل	مستحیلش جان کند از سلسبیل
قوت جان است این اے راست خوان	تا چہ باشد قوت آن جان جان
گوشت پارہ آدمی از زور جان	می شگافد کوہ را و بحر و کان
زور جان کوہ کن شق الحجر	زور جان جان در ان شق القمر

اور سیر فی اللہ کہتے ہین سالک کا سیر کرنا اُس اسم مین جسکا وہ مظہر ہے اور اس سیر سے مراد فی الحقیقت سالک کا اُن کمالات مین تحقق ہونا ہے جو اُس اسم مین مندرج ہین اس واسطے کہ ہر اسم الٰہی تمام اسماء و صفات کو شامل ہے اور سیر الی اللہ تو ختم بھی ہو جاتی ہے مگر سیر فی اللہ ختم نہین ہوتی کذا فی سلوک القادریہ اور سیر فی اللہ کے ختم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہر اسم مین ذات ایک صفت خاص سے ظاہر ہے اور ذات جامع جمیع کمالات ہے اسوجہ سے کمالات ذاتی کی انتہا ہی نہین ہے تو سیر کی انتہا کیسے ہو معارف لدنیہ مین ہے کہ سیر فی اللہ اُس حرکت علیہ کو کہتے ہین جو مراتب وجوب یعنی اسماء اور صفات اور شیون اور اعتبارات اور تقدیسات اور تنزیہات مین واقع ہو۔ اور اُس مرتبہ پر منتہی ہو کہ جس سے نہ تعبیر ممکن ہو نہ اشارہ اور نہ اُس کا کوئی نام ہو نہ کنایہ اور نہ اُسکو کوئی جاننے والا جانتا ہو نہ ادراک کرتا ہو اور اسی سیر کو بقا کہتے ہین تیسری قسم سیر کی سیر عن اللہ باللہ ہے وہ بھی مراد حرکت علیہ سے ہے جسکا نزول علم اعلیٰ سے علم اسفل مین ہوتا ہے اور اس اسفل سے دوسرے اسفل مین اور وہ راجع ہوتا ہے ممکنات کی طرف بر جہت قہقری اور وہ مراتب وجود کے کل علوں مین موجود ہوتا ہے تو ایسا شخص وہی ہوگا جو اللہ کو اللہ کی وجہ سے بھولا ہو اور رجوع حق کی طرف بوجہ حق کے ہو اور ایسے شخص کو واجد فاقد اور واصل مہجور اور قریب بعید کہین گے چوتھی سیر اشیاء مین ہوتی ہے جو مراد ہے علوم اشیاء کے تھوڑے تھوڑے حاصل کرنے سے

جبکہ وہ کل اشیاء سیر اول مین زائل ہو چکے ہون تو چوتھی سیر مقابل پہلے سیر کے ہوئی اور
تیسری سیر مقابل دوسری سیر کے اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس ولایت حاصل کرنے کے لیے
ہوتی ہے جو فنا اور بقا سے مقصود ہے اور تیسری و چوتھی سیر مقام دعوت حاصل کرنے کی غرض سے
ہوتی ہے جو مخصوص انبیاء مرسلین کے لیے ہے صلوات اللہ علیہم عموماً و علی افضلہم خصوصاً اور تابعین
کمل انبیاء علیہم السلام کو مقام دعوت سے بھی حصہ ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل ھذہ سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی اور بعضے تین سفر کہتے ہین اور تحقیق ان سفرونکی مع اختلافات
وغیرہ کے یہ سب اصطلاحات کاشی اور رسالہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اور کتاب مناہج الارتقا
مصنفہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور شرح فصوص نیز شرح قصیدہ تائیہ فارضیہ مصنفہ شیخ داؤد
قیصری اور منازل السائرین مصنفہ حضرت شیخ الاسلام شیخ عبد اللہ انصاری اور اس کی
شرح اور رسالہ عشرۃ الوصول مصنفہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اور جبل کلمات مصنفہ حضرت
شیخ عبد الکریم جیلی اور اور کتب معتبرات تصوف مین دیکھ لینا چاہیے یہ مقام زیادہ تحقیق اور
توضیح کا نہین ہے ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان	گر ما نرسیدیم تو خود را برسان

اور عروج کہتے ہین سالک کا مراتب لطافت کو طے کرنا جسمیت اور مثالیت اور روحیت
اور انوار جبروتی اور صور اسماء جزئیہ و کلیہ اور شیون ذاتی سے حضرت ذات کے ساتھ اور نزول
کہتے ہین سالک کا انھین مراتب کو جاننا بطور خود اور حجابات کثیفہ سے درجہ بدرجہ اتر قبول کرنا
جیسا کہ صوفیہ کا قول ہے کہ ھی الرجوع الی البدایۃ یعنی وہ رجوع ہے طرف بدایت کے
مثلاً وصول ذات کے بعد پھر مشاہدت صفات اور اسماء جزئیہ اور انوار جبروتیہ اور ارواح اور امثال
اور اجسام کی حاصل ہو اور یہ رجوع در حقیقت مراد ہے لطائف سافلہ اور اجزاء کثیفہ کے
انوار لطائف عالیات کے ساتھ رنگ جانے سے تو دار و مدار قرب الی اللہ کا حرکت عروجی پر
ہے جتنا عروج زائد ہوگا اتنا وصول الی اللہ زیادہ ہوگا اور نزول بعضون کو اس طرح ہوتا ہے کہ انوار
عروجی غالب ہوتے ہین اور طبقات سفلی مغلوب اور ایسے لوگون سے کرامات و تصرفات بھی ہوتے
ہین کیونکہ ہیولائی انوار جبروتی کا مسخر و منقاد ہوتا ہے اور بعضون کو ایسا ہوتا ہے کہ ان سے لطائف
کے انوار پوشیدہ ہو جاتے ہین اور مقتضیات لطائف سافلہ غالب ہو جاتے ہین ایسی حالت مین

۱؎ ترجمہ اوپر گذر چکا ۱۲

اُن کو عجز بشریت زائد ہوجاتا ہے اور ابدال کو نزول اپنے مقام سے کمتر ہوتا ہے اور اُن کی قوت
مثالیہ غالب ہوتی ہے اسی واسطے یہ لوگ اکثر صاحب کرامات و مجمع خوارق عادات ہوتے
ہین اور امامین اور قطب اگرچہ مرتبۂ عالی ہین لیکن چونکہ اُن کو نزول زیادہ رہتا ہے اسوجہ سے
کبھی اُن مین عاجزی کی حالات بھی ظاہر ہوتے ہین بعضے عرفا کا قول ہے کہ جسکو نزول زائد
ہوتا ہے یعنی اُسمین تنوع باقی ہوتا ہے تو اُسمین افاضہ نسبت مناسبات بشریت اور احکام
طالبین کے لیے زیادہ ہوتا ہے یعنی وہ اُن لوگون کو انوار فوق الفوق سے زیادہ رنگین کردیتا ہے
اور جن لوگون مین نزول کم ہوتا ہے اُن مین ایک طرح کا صریح بھی امتیاز عوام سے ظاہر ہوتا ہے اور
اس قلت نزول کی وجہ سے دوسری قسم اول قسم پر مرجح نہین سمجھی جائیگی کیونکہ مدار کمال قرب وصول
الی اللہ مین سیر عروجی پر ہے نہ حجابات رقیقہ کے اُٹھنے پر کہ جو صفات متعلقہ ہین پس زیادتی جمع
کے اثبات سے حضرت شیخ مجدد کو جو اپنے متعلق حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر تفضیل
معلوم ہوئی وہ سوائے بوجہ جزئی اور کسی طرح مفہوم نہین ہوتی رہی فضیلت کلیہ وہ عنایت الٰہی
پر موقوف ہے جسکے بارہ مین جیسی ہوجائے کذا افاد مولانا شاہ رفیع الدین الدہلوی فی بعض
تحریراتہ اور حضرت خداوند نعمت پیر و مرشد برحق قدس سرہ العزیز مطالب رشیدی مین تحریر
فرماتے ہین کہ حجاب کی دو قسمین ہین نورانی اور ظلمانی ظلمانی سیر الی اللہ مین ہے جو ناسوت سے
ملکوت تک ہوتی ہے اور نورانی سیر فنا فی اللہ سے شروع ہوتی ہے انتہا تک اور ظلمانی
کی بھی دو قسمین ہین لطیف اور کثیف کثیف وہ جو حواس پنجگانہ کو حائل ہوتی ہین اور لطیف وہ جو
عقل کو حائل ہوتے ہین اور نورانی کی بھی دو قسمین ہین ایک کثیف جو مراتب تشبیہ مین واقع
ہو جیسے صور علمیہ دوسرے لطیف محض جو مراتب تنزیہہ و تقدیس مین واقع ہو جیسے عظمت و
کبریا دحق اور جتنی سیر بلند ہوتی ہے اتنا حجاب سیر مانع ادراک ہوتا ہے اب سیر اگر ناسوت مین ہے
تو بعضون کو پہاڑ و جنگل اور دریا نظر آتے ہین اور ابدال اور اوتاد سے ملاقات ہوتی ہے اور
کشف ضمائر اور قبور و جنات اور سطح ارض اور قبض و بسط حاصل ہوتا ہے اور جب سیر ملکوت
مین ہوپنچتا ہے تو وہان سے آسمانون پر جانے کی بھی راہ ملتی ہے اور فرشتون سے ہم کلامی اور
مخاطبات ملکوت کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے اور اگر معرفت الٰہی کا مشتاق ہوتا ہے تو پھر ان چیزون مین
کسی کی طرف متوجہ نہین ہوتا شیخ حسین بن معین الدین میبذی فواتح مین لکھتے ہین کہ صوفیہ کہتے
ہین کہ سالک کے واسطے منزلین ہین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ستارہ و ماہتاب و آفتاب

معہ اُن کے اعراض کے دیکھنا اُن سے ہر ایک سے اسی طرف اشارہ ہے سب سے پہلی منزل
توبہ اور طاعت اور ذکر کی ہے اس مرتبہ مین نور سبز متمثل ہوتا ہے دوسری منزل تزکیہ نفس کی ہے
صفات شیطانی اور سبعی اور بہیمی سے کیونکہ نفس جب تک صفات شیطانی مین رہتا ہے وہ امارہ
ہے اور جب اُس سے خلاصی پاتا ہے تو صفات سبعی کا مبتلا کہلائیگا وہ لوامہ ہے اور جب اس سے
مبرا ہوا اور صفات بہیمی مین آلودہ تو وہ ملہمہ ہے اور جب اُس سے بھی تبرا ہوا تو مطمئنہ ہے ۵

ہر کس کہ اسیر نفس امارہ شود	از کشور عقل و عشق آوارہ شود
گر جام دلت ز طاق وحدت افتد	از کثرت اندیشہ بصد پارہ شود

اور فرق غیظت امارہ اور سبعیت لوامہ مین یہ ہے کہ امارہ کا شر متعدی ہوتا ہے اور لوامہ کا لازمی
اور سالک کی ترقی نفس کے طور مین نزولی ہوتی ہے اس لیے کہ امارہ کی صفت نار کی ہے اور
لوامہ کی صفت ہوا کی اور ملہمہ کی صفت پانی کی اور مطمئنہ کی صفت خاک کی اور نفس کا مرتبہ
اطمینان مین نور نیلے رنگ کا متمثل ہوتا ہے اور نہایت سیر مطمئنہ کی ملکوت سفلی ہے تیسری منزل
تجلیہ قلب کی ہے اخلاق حمیدہ سے اس مرتبہ مین نور سُرخ متمثل ہوتا ہے اور دل ذاکر ہو جاتا ہے
اور نور طاعات اور اخلاق اور صفات روحانیہ بھی اُسکو معلوم ہوتے ہین اور سیر قلب کے انتہا
اوائل ملکوت علوی ہے چوتھی منزل تجلیہ سر ہے غیر حق سے اس مرتبہ مین اُسکو نور زرد متمثل ہوتا ہے
اور یہ انتہا سیر اواسط ملکوت علوی کی ہے پانچوین منزل مرتبہ روح کی ہے اس مرتبہ مین نور سفید
متمثل ہوتا ہے اور اُسکی انتہا اواخر ملکوت علوی ہے چھٹی منزل مرتبہ خفی کی ہے اس مرتبہ مین نور سیاہ
متمثل ہوتا ہے اور نہایت سیر خفی کی عالم جبروت ہے ساتوین منزل غیب الغیوب کی ہے کہ جو
مرتبہ فنا و بقا ہے اور فنا فی اللہ مین وجود موہوم وجود حقیقی مین محو کیا جاتا ہے جیطرح کہ قطرہ دریا مین
معدوم ہو جاتا ہے یا برف آفتاب کے چمکنے وقت پگھلجاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلما
تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا ۵

گیتی کہ وجود او خیالیست محال	بر چہرۂ او کشیدہ حق داغ وبال
گردون کہ دود بگرد مرکز مہ و سال	از روے مثل بود چو فانوس خیال

اور بقا باللہ سے مراد قطرہ کا اتحاد ہے دریا کے ساتھ اور غیریت کا اُٹھ جانا دیدۂ دل سے
اور نقوش اغیار کے تصور باطل کا نکلجانا صفحۂ دل سے کیونکہ سالک اُسی کی وجہ سے وجود قطرہ کو
غیر وجود دریا سمجھتا تھا ۵

گرگرہ وگر اہل شودی اے دل　　　یک قطرہ ز دریاے وجودی ابدل

زین پیش نبود از تو تا دریا فرق　　　تا آگاہ چنان شوی کہ بودی ابدل

ولابن سیناسلہ

اذا شئت ان تحیی فمت عن علایق　　　من الخمس خمس ثم عن مدرکاتہا

فقابل بوجہ النفس عالم قدسہا　　　فذاک حیوۃ النفس بعد مماتہا

اگر ایک برف کا کوزہ بنایا جائے اور اُسمین پانی بھر کر پانی مین ڈالدیا جائے تو کیا حال ہوگا ؎

آن نقطہ کہ گشت جلوہ گر در ہمہ حرف　　　باید کہ کنی عمر بہ ادراکش صرف

ہر آب کہ شد بستہ و برفش خوانی　　　ہم آب شود دگر چو بگداز د برف

کیونکہ فرق درمیان حق اور خلق کے اس گروہ کی اصطلاح مین اطلاق اور تقیید کا ہے حضرت شیخ ابو الحسن نوری کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے اپنا نفس لطیف کیا اُس کا حق نام رکھا ہے پھر کثیف کیا اُس کا خلق نام رکھا ؎

گاہے کہ ترا جفاے خاطر باشد　　　اسرار حقیقت ہمہ ظاہر باشد

آن نور کہ اول است در چشم خرد　　　در دیدہ کشف عین آخر باشد

نقل ہے کہ حضرت منصورؒ نے حضرت ابراہیم خواص سے پوچھا کہ کس مقام مین ہو کہا تیس برس سے نفس کو مقام توکل مین ریاضت دیرہا ہون وہ بولے جب اتنی عمر آبادی باطن مین سیٹدی تو فنا فی اللہ کب ہوگے ؎

توحید کہ از مشرب عرفان باشد　　　در مذہب اہل عشق ایمان باشد

ہر کس کہ ندیدہ قطرہ با بحر یکے　　　حیران شدہ ام کہ چون مسلمان باشد

پہ دانہ جب اور چیزون کو آگ کی روشنی مین دیکھتا ہے تو یہ علم الیقین ہے اور جب آگ کو دیکھتا ہے تو عین الیقین اور جب آگ مین جلتا ہے تو حق الیقین ہے ؎

تا قطرہ نمی شود بدریا واصل　　　ہرگز نشود مراد طبعش حاصل

خود را چہ حجاب نور حق میسازی　　　خورشید کسی ندید اندودہ بگل

حضرت سید محمد حسینی ساکن کالپی اپنے رسالہ مختصرہ مین لکھتے ہین کہ فنا فقر کے اعظم حالات و مقامات

سلہ شیخ الرئیس بو علی بن سینا کہتے ہین کہ جو وقت تم زندہ رہنا چاہو تو مرجاؤ پانچ علاقون یعنی پانچ حواسون سے پھر اُن کے مدرکات سے اور نفس کو مقابل کرو عالم قدس کی طرف کیونکہ یہی نفس کی حیات ہے بعد مرنے کے ۱۲ منہ

سے ہے اور اُسکی تین قسمین ہین فنا فی الافعال فنا فی الصفات فنا فی الذات فنا فی الافعال کہتے ہین سالک کا اپنے آپ کو اور تمام عالم کو اپنے اور سب کے اختیار سے باہر جاننا یعنی جو حرکات وسکنات اور اقوال اور افعال کہ اس سے قبل اپنی اور اوروں کی طرف نسبت کرتا تھا اُن سب کو خدا کی طرف منسوب کرے اور اپنے افعال کو خدا کے ساتھ اس طرح سمجھے جیسے کنجی کی حرکت پھیرنے والے کے ہاتھ مین یا مردہ کی حرکت نہلانے والے کے ہاتھ مین اور کسی چیز کو کسی کی طرف منسوب کرے کیونکہ حضرات صوفیہ کے نزدیک یہی شرک اور کفر ہے ؎

صیاد ازل کہ دانہ در دام نہاد	مرغی بگرفت و آدمش نام نہاد
ہر نیک و بدی کہ در جہان میگذرد	خود می کند و بہانہ بر عام نہاد
ناوک اندر کمان خود دارد	شاہدان را بہانہ در ابرو

اور فنا فی الصفات کہتے ہین سالک کا اپنے اور غیرون کی کل صفات کو صفات حق جاننا یعنی جو صفت اپنی یا اورون کی کہ اُن کو اپنی اور غیرون کی طرف منسوب کرتا تھا وہ نکرے بلکہ سب صفتون کو صفات حق جانے ؎

گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم	وین طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست

اور فنا فی الذات کہتے ہین سالک کا اپنی ذات اور تمام عالم کو ذات حق مین دیکھنا اور جاننا یعنی اس امر کو یقین جانے کہ حضرت حق مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان صورتون اور شکلون مین ظاہر ہوا ہے اور یہ سب وہی ہے اُسکے سوا کوئی نہین ؎

ہر چہ بینی یار ہست اغیار نیست	غیر او جز وہم و جز پندار نیست

لیکن اس فنا مین ترتیب ہے اُسی ترتیب سے سلوک کرنا چاہیے تاکہ جو مقصود اعظم یعنی خداشناسی اور وصول الٰہی ہے وہ حاصل ہو اور ترتیب یہ ہے کہ اولاً تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرکے اُسمین جمال حق دیکھنا شروع کرے اور اُس مین ایسا مقید ہو جائے کہ ایک لحظہ و لمحہ یہ خیال اُس کے دیدۂ دل سے غائب نہو جہان تک رہے اسی خیال مین رہے ۔ ع

اسی خنک حالی کہ در آئینہ دیدہ روی یار

اس حال کے ختم پر اکثر چیزین رنگ برنگ ظاہر ہونگی اور لذتین بھی پھر اُس سے ترقی کرے تمام عالم کو حق جانے اور حق دیکھے بلکہ یہ خیال کرے کہ یہ جو ان صورتون اور شکلون مین ظاہر ہے یہ سب حق ہی کہ ھو الظاہر والباطن اور اس خیال مین ایسی مداومت کرے کہ کسی ساعت اس تصور و خیال سے

خالی نہ رہے اور اس بات مین بہت کوشش کرے کیونکہ مقصود بغیر سعی کے نہین ملتا اس تصور کے اثنا مین عجیب و غریب چیزین دیکھے گا اور طرح طرح کی لذتین اُسکو حاصل ہونگی بعد اسکے اور ترقی کرے کہ اپنے آپ کو درمیان سے اُٹھا دے یعنی آنکھ بند کرکے یہ خیال کرے کہ جسکو مین سمجھتا تھا کہ مین ہون وہ مین نہین ہون بلکہ وہ حق ہے جو اُس صورت پر ظاہر ہوا ہے اور اس تصور پر ایسی مداومت کرے کہ اپنے آپ کو بھول کر اپنے اور سارے عالم کو حق دیکھے اور جانے اور اپنے باطن سے یہ آواز سُنے جیسا کہ مین اپنے باطن سے سُنتا ہون ؎

آنرا کہ من می گفتمش اکنون نمیدانم چہ شد	بسیار ویرا جستمش اکنون نمی دانم چہ شد

تو جب یہ تصور غالب آجائے اور اپنے کو بھول جائے پھر دیکھنے والا اور دیکھا گیا ایک ہی رہا اور حجاب اُٹھ کر حضور حق حاصل ہوا اسیکو بے خودی اور از خود رفتگی کہتے ہین اور طالبین کا مقصود اور مطلوب بھی یہی ہے اور فقر حقیقی اور فنای قلبی و نفسی سب اسی مقام مین ہے اور یہی مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ہے حضرات صوفیہ کا مقولہ اسی جگہ سے ہے کہ صوفی وہ نہین جو چلہ کھینچے اور خلوتین اور ریاضتین کرے بلکہ صوفی وہ ہے جو خود درمیان مین نہو اسی جگہ سے معانی کل شئی ھالک الا وجہہ وکل شئی یرجع الی اصلہ والنہایۃ ھی الرجوع الی البدایۃ وفاینما تولوا فثم وجہ اللہ کے ظاہر ہوتے ہین اللہ تعالیٰ کل طالبین کو اُن کے مقصود پر پہونچاوے۔

فائدہ۔ حضرات صوفیہ کے یہان معرفت کہتے ہین ذات و صفات الٰہی کا تفصیلی حالات کے صورتون مین پہچاننا اور حوادث عالم کا ازل و ابد مین جاننا یہی کمال انسانی ہے جامع الاصول مین ہے کہ معرفت کے معنی لغت مین معرفت علم کے ہین اور اصطلاح اہل حقیقت مین اسما و صفات الٰہی کو جاننا مع اُنکے معاملات اور حالات کے اور ہر حال مین خدا سے سچے رہنا اور مخفی طور سے اُس سے مناجات کرتے رہنا اور ہر بات مین اُسی کی طرف رجوع رکھنا اور اپنے کو اخلاق اور اوصاف ردیہ سے پاک رکھنا بلکہ جسقدر سالک کو اپنے نفس سے بعد ہوگا اسیقدر حق کی معرفت حاصل ہوگی اور بعضون کا قول ہے کہ معرفت کی دو قسمین ہین ایک معرفت حق دوسری معرفت حقیقت پس معرفت حق سے مراد خدا کی وحدانیت کا جاننا ہے اُن چیزون کے

سلہ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے سوا اُسکی ذات کے اور ہر چیز رجوع کرتی ہے اپنی اصل کی طرف اور نہایت یہی رجوع ہے بدایت کی طرف اور جسطرف مُنھ کرو اُسی جگہ مُنھ اللہ کا ہے ۱۲ منہ

ذریعہ سے جو اُس نے خلق کے لیے اپنے اسماء و صفات مین ظاہر فرما دی ہین اور معرفت حقیقت کو کوئی نہین بتا سکتا کیونکہ اُس کا احاطہ علماً ممکن ہی نہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یحیطون بہٖ علماً اور معرفت حق حصہ خواص اور منتہیون کا ہے نہ عوام اور مبتدی کا کہ وہ اس سے بے بہرہ ہین حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکاتیب کے جلد اول کے اکتیسوین مکتوب مین لکھتے ہین کہ معرفت حق کا حصول اس بنا پر ہے کہ معرفت ذات حق کے انتہا بجز اسکے اور کچھ نہین کہ اُسکو بذریعہ بیچونی اور بے چگونی کے پہچانے اس سے کوئی بیوقوف یہ نہ سمجھے کہ اس معرفت مین عام و خاص اور مبتدی اور منتہی سب برابر ہین اور جو یہ کہے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اس امر کو سمجھا ہی نہین اور نہ اُس نے علم اور معرفت مین کچھ فرق کیا کیونکہ مبتدی کو علم ہوتا ہے اور منتہی کو سوائے فنا کے اور کوئی معرفت نہین ہوتی اور نہ یہ دولت سوائے فانی کے کسی دوسرے کو میسر آتی ہے کیونکہ ؎

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا	نیست رہ در بارگاہ کبریا

پس معرفت جب علم سے اعلیٰ ہوئی تو وہ ایک ایسی چیز ہوئی کہ جو اس عقل متعارف سے ضرور اعلیٰ ہوگی اور اسی کو ادراک بسیط بھی کہتے ہین ؎

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست	ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست

حضرت مولانائے رومیؒ فرماتے ہین ؎

اتصال بے تکیف بے قیاس	ہست رب الناس را با جان ناس
لیک گفتم ناس را نسناس نہ	ناس غیر جان جان اشناس نہ

اور چونکہ فنا مین مراتب مختلف ہوتے ہین لامحالہ منتہیون کو بھی معرفت مین باہم ایک دوسرے پر فضیلت ہوتی ہے جسکی فنا اتم ہے اُسکی معرفت اکمل ہے اور جسکی فنا کم ہے اُسکی معرفت بھی کم ہے مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ اشعۃ اللمعات شرح لمعات مین لکھتے ہین کہ معرفت اور ادراک حق سبحانہ دو طرح پر ہے اول ادراک بسیط جو مراد ہے ادراک وجود حق سے معہ غفلت کے اس ادراک اور مدرک سے کہ جو وجود حق ہے دوسرا ادراک مرکب جو عبارت ہے ادراک وجود حق سے معہ شعور ادراک اور مدرک کے جو وجود حق ہے اور وجود حق کے ظہور مین باعتبار ادراک بسیط کے کوئی خفا نہین کیونکہ اولاً آدمی جس چیز کا ادراک کرتا ہے اُسمین اپنی ہی ہستی مدرک ہوتی ہے اگرچہ اس ادراک کے ادراک سے وہ غافل رہے اور غایت ظہور سے مخفی لیکن دوسرا ادراک چونکہ ادراک

مرکب ہے لہذا وہی محل شکر اور خطا اور ثواب کا ہو گا اور ایمان و کفر کا بھی اسی کی طرف راجع ہو گا تو باہمی فضیلت ایک دوسرے پر ارباب معرفت مین مراتب کے فرق سے ہوتی ہے اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ موجودات ممکنہ اسماء وصفات الٰہی کی صورتین اور مظاہر ہین اور ہر ایک اسم وصفت مین حق تعالیٰ بقدر قابلیت اُن اسماء کے ظاہر ہے تو موجودات کو بمنزلہ چند آئینون کے فرض کر کے جو کچھ اُس مین کمالات محسوسہ اور معقولہ نظر آئین وہ بھی اسماء وصفات حق ہی کی صورتین خیال کرنا چاہیے بلکہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کر کے اُسمین حق کو دیکھنا چاہیے مع اُسکے تمام اسماء وصفات کے تاکہ دیکھنے والا اہل مشاہدہ سے ہو جائے جیسا کہ پہلے اہل مکاشفہ سے تھا پھر اس سے آگے چل کر یہ غور کرنا چاہیے کہ جو عالم کو دیکھتا اور جانتا ہے اُس سب پر تیری ذات محیط ہے اور سب چیزین اُس ذات مین مرتسم ہین اور تیری ذات اُن کے لیے بمنزلہ آئینہ کے ہے تو پہلے مشاہدۂ حق تو اپنے غیر مین کرتا تھا اور اب اپنے مین پھر اس سے اور بڑھ کر اسطرح غور کرنا چاہیے کہ ممکنات اپنی ذات مین موجود نہین ہین لہذا اُن کو درمیان سے ہٹا کر سب کو تجلیات حق کی صورت خیال کرنا چاہیے اور ان سب کو اُس مین قائم سمجھنا چاہیے تاکہ وہ سب دائمی کمال اور جمال حق معلوم ہون بعد اسکے اس سے آگے بڑھ کر اپنے کو درمیان سے دور کر کے اس طرح غور کرے کہ ادراک کرنے والا اور مشاہدہ کرنے والا احد اسے وہی شاہد بھی ہو گا اور مشہود بھی حضرات کاملین اہل حقیقت نے معرفت کے کوئی معنی زاید بیان نہین کیے سوائے اسکے کہ معرفت کہتے ہین اقرار کرنا اپنے عجز کا معرفت سے چنانچہ مؤید اس کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ الحمد للہ الذی لم یجعل للخلق سبیلا الی معرفتہ الا بالعجز عن معرفتہ اسکے سوا اور بزرگون کے بھی ارشادات ہین اور اپنے علم کے لحاظ سے اُسکے معانی بھی بیان کیے ہین چنانچہ حضرت ابویزید بسطامی فرماتے تھے کہ لوگون کے لیے حال ہوتا ہے اور عارف کے لیے کوئی حال نہین کیونکہ اُسکے رسوم اور آثار تو سب مٹ چکے ہوتے ہین کسی نے حضرت بایزید سے معرفت کے معنے پوچھے تو آپ نے فرمایا کہ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃ یعنے جس وقت قلب مین معرفت آتی ہے اُس وقت بشریت کے امور خراب ہو جاتے ہین بعضون کا

۱؎ سب تعریفین اُس اللہ کیلیے ہین جسنے خلق کے واسطے معرفت کی طرف کوئی راہ نہین رکھی سوائے اپنی معرفت سے عاجزی کے ۱۲

۲؎ بادشاہ جب کسی بستی مین جاتے ہین اُسکو خراب کرتے ہین اور وہان کے سردارون کو بےعزت کر ڈالتے ہین ۱۲

قول ہے کہ عارف کی علامت یہ ہے کہ جو دُنیا و آخرت دونون سے فارغ ہو اور بعضے
کہتے ہین کہ عارف کی علامت تین چیزین ہین ایک یہ کہ اُسکے سب کامون مین پسندیدہ
اللہ کی یاد ہو دوسرے یہ کہ محبوب اُس کا وہ ہو جو اسکو خدا کی راہ بتائے تیسرے یہ کہ
خلق مین سب سے زائد محبوب اُسکو وہ شخص ہو جو اُسکو خدا کی طرف دعوت کرے حضرت
ذوالنون مصری فرماتے تھے کہ عارف وہ ہے جسکو حیرت بہت ہو اور بعضے کہتے ہین کہ
عارف وہ ہے جسکو خوف زیادہ ہو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
اللہ کے دین کا ستون معرفت اور یقین اور عقل قامع ہے صحابہ نے عرض کیا کہ قامع
کسکو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ گناہون سے باز رہنا اور حق کی طاعت اور عبادت پر
حریص ہونا حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے تھے کہ تمام انبیا علیہم السلام کی روحین میدانِ
معرفت مین دوڑین مگر روح پُر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیا علیہم السلام
کے ارواح مقدسہ سے سبقت لیگئی کذا فی جامع الاصول سے

ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد	از رہ گذر خاک سر کوے شما بود

وصل مطالب و مقاصد حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم کے موافق شریعت ہونے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم الی یوم القیام کے جس قدر
حالات و مقالات و مکاشفات و معاملات و معارف وغیرہ ہین یہ سب وہی ہین جو حضرات
انبیاء مرسلین و صدیقین و صحابہ و حوارئین کے تھے چنانچہ علمائے اہلسنت نے اِسکو اپنی
کتابون مین لکھا ہے اور کوئی بات اُن کی ایسی نہین ہے جس کی اصل خبر اور اثر مین موجود نہو
اور جسکو طالب بعد تجسس کے نہ پاسکے قاضی ثناء اللہ پانی پتی شرح وصیت نامہ حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی مین لکھتے ہین کہ فقیر کے نزدیک حق یہ ہے کہ فنا اور بقا وغیرہ مطالب
حضرات صوفیہ کے صراحتاً شرع شریف سے ثابت ہین کیونکہ عمدہ مطالب اُن کے
کئی ہین منجملہ اُن کے ایک تصفیہ دل ہے تعلق ماسوا اللہ سے اور حق کی یاد مین ایسا مستغرق
ہو جانا کہ یاد کرنے والا اپنے نفس اور ذکر دونون کو بھول جائے اسی حالت کو اصطلاح تصوف
مین یادداشت اور دوام حضور اور رفتار قلب بھی کہتے ہین اور اصطلاح شرع مین احسان سے

تعبیر کرتے ہین اور اسی کے بارہ مین ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ہ

مطلب صوفی بجز یک حرف نیست		جز دل اسپید مجون برف نیست

اسی مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی آدم کے جسم مین ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ فاسد ہوتا ہے تو سارا جسم فاسد ہوتا ہے اور اِس حدیث مین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ علم باطن اور اُسکا عمل افضل ہے علم ظاہر اور اُسکے عمل سے بدرجات مختلفہ کیونکہ علم کا شرف اُسکے معلوم سے ہوتا ہے شیخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین بیان فضیلت علم باطن بر علم ظاہر مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاذ ابن جبل سے عرض کیا کہ مجھے اُن دو شخصون کے حال بتلایئے جنمین سے ایک عبادت بہت کرتا ہے اور گناہ بھی اُسکے کم ہین مگر وہ ضعیف الیقین ہے اور اپنے امور مین اُسکو شک پڑا کرتا ہے حضرت معاذ بولے کہ اُسکا شک اُسکے اعمال کو میٹ دیگا پھر سائل نے کہا کہ اور دوسرا شخص ہے جو عبادت کم کرتا ہے اور گناہ بہت مگر اُس کا یقین قوی ہے تب حضرت معاذؓ نے سکوت کیا اُسوقت سائل نے کہا واللہ اگر پہلے شخص کا شک اُسکے نیک عمل کو میٹ دیگا تو پھر دوسرے شخص کا یقین بھی اُسکے سب گناہون کو میٹ دیگا حضرت معاذؓ اُس شخص کا ہاتھ پکڑکر فوراً اُٹھ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ مین نے اِس شخص سے زیادہ کسی کو فقیہ نہین دیکھا اور اِسی حدیث کے معانی دوسرے الفاظ سے مین نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی روایت کیے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم مین وہ لوگ کمتر ہین جن کو یقین دیا گیا ہے اور جس شخص کو اُس سے حصہ ملا ہے اُسکو اِس امر کی کچھ پروا نہین کہ قیام شب و روز یعنی عبادت اُس سے ادا ہوئی یا نہین الحدیث بالجملہ اِس حدیث مین یقین سے حسن ظن باللہ مراد ہے اور یہی یقین کا پہلا درجہ ہے پس حسن ظن انسان کو تصدیق کی طرف ہدایت کرتا ہے اور تصدیق کشف کی طرف اور کشف معرفت حق کی طرف اور معرفت ہدایت کرتی ہے حق کی طرف اور حق ہی منتہی ہے تو جس وقت مرید حق کی طرف منتہی ہوگا بذریعہ حق کے تو حق بھی اُسی کے طرف ہوگا کیونکہ حق نے ایک شے چیز پر اُسکو مطلع کیا ہے اور وہ بڑی چیز اُس بندہ مومن کے لیے اسوجہ سے ہے کہ جس قلمین وہ شے ہوتی ہے وہ کل نجاستون سے پاک و صاف ہوتا ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ سخی کے گناہون سے دور رہو کیونکہ اللہ اُسکی دستگیری کرتا ہے جب
اُسکو لغزش ہوتی ہے عارف ربانی امام شعرانی کہتے تھے کہ کوئی شک نہین ہے کہ فقرا،
سب کے سب اسخیا اکرام ہین اور اُنھون نے ظاہری و باطنی دونون سخاوتون کو جمع کرلیا
ہے ظاہری سخاوت یہ ہے کہ وہ مہمات دنیا پر حریص نہین ہوتے اور باطنی سخاوت یہ ہے کہ
وہ ماسوا اللہ کی نفی کرتے ہین بخلاف اور زہاد کے کہ اُن مین یہ جامعیت نہین ہوتی بلکہ اُن مین
صرف سخاوت ظاہری ہوتی ہے نہ باطنی اور اسی جامعیت کا نام اکسیر اکبر ہے کذا فی
جلاء النظر لسود شبہات ابن الجمی اور دوسرا تزکیہ نفس ہے اخلاق رزیلہ سے اور آراستہ
کرنا اُسکا اوصاف حمیدہ سے جسکو اصطلاح تصوف مین فنا اور بقا کہتے ہین اور اخلاق رزیلہ
کی حُرمت اور اخلاق حمیدہ اختیار کرنیکے وجوب پر شریعت بہ ندائے اعلےٰ ناطق ہے
یہانتک کہ اعمال جوارح کا اُسکے مقابلہ مین کوئی اعتبار نہین نماز وغیرہ ریا سے ادا کرنا بغیر
اخلاص کے لغو مین داخل ہین اور اکثر اعمال مباحہ نیک نیت کے ساتھ باعث حصول
اجر اور وصول مقام قرب ہوتے ہین اسی واسطے صوفیہ واصلین اُنھین کے حاصل کرنے مین
شغوف رہتے ہین چنانچہ حدیث مین ہے لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل اسی حدیث
پر ارباب وحدت وجود و شہود ہر ایک اپنے فہم کے موافق عمل کرتے ہین اور کلمہ لایزال
درجات قرب کے غیر متناہی ہونے پر دلالت کرتا ہے پس یہ مطالب صوفیہ صریح طور پر شرع
شریف سے ثابت ہین نفس اعتبار کے ساتھ تو اگر کوئی شخص متکلم یہ کہے کہ غیر شرع سے جو چیز
ثابت ہو وہ مطلوب نہین یہ صحیح ہے کیونکہ بعض لوگ بعضی چیزون پر کہ جنپر شرع ناطق ہے عمل
نہین کرتے ہین جیسا کہ بعضے لوگون کو حج میسر نہین ہوتا ہے یون ہی بعضون کو فنا نفس و قلب
بھی میسر نہین ہوتی اور یہ جو صوفی کا مقولہ ہے کہ اصل مطلوب فنا و بقا اور استہلاک ہے
اور اور احکام کہ جن پر شریعت ناطق ہے وہ اُس کے مقابل مین کوئی اعتبار نہین رکھتے یہ
بھی ٹھیک ہے اس واسطے کہ نماز و روزہ بغیر اخلاص کے بے فائدہ ہین اور مرتبہ
احسان مراتب اسلام سے بھی باصطلاح شرع فوقیت رکھتا ہے پس صورت نوعیہ انسان نے
جب اپنی زبان حال سے شرع کو مبدا فیاض سے چاہا تو سب سے پہلے فنا قلب و نفس
ہی کو چاہا گو ظاہر ہین بعضے افراد کو یہ دولت میسر نہین ہوئی جیسا کہ اور بعضون کو دولت
اعمال ظاہری بلکہ ایمان بھی میسر نہین ہوا جیسا کہ ارشاد الٰہی ناطق ہے

۱؎ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ یعنی انسان کی استعداد
عالی ہے اور وہی تقاضا شرع کرتی ہے کیونکہ احسن تقویم اُسی سے کنایہ ہے اور
بعضے لوگون نے جو اُس استعداد کو ضایع کیا وہ اسفل السافلین مین رد کیے گئے خصوصیت افراد
کو تحصیل کمالات مین دخل ہے نہ اصل اقتضا مین اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۲؎ اکثروا
ذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجانین حکم عام ہے کل افراد انسان کو اور **تصرف فرمانا**
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر جب کہ آپ کو یمن بھیجا تھا تصرف
فرمایا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے سینہ پر
ہاتھ رکھنے کے بعد سے مجھکو کوئی قضیہ مشکل نہین رہا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ فرماتے تھے
کہ مجھکو بعد اس واقعہ کے پھر کسی فیصلہ کرنے مین شک نہین ہوا اسکے راوی امام احمد اور
اسحق بن راہویہ اور عبد اللہ اور عثمان پسران ابی شیبہ اور ابن ماجہ وطیالسی ہین باب فضائل
صحابہ مین اور ابو یعلی اور عبد اللہ نے زوائد زہد مین اور ابو داؤد ترمذی نے تحسین کے
ساتھ اور نسائی نے خصائص مین اور طحاوی نے مشکل الآثار مین اور ابن سعد اور احمد دورقی
اور عدنی نے اپنے مسند مین اور مروزی نے کتاب العلم مین اور ابن جریر نے تہذیب الآثار
مین تصحیح کے ساتھ اور بزار وابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے بھی تصحیح کے ساتھ اور
ابو نعیم نے فضائل صحابہ مین اور عبد الرحمن بن سعد نے سیرت مین اور خلف بن عمر اور
۳؎ عکبری نے فوائد مین اور بیہقی نے سنن اور دلائل مین اور خطیب اور ضیا نے مختارہ مین اسکو
روایت کیا ہے اور اسکے سوا اکثر نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کرم اللہ وجہہ
کے روے شریف پر ہاتھ پھیر کر تصرف فرمایا جو وقت کہ آپکو معاملہ برادہ کے لیے بھیجا اسکے راوی
بھی عبد اللہ بن امام احمد ہین زوائد زہد مین اور مسند مین بسند صحیح اور ابن جریر تہذیب الآثار
مین اور اسی طرح تصرف فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ مین
بعد اُن کے نکاح کے پانی چھڑکنے کے ذریعہ سے اُن دونون کے سر اور چہرہ اور ہاتھون اور

۱؎ بیشک ہمنے انسان کو پیدا کیا اچھی زیادہ صورت مین پھر کر دیا اسکو کمتر سب کمترون سے یعنی اسکو لائق بنایا فرشتون کے
مقام کے پھر جب وہ منکر ہوا تو جانورون سے بدتر ہوگیا ۱۲ ۲؎ بہت یاد کرو اللہ کو یہان تک کہ کہین لوگ تمکو دیوانہ ۱۲
۳؎ منسوب بہ عکبرا بضم عین وسکون کاف وفتح با ایک گانون کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب

سینہ اور شانون پر اس حدیث کے راوی ابو حاتم رازی اور رویانی ہین سندمین اور نسائی
خصائص اور عمل الیوم واللیلہ مین اور ابن حبان صحیح مین اور سمویہ فوائد مین اور دولابی
فضائل مین اور عبد الرزاق جامع مین اور امام احمد مسند اور مناقب مین اور عدنی اور مسدد
اور دورقی اور بیہقی سنن مین اور ابو الخیر حاکمی بھی طرق کثیرہ جیدہ سے مگر تھوڑے فرق کے
ساتھ اُسکے راوی ہین اور تصرف فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابن عباس پر القاء
تاویل قرآن اور علم کتاب اور حکمت اور فقہ کے ساتھ اُن کے قلب مین اسطرح پر کہ انکو اپنے
سینہ مبارک سے لگا لیا یہ بھی ثابت ہے اور اسکے راوی جماعت ائمہ اہل صحیح وغیرہم ہین اور یہ
سب اس اور اصل اصیل ہین تصرف مشائخ صوفیہ مین جو وہ اپنے مریدین پر کرتے ہین فتوحات
مکیہ مین اقطاب عیسوئین کے اسرار مین لکھا ہے کہ وہ لوگ جب کسی دوسرے شخص کو کوئی حال
اپنے حالات مین سے کہ جسکے حامل وہ خود ہوتے ہین عنایت کرنا چاہتے ہین تو اسکی
استعداد نہین دیکھتے بلکہ اُس سے بذریعہ کشف یا تعریف الٰہی کے ملتی ہین اور اُسوقت کبھی
اُس سے معانقہ کرتے ہین اور کبھی اپنے کپڑون مین سے کوئی کپڑا دیدیتے ہین یا اُس سے
کہتے ہین کہ اپنا کپڑا پھیلاؤ اور خود جس چیز کے دینے کا ارادہ کرتے ہین اُسکے لیے ہاتھ اُٹھا کر
چلو مین ہوا سے کچھ لاتے ہین اور دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ یہ چلو اُٹھائے ہوے ہین وہ چلو اُس
شخص کے کپڑے مین ڈالتے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس کپڑے کو اُٹھا کر سینہ سے لگا لو یا
پہن لو تو اُس لگانے اور پہننے سے جسقدر حال وہ لوگ اُس شخص کو دینا چاہتے ہین وہ اُسمین
سرایت کرجاتا ہے نقل ہے کہ ایکبار جریر ابن عبد اللہ بجلی نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مین گھوڑے پر ٹھیک طور سے نہین بیٹھ سکتا ہون آپ نے
اُن کے سینہ پر اپنا ہاتھ پھیر کر دعا کی جسکی برکت سے وہ گھوڑے پر ایسا چڑھنے لگے کہ کبھی
گرے ہی نہین اور حضرت جابر کا ایک گھوڑا کند رفتار تھا اور سب گھوڑون کے پیچھے
پہونچتا تھا آپ نے اُسکے ایک کوڑا مار دیا جب سے وہ ایسا تیز ہو گیا کہ جب چلتا تو سب
گھوڑون کے آگے ہی پہونچتا اور چلنے مین کسی کے روکے سے نہ رُکتا۔ اسی طرح حضرت
ابو طلحہ کا بھی ایک گھوڑا کند رفتار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ایکبار اُسپر سوار ہوے

سلہ منسوب بہ رویا جو ایک گانون ہے نعماد مین ۱۲ منتہی الارب سلہ منسوب بہ دولاب بضم دال ایک مقام
ہے ۱۲ منتہی الارب سلہ منسوب بہ بجلہ ایک قبیلہ ہے بنی سلیم کا ۱۲ منتہی الارب

اور فرمایا کہ مین تو اسکو ایک دریا پاتا ہون چنانچہ وہ ایسا ہی ہوگیا حضرت ابی ہریرہؓ نے حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا حافظہ اچھا نہین ہے آپ نے فرمایا کہ
چادر بچھاؤ اُنھون نے چادر بچھائی آپ نے ایک یا تین چلو ہوا کے لیکر اُس چادر مین ڈالدیے
اور فرمایا کہ اسکو اپنے سینہ سے لگا لو اُنھون نے لگالی وہ کہتے تھے کہ پھر میرا حافظہ ایسا قوی
ہوگیا کہ جو چیز مین نے حضور سے سُنی وہ یاد رہی اور جمع الجوامع مین بروایت ابن عساکر
حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہے کوئی شخص
جو لے اُس چیز سے کہ فرض کی اللہ اور اُسکے رسول نے وہ ایک کلمہ ہے یا دو یا تین یا چار یا
پانچ اور اُن باتون کو اپنی چادر کے گوشہ مین باندھے اور اُنپر عمل کرے اور لوگون سے عمل
کرائے ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین لونگا اور یہ کہکر مین نے
اپنا کپڑا بچھا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمانے لگے جب آپ خاموش
ہوے تو مین نے وہ چادر لپیٹ کر اپنے سینہ سے لگالی اور خیال رکھتا ہون اُسوقت سے
جو بات مین نے آپ سے سُنی وہ بھولا نہین ہون پس حضرت ابو ہریرہ مین اُسوقت اِس
امر کی قبولیت کی استعداد اور لوگون سے زائد تھی اسی وجہ سے اُنھون نے اپنی قوت ایمانی
کی وجہ سے فوراً چادر بچھا دی اور وہ کلمات بارزہ عالم مثال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمائے اُنکے خیال مین متجسد ہوگئی تھی لہذا حضرت ابی ہریرہ نے اُن کو اپنی چادر مین
اکٹھا کر لیا اپنی اُس قوت تخیلی سے جو اُن کی قوت ایمانی سے پیدا ہوئی تھی پھر اُس چادر کو
اپنے سینہ سے لگا لیا تو اُس حال کی قوت جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متلبس تھے بوجہ
تجلی اسم الحفیظ العلیم کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے وقت پھیل گئی اور آپ
اپنی ہمت سے اسطرف متوجہ تھے کہ آپکے الفاظ شریفہ سے حضرت ابی ہریرہ کے خیال مین
قوت حال ساری ہوجائے تو وہ خیال جو حضرت ابی ہریرہؓ کی قوت ایمانی اور کمال استعداد
سے پیدا ہوا تھا اُن کی چادر مین آیا اور اُس چادر سے اُن کے باطن مین جسکا بفضل خدا نتیجہ
ظاہر ہوگیا اور خود ابی ہریرہ نے کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ اس حال کے بعد پھر جو چیز
مین نے آپ سے سُنی وہ نہین بھولا اور خود اس کا شاہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ ابو ہریرہؓ علم کے ظرف ہین اور ہر امت مین ایک حکیم ہوتا ہے اور اس امت کے
حکیم ابو ہریرہ ہین تو جب حضرت ابی ہریرہؓ سے یہ خبر ظاہر ہوئی اُسی کا اثر اس اُمت مین پھیلا

اور باقی رہے گا قیامت تک وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور حضرت ابی ہریرہؓ کا چادر بچھانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت کچھ ارشاد فرمانا اور ابی ہریرہؓ کا اُس چادر کو جمع کرکے اپنے دل پر لگانا اور یہ کہنا کہ پھر مین کوئی چیز بھولا نہین اسکو اہل صحیح وغیرہم نے ان سے مطولاً اور مختصراً بھی روایت کیا ہے اور اگر کسی نے ابی ہریرہؓ کا بھول جانا کسی حدیث سے روایت کیا ہو تو وہ محمول ہوگا اس واقعہ سے قبل کی حالت پر چنانچہ اسکا مصحح خود ابی ہریرہؓ کا قول ہے جو روایت صحیحہ مین آیا ہے کہ حضرت ابی ہریرہؓ کہتے تھے کہ اُس ذات کی قسم جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امر حق کے ساتھ بھیجا مین آپ کی اُن باتون سے ایک بات بھی اسوقت تک نہین بھولا اور یہی اسکی مخالف ہوگا اُن کا یہ کہنا کہ اُن کے زمانہ مین اُن سے زیادہ کوئی حافظ حدیث نبوی صلعم کا نہ تھا اور ایک روایت صحیحہ مین ہے کہ حضرت ابی ہریرہؓ کہتے تھے کہ مجھ سے زائد کوئی راوی حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تھا سوائے عبداللہ ابن عمرؓ کے کیونکہ مین بھی اپنے دل مین حدیث کو محفوظ کرلیتا تھا اور وہ بھی مگر میرے اور اُن کے صرف فرق یہ تھا کہ وہ لکھتے جاتے تھے علما فرماتے ہین کہ یہ بات معقول ہے کہ ابی ہریرہؓ کی تحقیق صرف اسوجہ سے تھی کہ وہ حافظ زیادہ تھے اور حضرت ابن عمرؓ کی تحقیق اس وجہ سے تھی کہ وہ حافظ بھی تھے اور کاتب بھی چنانچہ امام طحاوی نے اسکو بہت تفصیل سے شرح مشکل الآثار مین لکھا ہے اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے سینہ پر جب وہ اسلام لائے تین مرتبہ ہاتھ مارا اور ہر بار فرمایا کہ اے اللہ اسکے دل سے کینہ وبدی نکالدے اور اُس کو بدلدے ایمان سے اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور ابو عمر نے بھی استیعاب مین لکھا ہے جہت ابی داؤد سے بسند جید حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کو اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو ہدایت کر اور سیوطی نے خصائص صغری مین اُس جزء سے جسکو زرین نے خصائص مین روایت کیا اسطرح نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اُن کے شانے دونون پکڑکے ہلائے وہ اُسی وقت اسلام لائے اور ابی ابن کعبؓ کے دل مین ایک مرتبہ کچھ شک پڑگیا اور وہ بہت سخت تھا یعنی زمانہ جاہلیت مین جو شکوک گذرتے تھے اُس سے بھی زائد سخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سینہ پہ ہاتھ مارکر فرمایا کہ اے اللہ اس سے شیطان کو دور کر ابی کہتے ہین کہ میرے پسینہ نکل آیا اور یہ حال ہوا کہ مین گویا اللہ کو

سب سے الگ دیکھ رہا ہون اسکے راوی بیہقی وغیرہ ہین کاتب الحروف کہتا ہے کہ توجہ
دینے اور اُس کے اثر کرنے کی عمدہ دلیل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دبوچنے والا قصہ ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کے وقت تین مرتبہ جیسا کہ کتب تفاسیر مین مرقوم ہے بعضے
اہل سیر لکھتے ہین کہ اس تین مرتبہ دبوچنے مین حکمت یہ تھی کہ نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
نفس کے تینون مرتبون امارہ ولوامہ وملہمہ سے تجاوز اور ترقی پاکر مطمئنہ کی منزل پر ٹھہر جاے
حق تعالی نے حضرت جبرئیل کی تاثیر کو آپ کی روح مبارک کے ہلانے اور جھلانے اور بغل مین
دابنے کے سبب اعلی درجہ کمال پر ثابت اور راسخ کردیا اس واسطے کہ کاملون کی تاثیر جو
دوسرون مین اثر پیدا کرتی ہے اور جسکو اہل طریقت کی اصطلاح مین توجہ کہتے ہین چار طرح کی
ہوتی ہے **پہلی** تاثیر انعکاسی وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص عطر لگا کے مجلس مین آوے اور اُس
عطر کی خوشبو سے اہل مجلس کے دماغ معطر ہوجاوین اس قسم کی توجہ اور قسمون سے ضعیف ہے
کیونکہ اس کا اثر اُسی وقت تک ہے جبتک اُسکی صحبت ہے بعد اُسکے کچھ اثر باقی نہین رہتا
ہے **دوسری** تاثیر القائی وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص بتی اور تیل ایک سکورے مین
ڈالکر لاوے اور دوسرے شخص کے پاس آگ ہو وہ اُسکو روشن کرکے چراغ کردے سو اس
قسم کی تاثیر البتہ کچھ قوت رکھتی ہے کہ سیکھنے سکھلانے کے بعد بھی اُس کا اثر باقی رہتا ہے
لیکن جب کوئی صدمہ پہونچتا ہے جیسے آندھی آوے یا پانی برسے تو اُس کا اثر جاتا رہتا ہے
اور بھی یہ تاثیر نفس اور لطیفون کو درست نہین کرسکتی ہے جیسے تیل اور بتی اور سکورے کے
ناکارہ پن کو فقط شعلہ سنوار نہین سکتا **تیسری** تاثیر اصلاحی وہ اس طور سے ہے جیسے
پانی کو دریا یا کنوئین سے نکال کر کسی خزانہ مین جمع کرین اور خزانہ کی راہ کو کوڑے کرکٹ
سے فوارہ تک صاف کرکے زور سے اُس مین پانی چھوڑدین کہ فوارہ خوب زور سے
چھوٹنے لگے اس قسم کی تاثیر اُن تاثیرون سے زیادہ قوی ہے کہ اصلاح نفس اور تہذیب لطائف
بھی اُس مین ہوتی ہے لیکن خزانہ کی استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیضان
ہوتا ہے نہ کنوئین اور دریا کی برابر اور باوجود ان سب باتون کے اگر خزانہ مین کچھ فتور
پڑجاتا ہے تو نقصان ہونے مین بھی کوئی شک نہین رہتا **چوتھی** تاثیر اتحادی کہ شیخ کامل
اپنی روح کو طالب کی روح سے اسطرح ملادے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح
مین اثر کر جاوے اور یہ بہ نسبت اُن تینون قسمون کے زیادہ قوی ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے

کہ دونون کی روح کے ایک ہوجانے سے جوکچھ شیخ کی روح مین ہے وہی طالب کی روح
مین بھی آجاتا ہے اور بار بار استفادہ کی حاجت نہین پڑتی ہے یہ حضرت جبریل
کی تاثیر بھی اتحادی ہی تھی کہ اُنھون نے اپنی روح لطیف کو مسامات کی راہ سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک مین داخل کرکے آپکی روح اقدس مین ملادیا کہ وہ دونون
شیر وشکر کی طرح گھل مل گئین اور ایک عجیب حالت ملکیت اور بشریت کی پیدا ہوگئی جو
بیان مین نہین آسکتی **نقل** ہے حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کے مکان پر ایک روز
کئی مہمان آگئے اُس روز آپکے یہان کچھ کھانے کو نہ تھا آپکو تشویش ہوئی اُن کے لیے
کھانا تلاش کرنے لگے ایک نانبائی کی دوکان آپکے مکان کے متصل تھی اُس نے جب یہ خبر
سُنی تو خوان بھر روٹیان خوب مرغن تیار کرکے لایا آپ اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور
فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اُس نے عرض کیا کہ مجھ کو اپنا سا کردیجیئے فرمایا کہ تو اُس حالت کا تحمل
نہ کرسکے گا کچھ اور مانگ اُس نے نہ مانا اور یہی مانگتا رہا جب بہت عاجزی کرنے لگا تو مجبور ہوکر
آپ اُسکو حجرہ مین لے گئے اور تاثیر اتحادی اُسپر کی جب حجرہ سے باہر نکلے تو آپ مین اور
اُس نانبائی کی صورت مین کچھ بھی فرق نہ تھا صرف اسقدر کہ آپ ہوشیار تھے اور وہ بیہوش
اور سرشار پھر وہ تین روز تک اُسی سکر اور بیہوشی مین رہ کر انتقال کرگیا حضرت شاہ خوب اللہ
الہ آبادی طبقات مشایخ کے بیان مین لکھتے ہین کہ ایک بار نواب خان جہان ظفر جنگ نے کہا کہ
نقشبندیہ طریقہ مین پہلے گرمی ہوتی ہے پھر سردی یہ بات حضرت شاہ محمد افضل الہ آبادی نے سُنکر
میری طرف دیکھا مین نے عرض کیا کہ پہلے گرمی مرشد کی توجہ کے اثر سے ہوتی ہے جو طالب کے
آئینہ مین منعکس ہوتی ہے تاکہ وہ اُسکی لذت پاکر اُسکے حاصل کرنے کے لیے مستعد ہو مگر یہ گرمی
عاریتی ہوتی ہے دیرپا نہین ہوتی مگر جبکہ مرید طالب ارشاد مرشد کامل پر عمل کرتا ہے تو وہ ملکہ
اُسکی ملک ہوکر پایدار ہوجاتا ہے ایک روز ایک مرید جدید نے ایک درویش سے کہ جو ذاکر شاغل
تھے کہا کہ جب مین آپکے مقابل ہوتا ہون تو مجھ کو ذکر قلبی کا جوش اور غلبہ بہت ہوتا ہے اور جب
آپ سے جُدا ہوتا ہون تو وہ غلبہ جاتا رہتا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ دریا کا پانی ہمیشہ
جاری رہتا ہے مگر جب آندھی چلتی ہے تو اُسمین بھی جوش آتا ہے تو شیخ کی حضوری مثل تیز
آندھی کے ہے **اور تلقین ذکر وغیرہ** پس اُسکے متعلق بھی تحقیق سُن لینا چاہیے ملا علی قاری
حنفی مکی رسالہ مختصر موضوعات مین بعد نقل قول منکرین خرقہ کے لکھتے ہین کہ میرے نزدیک

یونہی نسبت تلقین جو صوفیہ مین متعارف ہے اسکی بھی کوئی اصل نہین حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی قول الجمیل مین بعد ذکر کرنے اس حدیث مسلسل[1] کے جو دربارہ تلقین شیخ کے
مرید کو مشایخ چشتیہ سے ہے لکھتے ہین کہ اس حدیث کو ہم نے صرف مشایخ چشتیہ کے پاس
پایا ہے اور اہل حدیث کے قاعدون پر تو اس مین بڑی بحث ہے حضرت شاہ عبد العزیز محدث
اسی کلام کے حاشیہ مین لکھتے ہین کہ بحث کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث محدثین کے طور پر نہایت
غریب ہے اور بشدت منقطع اس واسطے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے باعتبار تاریخ کے ثابت نہین اور رکاکت الفاظ اسکے علاوہ ہے مین کہتا ہون کہ مشایخ
چشتیہ ہی صرف اس حدیث کے راوی نہین ہین بلکہ مشایخ کبرویہ وسہروردیہ وغیرہم نے
بھی اسکی روایت کی ہے اور الفاظ کے رکیک ہونے کا کوئی اعتبار نہین ہے کیونکہ ہو سکتا ہے
کہ راوی نے اسکو بالمعنی روایت کیا ہو اور مشایخ نے کہین یہ امر صاف صاف نہین کہا کہ
یہ لفظ حدیث کی ہے یا یہ کہ اس مین الفاظ کے رکیک ہونے کا شائبہ نہین پایا جاتا قشاشی
کہتے ہین کہ شداد بن اوس کی حدیث شیخ وقت کے لیے سند ہو سکتی ہے اپنے مریدین کی
جماعت کو تلقین کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے واسطے جمع کرکے اور اسی طرف مشایخ طریقہ کبرویہ مین سے
شیخ نجیب الدین دمشقی بھی گئے ہین وہ رسالہ مکیہ[2] مین لکھتے ہین کہ صرف تلقین کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے
متعلق مین نے کسی کتاب مین محدثین کی کتابون سے نہین دیکھا نہ سنن مین نہ مسانید اور
نہ جوامع مین اُس شے خاص کو جو اس بارۂ خاص مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد
ہوئی ہو لیکن رسالہ ریحان القلوب مین البتہ یہ حدیث تلقین کی جو متن مین مذکور ہے لکھی ہوئی
دیکھی ہے اور اسیطرح سبط حافظ ابی الفتوح طاؤسی[3] یعنی سید السند ہبۃ اللہ بن عطاء اللہ حسنی
حسینی فاسی[4] مشہور بہ شاہ میر سے بھی منقول ہے اور وہ صاحب تصانیف تھے مثل شرح موطا

[1] وہ حدیث یہ ہے:۔ قالوا جاء علی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ دلنی علی اقرب طریق الی اللہ
وافضلہا عند اللہ واسہلہا لعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک بملازمۃ الذکر فی الخلوۃ فقال علی کرم اللہ
وجہہ کیف اذکر یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم غمض عینیک واسمع منی ثلث مرۃ فاسمعنی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا الٰہ الا اللہ ثلث
مرات وعلی یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الٰہ الا اللہ ثلث مرات والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع ثم
لقن علی کرم اللہ وجہہ الحسن البصری وھکذا حتی وصل الینا ۱۲ قول الجمیل

[2] یہ رسالہ مولفہ شیخ جلال الدین ابو المحاسن یوسف بن عبد اللہ بن عمر و عجمی کورانی کا ہے ۱۲

[3] منسوب بہ طاؤس جو مشہور تابعی تھے ۱۲

[4] منسوب بہ فاس جو ایک بڑا شہر ہے مغرب مین ۱۲ منتہی الارب

اور حواشی اُن سلسلات کے جو اُنھون نے روایت کیے اپنے جد حافظ ابوالفتوح اور امام تاج الدین
عبدالرحمٰن بن شہاب الدین مسعود بن محمد مرشدی[1] گاذرونی[2] سے معاً اُن کے اُس طریقہ روایت
کے بھی کہ جو امام موصوف کو اُن کے جد ابی الفتوح سے بھی اور یہ دونون سندین متصل[3] ہین حضرت
جنیدؒ سے بسند مشہور سید موصوف کا قول ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے اولیا متقین اور مشائخ
متقنین کے سلسلہ مین لیکن محدثین نے اس مین کلام کیا ہے اور اسی وجہ سے یہ مسانید اور
سنن مین مذکور نہین اور اس حیثیت سے بھی کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی سماعت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے مشہور نہین بااین ہمہ کہ وہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی معاصر ضرور تھے کیونکہ وہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین پیدا ہوے اور یہ امر بھی صحیح ہے کہ اُنھون نے
حضرت عثمانؓ کا خطبہ سُنا بعد اُسکے حافظ ابن جزری کا کلام اسنی المطالب فی مناقب علی ابن
طالب مین جو مذکور ہے وہ ذکر کیا قشاشی کہتے ہین کہ اس رسالہ مین حضرت حسن بصریؒ کا ذکر
بہت ہے حالانکہ اسکی ضرورت نہ تھی اسواسطے کہ اُس کا جھگڑا اتحاف الفرقہ مین طے ہو چکا ہے
اور اُن روایتون سے جنکے راوی ثقات ہین وہ یہ کہ حضرت حسن بصری فرماتے تھے کہ مین نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا ہے اور یہ امر اپنی جگہہ پر مسلم ہے کہ راوی ثقہ جو تدلیس کرتا ہے
وہ اُسی وقت کہ جب روایت مین اپنے شیخ سے الفاظ صریحہ سماع والے لکھتا ہے تب اُسکی
روایت مقبول اور اُسکی اسناد متصل سمجھے جاتے ہین اور اسکے راوی بقول سید رحمۃ اللہ
اولیا متقین و مشائخ متقنین ہین ان لوگون کی تصریح تلقین کے متعلق ویسے ہی ہے جیسے سماع
کی تصریح کیونکہ وہ اُسکو بھی شامل ہے تو اُسکی اسناد بمقتضاے قاعدہ مذکورہ متصل بھی ہون گی
فقط مترجم قول الجمیل لکھتے ہین کہ فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اس روایت کا اتصال مشکل ہے
لیکن اولیاء چشت کے ساتھ حسن ظن اسکو مقتضی ہے کہ یہ حدیث بوجہ شبہ پایہ اعتبار سے ساقط
نہ کی جاے کیونکہ امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک بشرط عدالت رواۃ حدیث مرسل بھی حجت ہے
واللہ اعلم۔ شیخ کردی[4] مسالک الابرار اور انباہ الانباہ مین لکھتے ہین کہ ابن اوس کی حدیث دلیل ہر

---

[1] منسوب بہ مرشد ایک شخص کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب [2] منسوب بہ گاذرون بفتح کاف وسکون الف وفتحہ ذال ایک شہر کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب [3] میم حتقن بضم میم وقاف مفتوح بمعنی استوار و محکم کذا فی المنتخب ۱۲ منہ [4] اس سے مراد حضرت شیخ ابراہیم کردی ہین یہ اصول اور فروع فقہیہ اور علوم صوفیہ مین آیۃ من آیات اللہ تھے اور اپنے زمانہ مین منظور و مشارالیہ تھے اطراف سے انکے پاس استفتے آیا کرتے تھے اور وہ اُن کے جواب لکھتے اور اُن کے رسائل بناتے اور ان کل علوم و فنون مین اُن کی تحریر عدیم النظیر ہے اور اُن سے اُن کی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳ پر ملاحظہ ہو)

تلقین ذکر کے مریدین کے واسطے بیعت لینے کے وقت اور دلیل ذکر جہر پر مجتمع ہونے کی
بھی شاہد ہے اصل تلقین اور کیفیت خاصہ کے لیے لیکن حدیث مرویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
جو صوفیہ مین متداول ہے وہ اگرچہ کتب احادیث مین نہین ہے لیکن اُس کا کوئی مخالف
بھی نہین ہے اور اگر صرف حضرات صوفیہ ہی اُسکے راوی ہین تو بھی کچھ نقصان نہین
کیونکہ راویان حدیث اہل اللہ ہی ہین جو متقی ہین اور خطیب نے کفایہ مین تمام علماء کا اتفاق
اس بات پر نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ثقہ تنہا ایسی حدیث نقل کرے جسکو اور کسی نے نقل نہ
کیا ہو تو اُس کا قبول کرنا واجب ہے اور علماء نے تصریح کی ہے اس تلقین کی جو تصریح بالسماع
کے معنی مین ہے تو اُنکے نزدیک اسناد متصل بالسماع صحیح ہین اور کوئی اصول مین سے اسکا
مخالف بھی نہین باینہمہ کہ اس مین توحید کے معنی مناسبت اور مقتضی حال کے طور پر مرعی ہین
کیونکہ آنکھون کے بند کرنے سے ایک نوع کے دلی یکسوئی معلوم ہوتی ہے اسکے علاوہ بہت
سی صورتین مرئیات وغیرہ اور مسموعات مین ایسے ہین کہ وہ صورتین جب قلب پر پہونچتی ہین تو
اُنکے علاوہ جو ہوتے ہین وہ منتفی ہو جاتی ہین اور جسوقت امر تلقین شدہ کی طرف کہ جو آواز
بلند ہوتا ہے بامتثال امر کان لگایا جاتا ہے تو وہ صور کثیرہ کہ جو قلب مین کان کی طرف سے داخل
ہوتی ہین منتفی ہو جاتی ہین اور جسوقت صورت ذاکر خاص معنی ذکر مین حاضر ہوتی ہے تو کثرت
خیالیہ کی صورت بھی ویسی منتفی ہو جاتی ہے اور جسوقت وہ اُسکی نفی کرتا ہے بسبب ذکر دائمی
اور حضوری ذکری کے یہانتک کہ آہستہ آہستہ صورت کثیرہ خیالیہ اور حسیہ مٹ جاتی ہین تو دلمین
انوار توحید موافق اُسکی استعداد کے چمکنے لگتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر چیز کے لیے
ایک شے صاف کرنے والی ہوتی ہے اور قلوب کے صاف کرنے والی شے اللہ کی یاد ہے مین

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۲) براعت علمی اور فضیلت علوم ہوتی ہے اُن کی تالیفات یہ ہین رسالہ تصحیح الاخبار
والآثار التی تجری علی السنۃ الصوفیہ اور نشر الزہر فی الذکر بالجہر اور اتحاف النبیہ الاواہ بفضل الجہر بذکر اللہ اور رسالۃ الابرار فی احادیث
النبی المختار اور المسلک الوسط الدانی الی الدرر الملتقطہ للصغانی اور مسلک المختار اور مسلک الاعتدال اور مسلک التعریف بتحقیق التقلید
اور تحقیق عدم تابید الکفار فی عذاب النار اور اتحاف الذکی اور تحقیق التجلی فی الصور اور مطلع الجود بتحقیق التنزیہ فی وحدۃ الوجود اور
ذراتھی فی تحریر لیس کمثلہ شئی اور تنبیہ العقول علی تنزیہ الصوفیہ عن اعتقاد التجسم والعینیۃ والاتحاد والحلول اور جلاء الفہوم اور بسط المکتوم
المبہم اور توصیل الی ان علم اللہ بالاشیاء ازلاً علی التفصیل اور مسلک القویم فی مطابقۃ تعلق الخبرۃ بالحادث بتعلق العلم القدیم اور جواب
المعتبر قصد السبیل اور بلغۃ المسیر اور الملاع الحمیط بتحقیق الکسب بین طرفی الافراط والتفریط اور تعلیقات فصوص اور فتوحات وغیرہ مولفات
شیخ اکبر ہیں اور سوا اسکے ان کی بہت کتب اور رسائل بھی ہین اور اُنکی اسانید کی فہرست امم لایقاظ الہمم مین موجود ہو ۱۲ منہ

کہتا ہون کہ حدیث کے الفاظ بعض روایتون مین یون بھی ہین کہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے قریب تر اور سہلتر راہ اللہ کی طرف جو ہو وہ بتائیے آپ نے فرمایا اے علی اُسکی یاد ہمیشہ رکھو خواہ وہ باظہار ہو یا باخفا تب اُنھون نے عرض کیا کہ ذکر تو تمام سب لوگ کرتے ہین اور مین خاص چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ سب سے بڑی چیز میرے اور مجھ سے قبل کے انبیا علیہم السلام کے مقولون کے مطابق لا الہ الا اللہ ہے اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین ایک پلہ مین ہون اور لا الہ الا اللہ ایک پلہ مین تو بھی لا الہ الا اللہ ہی کا پلہ بھاری ہوگا اور اے علی قیامت نہ قائم ہوگی جب تک روے زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کرنیوالا ہوگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ مین ذکر کسطرح کرون آپ نے فرمایا کہ اپنی دونون آنکھین بند کرو تا آخر حدیث یہ حدیث بھی ویسی ہے جیسی حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بار جناب باری سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا جس سے مین تجھے یاد کیا کرون اور دعا مانگا کرون جناب باری نے فرمایا کہ اے موسی لا الہ الا اللہ کہا کرو حضرت موسی نے فرمایا کہ یہ تو تیرے اور سب بندے بھی کہتے ہین حکم ہوا کہ لا الہ الا اللہ اُنھون نے کہا لا الہ الا انت مین خاص چیز اپنے لیے چاہتا ہون حکم ہوا اے موسی اگر ساتون آسمان اور جو کچھ اُن مین ہے سوا میرے اور ساتون زمینین ایک پلہ مین رکھی جائین اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلہ مین تو لا الہ الا اللہ ہی کا پلہ بھاری ہوگا اس حدیث کو روایت کیا ابو یعلی[1] نے اپنی سند مین

---

[1] ابن حبان ثقات مین لکھتے ہین کہ احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن ہلال التمیمی ابو یعلی موصل کے رہنے والے تھے اور روایت کرتے تھے محمد بن صباح دولابی اور غسان بن الربیع اور یحیی بن معین اور اہل عراق متقنین فی الروایات و مواظبین بر روایت دین و اسباب طاعت سے ان کا انتقال ۳۰۷ھ مین ہوا ذہبی طبقات الحفاظ مین لکھتے ہین کہ اُنھون نے علی بن جعد اور یحیی بن معین اور محمد بن المنہال الضریر اور غسان بن الربیع اور شیبان بن فروخ اور یحیی حمانی وغیرہم سے سُنا اور اُنھون نے ایک معجم تین جزو کا بنایا جو اُن کی شیوخ حدیث کا تھا اور اُن سے روایت حدیث کی ابو حاتم ابن حبان اور ابو علی نیشاپوری اور حمزہ بن محمد کنانی اور ابو بکر اسمٰعیل اور ابو بکر ابن المقری اور ابو عمرو بن حمدان اور نصر بن احمد مرجی اور محمد بن جعفر نحاس اور بہت لوگون نے یزید بن محمد ازدی کہتے تھے کہ ابو یعلی بہت سچے اور امانت دار اور دیندار و حلیم شخص تھے جس روز اُن کا انتقال ہوا اُس روز اکثر دوکانین بند ہوگئین اور بہت سے لوگ جنازہ پر آئے ابو عمر کہتے تھے کہ ابو یعلی نے اُن کا ذکر کیا تو اُن کو تفضیل دی حسن بن سفیان پر تب لوگون نے اُن سے کہا کہ ابو یعلی کو حسن پر کیسے تفضیل دیتے ہو حالانکہ انکا سند اُن کی سند سے بڑا ہے اور اُنکی شیوخ ان کے شیوخ سے اعلی ہین تب اُنھون نے کہا کہ ابو یعلی حدیث بیان کرتے تھے احتسابا یعنی ثواب کا خیال کرکے اور حسن حدیث بیان کرتے تھے اکتسابا یعنی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۵ پر ملاحظہ ہو)

اور نسائی نے سنن کبریٰ مین اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین اور ابن حبان نے اپنی
صحیح مین اور حاکم نے مستدرک اور صحیح مین اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء مین اور بیہقی نے
الاسماء والصفات مین اور ضیاء نے مختارہ مین اور بزار اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے مرفوعاً
روایت کی کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات ہونے لگی تو اُنھون نے اپنے دو بیٹون کو بُلا کر
فرمایا کہ مین تم کو حکم دیتا ہون لا الہ الا اللہ پڑھنے کا کیونکہ آسمان اور زمینین اور جو کچھ اُن دونون
مین ہے اگر ایک پلہ ترازو مین رکھے جائین اور کلمہ لا الہ الا اللہ دوسرے پلہ مین تو کلمہ کا پلہ
بھاری ہوگا اور ترازو کا لا الہ الا اللہ کی وجہ سے بھاری ہونا یہ حدیث حضرت ابن عمر مین بھی
ہے بہ سند حسن بر قول امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم بالتصحیح اور بیہقی کے
نزدیک شعب الایمان مین اور طبرانی کے نزدیک حضرت ابن عباس کی حدیث مین اور
ظاہر ہے کہ شہادت لا الہ الا اللہ کی حاصل ہے کل مسلمانون کو اور انبیاء مرسلین کے لیے بھی اسی
طور پر ہے کوئی زیادتی نہین اب جو اُن کو خاص طور پر اس ذکر کی کثرت کا اور اسپر مواظبت کریگا

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۴) بطور علم حاصل کرنے کے پھر ابن حبان نے جو اُن کی تعریف کی تھی وہ ذہبی نے بیان کی اور
کہا کہ حاکم کہتے تھے تعجب ہے کہ مین ابا علی حافظ کو ابو یعلی سمجھتا تھا بوجہ اُن کے اتقان اور حفظ حدیث کے اور غالباً اُن سے علم
حدیث مین تھوڑی سی حدیثین مخفی ہونگی حاکم کہتے تھے کہ وہ ثقہ مامون تھے ابو علی حافظ کہتے تھے کہ اگر ابو یعلی ابی یوسف علی
بشر بن الولید کی کتابون کے دیکھنے مین مشغول ہو جاتے تو وہ بصرہ مین سلیمان بن حرب اور ابو الولید طیالسی کو ضرور پا جاتے
سمعانی کہتے تھے کہ مین نے اسمٰعیل بن محمد بن الفضل حافظ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ مین نے بہت سے مسند پڑھے جیسے مسند عدنی
اور ابن منیع کی مگر وہ سب مثل نہرون کے تھے اور ابو یعلی کا مسند مثل اُس دریا کے تھا کہ جس سے بہت نہرین نکلی
ہون اور اُن کا اُس مسند کے سوا ایک مسند مختصر بھی ہے ابن صلاح کا یہ قول کہ مسند امام احمد اور اور مسانید مثل مسند
ابی یعلی اور بزار و دارمی و ابن راہویہ اور عبد بن حمید کے یہ اُصول خمسہ اور اُن کی مشابہات مین بطور احتجاج کے
نہین مل سکتی مین یہ ظاہر ہے اس وجہ سے کہ بیان اُن سے احتجاج مین مطلقاً اُن کے راویون سے بحث کی کوئی ضرورت
نہین ہوتی رہا بعد نقد سند کے پھر سب برابر ہین اگر وہ حجت ہین تو یہ بھی اور اگر وہ نہین تو یہ بھی نہین اور اکثر حدیثین
ان کتابون مین وہ ہین جو صحیح ہین اُن سے جو اصول خمسہ وغیرہ مین ہین اور چند حدیثین سنن مین ایسی ہین جو ضعیف
ہین اُن حدیثون سے جو اُن کتابون مین ہین بایں ہمہ ابن صلاح کے اس قول مین خود کلام ہے جیسا کہ ہم مقدمہ مین امام
احمد کے مسند کے بارہ مین کہہ آئے ہین اور یون ہی مسند دارمی ہے سیوطی کہتے ہین کہ ایک جماعت نے اسی کو صحیح کہا ہے اور
حافظ علائی کے نزدیک یہ مرتبہ مین سنن سے کم نہین ہے بلکہ اگر ابن ماجہ کے بدلے یہ پانچون مین ملا دیا جائے تو زیادہ بہتر
ہے حافظ ابن حجر کہتے تھے کہ اگر اُن پانچون کے ساتھ یہ چھٹی کتاب بھی ملائی جائے تو بہتر سب اور عمدہ زائد ہے کیونکہ اسکے راوی ضعیف کم ہین
اور احادیث منکر اور شاذ بھی اسمین بہت نادر ہین اور اسکے اسناد بھی عالی ہین اور اُسکے ثلاثیات بھی بخاری کی ثلاثیات
سے زیادہ ہین اگرچہ اس مین حدیثین مرسل اور موقوف بھی ہین مگر بایں ہمہ وہ اسی لائق ہے کہ صحاح مین شامل کیا جائے ۱۲ منہ

حکم ہو اور ویسے ہے جسطرح کہ سالکین راہ حق کرتے ہین اور یہ بعینہ وہی تلقین ہے کہ جو بزرگان محققین سے بطریق توارث چلی آئی ہے اگرچہ اسکی کیفیت مین اختلاف ہوگیا ہے مگر اصل تلقین کلمۂ طیبہ کا ثبوت اِن دونون حدیثون سے کافی ہے اور یہی دونون حدیثین شاہدین عادلین ہین باوجودیکہ ان دونون مین نفی کسی کیفیت کی نہین ہے پس یا تو ان دونون مین یہی کیفیت بعینہا ہوگی یا کوئی اور کیفیت ہوگی اور اُس کا اختلاف تلقین کرنے والون کے اختلاف زمان و مکان و شان کی وجہ سے ہوگا اور یہ امر اس امت مین زائد ہے اسی واسطے اس مین اولیا بہت ہوے اور یہ امت خیر الامم ہوئی اصبہانی لیث سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے کہ اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگون سے زائد ثقیل ترازو مین ہوگی اسوجہ سے کہ ان کی زبان سے وہ کلمہ جو اگلون پر گران تھا ادا ہوتا رہتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ ابن عساکر اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عبدالرحمٰن بن زید سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب اس اُمت مرحومہ کا حال مجھے بتا جناب باری نے فرمایا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مین علما و اصفیا و اتقیا، و حکما و حلما بمنزلۂ انبیا کے ہونگے وہ مجھ سے میرے تھوڑے دینے پر بھی راضی ہونگے اور مین اُن سے اُنکے تھوڑے عمل پر بھی راضی ہون گا اور اُن کو جنت مین داخل کرون گا بدولت کلمہ لا الہ الا اللہ کے اے عیسیٰ وہ لوگ اکثر جنتی ہونگے کیونکہ اتنی کوئی قوم کلمہ گو نہو گی اور جسقدر وہ سجدے کرینگے اُتنے کوئی سجدے نہ کرے گا اور ایسی حدیث کا حکم مرفوع کا ہے کیونکہ یہ وہ امر نہین ہے جو راے سے کہا جاتا ہو کیونکہ یہ اُن اخبار عیسویہ سے ہے جس مین تحریف و تصحیف کا وہم نہین ہوسکتا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین سُنت الٰہیہ ہے اور ارشاد الٰہی انبیا علیہم السلام کو اور اُن سے اولیاء کو اور اوپر بیان ہوچکا کہ سیوطی اُسکا اتصال بطور مرفوع یقینی سمجھتے ہین اور ظاہر ہے کہ اگر اُن کو بلا قائم کرنے حجت ظاہریہ کے اُسپر یقین ہوتا تو وہ باوصف انکار محدثین ظاہرین کے اور باوجود اسکے کہ وہ خود بھی اولاً محدثین ہی کے تبع اور خود ظاہری اشد بر التقیید بھی کیسے اسکو قبول کرتے پس معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے اسکی تصحیح بالمشافہہ بیداری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہوگی واللہ اعلم اور امام احمد اور ابن حبان اپنی صحیح مین حضرت علی رض سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تلقین کیے اور وصیت فرمائی کہ جب کوئی تکلیف یا شدت ہو تو پڑھ لیا کرو وہ یہ ہین۔ لا الہ الا اللہ الحلیم

الکریم سبحانہ تبارک اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین اسکو نسائی نے بھی خصائص حضرت علی مین کئی طریقون سے روایت کیا ہے رسالہ اصباح الحق الصریح مین ہے کہ عموماً تعیین اوراد واذکار بدعت نہین ہے حصن حصین اوراذکار نووی اور عمل الیوم واللیلہ ابن سنی وغیرہ تعیین اوراد واذکار سے مالامال ہین مسنون کو بدعت حقیقیہ کہنا سخت بیباکی ہے علامہ سیوطی نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین الکیسوین حدیث مین حضرت انس سے روایت کرتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم ایسے قوم کے ساتھ بیٹھین جو خدا کا ذکر کرتے ہین بعد نماز صبح کے طلوع آفتاب تک اور بعد عصر کے غروب آفتاب تک تو ہمکو دنیا ومافیہا دونون سے زیادہ تر محبوب ہے اس سے صاف تعیین وقت مستفاد ہے مختصر یہ ہے کہ اسکی اصل آیات واحادیث سے پائی جاتی ہے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی رسالہ مسائل کے بیسوین سوال کے جواب مین لکھتے ہین کہ اصل ان ذکرون اور شغلون اور مراقبہ کی آیات واحادیث سے ثابت ہے لیکن طریقہ شد ومد وضرب یہ مشائخ کے تجربون سے ہین یہ البتہ بدعت ہین لیکن بدعت کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جسمین قبح کے معنی پائے جائین تو وہ بدعت سیئہ ہوگی دوسری وہ کہ جسکی اصل صحیح شرع مین ہو اور دینی فائدہ بھی اُس مین پائے جائین تو یہ قسم بدعت کی حسنہ یا مباح ہوگی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے ان تمام امور کو ایک ہی آیت کے عموم سے مستنبط کیا ہے تفسیر فتح العزیز مین آیۂ کریمہ واذکر اسم ربک کی ذیل مین لکھتے ہین کہ یاد کر نام اپنے پروردگار کا ہمیشگی کی طور پر ہر وقت اور ہر شغل مین اور ہر عبادت مین خواہ اول خواہ آخر خواہ درمیان مین اُس عبادت کے اور وہ یاد خواہ زبان سے ہو خواہ دل سے خواہ سر سے خواہ اخفی سے اور خواہ نفس سے دن کو ہو یا رات کو اور ذکر لسانی جہر سے ہو یا خفی اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو خواہ اسم اشارہ یا اسماے حسنی مین سے کوئی نام جو سالک کے مناسب نفس وحال ووقت ہو چنانچہ حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے کہ جب کوئی طالب حق اُن کے پاس آتا تھا تو پہلے اسکو ایک چلہ یا دو چلہ کرنے کا حکم دیتے۔ پھر اُسکو اپنے روبرو بٹھلا کر نو دونہ نام پاک باری تعالے پڑھتے اور اپنی آنکھ اُسکی آنکھ سے لڑائے رہتے اگر ان اسماء الٰہیہ سے کسی نام پر اُس کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور کانپ اُٹھتا یا اُچھل پڑتا تو اُس سے کہدیتے کہ تیری کشایش کا اُسی اسم سے ہوگی اور اُسی کے ذکر کا طریقہ اُسے تعلیم کردیتے اور اگر اسماء الٰہیہ مین سے کسی اسم سے

اُس کا چہرہ متغیر ہوتا اور نہ کوئی اجنبش اُسکو ہوتی تو کہدیتے کہ تجھ مین قرب اور جذب کے سلوک کی استعداد نہین ہے تجھکو ابرار کا طریق اختیار کرنا اور تجارت یا زراعت یا کسی اور پیشہ مین مشغول ہونا چاہیے اور اسم پروردگار خواہ تنہا خواہ تہلیل کے ضمن مین یعنی نفی اور اثبات خواہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور لاحول یا اور کوئی وظیفہ جو سنون ذکرون کے ضمن مین ہو اور ذکر خواہ ایک ضربی ہو یا دو ضربی خواہ اُس سے زائد اور حبس دم کے طور پر خواہ بے حبس ہو اور برزخ کے ساتھ ہو خواہ بغیر برزخ کے اور سہ رُکنی ہو خواہ ہفت رُکنی اور شرائط عشرہ کے ساتھ خواہ بغیر شرائط اور شرائط عشرہ سے مراد یہ چیزین ہین شد و مد تحت و فوق محاربہ و مراقبہ محاسبہ و مواعظ و تعظیم و حرمت علاوہ اسکے اور خصوصیات بھی ہین جن کو اس فن کے ماہرین نے استنباط کیا ہے اور ان خصوصیات مذکورہ سے کسی ایک کو معین کرنا یہ شیخ مرشد کی رائے پر ہے جس چیز کو جس طالب کے لائق حال جانے وہی اُسکو تلقین کرے اور آہستہ ایک خصوصیت سے دوسری خصوصیت کی طرف منتقل ہو چنانچہ دوسری آیت مین ارشاد ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پھر پوچھو ذکر والون سے اگر تم کو نہین معلوم ہے اور اہم ترین مقاصد اس امر مین یہ ہے کہ کسی لحظہ اور کسی دم غافل نہ رہے اور کوئی عمل اور کوئی شغل ہو لیکن اس یاد کو نہ چھوڑے چنانچہ دوسری آیت مین ارشاد ہے لا تُلھیھم تجارۃٌ وَلَا بَیعٌ عَنْ ذِکرِ اللہِ یعنی اُن لوگون کو سوداگری اور بیع اور شرا اللہ تعالیٰ کی یاد سے نہین روکتی ہے اور اگر یہ خوف ہو کہ فلان شغل کی سبب سے یاد الٰہی سے غفلت ہو جائیگی تو اُس شغل اور عمل کو چھوڑ دینا لازم ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیہِ یعنی علیحدہ ہو اُس عمل سے جو تجھ کو یاد الٰہی سے مانع ہو اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر تَبْتِیلًا یعنی منقطع ہو خاص طور پر یعنی اُس عمل اور اُس شغل کا علاقہ اپنے اختیار سے قطع کر دینا چاہیے اسواسطے کہ بغیر اُس عمل اور اُس شغل کے قطع علاقہ کی آپ سے علیحدہ ہو جانا کبھی ظلم کا سبب پڑتا اور خلاف شرع ہو جاتا ہے جیسے نوکر بغیر نوکری چھوڑے اپنے گھر بیٹھ رہے یا مرد بغیر قطع علاقہ نکاح کے عورت کی صحبت اور اُسکی خاطرداری اور نان و نفقہ کی خبرداری سے علیحدہ ہو کر بیٹھ رہے تو یہ ظلم صریح ہے اور خلاف شرع اسی پر دوسری چیزون کو بھی قیاس کر لینا چاہیے اور اسی کی طرف اشارہ تبتیلا ارشاد ہوا ہے اسواسطے کہ یہان اس قسم کی انقطاع کا بیان کرنا منظور ہے جسکی قطع سے اور کسی طرح کا علاقہ حاصل نہو نہ انقطاع کی تاکید ورنہ تبتلا ارشاد ہوتا اور اس قطع اور تبتل کے

بہت فائدہ ہین پہلا فائدہ عین ذکر مین ہے کہ خطرات ماسوا اللہ دل مین نہ آئین اور جو
ذکر سے غرض ہے وہ حاصل ہوا اور جب خطرہ دل مین آئے تو ذکر ذکر ہی نہین رہتا اور
نہ مذکور کی طرف خالص توجہ رہتی کہ جس سے قرب و جذب حاصل ہو دوسرا فائدہ ذکر کے اثر
باقی رہنے مین یہ ہے کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اُس چیز کی طرف توجہ کا اثر مٹ جاتا ہو اور دوسرے
خطرون کی طرح یہ توجہ بھی بیفائدہ ہو جاتی ہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ تمام عبادتون مین فراغ البالے
شرط ہے اور مخلوق کی طرف علاقہ رکھنا فراغ بالی کو مانع ہے چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کی
وجہ سے بہت گناہون سے نجات حاصل ہوتی ہے جیسے زنا اور بدعت اور غیبت اور
خوشامد اور منہیات اور بدعات کا دیکھنا اور بُری صحبت کا اثر ہونا پانچوان فائدہ یہ ہے
کہ ماسوا اللہ کی محبت جاتی رہتی ہے اور محبت الٰہی دل مین زائد ہو جاتی ہے تو تبتل بمنزلہ
تنقیہ کے ہے دوا کے استعمال کرنے سے پہلے پس جس طرح قبل استعمال دوا تنقیہ شرط ہے
اسیطرح قبل ذکر تبتل بھی شرط ہے اب یہان پر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ دنیا و علائق سے
علحدگی اور اُن کی محبت اپنے دل سے قطع کرنا ذکر الٰہی اور سلوک الی اللہ کی ابتدا مین
ضروری ہے جسکے بغیر کچھ فائدہ نہین ہوتا لیکن انتہا مین یعنی جب جمع انفراع اور
اختلاط کے لیے قوت حاصل ہو چکے تب کچھ شرط نہین ہے بلکہ اُسوقت مین اختلاط تبتل
سے بہتر ہوتا ہے اسواسطے کہ اسی سبب سے تعلیم و تعلم تادیب و تادب ارشاد و نصیحت اور
حقوق کی رعایت ہوتی ہے اور یہی اُن عبادتون کے ثواب حاصل کرنے کا بھی سبب پڑتا
ہے جو اختلاط پر موقوف ہین جیسے مریض کی عیادت کرنا اور جنازہ کے ساتھ جانا محتاجون کی
مدد کرنا اور اپنے خویش و اقربا کے ساتھ سلوک اور عاجزی کرنا اور جفای خلق پر صبر کرنا اور
مسکینون کی خدمت اور مہمانداری کرنا اور جائز طریق سے مال حاصل کرنا تاکہ اُسکو صدقات
و نفقات اور مسجدون اور مسافرخانون کی تعمیر مین صرف کرے اور بعضے فقہانے واذکر
اسم ربک کو تکبیر تحریمہ اور تبتل کو رفع یدین پر حمل کیا ہے اسواسطے کہ دونون ہاتھ ابتدای
نماز مین اُٹھانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مین دونون جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی
یاد مین مشغول ہوتا ہون اور بعضے صوفیہ نے تبتل سے ذکر کے وقت نفی ماسوا اللہ مراد لی ہے
اور اس تبتل کا طریقہ یہ ہے کہ تاریک مکان مین بیٹھے اور سر اور مُنہ کپڑے سے لپیٹ کر
آنکھین بند کرے اور زبان سے سواے ذکر کے کچھ نہ کہے مگر یہ اُس وقت کرے جب معدہ

خالی ہو اور بھوک ہو لیکن غلبہ نہو اور کم کھاتا اور کم سونا اختیار کرے اِس لیے کہ ان دونون چیزون کو دل کے منور کرنے مین بڑا دخل ہے اسوجہ سے کہ کم کھانا دل کے خون کو منور کرتا ہے اور جاگنا دل کی چربی پگھلاتا ہے اور کسی شخص کو مقرر کرے کہ وہ ضروریات کی خبرگیری رکھے جیسے کھانے پینے اور کپڑے کی اور کہانے مین بہت احتیاط کرے کہ وجہ حلال سے ہو اور فرض وسنت کی ادائی اور ذکر دائمی مین مشغول رہے یعنی قبلہ رو ہوکر طہارت اور حضور دل سے اول زبان سے ذکر کرے یہان تک کہ حرکت زبان سے ساقط ہوجائے مگر ذکر یے اختیار کیے جاے پھر بعد اسکے دل مین خیال کرکے ذکر کرے یہان تک کہ حروف بھی باقی نہ رہین فقط معنی ذہن مین جم جائین پھر اُسکی گنتی اور شمار نہین رہتا بلکہ ذاکر کی بھی ایک حالت منجملہ اور حالات کے ہوجاتی ہے اسی وقت مین اُسکو محبت پیدا ہوتی ہے اور جسکو یاد کرتا ہے اُسکو کسی وقت نہین بھولتا بموجب قول شاعرے

دن تو اُسکے ہی تصور مین گذرجاتا ہے	رات کو خواب مین بھی وہی نظر آتا ہے

پھر اُسکے بعد سب چیزون سے ظاہری ہون یا باطنی غیبت حاصل ہوتی ہے یہان تک کہ اپنے نفس اور اُسکے صفات سے بھی غیبت ہوجاتی ہے اور اسی مرتبہ کا نام قرب ہے پھر یہ نوبت پہونچتی ہے کہ ذکر سے بھی غیبت ہوجاتی ہے فقط مذکور اور محبوب کا شہود اور حضور باقی رہتا ہے اور یہ رتبہ فنا کی سرحد ہے پھر بعد اسکے اسکو ایسا اتصال اپنے محبوب سے حاصل ہوتا ہے جسکی کیفیت نہ بیان ہوسکتی ہے نہ قیاس مین آسکتی ہے اور یہی مرتبہ بقا اور ولایت کا ہے اسی مرتبہ والے کو ولی اور واصل کہتے ہین اور اُسکے ماقبل کے رتبہ والے کو طالب اور مرید اور جویا کہتے ہین مولوی ابوالحسن نقشبندی عجالہ نافعہ مین لکھتے ہین کہ منجملہ امور تصوف کے تعین وضع بعضے اذکار و مراقبات کا ہے جو حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے طالبان راہ جذب و سلوک کے افادہ کے واسطے مقرر کیے ہین جیسے تکرار کلمہ طیبہ کی حبس دم سے اور اُسکو حد معین تک ایک سانس مین پہونچانا اور دوزانو یا چارزانو بیٹھنا چونکہ تکرار کلمہ طیبہ راس العبادات ہے اور فضائل اور مناقب اسکے احادیث صحیحہ سے ثابت ہین صرف تعین وضع خاص مین گفتگو ہے اسی وجہ سے بعضے ناواقف اسکو بدعت کہتے ہین حالانکہ یہ سب بدعت کی تعریف سے خارج ہے اِس واسطے کہ ان وضعون کو کوئی شخص دین وملت مین داخل نہین جانتا ہے اور نہ اسکے کرنے والے اور نہ کرنے والے کو قابل عتاب وملامت جانتا ہے بلکہ اُس کو از قسم قواعد صرف نحو

سمجھنا چاہیے کہ جو مضامین آیات قرآنی اور احادیث حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
اور محاورات عرب سے کہ اصول دین ہین علما نے استخراج کیے ہین صرف جاننے کی قدرت
اور لیاقت حاصل کرنے کے لیے تاکہ وہی پڑھے اور پڑھائے جائین یا از قبیل آلات حرب
جنکو بسبب تفاوت زمانہ اور طبیعتو کی عقلمندون نے بنایا ہے اور اُنھین کو مفید محاربہ باکفار
جانتے ہین اسیطرح ان چیزون کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ دفع وساوس وخطرات کے لیے کہ جو
مُخل توجہ الی اللہ ہین نافع ہین اور دل مین گرمی پیدا ہونے کے لیے بھی مفید ہین نہ یہ کہ
فقط حبس دم اور دو زانو یا چار زانو بیٹھنا باعث قرب ومنزلت اللہ کے یہان ہے اگر کوئی فائدہ
نفس اشیاء مذکورہ کو کہ جو امور الٰہیہ سے ہین مقاصد شرعیہ سے جانے بیشک وہ اُس کے
حق مین بدعت ہوگا اسی طرح تمام اوضاع اکساب کو جو بزرگان طریقہ کثرہم اللہ تعالیٰ نے
بعضے طالبون کے لیے مقرر کیے ہین قیاس کرنا چاہیے اگر کسی فرد کو افراد امت سے بغیر ان
اوضاع کے کیے ہوے محض کسی عزیز کی صحبت مین یا بہ برکت اتباع کتاب وسنت یا محض موہبت
وعنایت حق تعالیٰ شانہ حالات صحیحہ اور مقامات سنیہ فنا وبقا مل جائین یا کوئی دروازہ
فیوض قرب ولایت اور قرب نبوت سے اُسپر کھلجائے یا منصب کمال وتکمیل اُسکو مرحمت ہو
تو کچھ بعید نہین بلکہ ایسے سعید ازلی کی صحبت کو غنیمت سمجھکر اُسکی ملازمت اختیار کرنا چاہیے
اور اُسکے خوش رکھنے مین جان ومال خرچ کردینا سعادت سمجھنا چاہیے اگرچہ ایسے بزرگ کا
وجود بہت نادر ہے قرنون اور زمانون کے گذرنے کے بعد ایسا شخص پیدا ہوتا ہے کیونکہ
اس زمانہ مین مقامات جذب وسلوک پر پہونچنا بلا طرق متعارفہ مین سے کسی طریقہ کے اختیار کیے
بہت نادر الوقوع بلکہ عنقا کا حکم رکھتا ہے تو کسی طریقہ کا ان طریقون سے اختیار کرنا لازمی ہے
خصوصاً وہ طریقہ جس مین نگہداشت حدود شرعیہ اعلیٰ مرتبہ پر ہو وہ ضرور ہے۔ اور اس کا اختیار
کرنا بہت اولیٰ اور انسب ہے کہ اقرب الی المقصود ہے کیونکہ ان بزرگون نے بنا طریقت اتباع سنت
اور اجتناب عن البدعت پر رکھی ہے اور احتیاط فضول مباحات سے بھی لازم رکھی ہے اور
وجد وحال کو تابع شریعت رکھا ہے اور جو حال کہ شریعت کی برکت اور ادای سنت سے
حاصل ہو وہ مقبول اور معتبر رکھا اور اگر اُسکے خلاف ذریعہ سے حاصل ہو وہ نامقبول اور
غیر معتبر ہوگا پس بالفرض اگر وجد وتواجد سے کچھ حاصل نہو تو فقط اتباع سنت اور التزام شریعت
ہی نجات کے لیے کافی ہے اور مراتب اخلاص کا حصول کہ جو مقصود سیر وسلوک سے بلا اضمحلال

نفس کے حاصل نہین ہوتا وہ موقوف ہے مخالفت نفس پر پس جس راہ مین مخالفت نفس زیادہ ہے
اُس مین اُس شخص کو فنا جلد ہوگی اور یہ معاملہ مخالفت بالنفس کا اِس طریقہ مین زیادہ ہے
اِس واسطے کہ نفس کی بالطبع سرشت طغیانی اور سرکشی کی ہے اور خود پسندی خاص اُس کی
عادت ہے تو جو چیز کہ طبیعت کی نکالی اور اُسکے اختیار کی ہوئی ہوتی ہے وہ اگرچہ ریاضات
شاقہ اور مجاہدات شدیدہ سے ہو اُسکے نزدیک وہی آسان اور سہل تر ہوتی ہے اور غیر کی
اطاعت ضرور اُسپر بہت سخت اور گران ہوتی ہے اور اِس طریقہ مین چونکہ دار مدار اتباع سنت
اور ترک بدعت پر رکھا گیا ہے یہ نفس امارہ پر بہت گران ہے کہ وہ اپنی وضع چھوڑ کر عجز اور انقیاد
مین پھنسے اور مامور و محکوم مولائے حقیقی جل جلالہ کا ہو تو جس نفس نے بہ برکت طریقت راہ اطاعت
اختیار کی اور نور سنت سے منور ہوا تو وہ جلد مضمحل ہو کر امارگی چھوڑ دیگا یہ ہرگز خیال نہ کرنا
چاہیئے کہ حقیقت خلاف شریعت ہے کہ یہ جاہلون کا مقولہ ہے اور کفر ہے بلکہ یہی شریعت ہے
جو درویشون کی خدمت مین دوسرا رنگ پیدا کر دیتی ہے جب قلب تعلق جسمی و علمی سے جو ما سوا
اللہ سے رکھتا تھا پاک ہوتا ہے تو رزائل نفس کے برطرف ہو کر وہی نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور
اخلاص حاصل کر لیتا ہے اُسی کے حق مین شریعت بامغز ہو جاتی ہے اُسکی دو رکعتین بہتر
ہوتی ہین اور لوگون کی لاکھ رکعتون سے اور یون ہی اُسکا روزہ اور صدقہ اور یہ سب اُس
شخص کی قوت ایمان اور اخلاص کی سبب سے ہوتا ہے پس نور باطن حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
وسلم کا درویشون کے قلوب مین ڈھونڈھنا چاہیے قرآن مجید مین ولی متقی ہی کو فرمایا
ہے اور حدیث مین بھی اولیاء اللہ کی علامت یہ فرمائی ہے کہ اُن کی صحبت سے خدا یاد آئے
یعنی دُنیا کی محبت اُن کی صحبت مین کم ہو اور اللہ کی محبت زیادہ اور اگر یہ اُمور بدعت حقیقیہ
ہوتے تو قول الجمیل مین تعلیم ذکر خفی و جلی اور دو ضربی اور سہ ضربی و چار ضربی و نفی و اثبات
و حلقہ و مراقبہ و کشف وقایع آئندہ و کشف ارواح و ربط قلب بشیخ و چلہ و کشف قبور و صلوۃ
کن فیکون و ہوش در دم و نظر بر قدم و سفر در وطن و خلوت در انجمن و یاد کرد و بازگشت و
نگہداشت و یادداشت کیون ہوتی اور مولانا اسمٰعیل شہید نے بھی صراط المستقیم کے تیسرے
باب مین ذکر یک ضربی و دو ضربی و سہ ضربی و مراقبہ وحدانیت و مراقبہ صمدیت و مراقبہ شغل
دورہ و شغل نفی و شغل یادداشت و نفی النفی و فنا ء الفنا و انکشاف حالات سموات و
ملاقات ارواح و ملائکہ و سیر جنت و نار و انکشاف امور لوح محفوظ و کشف قبور و کشف وقایع

آئینده وغیرہ کو نہایت شرح وبسط سے لکھا ہے باقی رہی محنت شاقہ وہ فصل دوم متعلقہ باب
اول صراط المستقیم مین حب ایمانی کے آثار سے سمجھی گئی ہے اور اربعینیات کی تعلیم قول الجمیل
مین موجود ہے اور اس سے بڑھ کر کون ریاضت شاقہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدم مبارک پر ریاضت شاقہ سے ورم آگیا تھا اور حضرات صحابہ کی ریاضت شاقہ کا حال ناظر
غیر ناظر سے پوشیدہ نہین ہے **اور صوف کے پہننے کے متعلق** تحقیق بھی سُن لینا
چاہیے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے جس روز خداوند عالم سے کلام کیا تو اُنکے
پاس اُس روز ایک چادر اور جبہ اور سراویل صوف کی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی
صوف پہنتے تھے ابن ابی شیبہ اور امام احمد کتاب الزہد مین بسند صحیح عبداللہ ابن عمر سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالون کا کپڑا پہنتے تھے یعنی کملی اور درخت کی پتی کھاتے
تھے اور جہان شام ہو جاتی وہان سو رہتے اور صبح کے کھانے کو شام کے لیے نہین اُٹھا رکھتے
اور نہ شام کے کھانے کو صبح کے لیے بلکہ فرماتے تھے کہ رزق روز کا روز آتا ہے اور امام احمد
اور ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالون کا کپڑا
پہنتے تھے اور درخت کی پتی کھاتے تھے اور آج کے کھانے کو کل کے لیے نہین اُٹھا رکھتے تھے
اور جہان رات ہو جاتی وہین رہ جاتے تھے نہ اُنکے کوئی لڑکا تھا جو مر جاتا نہ گھر تھا جو گر جاتا جسکا رنج وغم
اُن کو ہوتا ابن ابی شیبہ علاء ابن المسیب سے وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہین کہ اُن سے
اُس شخص نے بیان کیا کہ حواریون نے ایکبار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کیا کھاتے
ہین فرمایا جو کی روٹی پھر اُنھون نے کہا کہ آپ کیا پہنتے ہین فرمایا صوف پھر پوچھا کہ آپ کیا بچھاتے
ہین فرمایا زمین اُن سب نے کہا کہ یہ سب باتین سخت ہین تب آپنے فرمایا کہ ملکوت آسمان مین تم
نہین جا سکتے جبتک ان باتون کو لذت یا شہوت پر نہ اختیار کرو گے عوارف مین ہے کہ حضرت
خواجہ حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ مین نے ستر بدریون سے ملاقات کی جنکا لباس صوف تھا اور اسیکو
فقیہ محدث صوفی شیخ ابوبکر محمد بن اسحٰق ابراہیم بن یعقوب کلاباذی بخاری نے اپنی کتاب التعرف
لمذہب التصوف مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ مین نے ستر بدریون کو پایا کہ
جنکا لباس صوف کا تھا اور اسکو فقیہ محدث ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن عبد اللہ بن محمد حسینی شافعی
صوفی نے بھی مجمع الاحباب مین بروایت ابی نعیم اصفہانی صوفی بیان کیا ہے اور ابن ابی شیبہ
ابی صالح اور شمر بن عطیہ سے روایت کرتے ہین اور وہ مرفوعاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے

کر ایکبار آپنے اپنے یارون سے فرمایا کہ مسجدون کو اپنے گھر بناؤ اور گھرون کو منزلین اور دنیا سے بسلامتی نجات حاصل کرو اور جنگل کی سبزی کھاؤ اور خالص پانی پیو اور امام احمد عطا ارزق سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مجھکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ حضرت عیسی علیہ السلام حواریون سے فرماتے تھے کہ جو کی روٹی یا زمین کی گھاس کھاؤ اور خالص پانی پیو اور گیہون کی روٹی کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم اُسکا شکر ادا نہین کر سکتے ہو اور سمجھو کہ دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی کی باعث ہے اور دنیا کی تلخی حلاوت آخرت کی باعث ہے اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ابن ابی الدنیا سالم بن ابی الجعد سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السّلام ارشاد کرتے تھے کہ اللہ کے لیے عمل کرو نہ اپنے پیٹون کے واسطے اور چڑیا کو دیکھو کہ اُسکو صبح بھی ہوتی ہے اور شام بھی اور وہ نہ کچھ بوتی ہے نہ کاٹتی ہے لیکن اللہ اُسکو روزی دیتا ہے اگر کہو کہ ہمارے پیٹ چڑیا کے پیٹ سے بڑے ہین تو وحشی جانورون یعنی گائے بیل گدھون وغیرہ کو دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہین نہ بوتے ہین نہ کاٹتے مگر اللہ اُن کو روزی دیے جاتا ہے اور فضولیات دُنیا سے بچو کیونکہ یہ خدا کے نزدیک کچھ نہین ہین اور امام احمد نے ہشام دستوائے سے بھی حضرت عیسی علیہ السّلام کے اس ارشاد کو روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے بھی انس ابن مالک اور سعید ابن ہلال سے اور بیہقی طریق حاکم وغیرہ سے بسند جید مجاہد سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مسجد خیف مین کہ جو منا مین واقع ہے ستر نبیون نے نماز پڑھی جنکے لباس صوف کے اور جُوتے خرمہ کے تھے اور طحاوی مشکل الآثار مین بسند جید حضرت ابن مسعود سے روایت کرکے لکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام سابق بھی صوف پہنتے تھے اور حاکم اور بیہقی کی ایک روایت سے جو شعب الایمان مین ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیا علیہم السلام صوف پہننے کو بہت دوست رکھتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرقع پہننے کی حدیث کو ابو الشیخ نے کتاب اخلاق النبی مین اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس باب مین ترمذی اور حاکم کی روایتین بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبہ صوف کا ہونا اسکو ترمذی نے تصحیح کے ساتھ روایت کیا اور حاکم اور بیہقی نے مغیرہ سے اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے عبادہ سے اور ابن ماجہ نے سلمان سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صوف پہننے کی حدیث کو حاکم اور بیہقی نے ابی موسی سے روایت کیا اور ابو الشیخ اور ابن عساکر نے ابی ایوب سے اور ابن طاہر اور سہروردی نے انس سے اور یہ حدیث

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کملی بہت موٹے بالون کی تھی آپ اُسکو پہنکر فرماتے
تھے کہ مین بندہ ہون اور بندون ہی کے مثل میرا لباس ہے اِسکے راوی شیخین وغیرہ ہین اور
حدیث ترک لباس کے راوی ابو داؤد ہین بعضے اولاد صحابہ سے اور وہ اپنے باپ سے
مرفوعًا کہ جو شخص کپڑا عمدہ پہننا چھوڑ دے درحالیکہ وہ عمدہ پہننے پر قادر ہو اور ایک روایت
مین ہے کہ تواضعًا ترک کردے تو اللہ اُسکو حلہ کرامت پہنائیگا اور حدیث شریف مین ہے
کہ جسکو آخرت کی خواہش ہو وہ زینت دُنیا چھوڑ دے اِسکے راوی ابن ابی شیبہ ہین بسند جید مگر
ترمذی نے بروایت ابن مسعود اسکو غریب کہا ہے اور حدیث البذاذۃ[۱] من الایمان کو ابو داؤد
اور طحاوی وغیرہما نے ابی امامہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث کہ اے معاذ اپنے آپ کو تنعم
سے بچاؤ کیونکہ اللہ کے دوست متنعم نہین ہوتے اِسکے راوی امام احمد ہین بسند ثقات جیسا کہ قول منذری
اور ہیثمی اور حاکم اور بیہقی کا شعب الایمان مین معاذ کی روایت سے ہے اور حدیث ھادم اللذات
کو روایت کیا ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور عسکری اور
ابو نعیم اور حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابی ہریرہ سے اور ترمذی نے بھی بطور تعلیق
کے ابی سعید سے اور بزار اور طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم اور بیہقی اور ضیا نے انس سے
پھر ابو نعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اُن سندون سے کہ جن مین بعض صحیح ہین اور بعض حسن
اور قلت طعام والی کہ حدیث کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ اہلبیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دو روز پیہم جو کی روٹی آسودہ ہوکر نہین کھائی آپکے وقت وفات تک
اُسکے راوی ابو داؤد طیالسی اور شیخین اور ترمذی ہین حضرت عائشہؓ سے اور حضرت ابی ہریرہؓ
کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے مگر کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی
کھانیکا اتفاق نہین ہوا اِسکے راوی بخاری ہین اور ترمذی نے بھی اس حدیث کی جانب اشارہ
کیا ہے اور یہ حدیث کہ ہم لوگون کی یہ حالت تھی کہ ہمارے گھر مین مہینہ یا نصف مہینہ آگ نہین
آتی تھی نہ چراغ جلانیکو نہ کھانا پکانے کو یہ روایت ابن ابی شیبہ کی ہے حضرت عائشہؓ سے
اور حدیث حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا
تو آپ ایک غرفہ مین تھے جو بمنزلہ کبوتر کے گھر کے تھا یعنی ایسا تنگ و تاریک اور ایسا چھوٹا تھا

[۱] تواضع لباس مین شان ایمان سے ہے بذاذۃ یعنی بدحال ہونا ۱۲ منتہی الارب [۲] منسوب جسکو بہ فتح حین و
سکون سین ایک محلہ ہے نیشاپور اور بصرہ کا اور ایک مقام ہے نابلس مین ۱۲ منتہی الارب

اور آپ ایک چٹائی پر سو رہے تھے کہ جسکے داغ آپکے پہلوؤن پر بن گئے تھے مین یہ دیکھکر
رو دیا تو حضرت نے فرمایا کہ کیون روتے ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے نہ روؤن
کسریٰ اور قیصر خز و دیبا اور حریر پر لیٹین اور آپ اس چٹائی پر آپنے فرمایا ست رُو دنیا اُسکے
لیے ہے اور آخرت ہمارے لیے اور یہی قصہ حضرت ابن عباس نے بھی حضرت عمر ابن الخطاب
سے کچھ زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہین اور اُسکے داغ آپ کے
پہلوے مبارک پر بن گئے ہین اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے اچھا کوئی فرش
بنا لیجیے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دُنیا سے کچھ نہین قسم اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان
ہے کہ میری مثال دُنیا مین اُس سوار کی ایسی ہے جو گرمیون مین چلتے چلتے کسی درخت کے
سایہ مین ذرا ٹھہر کر آرام لے۔ اور پھر چل کھڑا ہو اسکے راوی ترمذی ہین حضرت انس سے بسند
صحیح اور بخاری شریف مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ یا کندھے کو اور بعضی روایتون مین ہے کہ دونون کانون کو
پکڑ کر فرمایا کہ دُنیا مین ایسے رہو جیسے شہر مین غریب یا مسافر اس ارشاد مین بلاغت ہے کیونکہ
غریب چند دنون کہین رہ بھی جاتا ہے اور کام مین بھی لگ جاتا مگر مسافر کہ وہ رہ وار دی مین
ہوتا ہے اور کسی سے دل نہین لگا سکتا چلا ہی جاتا ہے اور فرمایا کہ اپنے آپ کو مردون مین
شمار کر یعنی اُن سے مشابہت پیدا کر اور زندگی ہی مین مردہ کے حکم مین ہو جا شیخ عبد الوہاب
متقی اپنے رسالہ فضل التوبہ مین لکھتے ہین کہ موت کی حقیقت روح کے تصرفات کا منقطع ہو جانا
جسم سے اور اُسکے پیوند کا ٹوٹ جانا اور جسم کا روح کی حکومت سے خارج ہو جاتا ہے اور موت
کی وجہ سے روح نیست و نابود نہین ہوتی ہے بلکہ اُس کا حال متغیر ہو جاتا ہے یعنی اس سے
تمام اعضا اور حواس اور سب لڑکے بالے اور مال و متاع اور جو کچھ دُنیا کا ہے وہ سب چھوٹ
جاتا ہے تو مُردون سے تشبیہ اور اُنکے حکم مین آنا یہ ہے کہ علائق بدنی جہان تک ہو سکے چھوڑ دے
اور روح کو اعضا کے ارتکاب محرمات و مکروہات سے چھوڑا دے اور سمجھ لے کہ جو اُسکے اختیار
مین دنیاوی چیزین ہین وہ اُسکی نہین ہین بلکہ وہ سب اللہ کی ہین اور اُسکی علامت یہ ہے کہ
اُن چیزون کے ہونے سے خوش اور نہ ہونے سے رنجیدہ نہو اور اہل و عیال اور دوست و
آشنا کی وجہ سے آزادہ ہو اور امر حرام و مکروہ مین نہ پڑے تو جسمین یہ باتین ہون وہ مردون کے

مشابہ اور اُن کے حکم مین داخل ہوگا اور اُسکی شرطین اور بھی ہین جنکے رعایت سے انسان
مُردون سے مشابہ ہوجاتا ہے منجملہ اُن کے توبہ اور زہد اور توکل اور توجہ الی اللہ اور صبر اور رضا
اور ذکر اور مراقبہ ہے کہ جب یہ صفتین اور حالات حاصل ہوجاتے ہین تو یہی آدمی مردون سے
مشابہ اور اصحاب قبور کے شمار مین آجاتا ہے چنانچہ یہی مطلب اس ارشاد کا ہے کہ وعد[1]
نفسک من اصحاب القبور اور موتوا[2] قبل ان تموتوا اور یہی موت اختیاری ہے انتہی مختصراً
من ترجمۃ المشکوٰۃ اور یہ حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پائے
مبارک دونون ورم کرجاتے تھے علامہ شیخ ابن حجر شرح قصیدہ ہمزیہ مین اس حدیث کے
متعلق لکھتے ہین کہ ابن بطال شارح بخاری کا قول ہے کہ اس حدیث سے انسان کو اپنے
نفس سے شدید عبادت لینے کا اگرچہ وہ شدت اُسکے جسم کو مضر ہو جواز پایا جاتا ہے کیونکہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود علم کے ایسا کرتے تھے تو جو شخص اسکو جانتا ہی نہین ہے
یا اپنی حالت سے مامون نہین کہ وہ مستحق دوزخ ہے یا کیا اُسکی کون کہے اور ان احادیث
صحیحہ صریحہ کے امثال وشواہد بہت سے بحمد اللہ کتب سنت مین موجود ہین اور ارشادات
اہل بیت نبوت اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے بھی اور یہ امر یقینی ہے کہ فقر محمدی ع
اضطراری نہ تھا بلکہ اختیاری تھا۔ چنانچہ امام احمد اور ترمذی تحسین کے ساتھ ابی امامہ سے مرفوعاً
روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے رب نے مجھ سے ارشاد
کیا کہ وہ میرے واسطے بطحا مکہ کو کل سونا کردے مین نے عرض کیا کہ خداوند عالم نہین مین
ایک دن آسودہ رہون گا اور ایک دن بھوکا جب بھوکا ہون گا تو تجھ سے تضرع کرون گا
اور تجھکو یاد کرون گا اور جب آسودہ ہون گا تو تیرا شکر کرون گا نسائی اور طحاوی شرح
مشکلات الآثار مین اور طبرانی اور مزی تہذیب مین بقیہ ابن الولید سے اور وہ زبیدی سے
اور وہ زُہری سے اور وہ محمد بن عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ حضرت ابن عباس بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ بھیجا اُس نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دیتا ہے اس امر مین کہ آپ بندہ نبی ہوجیے
یا بادشاہ نبی آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف بطور مشورہ لینے کے دیکھا اُنھون نے

[1] اور گنا اپنے آپ کو اصحاب قبور مین سمجھو ۱۲ [2] مرجاؤ قبل مرنے کے ۱۲ منہ

اشارہ سے کہا کہ آپ اظہار عجز وخاکساری کیجیے آپ نے فرمایا کہ مین بندہ نبی ہونا چاہتا ہون
حضرت عائشہؓ کہتی تھین کہ جب سے حضرت کی یہ عادت ہو گئی تھی کہ آپ تکیہ لگا کر کھانا نہین
کھاتے تھے اور فرماتے کہ مین تو اُسی طرح کھاتا ہون جیسے غلام کھاتا ہے اور ویسے ہی بیٹھتا ہون
جیسے غلام بیٹھتا ہے اور یہ عادت آپکے زمانہ وفات شریف تک رہی شیخ محی السنہ بغوی شرح السنہ
مین بھی اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہین اور بیہقی حضرت عائشہ سے
روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتی تھین کہ میرے یہان ایک بار ایک انصاریہ آئی اُس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا دیکھا جو ایک چادر دوتہی تھی اُس نے اپنے گھر جا کر ایک بچھونا بھیجا
جسمین صوف بھرا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپنے پوچھا کہ اے عائشہ
یہ کیا ہے مین نے جو واقعہ تھا عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ اسکو پھیر دو خدا کی قسم اگر مین چاہتا
تو اللہ تعالی میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ کر دیتا اور ترک کسب اور سبب بھی از قبیل توکل
ہے اور اسمین بھی مخصوص شواہد کتاب وسنت سے موجود ہین از انجملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
ارشاد کہ اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرو جیسا کہ اُس کا حق ہے تو تم کو بھی ویسی روزی ملے جیسے
چڑیا کو ملتی ہے کہ صبح کو خالی پیٹ نکلتی ہے اور رات کو بھرے پیٹ واپس آتی ہے اسکے
راوی امام احمد اور ابن ماجہ ہین بلکہ ترمذی اور حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی ہے اور ترک کسب
و نکاح اور لبس صوف و مرقع یہ کچھ تصوف کے واسطے لازمی نہین ہے بلکہ یہ عمل ہے بہ مقتضاے
حال اور محل کے جہان جیسا موقع ہوتا ہے وہان ویسا کرتے ہین اور جہان نہین ہوتا وہان نہین
کرتے غرضکہ حضرات صوفیہ نے کسی چیز کو نصوص سے چھوڑا نہین ہے بلکہ سب پر عمل خاص طور پر
کیا ہے اور اس مطلب خاص مین ائمہ متقدمین اور متاخرین کے تصانیف بھی ہین زمانہ اواخر
قرن ثانی سے مثل ابن المبارک اور وکیع اور امام احمد اور حارث محاسبی متوسطین مین اور بیہقی اور
ابی نعیم اور محدثین کے یہان ان امور کا پتہ کتب حدیث کے ابواب زہد ورقایق یا رقاق وغیرہ
سے چلتا ہے اور ان نصوص مین اور ان آیتون اور حدیث مین کوئی مخالفت نہین کہ قل من حرم
زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق یعنی کہدے کہ کس نے حرام کی اللہ کی
زینت جو اُس نے پیدا کی اپنے بندون کے لیے اور پاکیزہ چیزون کو روزی سے و لا تحرموا
طیبات ما احل اللہ لکم یعنی نہ حرام کرو اُن پاکیزہ چیزون کو جو حلال ہین تمھارے لیے اور
یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یعنی اے نبی کیون حرام کرتے ہو اُسکو جو تیرے اللہ نے

حلال کین اور حدیث اِنَّ اللّٰہَ اذا انعم علی عبد نعمتہ احب ان یری اثر نعمتہ علیہ
یعنی اللہ تعالیٰ جسوقت اپنے بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو دوست رکھتا ہے اسپر اُس نعمت
کا اثر بھی دیکھنا تو یہان تناقض نہین ہے کیونکہ شارع علیہ السلام کے اقوال مختلف ہین تحریم
حلال اور چیز ہے اور امر افضل اختیار کرنا دوسری چیز حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم معاذ اللہ حرام
چیز کو حلال نہین کر لیتے اور نہ حلال کو حرام کہ یہ تو کفر ہے بلکہ اُن کا مقصود اس اختیار عزیمت سے
مجاہدۂ نفس ہے کما لا یخفی اب اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جسکو خدا مال دے اور وہ جمع کرے
تو اُسکو چاہیے کہ اللہ کی نعمت کا اثر بھی دکھلائے کہ کھائے اور کھلاوے اور اللہ کا شکر کرے
کہ اثر نعمت کے ظاہر کرنے سے مطلب یہی ہے اور اثر نعمت کا عدم اظہار کفران نعمت ہے تو
چونکہ شکر نعمت اللہ کو پسند ہے اور وہی باعث نعمت کی زیادتی کا ہوتا ہے تو یہ حدیث اُس شخص
کے متعلق ہوگی جس نے مال جمع ہی نہین کیا اور اسمین شک نہین کیا کہ ایثار افضل ہے جبکہ
خوف شہرت اور ریا کا ہو تو جو بات کہ اسکے خلاف ہوگی وہ صوفیہ کے نزدیک عزیمت ہے
واللہ اعلم غرض کوئی بات اس فرقہ حقہ کی خلاف نہین اور نہ تھی پس جارحین اور متشددین کی
جرح اور مخاصمین اور مخالفین کا خلاف اولیاء اللہ پر بلا دعوی صحیح اور دلیل صریح ماننے کے
لائق نہین ہے وقد علم کل اناس مشربھم وکل حزب بما لدیھم فرحون[1] حافظ سلمی اس
روایت مین جسمین غیر معروف راوی بھی ہین مرفوعاً حضرت انس سے روایت کرتے ہین کہ
اہل تصوف اور اہل خرقہ پر طعن نہین کرنا چاہیے کیونکہ اُن کے اخلاق ولباس انبیا علیہم السلام
کے لباس کے ایسے ہین ان ائمہ حقیقت ومعرفت کے طریقہ پر بدعت کا اطلاق خود ہی بدعت
ہوگا کیونکہ والعوام[2] من کل فرقۃ لا عبرۃ لھم فی ھذا المقام ؎

از رہ گذر خاک سر کوے شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

وصل اہل ظاہر کے اہل باطن پر اعتراض کے سبب کے بیان مین

حضرت سید احمد زروق قواعد الطریقۃ مین لکھتے ہین کہ حضرات صوفیہ پر گرفت کے وجوہ
اور انکار کے سبب پانچ چیزین ہوتی ہین پہلے اُن کے علوم مرتبہ اور رفعت شان اور صفوت حال

[1] بیشک جانا سب لوگون نے اپنے مشرب کو اور ہر فرقہ جو کچھ اسکے پاس ہے وہ اسپر رِیجھ رہے ہین ۱۲ منہ
[2] اور ہر گروہ کے عام لوگون کے بیان کا اعتبار اس جگہ نہین ہے ۱۲ منہ

اور ملاحظہ کمال پر نظر کہ اگر رخصت اختیار کرین یا کسی ادب کو چھوڑ دین یا امور دین سے
کسی امر مین سستی کرین یا کسی صفت کے ساتھ صفات نقصان سے متصف ہون تو البتہ اعتراض
ہوسکتا اور انکار چل سکتا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز زیادہ لطیف اور پاک ہوتی ہے اُسین
عیب و نقصان زیادہ ظاہر ہوتا ہے جیسے سفید کپڑہ پر اگر ایک کالا نقطہ پڑ جائے تو ضرور نمایان
ہوگا اور اس قسم کی انکار کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ سمجھ لین کہ کسی شخص کے لیے کمال مطلق نہین
ہے اور کوئی نقص بشری سے خالی نہین عصمت تو خاص انبیا علیہم السلام ہی کے لیے ہے
اور خطا و لغزش واقع ہونا بلکہ گناہ بروجہ اصرار اور مداومت کے یہ مرتبہ کمال اور درجہ
ولایت کے منافی نہین دوسری وجہ اعتراض کی اُن کے علوم کی باریکی اور اشارات کی پاکیزگی
ہے جو ہر شخص کے سمجھ مین نہین آتی اور در حقیقت اشرف اور الطف علوم علم تصوف ہے جسکی
بنا کتاب و سنت اور ذوق صحیح اور کشف صریح پر ہے حضرت جنید فرماتے تھے کہ اگر آسمان کے
نیچے کوئی علم اس سے بڑھکر ہوتا جو مین جانتا ہون اور جسمین مین اپنے دوستون سے کلام کرتا
ہون تو مین اُسکی کوشش اور تلاش کرتا اور ہر علم کو جودت طبع اور قوت عقل اور مدد گفتگو
اور بحث وجدال سے پا سکتے ہین بجز اس علم تصوف کے جسمین با وجود سلامت فطرت اور صحت
طبیعت اور جودت فہم کے نفس کی ریاضت اور دل کی صفائی اور سر کا ماسوا اللہ سے خالی
ہونا بھی شرط ہے تو انکار کا سبب در حقیقت قصور فہم و نقص استعداد و تنگی حوصلہ اور معرفت کا
نہونا اور ضعف ایمان ہے اور اُسکے ساتھ اگر منکر تقوی اور خوف و حذر اور یکسوئی و سلامتی کی
راہ چلے تو معذور ہے لیکن انصاف طریقہ توقف اور تسلیم ہی ہے تیسرے انکار کا سبب
مدعیون کی کثرت اور مبطلین و متصنعین و متشبہین کی مداخلت ہے جو غرضمندانہ طالب عوض
ہین اور شبہ کی وجہ سے اگر کوئی محقق دعوی حق بھی کرتا ہے تو وہ بھی ظاہر بینون کی نظر مین
مدعیین کی طرح جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے لہذا یہان دلیل و برہان کی ضرورت ہے کہ جو مبطل کو
محق سے علٰحدہ کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ واقع مین کوئی دلیل ہوتی ہے لیکن ناظر کو اُسکے
دریافت کی قوت نہین ہوتی تو وہان بھی توقف اور تامل ہی بہتر ہے جو تھے عام لوگون کی
گمراہی کا خوف اور اُن کے ورطۂ الحاد مین گر پڑنے کا خیال اور ظواہر شریعت کا عدم اعتبار
جیسا کہ اکثر جاہلون اور جھوٹون سے دیکھا گیا اور یہ در حقیقت اہل طریقہ یا نفس علم کا انکار
نہین ہے بلکہ بوجہ مصلحت اور ملاحظہ حکمت ایسا ہوتا ہے مگر یہ اور چیز ہے پانچوین بخل اور حرص

اعطاے حق مین اور اُسپر قرار اور قیام و ثبات طریق عدل و انصاف پر کہ جو نفوس انسانی مین رکھا گیا ہے اُسکے درجات اور مراتب البتہ مختلف ہین اور چونکہ حضرات صوفیہ کو تعلق اور توجہ حقیقت کی طرف رہتی ہے اور ظہور حقیقت اور اُس کا غلبہ کل اعتبارون کو باطل و محو کر دیتا ہے لامحالہ اُن کو حالتِ حیات مین نیز وفات کے بعد ایک خاص شان اور مخصوص حسن شہرت اور قبولیت قلوب اور رجوع خلائق مین ہوتا ہے کہ جو فقہا اور علما ظاہر کو امتیاز نہین ہوتی مجبوراً عام قلوب مین اُن سے غبطہ اور حسد پیدا ہوتا ہے اور کاملون مین نقص دکھانے اور ان کے حقیر کرانے مین اُن سے اُس صفت کو خاص دخل ہوتا ہے تو ایسا شخص انکار مین معذور نہو گا بلکہ محروم اور مفتون رہیگا اور پہلے قسم کے لوگ معذور ہلکہ ماجور اور سبب حقیقی بقاے ذکر جمیل عابدین و عارفین ہین بخلاف فقہا و علما ظاہر کے جو انوار تصوف اور توجہ الی اللہ سے بالکل عاری ہین اور فقیہہ تو اپنے صفات نفس مین سے کسی ایک صفت کا فریفتہ ہوتا ہے یعنی سمجھتا اور بوجھتا ہے مگر ایسا کہ وہ حس ظاہر کے جانے سے جاتی رہتی ہے اور عرفا و عباد چونکہ پروردگار حی و باقی کی طرف منسوب ہوتے ہین وہ ازل سے ابد تک باقی رہین گے اور دائمی وہ کیسے مر سکتا ہے کہ جسکی نسبت حی لایموت سے درست ہو چکی ہو ؎

	ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما		ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

اسیواسطے مجاہد فی سبیل اللہ جو شرف شہادت کو پہونچتا ہے چونکہ اُس نے تحقیق کلمۃ اللہ اور اعلاے دین مین کوشش کی ہوتی ہے لہذا وہ دونون طرح کی زندگی یعنی حسی و معنوی پر فائز ہوتا ہے کہ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء یعنی اُن لوگون کو جو اللہ کی راہ مین مارے گئے ہین مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہین اور چونکہ نیک لوگون کے عمل اور عبادت باعث تحقیق اور اعلاے معنوی کلمۃ اللہ ہوتے ہین لہذا وہ زاید مخصوص بحیات معنوی ہوے اور یہی اُن کی کرامت دائمی اور ذکر باخیر و برکت ہے کہ ع قد مات قوم وھم فی الناس احیاء اور بڑا منشا اختلاف حضرات صوفیہ صافیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل انکار مین یہ بھی ہے کہ اُن دونون کے طریقہ استکشاف حق مین فرق ہے حضرت امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی روح اللہ روحہ العالی جلد ثالث احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ جو علم بدیہی نہین ہوتے اور دل مین کبھی کبھی آتے ہین اُن کا دل مین آنا کئی طرح سے

سلہ یعنی ہرگز نمیرد ورانجا لیکہ وہ لوگون مین زندہ ہے ١٢

ہوتا ہے کبھی تو ایسی طرح دل مین آجاتے ہین کہ گویا کسی نے بلاخبر کے دل مین ڈال دیے
اور کبھی تعلم واستدلال کے طریقہ پر حاصل ہوتے ہین تو جو علم بغیر اکتساب و دلیل کے حاصل
ہوتا ہے اُسکو الہام کہتے ہین اور جو استدلال سے ہوتا ہے اُسکو اعتبار و استبصار کہتے ہین
علم اول کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ انسان کو یہ خبر ہی نہو کہ یہ علم کہان سے آیا اور کس طرح سے
حاصل ہوا اسکو الہام اور نفخ فی القلب کہتے ہین یہ اولیا اور اصفیا کے لیے ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ جس ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو وہ بندہ کو معلوم ہو جائے یعنی وہ فرشتہ کہ جو دل مین
ڈالتا ہے نظر آجائے اسکو وحی کہتے ہین اور یہ خاصہ حضرات انبیا علیہم السلام کا ہے اور جو
علم کہ اکتساب و استدلال سے ہوتا ہے وہ علما کو ہوتا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ قلب مین
اس امر کی استعداد رکھی گئی ہے کہ سب چیزون مین امر حق اُسکو معلوم ہو جائے مگر وہی پانچ
وجہین جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اُسکو مانع ہوتی ہین تو گویا یہ چیزین آئینۂ قلب اور لوح محفوظ
کے درمیان حجاب ہو جاتی ہین اور لوح محفوظ وہ ہے جسمین تمام اُمور شدنی قیامت تک کے
منقوش ہین اور لوح محفوظ سے حقایق علوم کا قلب پر جلوہ گر ہونا ایسا ہے جیسے ایک آئینہ
کا عکس دوسرے آئینہ مقابل مین معلوم ہوا کرتا ہے اور جسطرح کہ دونون آئینون کے درمیان
کا حجاب کبھی ہاتھ سے سرکا دیتے ہین اور کبھی خود بخود ہوا سے ہٹجاتا ہے اسیطرح کبھی نسیم الطاف
یزدانی چلتی ہے اور چشم بصیرت کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے تو بعض چیزین جو لوح محفوظ
مین مسطور ہوتی ہین وہ نظر آنے لگتی ہین اور یہ امر کبھی تو خواب مین ہوتا ہے کہ اُس سے
آیندہ کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور بالکل حجاب کا مرتفع ہونا موت پر موقوف ہے اور
موت ہی کے سبب سے انکشاف تام ہو جاتا ہے اور کبھی بیداری مین ہوتا ہے کہ حجاب کے
اُٹھتے ہی پردہ غیب سے عجیب عجیب باتین علوم کی دل پر کھلتی ہین مگر یہ انکشاف بعض اوقات
بجلی کی طرح دل پر ہوتا ہے اور بعض اوقات پے درپے ایک حد تک ہوتا رہتا ہے اور دائمی ہونا
اسکا بہت کم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ الہام اور اکتساب مین نہ تو نفس علم مین فرق ہے نہ محل اور سبب
مین بلکہ صرف فرق حجاب کے زائل ہونیکا ہے جو بندہ کے اختیار مین نہین اسیطرح وحی اور
الہام مین بھی کچھ فرق نہین ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وحی مین وہ فرشتہ جو علم کا ذریعہ ہوتا ہے
نظر آتا ہے اور علم جو قلوب مین حاصل ہوتا ہے وہ فرشتون ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے
جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل

(حاشیہ ۱۶۳ پر دیکھیے)

رسولاً فیوحی باذنہ ما یشاء توجب یہ معلوم ہوچکا تواب جاننا چاہیے کہ اہل تصوف علوم الہامی کی طرف راغب ہوتے ہین اور علوم تعلیمی کی طرف مائل نہین ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ مصنفین کی کتابین نہین پڑھتے اور اقوال وادلہ سے بحث نہین کرتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ پہلے خوب مجاہدہ کرنا چاہیے اور صفات ذمیمہ اور تمام علائق کو قطع کرکے ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے جب یہ بات حاصل ہوجائے گی توخداے تعالی خود متکفل اور متولی اپنے بندہ کے قلب کا ہوجائیگا اور جب وہ متولی ہوگا تواُسپر سایہ رحمت ہوگا اور قلب مین نور چمکنے لگیگا اور سینہ کُھل جائے گا اور سِر ملکوت اُسپر ظاہر ہوگا اور قلب کے سامنے سے حجاب دور ہوجائیگا اور اُمور الہیہ کے حقایق اُسمین روشن ہونگے تو اس تقریر کے لحاظ سے بندہ کا کام صرف اتنا ہے کہ محض تصفیہ کرے اور اپنی ہمت کو سچّے ارادہ کے ساتھ متوجہ کرے اور رحمت الٰہی سے انکشاف کا ہمیشہ منتظر رہے تو انبیا اور اولیا پر جو امر منکشف ہوجاتا ہے اور قلوب مین نُور پھیل جاتا ہے وہ کچھ تعلیم اور نوشت وخواند کتب سے نہین ہوتا بلکہ دُنیا مین زہد اور علائق سے منقطع ہونے اور اشغال دنیاوی سے فارغ البال ہونے اور ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہونے سے ہوتا ہے کیونکہ جو اللہ کا ہو رہتا ہے تو اللہ بھی اُسکا ہوجاتا ہے اور اہل تصوف کا یہ بھی مقولہ ہے کہ اس بارہ مین اول علائق دُنیا کو بالکل منقطع کرڈالے اور دل کو اُن سے خوب فارغ کرلے اور ہمت کو اہل ومال واولاد ووطن وعلم وولایت وجاہ سے اُٹھالے اور دل کو ایسی حالت مین کرلے کہ اُسکے سامنے چیزون کا عدم ووجود برابر ہوجائے پھر آپ ایک گوشہ مین بیٹھ رہے اور ضروریات فرائض ووظائف پر کفایت کرکے اپنی ہمت سے ماسوا اللہ سے فارغ البال ہوجائے یہانتک کہ ابتدا" قرأۃ قرآن اور معانی تفسیر وحدیث وغیرہ کے فکر سے بھی اپنا خیال پریشان نہ کرے بلکہ اس بارہ مین کوشش کرے کہ سوا خدا کے دل مین اور کچھ نہ رہنے پائے اور خلوت مین بیٹھکر ہمیشہ بحضور قلب اللہ اللہ کہتا رہے اور اسم پاک کا یہانتک ورد کرے کہ ایسی حالت پر پہونچ جائے کہ اگر زبان کی حرکت موقوف کردے تب بھی یہی معلوم ہو کہ زبان سے اللہ اللہ نکلتا ہے پھر اس حالت پر ٹھہر کر اس لفظ کا اثر زبان سے مٹادے اور قلب سے اس ذکر کی مواظبت کرے یہانتک کہ قلب سے صورت اور ہیئت الفاظ

(حاشیہ متعلق صفحہ ۱۶۲) ؎۵ اور کسی آدمی کا مقدور نہین کہ اس سے اللہ تعالی باتین کرے مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لانے والا بھیجے اور وہ اُس کے حکم سے جو چاہے پہونچاے ۱۲

محو ہو جائے صرف اُس لفظ کے معنی ہمیشہ موجود رہین گویا کہ قلب کے ساتھ لازمی ہین اور
اس حدتک پہونچنے مین اور اس حالت کے ہمیشہ رکھنے مین بندہ کو اختیار ہے اس طرح
کہ وسواس غیر اللہ کا دفع کرتا رہے لیکن رحمت الٰہی کی کشش کا اختیار نہین بلکہ اس فعل سے
جذب رحمت کی لیاقت ہو جاتی ہے تو اب یہی باقی رہا کہ اس درجہ کو پہونچکر فتوحات غیبی کا منتظر
ہو کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے انبیا اور اولیا پر امور حق مفتوح فرمائے اُسپر بھی منکشف فرما دے اور
اس صورت مین اگر اُس کا ارادہ سچا ہوگا اور ہمت بھی درست ہو گی اور مواظبت بھی خوب
کرے گا اور جذب شہوات سے بچا رہیگا اور علائق دنیا کی کوئی بات دل مین نہ آوے گی
تو البتہ لوامع حق اُسکے دل مین چمکنے لگین گے اور ابتدا مین بجلی کی طرح گذر جائین گے
اور ذرا نہین ٹھہرینگے پھر دوبارہ بھی ایسا ہی ہوگا اور بعض اوقات دیر بھی ہو جائیگی اور اگر
دوبارہ آوینگے تو کبھی ٹھہرینگے اور کبھی نہین ٹھہرینگے۔ ٹھہرنے کی صورت مین بھی کبھی زیادہ
مدت ہو گی اور کبھی تھوڑی اور بعض اوقات اسطرح کے لوامع پے در پے ہونگے اور بعض
دفعہ صرف ایک ہی نوع پر اقتصار رہے گا اور بلحاظ ان وجوہ مذکورہ کے اولیا کے منازل
کا تفاوت بھی انتہا نہین رکھتا جیسے کہ اُن کے اخلاق کے تفاوت کی انتہا نہین غرضکہ اہل تصوف
کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ تصفیہ اور جلاء قلب بندہ کی جانب سے ہونا چاہیے اور پھر
لیاقت حاصل ہونے کے بعد امیدوار رحمت ہونا چاہیے اور علماء ظاہر کو اس طریق کے
امکان مین اور بر سبیل شاذ منزل مقصود تک پہونچ جانے مین تو کسی طرح کا انکار نہین کیونکہ
اکثر انبیا اور اولیا کا یہی حال ہوتا ہے مگر یہ کہتے ہین کہ یہ طریقہ نہایت مشکل ہے اور اس کا
نتیجہ دیر کو حاصل ہوتا ہے اور ان شروط کا جمع ہونا بھی بہت بعید ہے کیونکہ علائق کا اس درجہ
تک کھو دینا گویا کہ غیر ممکن ہے اور اگر ہو بھی جائے تو اُس کا باقی رہنا اُس سے بھی زیادہ مشکل ہے
کیونکہ ذرا سے وسواس اور اندیشہ سے قلب کو تشویش ہو جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد ہے کہ قلب[1] المومن اشد تقلبا من القدر فی غلیانها اور یہ بھی کہ قلب[2] المومن
بین اصبعین من اصابع الرحمن علاوہ اُسکے اس مجاہدہ مین کبھی مزاج بدمزہ ہو جاتا ہے اور
عقل خبط ہو جاتی ہے اور جسم بیمار ہو جاتا ہے اور اگر پہلے سے حقائق علوم سیکھ کر نفس کی
تہذیب نہین کی جاتی تو دل مین صد طرح کے خیالات فاسد جمع ہو جاتے ہین کہ بغیر اُن کے

[1] مومن کا دل اُلٹ پھیر مین دیگ کے جوش سے بہت زیادہ ہے ۱۲ منہ [2] مومن کا دل دو انگلیون کی بیچ بیچ اللہ کی انگلیون سے

رفع کیے ہوئے نفس اُنھین مین مبتلا رہتا ہے اور عمر بھر وہ حل نہین ہوتے بہت سے صوفی
جو اس راہ پر چلے ایک ہی خیال مین بیس بیس برس اُلجھتے رہے اگر پہلے سے علم پڑھ لیتے تو اسطرح
کے خیال کا التباس اُنپر فوراً کھلجاتا اس سے معلوم ہوا کہ اشتغال تعلم ہی کے طریقہ پر معتبر اور اقرب
الی المقصود ہے علما یہ حجت پیش کرتے ہین کہ اہل تصوف کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص فقہ
نہ سیکھے اور یون کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو نہین سیکھا تھا اور وحی اور الہام سے
بلا قید فقیہ ہو گئے تھے تو مین بھی ریاضت اور مواظبت کرتے کرتے ویسا ہی ہو جاؤنگا تو
جس کسی نے ایسا خیال کیا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور عمر ناحق تلف کی بلکہ وہ تو ایسا ہے کہ
کچھ نہ کمائے اور اس بات کا متوقع ہو کہ کہین خزانہ ملجائے تو گو یہ بات ممکن ہے مگر نہایت بعید
ہے علما کا اس بارہ مین یہ قول ہے کہ اول تحصیل علم کرنا چاہیے اور علما کے اقوال کے معانی
سمجھنے چاہیے پھر اُسکے بعد اس بات کا منتظر ہو کہ جو اور علما کو نہین معلوم ہوا وہ مجھکو معلوم
ہو جائے تو شاید بعد مجاہدہ کے یہ بات حاصل ہو جائے اب ان دونون مقامون مین فرق کی
مثال بھی سمجھنا چاہیے کیونکہ جب تک اس کی مثال محسوس چیز سے نہ بتلائی جائے تب تک سمجھ مین
اچھی طرح نہین آتی لہذا کم سمجھون کے واسطے اسکی دو مثالین بیان کی جاتی ہین ایک تو یہ کہ فرض
کیا جائے کہ ایک حوض زمین مین کھدا ہوا ہے اب اُس مین پانی ہونے کے دو طریقہ ہین یا تو اوپر
سے نالیان بنا کر کسی جگہ سے اُس مین پانی بھر دیا جائے یا زمین کو اتنا کھودا جائے کہ خود بخود
اندر سے پانی نکل آئے یہ دوسرے طریقہ کا پانی صاف بھی زیادہ ہوگا اور ہمیشہ رہیگا اور
بعض اوقات زیادہ بھی ہوگا تو قلب کو حوض سمجھنا چاہیے اور علم کو پانی اور حواس خمسہ کو نالیان تو قلب
کی طرف علم کا پہونچنا یون بھی ہو سکتا ہے کہ حواس خمسہ کے ذریعہ سے جسقدر مشاہدات ہوتے
جائین اُتنا علم آتا جائے یہانتک کہ قلب علم سے بھر جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ حواس
کی نالیان عزلت کے ذریعے سے بند کر دی جائین اور خود قلب کی کاوش مین سعی کی جائے
اسطرح کہ خلوت مین بیٹھکر اُسکی صفائی کی جائے اور طبقات حجاب اُسپر سے دور کر دیے جائین
یہانتک کہ خود اُسمین سے علم کا چشمہ پیدا ہو جائے مگر اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب
دل مین علم موجود نہین ہے تو اُسکے اندر سے چشمہ کس طرح سے نکلے گا اسکا جواب یہ ہے کہ
اسرار قلبی مین سے یہ ایک عجیب بات ہے اور علم کے معاملہ مین اُس کا اُسی قدر ذکر
ہو سکتا ہے کہ حقائق اشیا لوح محفوظ مین مکتوب ہین بلکہ فرشتون کے دلون مین جس طرح

کہ معمار پہلے ایک سادہ کاغذ پر نقشہ عمارت کا کھینچ لیتا ہے پھر اس کے مطابق
بناتا چلا جاتا ہے۔ اسیطرح خالق آسمان و زمین نے عالم کا حال اول سے
آخر تک لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے اُسی کے مطابق بناتا رہتا ہے تو اس عالم
ظاہری کی شکل آدمی کے حس اور خیال مین بھی موجود ہوتی ہے مثلاً آسمان و زمین کی
طرف دیکھکر اگر کوئی آنکھین بند کرے اُن دونون کی صورت خیال مین معلوم ہوگی اور یہ گویا
اُنھین کی طرف دیکھ رہا ہے یہانتک کہ اگر بالفرض آسمان و زمین نیست بھی ہوجائین
اور دیکھنے والا صرف باقی رہ جائے تب بھی آسمان و زمین کی صورت اپنے خیال مین
ویسی ہی پائے گا کہ گویا اُن کی طرف دیکھ رہا ہے اس خیال سے ایک اثر قلب پر
پڑتا ہے تو اُس مین اُن اشیا کے حقائق آتے ہین جو حس اور خیال مین موجود
رہتے ہین لہذا جو کچھ دل مین حاصل ہوا ہے وہ تو مطابق صورت خیالی کے ہے اور
صورت خیالی موافق وجود ظاہری کے جو انسان اور اُس کے قلب دونون سے علیحدہ
موجود ہے اور یہ عالم ظاہری مطابق اُس نقشہ کے ہے جو لوح محفوظ مین مندرج ہے
اس بیان سے معلوم ہوا کہ عالم ظاہری کے چار وجود ہین ایک تو لوح محفوظ مین اور یہ وجود
اُسکے وجود جسمانی سے مقدم ہے دوسرا وجود حقیقی جو دنیا مین ہوتا ہے تیسرا وجود خیالی جو
وجود حقیقی کے بعد صورت خیالی مین موجود ہوتا ہے چوتھا وجود عقلی جو صورت خیالی سے
قلب مین صورت حاصل ہوتی ہے اور ان چار وجودون مین بعض تو وجود جسمانی ہین اور
بعض روحانی اور وجودات روحانی مین سے بعض مین روحانیت زیادہ ہے اور بعض مین
کم اور ایسی ہی باتون مین حکمت الٰہی نظر پڑتی ہے دیکھو آنکھ کے حدقہ کو ایسا بنایا ہے کہ باوجود
چھوٹے ہونے کے عالم کی صورت اور آسمان و زمین کی شکل اُس مین پیدا ہوجاتی ہے
اور ان چیزون کا پھیلاؤ اس قدر ہے کہ بیان سے باہر ہے پھر آنکھ کے ذریعہ سے ان
چیزون کا وجود خیال مین پہونچتا ہے اور وہان سے دل مین جاتا ہے تب دلکو معلوم
ہوتا ہے کیونکہ آدمی کو جب تک کوئی چیز اُس تک نہین پہونچتی ہے خبر نہین ہوتی تو اگر
خداے تعالی آدمی کے دل مین عالم کی صورت نہ بناتا تو جو چیزین آدمی سے علیحدہ ہوتین
اُن کا کبھی علم اُسکو نہ آتا سبحان اللہ قلوب و ابصار مین کیسی عجیب باتین رکھی ہین اور بعض
قلوب و ابصار کو اندھا بھی کردیا ہے یہانتک کہ اکثر لوگون کو اپنے نفس اور اُس کے

عجائب کی مطلق خبر نہین ہوتی تو قلب مین جو حقیقت عالم کی آتی ہے تو کبھی حواس ہی سے
آتی ہے اور کبھی لوح محفوظ سے آتی ہے جسطرح پر کہ آنکھون مین سورج کی صورت کبھی تو اُس کی
طرف دیکھنے سے آتی ہے اور کبھی پانی مین دیکھنے سے جسمین کہ آفتاب کا عکس ہوتا ہے اور یہ
عکس آفتاب کی صورت اصلی ہی کے مشابہ ہوتا ہے اسیطرح جب دل کے سامنے سے حجاب
دور ہوتا ہے تو لوح محفوظ کی چیزین نظر آنے لگتی ہین اور اُن کا علم اُس مین آجاتا ہے اس
صورت مین حواس کے استفادہ سے مستغنی ہوجاتا ہے اُسکی ایسی ہی مثال ہوجاتی ہے کہ
گویا زمین کو اس قدر کھودا کہ خود بخود اُسمین سے پانی نکل آیا اور کبھی قلب کی توجہ اُن خیالات کی
طرف ہوتی ہے جو محسوسات سے حاصل ہوتے ہین تو یہ امر اُسکو لوح محفوظ کے مطالعہ سے
مانع ہوتا ہے جیسے جب نہر مین پانی جمع ہوجاتا ہے تو نیچے سے نہین نکل سکتا یا جسطرح کوئی شخص
آفتاب کے عکس کو پانی مین دیکھے تو اُسکو خود آفتاب نظر نہ آئے گا خلاصہ یہ کہ قلب مین دو
دروازہ ہین ایک عالم ملکوت اور لوح محفوظ کی طرف اور ایک حواس خمسہ کی طرف جو عالم ظاہر
سے چیزین لیتا ہے اور ان دونون عالمون مین ایکطرح کی مشابہت ہوتی ہے تو عالم ظاہر کے
دروازہ سے جسطرح پر کہ دل کو حواس کے ذریعہ سے علم ہوتا ہے وہ تو معلوم ہی ہے مگر جو دروازہ
کہ عالم ملکوت کی طرف ہے اور اُس سے لوح محفوظ کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس کا بھی یقین
ہوسکتا ہے اگر اس بات پر غور کرو کہ خواب مین عجیب عجیب حالات پیش آتے ہین اور دل کو گذشتہ
اور آئندہ حالات معلوم ہوجاتے ہین حالانکہ حواس کو اسمین کچھ دخل نہین ہوتا اور یہ دروازہ اُس
شخص کے لیے کھُلتا ہے جو خداوند تعالیٰ ہی کے ذکر مین ڈوبا رہتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جسکا ترجمہ یہ ہے کہ مفرد لوگ آگے بڑھ گئے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ
مفرد کون لوگ ہین فرمایا کہ جو اللہ کے ذکر سے بہت پاک و صاف ہوگئے ہین اور خدا کی یاد نے اُنکے
بوجھ اُتار دیے اور قیامت مین وہ ہلکے پھلکے پہونچے امام مسلم نے اول کا جملہ ابو ہریرہ کی روایت
سے نقل کیا ہے اور ترمذی نے باختلاف الفاظ سب مضمون نقل کرکے لکھا کہ یہ حسن اور غریب ہے
نیز اُن لوگون کی تعریف مین حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پھر مین اپنے چہرہ کو اُن کی طرف کرکے متوجہ
ہوتا ہون اور تجھے معلوم ہے کہ کس کے سامنے مین اپنا چہرہ کرتا ہون اور کوئی جانتا ہے کہ مین
اُن کو کیا دینا چاہتا ہون پھر ارشاد ہے کہ اول یہی عطا ہوتی ہے کہ اُن کے دلون مین روشنی
ڈالدیتا ہون تو وہ میرے حال سے خبر دینے لگتے ہین جیسے مین اُن کا حال کہتا ہون اور اُن

خبرون کے داخل ہونے کی جگہ باطنی دروازہ ہے اس بیان سے علوم انبیا اور اولیا اور حکما کا حال
ظاہر ہوا وہ یہ کہ انبیا و اولیا کا علم تو اُس دروازہ سے ہوتا ہے جو عالم ملکوت کی طرف کھُلا ہوتا ہے
اور علم و حکمت وغیرہ حواس کے دروازون سے حاصل ہوتا ہے جو عالم ظاہر کی طرف کھُلے ہین۔
غرضکہ عجائب قلبی اور اُس کی آمد و شد دونون عالم غیب و شہادت مین علم معاملات مین محصور
نہین ہو سکتے صرف اس مثال سے دونون علوم کے داخل ہونے کی جگہ معلوم ہو گئی اب دوسری
مثال اس لیے بیان کی جاتی ہے کہ اُس سے علما اور اولیا کے عمل کا فرق معلوم ہو جائے یعنی علما کا
عمل تو یہ ہے کہ نفس علوم کو حاصل کرتے ہین اور اُس کو دل کی طرف کھینچتے ہین اور اولیا و صوفیہ صرف
قلوب کی جلاء اور صفائی مین کوشش کرتے ہین تو ان دونون کی مثال یہ ہے کہ ایکبار کسی بادشاہ
کے سامنے ذکر ہوا کہ اہل روم اور اہل چین نقاشی کے کام مین بڑے ماہر ہین اور تصویر بہت عمدہ
کھینچتے ہین اُس کے دل مین آیا کہ ایک مکان کا حصہ تو روم والون کے سپرد کرنا چاہیے اور ایک
حصہ چین والون کے تاکہ دونون فریق اپنی کارستانی ظاہر کرین اور بیچ مین ایک ایسا پردہ ڈالنا
چاہیے کہ ایک کے کام کی دوسرے کو اطلاع نہو چنانچہ ایسا ہی کیا روم والون نے عجیب عجیب
رنگ جمع کیے اور چین والے بے رنگ ہی کام مین مصروف ہوے یعنی خوب جلا کرنا شروع
کر دی جب روم والے نقوش کے رنگ سے فارغ ہوے تب چین والون نے کہا کہ ہم بھی
نقش کر چکے بادشاہ بہت متحیر ہوا کہ انھون نے کیسے نقش بنائے جسمین رنگ کی ضرورت ہی نہین
ہوئی اُن سے پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے کچھ غرض نہین پردہ اُٹھا کر ملاحظہ فرمایے
جیسے پردہ اُٹھایا گیا تو تمام نقش رومیون کے چین والون کی جانب مین جلا کی وجہ سے معلوم
ہونے لگے بلکہ اُن مین چمک زیادہ تھی کیونکہ اُن کی جانب جلا کی وجہ سے آئینہ کی مثال ہو گئی تھی
کہ جس سے اور بھی زیادہ خوبی معلوم ہوتی تھی تو اولیاء اللہ کی توجہ بھی چین والون کی طرح
قلب کی جلا اور تطہیر و صفا مین مصروف رہتی ہے یہانتک کہ اُسمین انوار حق چمکنے لگتے ہین اور علماء
ظاہر کی توجہ روم والون کی طرح اکتساب اور نقوش علمی کی طرف رہتی ہے بہر صورت علم قلب مین
کسی طرح حاصل ہو قلب مومن فنا نہین ہوتا اور نہ اُسکا علم موت آنے پر جاتا رہتا ہے نہ صفا و
قلب مین کچھ کدورت آتی ہے جیسا کہ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ خاک محل ایمان کو نہین کھاتی بلکہ
وسیلہ تقرب الی اللہ ہوتی ہے اور نفس علم جو دل مین ہوتا ہے اور صفا اور استعداد اُس علم کے
حاصل ہونے کی یہ چیزین لابدی ہین سعادت ابدی بغیر علم و معرفت کی کسی کو نہین مل سکتی اور

اور اس سعادت مین بھی بعض لوگ بعض سے اشرف ہین جسطرح کہ تونگری کے واسطے مال کی ضرورت
ہوتی ہے تو تھوڑے روپیہ والا بھی غنی کہلاتا ہے اور جسکے پاس بہت سے خزانے ہوتے ہین
وہ بھی غنی کہلاتا ہے مگر دونون مین بہت فرق ہوتا ہے اسیطرح معرفت و ایمان مین بھی درجات کا
فرق ہے کہ اُسکی کچھ انتہا نہین معرفت وہ نور ہے جس سے ایمان والے خدا کے دیدار کی طرف
چلین گے کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یعنی اُن کی روشنی
دوڑتی ہے اُن کے آگے اور اُن کے داہنے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بعضون کو نور مثل پہاڑ
کے عنایت ہوگا اور بعضون کو اُس سے کم یہانتک کہ سب سے پچھلا وہ شخص ہوگا کہ اُسکو صرف
دونون پانون کے انگوٹھون پر نور عنایت ہوگا اور وہ کبھی تو چمکنے لگے گا اور کبھی گل ہو جائیگا چمکنے
کی حالت مین تو وہ آگے قدم بڑھائیگا اور گل ہونے کی صورت مین کھڑا رہے گا اور پل صراط پر
گذرنا بھی موافق نور ہی کے ہوگا کوئی تو آنکھ کے جھپکتے ہی اُتر جائیگا اور کوئی بجلی کی طرح اور کوئی
ابر کی طرح اور کوئی شہاب کی طرح اور کوئی سرپٹ گھوڑے کی طرح اور جسکے صرف انگوٹھون پر نور ہوگا
وہ رگڑتا چلے گا ایک ہاتھ کو بچائیگا تو دوسرا لٹک جائیگا اور اسیطرح ہاتھ پانون جلتے جلاتے
گذر جائیگا اس بیان سے لوگون کے ایمان کا فرق معلوم ہوتا ہے اور یہ جو ایک روایت مین آیا
ہے کہ حضرت ابو بکر کا ایمان تمام جہان والون کے ایمان کے ساتھ سوائے پیغمبرون کے تولا جائے
تو اُنھین کا ایمان بھاری ٹھہرے اُسکی مثال یہ ہے کہ کوئی یون کہے کہ اگر آفتاب کا نور اور تمام
دنیا کے نور اُس کا مقابل کیا جائے تو آفتاب ہی کا نور غالب رہے گا پس عوام مین سے بعضون کے
ایمان کا نور ایسا ہے جیسے چراغ اور بعضون کا مشعل کا ایسا اور صدیقین کے ایمان کا نور مثل چاند
اور ستارون کے نور کے ہے اور انبیا علیہم السلام کے ایمان کا نور آفتاب کے مثل ہے تو جس طرح
کہ آفتاب کے نور سے تمام دنیا کی صورت وسعت کے ساتھ کھلجاتی ہے اور چراغ کے نور سے
صرف مکان کا ایک کونا ظاہر ہوتا ہے اسیطرح سینہ کے انشراح کا فرق سمجھنا چاہیے کہ عارفین کے
دل پر معرفت کے سبب تمام عالم الملکوت کھلجاتا ہے اسی بنا پر حدیث مین آیا ہے کہ قیامت کے
روز یہ حکم ہوگا کہ دوزخ مین سے اُن لوگون کو نکالو جنکے دل مین ایک مثقال کے برابر ایمان
ہو اور نصف مثقال اور چوتھائی کے برابر اور جَو برابر اور ذرہ برابر اسکو امام بخاری اور مسلم نے
بروایت ابو سعید رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے مگر اسمین ربع مثقال کا لفظ نہین ہے اس حدیث
سے کئی باتین نکلتی ہین ایک یہ کہ ایمانی درجات مین فرق ہوتا ہے دوسرے یہ کہ اس قدر

ایمان دوزخ مین داخل ہونے کا مانع نہین تیسرے یہ کہ جس شخص کا ایمان مثقال سے بڑھکر ہو گا وہ دوزخ مین نہ جائیگا کیونکہ اگر وہ بھی جاتا تو اُسکے اخراج کا بھی حکم ہوتا جو تھے یہ کہ جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ اگرچہ دوزخ مین جائیگا مگر اُسمین ہمیشہ نہین رہیگا اسی طرح اس حدیث شریف مین کہ کوئی چیز اپنی ایسی ہزار چیزون سے بہتر نہین سوائے ایمان دار آدمی کے (اسکو طبرانی نے بروایت سلمان فارسی باسناد حسن نقل کیا ہے) اس سے اشارہ ہے عارف باللہ کے قلب کی فضیلت پر کیونکہ وہ ہزار عام لوگون کے قلب سے بہتر ہوتا ہے کہ وہ یقین کامل رکھتا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین یعنی تمھین غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو اس مین مومنین کو فضیلت دی ہے مسلمانون پر اور مومن سے غرض یہ ہے کہ عارف ہو مقلد نہو اور یہ بھی فرمایا کہ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی اللہ بلند کرتا ہے درجے اُن کے جو ایمان وعلم رکھتے ہین تم مین سے اس آیت مین الذین آمنوا سے وہ لوگ مراد ہین جنھون نے بغیر علم کے تصدیق کی اُن لوگون کو علم والون سے علیحدہ بیان فرمایا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مومن کا لفظ مقلد پر بھی بولا جاتا ہے اگرچہ تصدیق اُسکی کشف وبصیرت سے نہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے والذین اوتوا العلم درجات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالی عالم کا درجہ مومن سے سات سو درجہ بلند کرے گا کہ ہر درجہ کا فاصلہ اسقدر ہو گا جتنا آسمان وزمین کا اور حدیث شریف مین ہے کہ اکثر اہل جنت بھولے ہونگے اور اوپر والا درجہ عقل والون کے لیے ہے (اسکو بزار نے حضرت انس کی روایت سے بسند ضعیف نقل کیا ہے مگر اس مین وعلیون لذوی الالباب نہین ہے اور نہ مجھکو یہ جملہ کہین مرفوعا نظر آیا بلکہ مدرج[۱] ہے کذا فی تخریج العراقی) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی میرے اصحاب مین سے ادنی شخص پر اور ایک روایت مین یون ہے کہ جیسے بزرگی چودھوین رات کے چاند کی باقی ستارون پر (ان کو ترمذی نے بروایت ابی امامہ نقل کیا ہے) ان دلیلون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل جنت کے درجات کا اختلاف اُن کے معارف اور قلوب کے مطابق ہوگا اسی لیے قیامت کے دن کو روز تغابن یعنی گھاٹے کا دن کہتے ہین کیونکہ جو کوئی اللہ کی رحمت سے محروم رہیگا اُسکو بڑا گھاٹا اور نقصان ہوگا اور اسطرح کا شخص اپنے اوپر بڑے درجے

---

[۱] مدرج بضم میم وسکون دال وفتحہ راء مہملہ وسکون جیم اصطلاح حدیث مین اس کلام کو کہتے ہین کہ جسکو راوی درمیان حدیث مین کسی غرض یا مصلحت کی وجہ سے لائے کذا فی مقدمۃ المشکوۃ للشیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۲

دیکھے گا اور اُس دنیا کا دیکھنا ایسا ہوگا جیسے دس روپیہ والا ایسے شخص کو دیکھے جو روے زمین کا
مالک ہو کہ اگرچہ دونوں غنی ہیں مگر دونوں میں فرق زمین و آسمان کا ہے تو جسکو آخرت کے
بڑے بڑے درجے اور فضیلتیں کم ملینگی اُسکو کتنا بڑا نقصان ہوگا واللہ اعلم۔ **فائدہ** علما و فقہا نے جو
کتابیں کہ حضرات صوفیہ کے ظاہر اقوال کے انکار میں لکھی ہیں وہ اگرچہ غلطیوں اور شبہات
سے حفاظت کے لیے نافع ہیں لیکن نقصان رسان بھی ہیں اور اُن سے نفع اُٹھانا اور فائدہ
لینا چند شرطوں پر موقوف ہے پہلے یہ کہ انسان اپنی نظر اپنے ہی حالات پر رکھے اور اُسی سے
اپنے نفس پر مواخذہ کرے اور بہت زبان آرائی و مجلس آرائی مقصود نہ رکھے اور اپنا مقصود غیر راہ چلنے
والے سے کہ جو اگرچہ ذکی الطبع اور نفیس المزاج اور دقیقہ شناس اور سخن سنج اور متورع اور
محتاط اور متقی ہو بیان کرے اور نہ اُن مریدان سادہ لوح اور خالی الذہن سے کہ جو حضرات مشائخ
سے عقیدت نہ رکھتے ہوں یا جنکو بات کی تمیز نہو اور نہ اُن لوگوں سے جو اس اعتقاد اور ارتباط میں
مشائخ کے ساتھ تشویش و پریشانی ڈالتے ہوں اور اگر بالفرض وعظ اور نصیحت کے مقام پر ضرورت
تنبیہ اور بیان کی ہو تو صرف قول پر اعتراض کرتے ہوں بغیر تعیین قائل کے یا ضمن بیان میں کچھ
عظمت حال اور جلالت شان حضرات صوفیہ کے متعلق تعرض کرتے ہوں کیونکہ ائمہ کی لغزشوں اور
خطاؤں کا چھپانا بھی واجبات وقت اور اسباب سعادت سے ہے اور دین اور اسلام کی حفاظت
اور مراعات شریعت واجب اور لازم تر ہے اور جو اسپر قائم ہوگا وہ ماجور ہوگا اور اُس کا مدد
دینے والا منصور ہوگا اور امر حق میں انصاف لازم ہے اور نفس اور ہوا کی اتباع ممنوع دوسری
شرط رسوخ اعتقاد اور حُسن ظن مشائخ کے ساتھ رکھنا اور اُن کے میدان عز و کمال کو زبان طعن و
تنقیص سے پاک رکھنا اور یہ ظاہر کرنا کہ فلان امر کہ جسکا ظاہر مخالفت ہے اور اُن سے صادر ہوا وہ
درحقیقت مخالف نہیں ہے مگر اُن سے حالت سکر اور غلبہ وجد میں ظاہر ہوگیا تیسری شرط اس امر کا
اعتقاد ہے کہ رد و انکار کا سبب اور نتیجہ اس مادہ کا قطع کرنا اور اُس ذریعہ کا بند کرنا ہے تاکہ عامہ خلق
اور مدعیان راہ ایسا نہ کریں اور بغیر امتیاز کے دشمن حقیقت کے اُن کی متابعت اور تقلید نہ اختیار
کریں کیونکہ تقلید و اتباع ظاہری احکام شرع میں ہوتی ہے احوال و مواجید میں نہیں ہوتی اور فقہا
میں اکثر ایسے ہوے ہیں جو حضرات صوفیہ کا رد اور اُن کی مخالفت بہت سختی کے ساتھ کرتے رہے
ہیں چنانچہ ابن جوزی جو اکابر علما فقہ و حدیث سے تھے اُن کے بارہ میں علما نے لکھا ہے کہ وہ اپنی
کتابوں میں حضرات مشائخ کے حکایات اور کلمات برابر لکھتے تھے اور انھیں کے افعال و اقوال

سے استشہاد کر کے انکار و انکار کرتے تھے چنانچہ کئی مقامات پر اپنی کتاب تلبیس ابلیس مین کہ جو اُن کی مشہور تصانیف سے ہے لکھا ہے اور مبالغہ کر کے لکھا ہے کہ میرا مقصود اظہار علم اور تحقیق سنت اور تنبیہ اور تحذیر ہے مواضع بدعت سے نہ اُن پر طعن کرنا یا اُن اہل کمال کی تنقیص کرنا لیکن اس شدت اور غلظت اور خشونت کلام سے کہ جو اُن کی کتاب مین مذکور ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کا انکار قوی ہے مگر نزاع معنوی اور انصاف کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو وہ کتاب مقامات مداخلت شیطانی اور اسباب بدعت اور جہالت کے قطع کرنے مین بے نظیر ہے باقی اُسکے الفاظ کی خشونت اور انکار کی شدت اور طعن و تشنیع ضرور موحش اور مشوش ہے اسی واسطے محققین ارباب نصیحت نے اس کتاب کو اور اُسکے مثل اور کتابون کے دیکھنے اور پڑھنے سے منع کیا ہے اور اُن مین غور و خوض کرنے سے بھی تاکہ مشایخ کے ساتھ بدگمانی نہو یا ارباب احوال کی تنقیص مین انسان نہ پڑجائے اور جیسے اسطرح کی کتابون سے منع کیا ہے ویسے ہی اور بعضے کتب صوفیہ مین بھی خوض کرنے سے کہ جن مین اسرار و حقایق اور مواجید بصراحت بلاتوقف اور تحاشی لکھے ہین مخالفت کی ہے چوتھی شرط کہ جو خلاصہ کلام ہے یہ ہے کہ اپنے علم و فہم کے قصور اور ضعف کا معترف رہے اور یہ سمجھے کہ خدا جانے ان حضرات نے کیا لکھا ہے اور کیا اشارہ کیا اور اُن کی باتون کو اُنھین پر چھوڑ دے اپنے آپ اور اپنے تصرف کو درمیان سے اُٹھا دے اور انصاف یہ ہے کہ توقف و انکار تو اُسپر ہوتا ہے کہ جو اس شخص کی سمجھ مین آجائے یا اس کا احتمال ہو کہ جو چیز اُنھون نے ارادہ کی ہے وہ منکر ہو تو درحقیقت وہ انکار اپنے نفس پر ہوگی نہ اُن پر بالجملہ راہ دین و شریعت واضح ہے اُسی کے موافق چلنا چاہیے اب اگر کوئی کسی سے کوئی شرعی مسئلہ پوچھے تو شریعت کے حکم کے موافق جواب لکھدے اور اگر مخصوص کسی کے حال کے متعلق حضرات صوفیہ سے دریافت کرے تو تغافل اور چشم پوشی اختیار کرنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیے کہ ان حضرات کا منکر ہونا ہی بعد و حرمان کا سبب ہے اور اُن کے ساتھ اعتقاد نیک رکھنا اور اُن کو سچا جاننا ہی باعث فتح باب ہے واللہ الهادی ومنه التوفیق لنیل الصواب انتهی کذا فی مرج البحرین سلہ

ذرہ گذر خاک سر کوی شما بود ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

سلہ اور اللہ ہدایت کرنے والا ہے اور اُسی سے توفیق ہوتی ہے صواب پانے کے لیے اسی طرح مرج البحرین مین ہے ۱۲ منہ

وصل اس بیان مین کہ حضرات صوفیہ کی انکار باعث ہلاکت وبمنزلہ سم قاتل کے ہے

علامہ شیخ سید احمد کشمخانوی[1] جامع الاصول مین لکھتے ہین کہ سادات صوفیہ وپیشوایان طریقۂ عالیہ کہ جو متبعین سنت سنیہ اور دافعین بدعت ردیہ ہون خصوصاً جبکہ وہ ارباب علم وعمل وصحاب معارف ومکاشفات ہون اُن کی انکار سم قاتل اور سبب ہلاک عظیم ہے اور اسپر وعید شدید وارد ہوئی ہے کیونکہ انکار علامت اعراض قلب ہے اللہ تعالی کی طرف سے اور اُس سے منکر کے سوء خاتمہ کا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک اور یہ ہر زمانہ مین فقہاے قاصرین کی عادت رہی جیسا کہ شیخ عارف عبد الغنی نابلسی کا قول ہے کہ بعض متفقہہ کی عادت ہے کہ وہ ہر وقت وہر زمانہ مین لوگون کے عیوب شرعیہ کی تفتیش کیا کرتے ہین اس طرح پر کہ جو بات اُن کو اُن لوگون کے اپنے علوم کے مخالف معلوم ہوئی چاہے اُسکی ہزارون تاویلین کیون نہ موجود ہون مگر وہ ایک بھی نہین سنتے اور بمقتضاے اپنے علم کے اس امر پر جو محتمل خطا ہوتا ہے اگرچہ اُسکی وجہ ضعیف بھی موجود ہو مگر انکار ہی کر بیٹھتے ہین اور پھر اس انکار مین اور زیادہ شدت کردیتے ہین بعد کو چاہے اس کا صواب ہی کیون نہ ظاہر ہو مگر وہ اُسکو نہین سنتے اور نہ کچھ خیال مین لاتے ہین بعضے تو ایسے ہوتے ہین کہ دوسرے کے مذہب ہی کو نہین جانتے ہین اور شروع سے اہل طریقہ اور صاحب طریقہ کی انکار کر گذرتے ہین یہ طریقہ متعصب اور سفہا کا ہے نہ فقہا کا کیونکہ وہ متعصب قاصر العلم والفہم ہین اُن کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگون مین علم فقہ اور ریاست مین معروف ومشہور ہون بوجہ خاص اغراض شیطانیہ کے جن کا وہ نفاذ چاہتے ہین نیز شہوات نفسانیہ کے کہ جنکی بجا وہ پسند کرتے اور اُن کے قلوب اُن امور کی وجہ سے مجبور ومضطرب ہوتے ہین اس سے کہ اپنے عیوب کی طرف وہ دیکھ سکین کیونکہ لوگون کی تلاش عیوب سے وہ اس چیز کی کیا تاویل کرسکتے ہین جو انکے مقصود کے خلاف ہو اور جب وہ لوگ کسی شخص مین کوئی وجہ فاسد پاجاتے ہین تو اُسکو ایسا سمجھتے ہین کہ گویا دنیا بھر کی دولت اُنھین کو مل گئی یعنی نہایت خوش ہوتے ہین اور جو کوئی اچھی بات

---

[1] منسوب بہ کشمخہ بہ فتح کاف وسکون شین وفتحہ میم ایک ترکاری کا نام ہے تو اُس کے معنی ہوے ترکاری بیچنے والے کے ۱۲ منتہی الارب

کسی کامل مین پاتے ہین تو اُسکو چھپا دیتے ہین اور بُری دیکھتے ہین تو اُسکو لے اُڑتے ہین اور
چونکہ اُن کے گمان مین یہ جما ہوا ہوتا ہے کہ یہ کامل مرتبہ کمال کو پہونچا ہی نہین ہے تو وہ اُس
انکار سے باز نہین رہتے ہین اور اُسی کو وہ اصلاح اور خیرخواہی سمجھتے ہین تو وہ ضال اور مضل
دونون ہوتے ہین رہے وہ فقہا جنکا قدم راسخ علوم مین موافق مذہب فقہاء اربعہ ہوتا ہے اور
وہ دُنیا سے متنفر اور آخرت کی طرف راغب ہوتے ہین اُن کا کیا کہنا نہ اُن مین حسد ہوتا ہے نہ تکبر
نہ عداوت نہ حقد نہ ریا نہ سمعہ وہ احکام الٰہی کی تعلیم بدرجہ تحقیق اُصولاً اور فروعاً دیتے ہین اور چونکہ
اُن کو بندگان خدا پر بہت زائد شفقت ہوتی ہے لہذا وہ کسی کو منکر ہی نہین جانتے ہین اس لیے
کہ اُن کو اپنے ہی سے فرصت نہین ملتی تو لوگون کے عیب کیا خیال کرین اُن پر وساوس نفسانی
اور شیطانی سب روشن ہوتے ہین اور اپنی کمال نفسانی کے انکار مین رہتے ہین بلکہ ایسے شغل
مین رہتے ہین کہ غیرون کی بُرائیون کی انکار کرنے کی بھی اُن کو فرصت نہین ہوتی اور اگر کبھی کوئی
بات دیکھتے بھی ہین تو احتیاط اور ورع کے لحاظ سے خود بدگمان نہین ہوتے اور اُن کو احکام شرعیہ
عظیمہ اور اُمور کلیہ معلوم ہوتے ہین جو لوگون کو پڑھاتے اور سُناتے ہین اور اُن کے دلون مین کسی
چیز کا وجود ہی نہین ہوتا ہے اور نہ کسی شخص مین علی التعین وہ کوئی عیب دیکھتے بلکہ جسطرح خداوند
عالم نے قرآن پاک مین منکر کے انکار کو بُرا فرمایا ہے اور باوصف اپنے علم کے کل بُری باتون اور
بُرے لوگون پر ہر زمانہ مین کسی کا تعین نہین فرمایا اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشادات بھی اُسی قبیل سے ہین مثلاً آپ کا ارشاد ہے کہ کیا حال ہوگا اُن لوگون کا جو ایسا کرتے
ہین لیکن کسی شخص کا نام لیکر یہ بدی آپ ذکر نہ کرتے بس یہی وہ لوگ ہین جنکی شان مین یہ کہنا شایان
ہے کہ وہ علما اور فقہا اور اُمنا ہین احکام الٰہی پر حضرت امام ابی حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر علما ہی اولیا نہوتے تو پھر اللہ کا ولی کون ہوتا اور علما سے
مراد عالم باعمل ہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم عالم نہین ہوتا جب تک وہ
اپنے علم پر عامل نہو اس حدیث کو بعضون نے بطور مرفوع ذکر کیا ہے مگر یہ موقوف ہے ابی الدردا
پر اور اُنکے راوی ابن حبان اور بیہقی ہین۔ شیخ ابن حجر مکی ہیثمی اپنے فتاوی مین لکھتے ہین کہ ہر
صاحب عقل و دین کو مناسب ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار کے ورطہ مین نہ پڑے کہ یہ زہر قاتل ہے
جیسا کہ پہلے بھی دیکھا گیا ہے اور اب بھی ہین اور قصہ ابن السقاء لکھ ہی چکا ہون کہ جس نے ایک
بزرگ کی انکار کی تھی اور اُن بزرگ نے کہا تھا کہ یہ کافر مرے گا چنانچہ اس کتاب مین بھی یہ سارا

حال نقل ہو چکا ہے) اور مشائخ عارفین اور ائمہ راسخین کا ارشاد ہے کہ اولیاء اللہ کے منکر کی
کمتر عقوبت یہ ہے کہ وہ اُن کی برکتوں سے محروم رہتا ہے اور اُسکے سوء خاتمہ کا خوف رہتا ہے
نعوذ باللہ من سوء القضاء اور بعضے عارفین کہتے ہیں کہ جو شخص اولیاء اللہ کو ستاتا ہے اور اُنکی
عنایتوں کی انکار کرتا ہے تو جان لو کہ وہ اللہ سے لڑتا ہے اور اللہ کے قرب سے مطرود و مردود ہے
حضرت ابو تراب نخشبیؒ فرماتے تھے کہ جس دل میں اللہ سے اعراض ہوتا ہے اُسی میں اولیاء کی
بھی انکار آتی ہے حضرت شاہ شجاع کرمانی کا قول ہے کہ کسی عبادت کرنے والے نے اِس سے
زیادہ کوئی عبادت نہیں کی کہ اولیاء اللہ کو دوست رکھا یعنی اولیاء کی محبت کا ثواب زیادہ ہے بہ نسبت
اور چیزوں کے اور اُن کی محبت دلیل ہے اللہ کی محبت کی حضرت شیخ ابو القاسم قشیری کا ارشاد ہے
کہ حضرات مشائخ کے دل میں کسی شخص کے جگہ ہونا یہ بہت اچھی دلیل ہے اُسکی سعادت کی اور جسکو
بزرگ نے رد کر دیا یعنی اُس سے خفا ہوے تو وہ اُس کا سخت نقصان اُٹھاوے گا چاہے وہ
زمانہ دراز کے بعد ہی کیوں نہ دیکھے اور جس نے مشائخ کی حرمت چھوڑ دی اُس نے اپنی بدبختی
ظاہر کر دی اِس امر میں کوئی خلاف نہیں اور منکرین اولیاء کی عقوبت میں یہ حدیث شریف کافی ہے
کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جناب باری تعالیٰ شانہ فرماتا ہے
کہ جس نے میرے کسی ولی کو ستایا اُس کو میں خبر دیے دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے لڑے یعنی میں اُسکو
مطلع کرتا ہوں کہ میں اُس سے لڑنے کے لیے تیار ہوں تو جو اللہ سے لڑنے نکلا اُسکو کبھی فلاح نہوگی
علماء کرام کا قول ہے کہ اللہ سے کوئی گنہگار نہیں لڑ سکتا ہے سوا اُس شخص کے جو اولیاء اللہ کا منکر
ہے یا سود خوار کہ اِن دونوں میں سے ہر ایک کے سوء خاتمہ کا بڑا ڈر ہے اور ولی سے عداوت کرنیکی
مذمت میں بخاری شریف کے باب التواضع میں حضرت ابی ہریرہ کی روایت سے یوں مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے جناب احدیت نے ارشاد کیا کہ من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب[1]

---

[1] پارہ ۲۶ بخاری شریف باب التواضع میں یہ پوری حدیث یوں ہے عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ان الله قال من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت
علیه ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به
ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سألنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه وما ترددت عن
شئ انا فاعله کترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مساءته یعنی ابی ہریرہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے تو میں اُسکو یہ خبر کیے دیتا ہوں
کہ میں اُس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں کوئی عبادت مجھکو اس سے زیادہ

یعنی جو دشمنی کرے میرے ولی سے تو مین اُسکو خبر دیے دیتا ہون لڑنے کی علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ ولی سے مراد وہ شخص ہے جو عالم باللہ اور طاعت پر مواظبت کرنے والا اور عبادت مین مخلص ہو یہان پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے جو ولی سے عداوت کرے گا کیونکہ معاوات تو دونون طرف سے ہوتی ہے اور ولی وہ ہے جو حلیم اور بُردبار ہو اس کا جواب یہ ہے کہ معاوات کچھ دنیاوی ہی معاملہ اور جھگڑہ پر منحصر نہین بلکہ کبھی تعصبی بغض کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے رافضی کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یا بدعتی کو سنی سے بغض ہوتا ہے تو یہان عداوت دونون طرف سے اسطرح ہوگی کہ ولی کو عداوت تو للہ فی اللہ ہوگی اور دوسری طرف سے عداوت بوجہ تعصب ہوئی اسی طرح سے ولی جو فاسق معلن کو دشمن رکھتا ہے تو محض اُسکے فسق کی سبب سے اور اس سے کہ وہ اُس فاسق کو اُسکے شہوات و خواہشات سے روکتا ہے اور وہ فاسق اُس ولی کا منکر بھی ہوتا ہے اور کبھی دشمن رکھنے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف سے دشمنی بالفعل اور دوسری طرف سے بالقوہ ہو کرمانی کا قول ہے کہ لفظ لی ولیاً کی صفت ہے مگر جب صفت مقدم ہوئی تو اُس کو حال کی اعراب دی گئی اب اصل معنی یہ ہوے کہ جو میرے ولی کو دشمن رکھتا ہے میری وجہ سے بہ نسبت تعریفی و تکریمی ہے تو مین بھی اُس سے لڑون گا ابن ہبیرہ افصاح مین لکھتے ہین (عادی لی ولیا) کے معنی یہ ہین کہ ولیکو اپنا دشمن بنالے اور اُسکے معنی یہ بھی میری سمجھ مین آتے ہین جو کوئی ولی کو اُسکے ولی ہونے کی وجہ سے دشمن رکھیگا اُس کا حال یہ ہوگا مگر اس سے یہ صورت نکل گئی جسمین کوئی حال مقتضی نزاع ہو مثلاً دو ولیون مین کسی مخاصمہ یا محاکمہ مین عداوت ہو اور اُس کا منشاء کسی مسئلہ حق کا ثبوت یا کسی راز کا افشاء ہو جیسا کہ حضرات صحابہ مین یعنی حضرت ابی بکر اور حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم مین مشاجرات واقع ہوے ہین کہ وہ اُسی قبیل سے تھے انتہی ملخصاً فاکہانی نے اسپر یون تعقب کیا ہے کہ ولی کی دشمنی اُس کی ولایت

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۷۵) پسند نہین ہے جو مین نے اسپر فرض کی ہے اور ہمیشہ میرا بندہ میری طرف نوافل سے قرب ڈھونڈھتا ہے یہان تک کہ مین اُسکو دوست کرلیتا ہون تو جب مین اُس سے محبت کرتا ہون اُسوقت اُس کا یہ حال ہوجاتا ہے کہ مین ہی اُس کا کان ہوجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور اُسکی آنکھ ہوتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پیر ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے اور وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مین اُسکو دیتا ہون وہ اگر کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ چاہتا ہے تو اُس کو محفوظ رکھتا ہون اور مجھ کو کسی کام مین جسکو مین کرنا چاہتا ہون اتنا تردد نہین ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندہ کی جان نکالنے مین ہوتا ہے کہ وہ موت کو برا سمجھتا ہے اور مجھکو بھی اُسکو تکلیف دینا برا معلوم ہوتا ہے ۱۲ کذا فی ترجمہ البخاری ۔ ل‍ه بیوہ بیچنے والے کو کہتے ہین ۱۲ منتہی الارب

کے سبب سے اُسوقت ہوگی کہ جب اُس دشمن کو ولی سے حسد ہو اور یہ خواہش ہو کہ اُسکی ولایت
جاتی رہتی اور ولی کے حال سے یہ یقیناً بعید ہے مین کہتا ہون کہ اوپر جو کچھ بیان ہو چکا ہے وہی
لائق اعتماد ہے ابن ہبیرہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ بندہ کی بغاوت پہلے
ہے اور خدا کا خوف دلانا اُسکے بعد جیسا کہ واضح ہے حاشیہ جامع صغیر مین ہے کہ ولی اپنے
غیر کو کبھی بوجہ اپنے حظ نفس کے دشمن نہین رکھتا ہے بلکہ محض بپاس حفظ شریعت کے کہ وہ بُری
بات سے بچانا چاہتا ہے اور وہ رُکتا نہین ہے تو ولی اُسکو بُرا جانتا ہے اور یہ کچھ نئی بات نہین
ہے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اہل عقاید ردیہ کو دشمن رکھا ہے اور دو ولیون
مین جو جھگڑا ہوتا ہے وہ دشمنی سے نہین ہوتا ہے بلکہ محض نصرت حق کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا
کہ صحابہ مین بھی باجتہاد واقع ہوا ہے تو ہر ایک مثاب ہوگا کیونکہ یہ تو نصرت حق کے لیے ہے نہ
اور کسی وجہ سے فتح الباری مین ہے کہ آذنتہ الف کے مد اور ذال کے زبر سے اس کے بعد
نون یعنی مین اُس ولی کے دشمن کو اطلاع کرتا ہون ایذان کے معنی اعلام کے ہین اسی سے
اذان نکلا ہے قولہ بالحرب کشمیہنی کی روایت مین بحرب ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث مین من
عادی لی ولیا ہے اور امام احمد کی روایت مین من آذی لی ولیا ہے اور اُن کی دوسری روایت مین
صرف من آذی ہے اور حضرت میمونہ کی حدیث مین اسیطرح ہے بلکہ اسکے آخر مین ہے کہ فقد استحل محاربتی
یعنی جس نے میرے ولی سے عداوت کی تو اُس نے مجھ سے لڑنا حلال سمجھ لیا اور وہب ابن منبہ کی
حدیث مین موقوفاً روایت ہے کہ من اھان ولی المومن فقد استقبلنی بالمحاربۃ یعنی جس نے
میرے ولی مومن کی اہانت کی تو وہ گویا میرے سامنے لڑنے کو آ گیا اور معاذ کی حدیث مین ہے کہ
فقد بارز اللہ بالمحاربۃ اور ابی امامہ کی حدیث مین ہے کہ فقد بارزنی یہان پر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ محاربت تو مصدر ہے باب مفاعلت سے اور اُس مین فعل کا واقع ہونا دونون جانب سے ہوتا ہے
تو معنی یہ ہون گے کہ وہ شخص اللہ سے اور اللہ اُس شخص سے لڑا اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ خالق
کے سامنے مخلوق کا رُتبہ ہی کیا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ محض مخاطب کرنے کے لیے ارشاد
ہوا ہے اسواسطے کہ لڑائی عداوت سے ہوتی ہے اور عداوت مخالفت سے پیدا ہوتی ہے اور
لڑائی کی غایت ہلاکی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ پر کوئی غالب نہین ہو سکتا پس اس ارشاد الٰہی کے
معنی یہ ہوے کہ گویا وہ شخص اپنی ہلاکت کے درپے ہوا تو یہان پر لفظ حرب بولا گیا اور اُس سے مراد
لازم حرب لیا گیا یعنی مین اُسکے ساتھ دشمن کی طرح پیش آؤن گا فاکہانی کہتے ہین کہ اس حدیث مین

سخت تہدید ہے کیونکہ جس سے اللہ لڑے گا وہ ضرور ہلاک ہوگا تو یہ مجاز بلیغ کی قسم سے ہے
کیونکہ جو اللہ کے ولی کو برا جانے گا وہ اللہ کی مخالفت کرے گا اور جو اللہ کا مخالف ہے وہ اسکا
معاند ہے اور جو اس کا معاند ہے اس کو اللہ ہلاک کرے گا تو جب دشمنی سے یہ بات ہوئی تو
دوستی سے بھی یہی ہوگا کہ جو شخص اللہ کو دوست رکھے گا تو اللہ اسکو بزرگ کرے گا طوقی[۱] کہتے
ہین کہ جب ولی اللہ وہ شخص ہوا جس نے اللہ کو دوست رکھا بسبب اپنی طاعت اور تقوی کے
تو اللہ اسکو دوست رکھے گا بذریعۂ حفظ و نصرت کے اور عادت اللہ یون ہی جاری ہے کہ دشمن
کا دشمن دوست ہوگا اور دشمن کا دوست دشمن پس ولی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے تو جس نے
ولی سے دشمنی کی وہ گویا ولی سے لڑا اور جو ولی سے لڑا وہ اللہ سے لڑا وما تقرب الی عبدی
بشئی احب الی مما افترضت علیہ یعنی میرا بندہ میری طرف قرب جاہتا ہے جب کسی عبادت
کے ذریعہ سے وہ مجھکو نہین محبوب ہوتی ہے بہ نسبت اُس عبادت کے ادائی کے کہ جو مین نے
اُسپر فرض کر دی ہے اسمین فرض عین اور فرض کفایہ اور فرائض ظاہرۃ الفعل جیسے نماز و روزہ وغیرہ
اور ظاہرۃ الترک جیسے زنا و قتل وغیرہ اور فرائض باطنیہ جیسے علم باللہ اور حب للہ اور توکل علی اللہ
و خوف عن اللہ سب داخل ہین طوقی کہتے ہین کہ امر بالفرائض قطعی ہے اسکے چھوڑنے سے عذاب
ہوگا بخلاف نفل کے کہ اسمین امر قطعی نہین ہے اُسکے نہ کرنے سے عذاب نہین ہوگا اگرچہ
نوافل ثواب کے حاصل کرنے مین فرض کے ساتھ مشترک ہین لیکن فرائض کامل تر ہین اس واسطے
کہ ان کے ادا کرنے مین عمدہ طور پر امتثال حکم و احترام ہے اور مالک کی تعظیم بھی کہ بندہ نے مالک
کی اطاعت کر کے اُس کی ربوبیت کی عظمت کا اظہار اور اپنی عبودیت کی ذلت کا اقرار کیا پس
تقرب بالفرائض تقرب بالنوافل سے افضل ہے کذا فی سراج المنیر شرح جامع الصغیر ولا یزال
عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی
یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لا
عیذنہ وما ترددت عن شئی انا فاعلہ کترددی عن نفس المومن یکرہ الموت وانا اکرہ
مساتہ عبدالواحد کی روایت مین عینہ التی یبصر بھا ہے اور یعقوب بن مجاہد کی روایت مین
عینیہ یبصر بھما تثنیہ کا صیغہ آیا ہے اسی طرح اُذن اور یدا اور رجل بھی اور روایتون مین
آیا ہے اور عبدالواحد نے اپنی روایت مین اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ مین جسکا دل ہوجاتا ہون

[۱] منسوب بہ مالک بن طوق جو فرات کا حاکم تھا عہد ہارون رشید مین ۱۲ منتہی الارب

جس سے وہ ادراک کرتا ہے اور زبان ہوجاتا ہون جس سے وہ باتین کرتا ہے اسیطرح ابی امامہ
کی حدیث مین بھی ہے اور انس کی حدیث مین ہے کہ ومن احببتہ کنت لہ سمعاً وبصراً ویداً
ومویداً یعنی جب بندہ قرب ڈھونڈھتا ہے میری طرف نوافل سے اور مین اُسکو دوست کرلیتا
ہون تو مین ہی اُس بندہ کے کان ہوجاتا ہون جن سے وہ سُنتا ہے اور بینائی ہوجاتا ہون جس سے
وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے اور پیر جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ
مانگتا ہے تو مین اُسے دیتا ہون اور اگر پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہون اور مین کسی چیز سے جسکو مین
کرنے والا ہوتا ہون اتنا باز نہین رہتا جتنا کہ قبض روح مومن سے جبکہ موت ناپسند کرتا ہے
اور مین اُس کی دل آزاری ناپسند کرتا ہون سراج المنیر مین ہے کہ نفل کے ذریعہ سے تقرب حاصل
کرنے کا ثمرہ محبوبیت ملنا اس سبب سے ہے کہ بندہ فرض تو اس خوف سے ادا کرتا ہے کہ اگر
مین یہ ادا نہ کرونگا تو مجھپر عذاب ہوگا اور نفل کا نہ ادا کرنا ایسا نہین ہے بلکہ صرف ایثار خدمت
ہی کے لیے ہوتی ہے اسی واسطے نفل کا بدلہ محبت عطا کیا گیا ہے تاکہ محبت جو بندہ کا انتہائی
مطلوب ہے وہ نوافل کی ادائی سے حاصل ہوجائے حضرت ابو القاسم قشیری کا قول ہے
کہ بندہ کا قرب اپنے رب سے پہلے اُسکے ایمان کے بدولت ہوتا ہے پھر احسان کی بدولت
پھر اُس چیز کے ذریعہ سے جو اُس بندہ کی مخصوصہ ہوتی ہے اور یہ قرب پورا نہین ہوتا جب تک
اُسکو خلق سے دوری نہو اور اللہ کا قرب علم و قدرت سے عام ہے سب کے لیے اور بذریعۂ
لطف و نصرت کے قرب یہ مخصوص خواص کے لیے ہے اور بذریعۂ اُنس کے خاص ہے اولیاء اللہ
کے لیے یہان پر اعتراض ہوتا ہے کہ محبوب تر عبادات فرائض ہین تو اُن کا نتیجہ محبت کیون نہین
ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ نوافل سے مراد اُس شخص کی نفلین ہین جو فرض بھی ادا کرتا ہو نہ
یہ کہ وہ صرف نفلین ہی ادا کرے اور فرائض چھوڑ دے ایسی حالت مین یہ مرتبہ نہین مل سکتا ہے
بعض اکابر کا قول ہے کہ جس شخص کو فرائض نفل سے مانع ہون وہ معذور ہے اور جسکو نوافل
فرائض سے باز رکھین وہ مغرور ہے فتح الباری مین ہے کہ فاکہانی کے نزدیک اس حدیث
کے معنی یہ ہین کہ جس شخص نے فرائض ادا کیے اور نوافل پر مداومت کی تب اُسکو اللہ کی محبت
ملے گی کیونکہ نوافل فرائض کو شامل اور اُسکے پورے کرنے والے ہین اسی کے موید ابی امامہ
کی روایت ہے جسمین یہ ہے کہ انسان کو وہ چیز جو حق کے پاس ہے بغیر ادائے فرائض کے
نہین ملے گی ابن ہبیرہ کہتے ہین کہ ما تقرب سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نوافل فرائض پر مقدم

نہین ہین کیونکہ نفل کو نفل اسوجہ سے کہتے ہین کہ وہ فرائض سے زائد ہین لہذا پہلے فرض ادا ہولین
تب نفلین ادا ہونگی تو جس نے فرض ادا کیے اوسپر نفلین ٹرھائین اور فرض معہ نفل کے ہمیشہ ادا
کرتا رہا تو وہ البتہ ارادۂ تقرب نفل کے ذریعہ سے کرتا ہے اور عادت بھی یون ہی جاری ہے کہ
اکثر تقرب اُنھین چیزون سے حاصل ہوتا ہے جو متقرب پر واجب نہین ہین جیسے ہدیہ اور تحفہ کے
ذریعہ سے بخلاف اُس شخص کے جو وہ چیز ادا کرتا ہو کہ جبکا وہ دیندار ہے کہ وہ تو اُسے دینا ہی
چاہیے تھا نہ دینے والے کو اُس سے توقع ہوتی ہے اور نہ لینے والے کو اُس سے کوئی احسانمندی
تو نفلین اسی واسطے ہوتی ہین کہ اُن سے فرائض کی کمی کا جبر نقصان کیا جائے جیسا کہ صحیح مسلم
کی حدیث مین ہے کہ جناب احدیت قیامت کے روز فرشتون سے فرمائیگا کہ دیکھو میرے بندے
کی نفلین کچھ جمع ہین کہ جن سے اُسکے فرائض کا نقصان پورا کیا جائے پس یہ امر ظاہر ہوا کہ تقرب
بالنوافل سے مراد اُسی شخص کا تقرب ہے جو فرائض کے ادا کرنے کے بعد نوافل سے تقرب چاہے
نہ یہ کہ نوافل ادا کرتا ہو اور فرائض مین تساہل کرتا ہو اب یہان پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے
اپنے بندہ کی کان اور آنکھ وغیرہ کیسے ہوسکتا ہے اِس کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے اول یہ کہ یہ
ارشاد بطور مثال کے آیا ہے مطلب یہ کہ مین بندہ کی کان اور آنکھ اسطرح ہوجاتا ہون کہ وہ میرے
ہی حکم کو اختیار کرے اور میری ہی طاعت اور میرے ہی خدمت کو پسند کرے جیسا کہ یہ جوارح
پسند کرتے ہین دوسرے یہ کہ اِس حدیث کے معنی یہ ہین کہ بندہ کے کُل اعضا میری طرف مشغول
ہوجائین اور بندہ اپنے کانون سے وہی بات سُنتا ہے جو مجھکو پسند ہے اور آنکھون سے وہی چیز
دیکھتا ہے جو مین دکھاتا ہون تیسرے یہ کہ مین بندہ کے مقاصد ایسے کردیتا ہون جیسے وہ اُنھین
دیکھتا اور سنتا ہو چوتھے یہ کہ مین بندہ کی ایسی مدد کرتا ہون جیسے کہ اُسکی مدد یہ اعضا کرتے ہین پانچوین
یہ کہ فاکہانی کا قول ہے کہ یہی معانی ابن ہبیرہ پہلے بیان کرچکے ہین یعنی اُن کا قول ہے کہ میرے
نزدیک یہان مضاف محذوف ہے اصل کلام یہ ہے کہ مین نگہبان ہون بندہ کے ان اعضا کا تو وہ کان
سے وہی بات سُنتا ہے جو حلال ہے اور آنکھون سے وہی چیز دیکھتا ہے جسکا دیکھنا حلال ہے
چھٹے فاکہانی کا قول ہے کہ یہان اور معنی بھی ہین جو پہلے معنی سے زیادہ دقیق ہین وہ یہ کہ سمع مصدر
بمعنی مسموع یعنی مفعول ہے معنی یہ ہوے کہ بندہ میرے ذکر کے سوا کچھ نہین سُنتا اور نہ میری بات
کے سوا اور کسی بات سے اُنس لیتا اور نہ سوا میرے عجائب ملکوت کے کچھ دیکھتا اور نہ اپنا ہاتھ اُس
چیز کی طرف بڑھاتا ہے جسمین میری خوشی نہین ہوتی اسی کے موافق ابن ہبیرہ بھی ہین چنانچہ

اُنھون نے اِس قول کی تحسین بھی کی ہے طوفی کہتے ہین کہ علماء معتبرین کا اتفاق اِس امر پر ہے
کہ یہ کلام بطور مجاز وکنایہ کے ہے بندہ کی تائید اور اعانت پر گویا خود حق تعالیٰ اپنے آپ کو بمنزلہ
اُسکے اُن آلات کے جن سے وہ مدد لیتا ہے قائم فرماتا ہے چنانچہ ایک اور روایت مین آیا ہے
کہ فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی فرقہ اتحادیہ کے نزدیک اِس ارشاد مین معنی حقیقی مراد
ہین یعنی حق تعالیٰ بندہ کا عین ہوجاتا ہے اور وہ اُسکی دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی کی صورت مین برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آتے
تھے اور وہ اُن کی صورت روحانی ہوتی تھی تو جب وہ اپنی صورت چھوڑ کر انسان کی صورت
اختیار کرسکے تو اللہ تعالیٰ کہین زیادہ اُسپر قادر ہے کہ بصورت وجود کلی وجزئی ظاہر ہو تعالی اللہ
عما یقول الظالمون علوا کبیرا خطابی کہتے ہین کہ یہ مثالین ہین مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ
اپنے بندہ کو اُن اعمال کی توفیق دیتا ہے کہ جنکو وہ اُن اعضا سے کرتا ہے تو اُسکے لیے اپنی محبت
بھی آسان کرتا ہے اِس طرح کہ اُن جوارح کو ناشائستہ چیزون اور جگہون سے محفوظ رکھتا ہے یعنے
بندہ نہ واہیات باتین سُنتا ہے نہ واہیات چیزین دیکھتا وعلی ہذا القیاس اِسی قول کی طرف
داؤدی اور کلاباذی بھی مائل ہوے ہین ساتوین یہ کہ خطابی کا قول ہے کہ اِس ارشاد سے مراد
یہ ہے کہ بندہ کی دعا جلد قبول ہوتی ہے اور اُس کا مطلب جلد حاصل ہوتا ہے اسطرح پر کہ انسان
کی کوششین تمام تر اُنھین اعضا سے ہوتی ہین اور وہ کوششین سب مفید ہوتی ہین بعضے
کہتے ہین کہ یہ معنی کلام سابق ہی سے اخذ کیے گئے ہین یعنی بندہ کا کوئی عضو عمل نہین کرتا مگر اللہ
کے لیے اور اللہ کی راہ مین بیہقی کتاب الزہد مین ابی عثمان حیری کی طرف کہ جو ائمہ طریقہ صوفیہ سے
تھے یہ قول منسوب کرکے لکھتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ اِس حدیث کے معنی یہ ہین کہ مین ایسی جلد
بندہ کی حاجت روائی کرتا ہون کہ جتنی جلد قوت سامعہ اُسے سُنا نہین سکتی اور نہ قوت باصرہ
دکھا سکتی وعلی ہذا القیاس اٹھوین علامہ شیخ عبد الرؤف مناوی کا قول ہے کہ اِس حال
مین اللہ تعالیٰ محبت کو اپنے بندہ پر غالب کردیتا ہے ایسا کہ وہ سواے حق کی پسند کی ہوئی چیز
کے کچھ نہین دیکھتا اور نہ سنتا نہ کرتا ہے اور اللہ اُن اعضا کی ناشایستہ چیزون سے حفاظت
مین اُس کا مددگار رہتا ہے یا یہ کنایہ اِس امر کا ہو کہ اللہ ہمیشہ بندہ کی مدد کرتا ہے اور اُسپر

سلہ منسوب بہ امام سلیمان اور خطابیہ ایک گاؤن ہے بغداد مین ۱۲ منتہی الارب سلہ منسوب بہ مناوہ بفتح میم و
نون وسکون لام ایک مقام ہے حجاز مین ۱۲ منتہی الارب

عنایت رکھتا اور اُس کی اعانت کل کامون مین کرتا ہے اور اُسکے کان اور آنکھ اور تمام جوارح کو
ناپسندیدہ چیزون سے بچاتا رہتا ہے فتح الباری مین ہے کہ بعضے متاخرین صوفیہ اس حدیث کو
مقام فنا اور محو پر محمول کرکے لکھتے ہین کہ یہ وہ نہایت ہے جسکی فوق کچھ نہین ہے اور بندہ اللہ
کے قائم کرنے سے ایسی حالت پر قائم ہوتا ہے اور اُسی کی محبت سے اُسکو دوست رکھتا ہے اور
اُسی کی نظر سے اُسکو دیکھتا ہے یہانتک کہ اُسکو کوئی چیز اپنی نہین معلوم ہوتی نہ اسم نہ رسم نہ امر
نہ صفت تو اس کلام کے معنی یہ ہوے کہ اُس ولی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ نے اُسکو اس
حال پر قائم کیا اور اپنی محبت عنایت کی اور نظر رحمت اُسپر فرمائی اور بعض ارباب فرقہ اتحادیہ
کہتے ہین کہ اس حدیث کے معنی یہ ہین کہ بندہ نے جب ظاہری و باطنی عبادت اختیار کی اور
کدورات سے صاف ہوگیا تو وہ درحقیقت حق ہوگیا نعوذ باللہ من ذلک یعنی بندہ جب اپنی خودی
سے بالکل مٹ گیا اور اس امر کا شاہد ہوا کہ اللہ ہی اپنا آپ یاد کرنے والا اور توحید کرنے والا
اور آپ ہی اپنا دوست ہے اور یہ اسباب و رسوم اُسکے شہود مین نیست محض ہوگئی اگرچہ
خارج مین نیست نہوے ہون بالجملہ بلحاظ ان تمام وجوہ کے یہ حدیث فرقہ اتحادیہ کے تمسک کے
لائق نہین ہے اور نہ اُن لوگون کے جو وحدت مطلق کے قائل ہین کیونکہ اس حدیث مین یہ بھی ہے
وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ اور عبدالواحد کی روایت مین وان سألنی
عبدی ہے تو یہ دو طرحون سے روایت آئی ہے مشہورتر روایت یہ ہے کہ یہان ذال معجمہ کے
بعد نون ہے اور دوسری روایت یہ کہ یہان بے ہے معنی اُسکے یہ ہوے کہ مین بندہ کو اپنی
مین رکھتا ہون خوفناک چیزون سے اور ابی امامہ کی حدیث مین ہے کہ حضرت احدیت نے فرمایا
کہ جب بندہ مجھ سے مدد چاہتا ہے تو مین اُسکی مدد کرتا ہون اور انس کی حدیث مین ہے کہ جب بندہ
مجھسے خیر خواہی چاہتا ہے تو مین اُسکی خیرخواہی کرتا ہون پس اس سے یہ مستفاد ہوا کہ نوافل سے مراد تمام مستحب
چیزین ہین عام اس سے کہ وہ قولی ہون یا فعلی اور ابی امامہ کی حدیث مین آیا ہے کہ دوست ترین بندہ کی عبادت مین
نصیحت ہے اور اس حدیث تقرب بالنوافل سے نماز کی بھی بہت بزرگی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے بندہ کو
اللہ کے ساتھ وہ محبت پیدا ہوتی ہے جو اُسکے قرب کا باعث ہوتی ہے اور اُس کا منشا یہ ہے کہ نماز محل مناجات
و قرب ہے اُسمین اللہ اور بندہ کے درمیان مین کوئی واسطہ نہین ہے اور کوئی چیز بندہ کی برقرار
رکھنے والی نماز سے زائد نہین ہے اس واسطے کہ حضرت انس کی حدیث مین مرفوعاً آیا ہے وجعلت
قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی مجھکو آنکھ کی ٹھنڈک اور روشنی نماز مین ہوتی ہے اسکو نسائی وغیرہ نے

بھی بسند صحیح روایت کیا اور جسکی آنکھ کی خنکی جس چیز مین ہوگی تو وہ اُسکو کیون چھوڑنے لگا کیونکہ
اُس کو اُس مین عیش اور نعمت اور فرحت ہوتی ہے اور اُسی سے اُسکی زندگی ہوتی ہے تو یہ رتبہ
اُس عابد کا ہے جو سختی پر صابر ہوتا ہے کیونکہ سالک ہی کو آفات اور فتور پیش آتے ہین اور حضرت
حذیفہ کے حدیث مین اس قدر اور زیادہ ہے کہ وہ میرے ولیون اور برگزیدہ لوگون مین سے
ہوگا اور نبیون اور شہیدون اور صدیقون کے ساتھ جنت مین جائیگا اس حدیث سے بعض
جاہلین اہل تجلی اور ریاضت تمسک کر کے کہتے ہین کہ جس کا دل اللہ کے ساتھ محفوظ ہوگیا تو اُسکے
خطرات بھی خطا سے معصوم ہونگے اُسپر محققین اہل سلوک اُن کا تعقب کر کے کہتے ہین کہ اُسپر تو جب
تک عمل کرنا چاہیے جب تک کہ یہ کتاب اور سنت کے موافق ہو اور عصمت تو صرف حضرات انبیا علیہم السلام
کے ساتھ مخصوص ہے اُن کے سوا جو ہین وہ کبھی خطا بھی کرتے ہین دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
باینہمہ کہ سردار اہل الہام تھے جب کوئی راے کبھی قرار دیتے اور صحابہ اُسکے خلاف خبر دیتے
تو آپ اپنی راے ترک کر دیتے تھے پس جسکو یہ گمان ہو کہ حضرت عمرؓ صرف اُسی امر پر اکتفا کرتے
تھے جو اُن کے دل مین حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے خیال پیدا ہوتا تھا تو اُس نے
بڑی خطا کی اور جس نے اُن صوفیہ مین سے بطور مبالغہ کے یہ کہا کہ میرے دل نے خدا کی طرف سے
یہ بات مجھ سے کہی اُس نے اور زیادہ خطا کی کیونکہ وہ اس امر سے کہان بچ سکتا ہے کہ اُسکے
دل نے شیطان سے وہ بات نقل کی ہو یعنی وہ حدیث شیطانی ہو رحمانی نہو طوفی کہتے ہین کہ یہی
حدیث اصل ہے سلوک الی اللہ و وصول معرفتہ اللہ اور محبت طریق حق مین اسواسطے کہ ایمان
فرائض باطنیہ مین ہے اور اسلام فرائض ظاہرہ مین اور اُنھین دونون سے احسان مرکب ہے
جو حدیث جبریل علیہ السلام سے واضح ہے اور احسان بھی مقامات سالکین کو شامل ہے جو زہد و
اخلاص و مراقبہ وغیرہا ہین اور حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ جس نے واجبات ادا کر کے بذریعہ
نوافل تقرب حاصل کیا اُسکی دعا بھی رد نہوگی کیونکہ اُس کا سچا وعدہ مولکہ بقسم موجود ہے اور اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اگرچہ اعلیٰ درجون پر پہونچ جاے ایسا کہ محبوب حق بھی ہو جائے
تو بھی اُسکی طلب حق منقطع نہین ہوتی کیونکہ اس مین ایک صفت خضوع ہے جو بندہ کے لیے
انسب ہے اور اظہار عبودیت بھی صاحب گلشن راز کہتے ہین ؎

بود مرد آنکہ در کار تمامی	کند با خواجگی کار غلامی
چو شد در دائرہ سالک مکمل	رسد ہم نقطۂ آخر باول

بقا یابد او بعد از فنا باز	رود زانجا رہ دیگر باغاز
دگر بارہ شود مانند پرکار	بران کاریکہ اول بود برکار
شریعت را شعار خویش سازد	طریقت را دثار خویش سازد
چو کرد از قطع یکبارہ مسافت	نہد حق بر سرش تاج خلافت

باقی تحقیق مفصل قرب فرائض اور قرب نوافل کی کلام حضرات صوفیہ صافیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
مین عموماً اور حضرت شیخ اکبر اور قیصری شارح فصوص الحکم اور شرح گلشن راز اور مولانا جامی وغیرہ اکابر
دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کلام مین خصوصاً موجود ہے جسکا جی چاہے وہان دیکھے کہ اُس
سب کے یہان نقل کرنے مین طوالت تھی اب دوسرے فقرہ حدیث کی شرح سنا چاہیے قولہ
ما ترددت الخ حضرت عائشہ کی حدیث مین ہے کہ ترددی عن موتہ اور حلیۃ الاولیا مین وہب
ابن منبہ کے ترجمہ مین ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے انبیا علیہم السلام کی کتابون مین دیکھا ہے
کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مین اتنا تردد کسی چیز مین نہین کرتا جسقدر مومن کی روح قبض کرنے مین
کرتا ہون۔ خطابی کہتے ہین کہ تردد تو اللہ تعالی کے خلاف شان ہے لیکن دو تاویلین ہین ایک
یہ کہ بندہ جب کسی بیماری یا فاقہ کے سبب سے مشرف بموت ہوتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے
تو اللہ اُسکو صحت دیکر اُس امر مکروہ کو اُس سے دفع کر دیتا ہے تو یہ فعل جناب باری کا ایسا ہوگا
جیسے کسی کا کسی بات کے کرنے کا ارادہ ہوا اور پھر بوجہ اُس فعل کے خلاف نظر آنے کے
اُسے چھوڑ دے حالانکہ ہر شخص کو ایک وقت مین مرنا ضرور ہے اور جب اُس کا وقت معین آجائیگا
تو مر جائے گا دوسری تاویل یہ ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہوے کہ مین اپنے بھیجے ہوے فرشتون
کو اُن چیزون سے کہ جسکو کرنے والا ہوتا ہون نہین روکتا ہون جیسا کہ نفس مومن سے روکتا ہون
چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کا قصہ ہے کہ آپ نے ملک الموت کی آنکھ پر طپانچہ مارا تھا اور وہ پھر
آپ کے پاس دوبارہ بھیجے گئے خطابی کہتے ہین کہ تردد کے معنی دو طرح پر ہین ایک اللہ کی مہربانی
اور لطف کی دوسرے اُسکی شفقت اور مکرمت کے جو اُسکو اپنے بندہ پر ہوتی ہے اور کلاباذی
کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یہان صفت ذات سے صفت فعل مراد لی گئی ہے اور تردد سے ترديد
مراد ہے یعنی بندہ کی حالت بدل دی جاتی ہے اور اُسمین ضعف و رنج پیدا کر دیا جاتا ہے اکثر دیکھا
گیا ہے کہ بندہ کو اپنی زندگی سے نفرت ہوکر موت کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اُسی حالت مین
اُسکی روح قبض کی جاتی ہے اور کبھی دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالی بندہ کے دل مین اپنی پاس والی چیز کی

رغبت اور اپنی ملاقات کا شوق پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسی شوق مین موت کا مشتاق
ہو جاتا ہے تو پھر کراہت کہان رہی کہ جسکے دور کرنے کی ضرورت ہوگی اور اللہ تعالی اس
امر کو ارشاد کر چکا ہے کہ بندہ موت کو مکروہ جانتا ہے اور اللہ اُسکی اس کراہیت کو بُرا جان کر
اُس سے اُس کراہیت کو دور فرماتا ہے اس طرح کہ بندہ پر حالات متغیر کر دیتا ہے اور اُسی حالت
مین اُسکو موت آجاتی ہے کیونکہ وہ موت کا مشتاق ہی ہوتا ہے اور اکثر تفعل بمعنی فعل بھی آتا ہے
جیسے تفکر بمعنی فکر و تدبر بمعنی دبر و تہدد بمعنی ہدد واللہ اعلم ابن جوزی کہتے ہین کہ تردد سے مراد
ملائکہ قابض ارواح کا تردد ہے مگر اس تردد کو جو حق تعالی نے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے وہ
اس سبب سے کہ ملائکہ کا تردد تو اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے اور یہ تردد اظہار کراہت سے پیدا
ہوتا ہے اب اگر کوئی کہے کہ جب اللہ نے فرشتہ کو روح قبض کرنے کا حکم دیا تو پھر اُسکو تردد کیون
ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتہ کو تردد اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اُسکو وقت معین اُس
چیز کا معلوم نہین ہوتا ہے مثلاً اُس سے کہا جائے کہ تو اُس ولی کی روح قبض نہ کر جب تک
وہ راضی نہو تو ایسی حالت مین لامحالہ اُسکو تردد ہوگا۔ پھر تیسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہان
تردد کے معنی بندہ پر لطف کے ہون کیونکہ فرشتہ جب مومن کی قبض روح مین تاخیر کرتا ہے
بوجہ اُسکے مرتبہ اور عظیم المنفعۃ ہونیکی اہل دنیا کے واسطے تو وہ فرشتہ اُس مومن کی عزت کرتا ہے
اور اُس کی طرف ہاتھ نہین پھیلاتا مگر جب خدا کا حکم یاد کرتا ہے تو مجبور ہو جاتا ہے اور بغیر
امتثال امر رب کے کوئی چارہ نہین دیکھتا چوتھا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب ہماری طرف ہو
اُس بات کا جسکو ہم سمجھتے ہین کیونکہ اللہ تعالی منزہ ہے ہر چیز کی حقیقت سے بلکہ اُس اپنے ارشاد سے
کہ جو شخص معمولی چال سے میری طرف آئے گا تو مین اُس کی طرف لپک کر آؤن گا جیسے کہ ہم لوگون
مین کوئی شخص اپنے بیٹے کو تادیب کے طور پر مارنا چاہے اور شفقت اور محبت پدری اُسکو
مارنے سے روکے تو وہ متردد ہوتا ہے کہ مین اسکو مارون یا نہ مارون بخلاف اسکے اگر کوئی دوسرا
ہوتا ہے جیسے معلم وغیرہ تو اُسکو تردد نہین ہوتا اور فی الفور وہ تادیباً مار ہی بیٹھتا ہے پس یہان
مقصود ہمارا اس تردد کے بیان سے ولی کے ساتھ محبت کرنے کو سمجھانا ہے کرمانی کہتے ہین کہ
یہان ایک احتمال یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ مومن کی روح قبض فرماتا ہے بہ نرمی و آہستگی بخلاف اور
اُمور کے کہ وہ بمجرد قول کُن بیک دفعہ ہو جاتی ہین حاشیہ جامع صغیر مین ہے کہ یہان تردد سے
مراد لازم تردد ہے یعنی کسی چیز کا رد کر دینا مطلب یہ ہوا کہ مین کسی چیز کو نہین روکتا جیسا کہ مسلم کی

روح کے قبض کو روکتا ہون یعنی مسلمان کی روح مین اُس حالت مین نہین قبض کرتا ہون جبکہ
وہ موت سے خوف کرتا ہے کیونکہ وہ موت کی سختیان جانتا ہی ہوتا ہے بلکہ اُس کی موت مین تاخیر کرتا
ہون اور اُسکو بیماریون مین مبتلا کرتا ہون کہ وہ خود عاجز ہوکر موت مانگنے لگتا ہے اور اُس کا مشتاق
ہوجاتا ہے اور ایسی حالت مین اُسکو موت بُری نہین معلوم ہوتی ہے اور تردد چونکہ منع کے
معنی کو بھی شامل ہے اسواسطے متعدی بعن ہے یا عن فی کے معنی مین ہے صنادی کہتے ہین
کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ مین تاخیر اور توقف نہین کرتا جیسا کہ متردد شخص توقف کرتا ہے سواے بندۂ
مومن کی روح کے قبض کرنے مین قولہ ویکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ حضرت عائشہ کی حدیث
مین ہے انہ یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ابن مخلد نے بروایت ابن کرامہ آخر مین اتنا اور بڑھا کر
نقل کیا ہے ولا بد لہ منہ اور یہ زیادتی وہب کی حدیث مین بھی آئی ہے اور بیہقی کتاب الزہد مین حضرت
جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرکے لکھتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ یہان مراد موت کی
کراہت ہے اور اُسکی سختی اور کرب جو مسلمان کو ہوتا ہے یہ معنی نہین ہین کہ مین مسلمان کے لیے موت کو
مکروہ جانتا ہون کیونکہ موت ہی مسلمان کو اللہ کی رحمت اور مغفرت کی طرف لے جاتی ہے بعضون کا قول
ہے کہ موت ضروری ہے اور موت کیا ہے روح کا بدن کو چھوڑنا اور بغیر سخت دُکھ کے نہین حاصل
ہوتا ہے حضرت عمرو ابن العاص سے منقول ہے کہ اُنکے انتقال کے وقت لوگون نے اُن سے پوچھا
کہ آپ کا کیا حال ہے اُنھون نے کہا کہ حال یہ ہے کہ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مین سانس لیتا ہون
سوئی کے ناکے سے یا کوئی کانٹے دار چیز ہے جو میرے بدن پر پھیری جاتی ہے سر سے پیر تک اور
کعب سے منقول ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص سے موت کا حال پوچھا
تو اُنھون نے ایسا ہی یا اسکے قریب بیان کیا پس جب موت اس طرح کی ہوئی اور اللہ تعالی مومن کی
تکلیف کو مکروہ جانتا ہے تو اُسی پر کراہت کا اطلاق ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بُرائی بوجہ درازی عمر ہو
کیونکہ عمر کی زیادتی سے اُسکے اعضا سب جواب دیدیتے ہین کرمانی کہتے ہین کہ یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ
مین بندہ کی کراہت موت کو مکروہ جانتا ہون لہذا اسکی روح قبض کرنے مین جلدی نہین کرتا اور متردد
ہوجاتا ہون مواہب لدنیہ مین ہے کہ ابن قیم کہتے تھے کہ یہ حدیث وہ ہے جسکے معنی سمجھنا مر غلیظ الطبع
کثیف القلب پر حرام ہے اور اس سے مراد محبت کے اسباب کا دو باتون مین حصر ہے ایک اداے
فرائض مین دوسرے اداے نوافل مین کیونکہ عاشق کو نوافل کی کثرت سے مرتبہ محبوبیت ملتا ہے اور
اللہ کی محبت اُسکے لیے واجب ہوجاتی ہے اور دوسری قسم کی محبت جو مرتبۃً پہلے قسم سے زائد

ہوتی ہے وہ عاشق کے دلکو محبوب کے سوا دوسرے کے خیال اور اسکی طرف مصروفیت سے روکدیتی ہے ایسا کہ وہی محبت عاشق کی روح کی مالک ہو جاتی ہے اور اسکی وہم اور خیال اور دل مین غیر معشوق کی گنجائش نہین رکھتی ہے اور محبوب ہی کا ذکر اور اُسی کی محبت اُسکے دلکو اپنے قبضہ مین لے لیتی ہے تو لا محالہ ایسا عاشق جو سُنے گا تو اپنے محبوب ہی کی سے گا اور دیکھے گا تو اپنے محبوب ہی کو دیکھے گا اور چلے گا تو محبوب ہی کی طرف چلے گا اور محبوب ہی اسکے جان و دل مین ہو گا اس مقام پر لفظ با مصاحبت کے معنی مین ہے اور یہ مصاحبت ایسی ہی ہو جو سر یجا بیان سے سمجھ مین نہین آتی بلکہ یہ مسئلہ حالیہ ہے علمیہ نہین ہے پس بندہ کو جب حق کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے تو اللہ ہی اُسکی کل حاجتون اور مطلبون کا کفیل ہو جاتا ہے اسی لیے ارشاد ہوا ہے کہ ولئن سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ یعنی جسطرح بندہ اپنے آپ کو میرے امتثال احکام مین سپٹ کر میری محبت حاصل کرتا ہے ویسا ہی مین بھی اُس کی موافقت کرتا ہون اُس کی خواہش مین کہ جو وہ مجھ سے مانگتا ہے مین اُسکو دیتا ہون اور یہ موافقت دونون طرف سے قوی ہوتی ہے اور یہی امر باعث ہوتا ہے پروردگار کے تردد کا اُسکی روح کے قبض کرنے مین کیونکہ بندہ تو موت کو بُرا جانتا ہی ہے اور اللہ اُس کی اس کراہت کو بُرا جانتا ہے تو یہ صورت مقتضی اس امر کی ہے کہ اللہ بندہ کو موت ہی نہ دے لیکن جب مصلحت مقتضی اُس کی موت کی ہوتی ہے اور اللہ اُس بندہ کو مارتا ہے تو پھر اُسکو زندگی جاوید دیتا ہے اور بغرض اصلاح بیمار کرتا ہے اور بغرض بے پروائی محتاج کرتا ہے اور جنت سے نکال کر صلب پدر مین لاتا ہے تو اس لیے کہ پھر اُسکو وہان سے عمدہ حالات کے ساتھ جنت مین واپس لائے پس یہی عاشق کی شان ہے اور درحقیقت عاشق حقیقی کی یہی پہچان ہے فتح الباری مین ہے کہ شیخ ابو الفضل بن عطا کہتے تھے کہ اس حدیث سے ولی کی بہت بزرگی معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیر اور نفس کی اعانت سے نکل کر حضرت حق کی تدبیر اور مدد مین آجاتا ہے اور اپنے سچے توکل کی وجہ سے اپنے حول و قوت سے نکل آتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو کسی ولی کو ستانا نہین چاہیے اگر ستائے گا تو بہت جلد مصیبت جان و مال و اولاد مین مبتلا ہو گا کیونکہ ولی کا ستانے والا اللہ کے انتقام سے نہین بچ سکتا اور کبھی اسطرح کی مصیبت بھی اُس ستانے کی بدولت پڑتی ہے جو جان و مال و اولاد کی مصیبت سے کہین بڑھ کر ہوتی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے اور مخالف آیہ شریفہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے نہین ہے آیہ شریفہ کے معنی یہ ہین کہ اللہ خاص غیب کا جاننے والا ہے اور وہی خبردار کرتا ہے اُس

غیب خاص پر اپنے جس بندہ کو پسند کرلیتا ہے رسولون سے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض پیرو رسول
بہ تبعیت رسول اس علم مین داخل ہون اسواسطے کہ برابر لوگ کہا کرتے ہین کہ آج بادشاہ کے
یہان سوائے وزیر کے اور کوئی نہین گیا حالانکہ معلوم ہے کہ وزیر کے ساتھ بعضی خدمتگار جاتے ہین
علامہ ابن حجر کہتے ہین کہ میری راے یہ ہے کہ یہان رسول کو مستثنیٰ کیا جانا اگر اس چیز سے متعلق ہے
جسکو خاص رسول ہونے کے ساتھ تعلق ہے تو اس کے پیرو کو اس مین شرکت نہین ہوسکتی
ورنہ شرکت ممکن ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ انتہی مع حذف ترجمۂ بعض العبادت حضرت
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز مین اس آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ
آگاہ نہین کرتا اپنے اس غیب خاص پر کسی کو کسی وجہ سے اس طور پر کہ خطا اور شبہ اور دھوکہ بالکل
اُس سے جاتا رہے اور بھول چوک کا احتمال بھی باقی نہ رہے اور اُس دریافت کرنے والے کو
جسمین یہ سب صفتین پائی جاتی ہون غیب دان کہہ سکتے ہین یعنی اُسپر غیب ظاہر ہوا بخلاف
نجومیون اور طبیبون اور کاہنون اور جفر دانون اور رمال دیکھنے والون کے کہ ان سب کے
علمون کی اصل ظنی علامتین اور اسباب ہین جنکی سبب سے بعض چیزین ہونے والی معلوم
ہوجاتی ہین یا جنات یا شیطان کے خبر دینے سے کچھ معلوم ہوتا ہے سو اُسمین بھی جھوٹ اور سچ
کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ اُن کے کلام اکثر تخمینی اور وہمی ہوتے ہین نہ یقینی اور اولیاء اللہ کا
الہامی علم اگرچہ ذات وصفات کے بعضی حقیقتون کا یا بعضی ہونے والی چیزون کا یقین اس سے
حاصل ہوتا ہے لیکن ایسا یقین اُس کو بھی حاصل نہین ہوتا کہ جسمین کبھی بھول چوک کا شبہ باقی نہ رہے
تاکہ اُن کو غیب دان بلاشبہ کہہ سکین کہ یہ خبر اُن کے قبضہ مین آگئی بلکہ اُن پر غیب کے اظہار
کا یہ طور رہتا ہے کہ صورت غیبیہ کا عکس اُن کے آئینہ دل مین پایا جاتا ہے اسی وجہ سے
تکلیف عام اُسپر ثابت نہین ہوتی ہے یعنی ہر شخص کو اُسپر یقین کرنا واجب نہین ہوتا بلکہ وہ
خود اُس امر پر یقین اور اعتماد کرنے مین کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی شہادت کے محتاج
ہوتے ہین اس واسطے کہ یہ دونون وحی کی قسمین ہین یعنی جو اُن کو معلوم ہوتا ہے وہ اگر قرآن
وحدیث کے موافق ہوتا ہے تو اُن کو اُسپر یقین اور عمل کرنا چاہیے اور اگر نہین ہوتا تو نہین پس
معلوم ہوا کہ غیب کا اظہار کسی پر نہین ہے سوا اُسکے جسکو اللہ پسند کرلے سو وہ شخص رسول ہو
خواہ فرشتہ جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور خواہ بنی آدم سے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ایسے لوگون کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص

غیب کی بعض چیزون پر مطلع کیا ہے تاکہ وہ اُس غیب کی بات کو سب مکلفین کو پہونچا وین اور دھوکا اور شبہ کو اُن لوگون سے بالکل دور کرین اور اُس مین بھول چوک کا احتمال نہ رہے اور جتنی مکلف ہین عام ہون یا خاص یعنی جنھون نے رسول کی رسالت کو سچا جانا ہے وہ سب بحالت پیروی اُسکے قبول پر اعتماد کرین اور غلطی مین پڑکر راہ حق بھول نہ جائین اسی واسطے وحی کی اُتارنے مین انتہا درجہ کی احتیاط کی جاتی ہے **فائدہ** علامہ شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ لازم معنی حدیث من عادی لی ولیاً سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جب اولیاء کی دشمنی بُری ہے اور اُس سے زجر واقع ہوا تو انسان کو اولیاء اللہ سے محبت رکھنا چاہیے اور اولیاء کی محبت بلا غایت درجہ تواضع کے حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ بعضے ولی ایسے بھی ہوتے ہین جو غبار آلودہ اور بال پریشان ہوتے ہین اور اُن کی عام لوگ وقعت نہین کرتے تو جب آدمی کو تواضع ہوگی تو وہ ایسے لوگون کے ساتھ بھی ادب اور تعظیم ہی سے پیش آئے گا یہ مضمون اسی حدیث مذکورہ بالا کے باب التواضع مین شیخ ابن حجر نے لکھا ہے جو بطور فائدہ کے یہان لکھا گیا فقط نجم الغزی سیر التوحید مین حضرت امام شافعی سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ جسکو یہ پسند ہو کہ اللہ اُسکے قلب پر نور حکمت کھولدے تو اُسکو چاہیے کہ تنہائی اختیار کرے اور کم کھائے اور احمقون سے ملنا چھوڑدے اور اُن علماء کی صحبت سے بھی پرہیز کرے جن مین انصاف اور ادب نہو ملا جلال الدین دوانی[۱] اپنے رسالہ زوراء مین لکھتے ہین کہ انسان پر بے تعلقی اور الٰہیت حقائق اور معارف سمجھنے کے اسبابِ لازم حاصل جاننا اور اُسکو بڑھانا خصوصاً بقدر اور احوال مبدا و معاد کا جاننا کثرت علم و واقفیت کے ساتھ بہت ضروری ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ یہ اہلیت ایسی مخفی ہوتی ہے کہ جسکی شناخت مین عمدہ مصاحبت اور کثرت معاملت اور مسافرت کی بھی بہت ضرورت پڑتی ہے اور ظاہر ہی امور یا وہ امور کہ جسمین فقراے یا اُنکے حالات سے مشابہت پیدا ہو ایسے اُمور سے بھی اپنے آپ کو دُور دُور رکھنا لازمی ہے کیونکہ یہ کچھ نفع دینے والی چیزین نہین ہین خصوصاً اُس شخص کے لیے کہ جو اُن صفات سے موصوف ہو چکا ہو کبھی وہ لباس پوش اور مشائخ کے احوال اور اقوال کی تنقید کیا کرتا ہے حالانکہ اُسپر تنقید اپنی ذات کی چاہیے اور وہ اسوجہ سے کہ اُسکو خود اپنے متعلق گمان ہوتا ہے کہ مین ہی حقیقت امر کو دیکھتا ہون اور کوئی نہین دیکھتا چنانچہ ایسے لوگ اکثر حیرت مین پڑکر ہلاک ہوگئے اور یہی جہل مرکب کی ابتلا ہے حالانکہ وہ لوگ کچھ جانتے ہی نہین اور پھر یہ بھی نہین سمجھتے ہین

[۱] منسوب بہ دوان بفتح دال وتشدید واو ایک مقام ہے بلاد فارس مین ۱۲ منتہی الارب

کہ ہم کچھ نہین جانتے جیسا کہ ابن تیمیہ وابن المقری اور تفتازانی اور ابن حجر عسقلانی وغیرہم تھے کہ انھون نے اپنے زمانہ والون اور متقدمین سب پر خوب اعتراضات کیے اور یہ دلیل اس بات کی ہے کہ اُن لوگون نے بطور خود یہ طے کرلیا ہے کہ طریقہ حق جو کچھ ہے وہ ہمارے پاس ہے اولاً ابن تیمیہ نے بہت کچھ خرافات اُڑایا ہے چنانچہ بعض خرافات کو علامہ ابن حجر نے اپنے فتاوی حدیثیہ مین بعضی اجلاء عصر سے نقل کرکے لکھا ہے بلکہ وہ کہتے تھے کہ مین نے ابن تیمیہ کو مقام صالحیہ کی پہاڑی مسجد مین منبر پر کہتے ہوے سُنا کہ لسیدنا عمر رضی اللہ عنہ غلطات وای غلطات یعنی اُن کی غلطیان بہت ہین اور کتنی غلطیان بتاؤن یعنی نعوذباللہ نہبت زائد ہین، اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے تین سوسے زائد خطائین کین پس افسوس ہے اس ابن تیمیہ کے حال پر کہ اُسکو یہ جرأت کہان سے ہوئی جو اُس نے ان حضرات کی طرف خطائین منسوب کین حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صریح ہے کہ مین شہر علم ہون اور علی اُس کا دروازہ ہین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ مین ارشاد ہے کہ عمر جب کسی دور راستہ مین جاتے ہین تو شیطان اور راستہ ہوکر جاتا ہے اُسطرف نہین جاتا ہے پس سخت افسوس ہے ابن تیمیہ پر اللہ تعالی اُسپر رحم فرمائے علامہ شیخ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ وہ شخص ہے کہ جس نے عیب لگایا قطب کبیر شیخ ابی الحسن شاذلی کو اور پھر اُسی پر پلٹ پڑا اور شیخ اکبر اور ابن فارض اور ابن سبعین اور ابن قسی اور ابن الحلاج اور امام غزالی پر بھی یہانتک کہ اُسی زمانہ مین ایک شخص نے بیان کیا کہ مین نے خود اُسکی زبان سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ پہلے مین زندون کی پرستش کرتا تھا اور اب اُس سے بچتا ہون مین کہتا ہون یہ تو کوئی چیز نہین جب وہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی غلطیان اور خطائین بیان کرچکا ہے تو اور سب تو اُنکے بعد ہین اُسکی عقل مین ضرور نقصان اور ایمان مین خلل تھا جب ہی اُس نے صحابہ جلیل الشان کی خدمت مین ایسی گستاخی کے کلمات کہے کذا فی جلاء النظر لرد شبہات ابن نجی اور علامہ ابن الحجر اپنے فتاوی مین لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ ایک شخص تھا جسکو اللہ نے مخذول اور گمراہ اور اندھا اور بہرا کردیا اُس نے اعتراض کیا حضرت عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما پر پھر اُسی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصانیف کے مطالعہ سے بھی بچنا چاہیے اور ایسے لوگون کی تحریرون سے کہ جنھون نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود قرار دیا اور اللہ نے اُسکے علم ہی سے اُسکو گمراہ کیا اور اُسکے کان اور دل پر مہر کردی اور اُس کی آنکھ پر

پردہ ڈال دیا سوائے خدا کے کون اُسکو ہدایت کر سکتا ہے کشف الظنون مین ہے کہ ابن تیمیہ
کی ایک کتاب ہے صراط المستقیم والرد علی اہل الجحیم اُس مین بہت سی باتین ایسی ہین جو ذکر کے
لائق نہین مثل تکفیر حضرت عبداللہ بن عباس کی اور اسی کو نقل کیا ہے حسینی نے اپنی کتاب مین
تردید کی غرض سے علامہ ابن الحجر کی جواہر المنظم فی زیارت قبر المکرم مین لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ ہرگز
ایسا شخص نہین ہے جو قابل خطاب ہو یا کسی دینی امر مین اُس سے رجوع کی جاوے وہ ایسا ہی ہے
جیسا کہ ایک گروہ کا قول اُن ائمہ سے ہے جنھون نے اُسکے کلمات فاسدہ اور حجج کاسدہ پر
تعقب کیا ہے یہان تک کہ اُن لوگون نے اُسکی عیوب اور لغزشین وہمی اور غلطیان ظاہر کردین
مثل عز ابن جماعہ کے کہ وہ کہتے تھے کہ ابن تیمیہ وہ شخص ہے جسکو اللہ نے گمراہ کیا اور چادر رسوائی
کی اُسکو اُڑھائی اور شیخ تقی الدین سبکی نے بھی اُسی کے رد مین ایک تصنیف مستقل لکھی ہے
جسمین اُنھون نے عمدہ دلیلون سے طریق صواب کو واضح کردیا ہے اللہ تعالیٰ اُنکی کوشش
مشکور کرے اور اسی طرح اسکو علامہ محدث برنسی نے اتحاف اہل العرفان برویۃ الانبیاء والملائکۃ
والجان مین لکھا ہے اور علامہ حافظ شامی اپنی سیر موسومہ بہ سبیل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد
صلے اللہ علیہ وسلم مین لکھتے ہین کہ مشروعیت سفر زیارت قبر مکرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین شیخ
تقی الدین سبکی اور شیخ کمال الدین زملکانی[1] اور شیخ داؤد ابو سلیمان وغیرہ ائمہ نے رسائل تالیف کیے
اور سب نے رد کی ہے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ پر کیونکہ اُس نے اس بارہ مین عجیب و اہیات باتین
لکھی ہین جو دریا مین ڈالدے سے بھی صاف نہین ہوسکتین اور اُس کے رد کرنے والون مین
اُنھین کے زمانہ والون سے علامہ محمد بن یوسف زرندی[2] مدنی محدث بھی ہین جو اپنی کتاب
بغیۃ المرتاح الی طلب الارباح مین اور شیخ شہاب الدین ابو عبداللہ احمد برنسی مالکی شاذلی
معروف بزروق شرح حزب البحر مین لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ ابن تیمیہ ان وظائف کا منکر ہے
اور اُس نے سخت طرح سے اسکو رد کیا ہے تو اس کا جواب کیا ہوگا جواب مین ہم یہ کہین گے کہ
ابن تیمیہ ایک مرد مسلمان صاحب حفظ و اتقان تھا مگر عقائد ایمانی مین وہ مطعون ہوا بوجہ اپنے
ناقص العقل ہونے کے وہ کیا جانے کہ عرفان کیا چیز ہے شیخ تقی الدین سبکی سے کسی نے ابن تیمیہ
کا حال پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ وہ وہ شخص تھا کہ جس کا علم اُسکی عقل سے زائد تھا مین کہتا ہون کہ مقتضا اسکا

---

[1] منسوب بہ زملکان بکسر زا معجمہ و سکون میم ایک گانون ہے دمشق مین اور ایک جنگل ہے اطراف بلخ مین ۱۲ منتہی الارب منہ

[2] منسوب بہ زرند بفتح زا و را و سکون نون و دال ایک شہر ہے کرمان مین اور ایک گانون ہے اصفہان مین ۱۲ منتہی الارب

یہ ہے کہ اُسکی نقل معتبر خیال کی جائے اور تصرف فی العلم سے کچھ بحث نہ رکھی جائے مگر بہتر یہ ہے
کہ اُسکی نقل بھی معتبر نہو اور نہ تعقب اور تعنت سے خالی اور یہ تو خود ہی اُسکے کلام سے کھلجاتا
ہے جیسا کہ ہر عالم ماہر خود ہی سمجھ جاتا ہے اور علامہ شیخ ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ مین لکھتے ہین
کہ ابن تیمیہ وہ شخص ہے جسکو خدا نے رسوا اور گمراہ اور اندھا اور بہرا کیا اور یہی قول ہے اُن
ائمۂ دین کا جنھون نے اُسکے فساد احوال اور جھوٹے اقوال کو بیان کیا ہے جس شخص کو یہ بحث
دیکھنا منظور ہو وہ امام ابی الحسن سبکی اور اُن کے بیٹے تاج الدین سبکی اور شیخ امام عز بن جماعہ اور
اُن کے زمانہ والے علماء شافعیہ و مالکیہ و حنفیہ کے تصانیف دیکھے اور ابن تیمیہ نے کچھ تنہا
متاخرین صوفیہ ہی پر اعتراض نہین کیا ہے بلکہ اُس نے اعتراض کیا ہے حضرت عمر اور حضرت
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما پر بھی خلاصہ یہ ہے کہ اُس کا کلام کوئی وقعت نہین رکھتا بلکہ اپنے اُن
مقولون کی وجہ سے وہ ہر امر اور اعتقاد مین بگڑا جائیگا اور مبتدع و ضال و مضل و جاہل کہلائے گا
اللہ تعالیٰ اُس سے عدل کے ساتھ معاملت کرے اور اُسکے طریقہ اور عقیدہ اور فعل سے ہمکو
بچائے آمین غرضکہ وہ بڑا بد اعتقاد تھا حتی کہ اکابر صحابہ اور اُن کے بعد والون سے اپنے
وقت تک مین اُس نے بہتون کو بدعتی کہا ہے اور ایسا ہی حضرات اکابر کے شان مین بھی
گستاخیون سے پیش آتا رہا چنانچہ اُسکے زمانہ والون نے اسکو فاسق کہا اور بدعتی بھی بلکہ بہتون نے
کافر کہا جلا۔ الغرض یہ ہے کہ چونکہ ایسے لوگون کو ذوق نہین ہوتا اور نہ ایسے اُمور کے متعلق کچھ خاص
مادہ تو انھین لوگون مین سے ہوتے ہین جنھون نے اُن انفاس معطر کی خوشبو ہی نہین سونگھی ورنہ
یہ آستانہ بگڑتے اور نہ ایسی پستی مین آکر گرتے پس معلوم ہوا کہ یہ بے تعلقی علم ظاہر سے نہین ہوتی
بلکہ اکثر امور باطنیہ کے ذریعہ سے بھی نہین ہوتی الا ماشاء اللہ جیسا کہ عاقل تجربہ کار سے مخفی نہین
مثلون مین کہتے ہین کہ ہر سیاہ چیز چھوہارہ نہین ہوتی ہے اور نہ ہر سپید چربی اور بعضے کہتے ہین کہ
ہر چمکتی چیز شراب نہین ہو سکتی احتمال ہے کہ وہ سراب ہو۔ شیخ الاسلام مخزومی کہتے تھے کہ علماء مین سے
کسی کو حضرات صوفیہ کی انکار نہین کرنا چاہیے مگر اُسوقت کہ جب اُنکے طریقہ کا پابند ہو کر اُن کے
افعال و اقوال کو مخالف کتاب و سنت و اجماع سلف پائے اور صرف مشہور بات یا جھوٹی خبر
اور بہتان سے اُن کی انکار کرنا یا اُن کو نازیبا کہنا نہین چاہیے پھر بہت کچھ اُس کے متعلق بیان
کرنے کے بعد کہتے ہین کہ اقل درجہ یہ ہے کہ منکر کے واسطے یہ واجب ہے کہ ستر باتون کو خوب
اولاً سمجھ لے بعد اسکے پھر اُن کے اقوال و افعال و احوال کی انکار کر سکتا ہے چنانچہ منجملہ ان باتون کے

یہ ہے کہ معرفت معجزات رسل اور کرامات اولیاء اللہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین مین بخوبی خوض کرتا رہے
تاکہ اُن کے اختلاف طبقات سے جو بات خاص واقع ہوگئی ہوگی وہ معلوم ہوجائیگی۔ اور اعتقاد
کرے کہ اولیاء معجزات مین حضرات انبیا کے وارث ہین سو اُن معجزات کے جو اُنکے لیے خاص کردیے
گئے اور متقدمین اور متاخرین کے تفاسیر کو جانتا ہو اور احادیث اور منازعات ائمہ مجتہدین سے
اور اسرار کلام الٰہی و سنت جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لغت اور محاورات اور استعارات
کو بھی کافی طور سے جانتا ہو تب غایت پر پہونچ سکتا ہے اور مقالات سلف و خلف اور آیات صفات
اور اخبار نیز یہ کہ کس نے تاویل کی اور کس کی دلیل قوی ہے اسکو بھی خوب جانتا ہو اور متبحر
ہو علم اصول مین اور منازع ائمہ کلام اور تکمیل عقائد مین اور اصطلاح قوم سے مع اُن کے معانی
کے بھی واقف ہو کہ تجلی ذاتی و صفاتی سے اُن کا مطلب کیا ہے اور ذات کسکو کہتے ہین اور
ذات الذوات کسے اور حضرت اسما کیا ہے اور حضرت صفات کیا اور حضرات احدیت اور واحدیت
مین کیا فرق ہے اور ظہور اور بطون اور ازل اور ابد اور عالم الغیب اور کون اور شہادت اور
شیون اور عالم الماہیۃ اور ہویۃ اور سکر اور محبت یہ سب کیا چیز مین ہین اور کون سچا ہے سکر
اور جذب مین اور کسکی موافقت کرنا چاہیے اور کون جھوٹا ہے جسپر مواخذہ کرنا چاہیے اور جو
اُن کا مطلب نہ سمجھے گا وہ اُن کا کلام کیا سمجھے گا اور بے سمجھے انکار سے کیا فائدہ پاسے گا
علامہ ابن حجر شرح منہاج مین کتاب الردۃ سے لکھتے ہین کہ مرتد ہونا قطع اسلام کو کہتے ہین بعد
نیت یا قول کفر کے بقصد درویت تو زبان کی سابقیت یا اکراہ یا اجتہاد کو کوئی اثر یہان نہین ہے
نہ کسی کلمۂ کفر یا شطح ولی کے نقل کو جبکہ وہ ولی بشریت سے غیبت کی حالت مین ہو نہ تاویل شے
کی مصطلح علیہ سے اگرچہ اُن صوفیہ کے سوا اُس اصطلاح کو اور لوگ نہ جانتے ہون اسواسطے کہ لفظ
مصطلح علیہ درحقیقت اہل اصطلاح کے لیے ہے اور اگر وہ لفظ کسی اور اصطلاح کے مخالف ہو
تو اُن پر کوئی اعتراض نہین کرنا چاہیے جیسا کہ ائمہ کلام وغیرہ نے اس کو خوب تحقیق کیا ہے اور
ہمیشہ سے اگرچہ بہت لوگ اسی اندیشہ مین رہے مگر یہ حضرات یعنی صوفیہ اُس سے بری رہے
ہین۔ علامہ خیر الدین رملی[1] فتاویٰ خیریہ مین لکھتے ہین کہ حقیقت امر جسپر صوفیہ ہین اُس کی انکار سوا
جاہل غبی کے کوئی نہین کرسکتا اور بہت سے محدثین اور مجتہدین اور متکلمین ائمہ صوفیہ اور اُن کے
علوم و معارف پر اعتراضات کرتے رہے ہین پھر بعد کو جب اُن کو امر حق کی تحقیق ہوئی تو اُنھون نے

[1] رملہ فلسطین مین ایک شہر کا نام ہے وہان اُن کا انتقال ہوا اُنکی تصانیف عمدہ بہت سی ہین ازانجملہ فتاویٰ خیریہ ہے ۱۲ منہ

خیال سے رجوع اور توبہ کی اور اُن کے طریقہ پر چلے اور جو امر ظاہر کرنے کے قابل جانا وہ
ظاہر کیا اور جو چھپانے کے قابل سمجھے یعنی عام لوگوں پر اُس کا ظاہر کرنا مصلحت نہ جانا وہ مخفی
رکھا اسی وجہ سے ائمہ اربعہ وغیرہ کی روایات توسل اور سماع اور وجد وغیرہ میں امور صوفیہ سے
مدحاً اور قدحاً مختلف ہیں اور عامۂ اہل مذاہب ظاہریہ اُن کو نہیں جانتے ہیں مثلاً ابن معین کہ
یہ منکر حضرات صوفیہ کے تھے ابن جوزی صفوۃ الصفوۃ میں حضرت معروف کرخی کے ترجمہ میں لکھتے
ہیں کہ امام احمد اور ابن معین دونوں حضرت معروف کرخی کے پاس جایا کرتے اور اُن سے مسائل
پوچھا کرتے تھے حالانکہ یہ دونوں اُن سے بہت زائد علم ظاہر میں عالم تھے باوجودیکہ ان دونوں میں
ابتدأ حضرت معروف کرخی کے متعلق بھی گفتگو ہوتی تھی کہ ان سے کون افضل ہے قوۃ القلوب میں ہے
کہ امام احمد اور ابن معین دونوں حضرت معروف کرخی کے پاس جایا کرتے تھے اور اگرچہ حضرت معروف علم اور سنن ان
دونوں سے بہتر نہیں جانتے تھے مگر یہ اُن سے جاکر اُن اُمور کے متعلق ضرور پوچھا کرتے تھے تہذیب الکلام
اور طبقات سبکی میں ہے کہ ابوالربیع محمد بن فضیل بلخی کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوبکر محمد بن مہرویہ رازی سے اور
اُنھوں نے علی بن الحسین بن جنید سے وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نے
اُن لوگوں پر طعن کی جنھوں نے اپنا سامان جنت میں دو سو برس سے زائد ہوا کہ پہنچا دیا ابن مہرویہ
کہتے ہیں کہ میں ابن ابی حاتم کے پاس آیا تو وہ کتاب الجرح والتعدیل حاضرین کو پڑھا رہے تھے
میں نے اُن سے یہ قصہ بیان کیا وہ رونے لگے اور اُن کے ہاتھ ایسے کانپنے لگے کہ کتاب گر پڑی
اور کہنے لگے کہ اسکو پھر کہو بار بار مجھ سے کہلواتے اور روتے جاتے تھے اسیطرح قدوۂ شافعیہ
شیخ ابوالعباس بن سُریج بھی پہلے تصوف کے معتقد نہ تھے ایک مرتبہ سید الطائفہ جنید بغدادی
کی مجلس میں حاضر ہوئے اور اُن کا کلام سُنا جب وہاں سے واپس آئے تو کسی نے پوچھا کہ آپنے
اس کلام کو کیسا پایا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ قوم کے رموز ہیں ان کو تو میں جانتا نہیں مگر اتنا ضرور
کہتا ہوں کہ اس کلام میں ایک خاص شان ہے جو ہرگز جھوٹے کلام میں نہیں ہو سکتی بعد اُسکے
یہ حال ہوا کہ وہ خود اُمور تصوف ایسے بیان کرنے لگے کہ لوگوں کو سُنکر تعجب ہوتا تھا اور وہ خود
سامعین سے کہدیتے تھے کہ مجھکو یہ جو کچھ حاصل ہوا وہ سب حضرت جنید کی مجلس کی برکت سے
حاصل ہوا ہے اسکی راوی ایک جماعت حفاظ ہے اسی طرح امام الحرمین بھی اولاً حضرات صوفیہ
سے خوش عقیدہ نہ تھے ایک روز صبح کی نماز کے بعد یہ مسجد میں بیٹھے پڑھا رہے تھے تو بعضے
شیوخ صوفیہ معہ اپنے یاران طریقت کے کہیں دعوت میں جاتے تھے اُس طرف سے ہوکر

اُنھون نے اپنے دل مین کہا کہ ان لوگون کا سوا کھانے اور ناچنے کے کوئی شغل ہی نہین جب
وہ بزرگ دعوت سے پلٹے تو امام کے پاس آکر پوچھنے لگے کہ ای فقیہ کیا کہتے ہو اُس شخص کے
حق مین جس نے صبح کی نماز پڑھی ہو حالت جنابت مین اور پھر مسجد مین بیٹھکر پڑھاتا ہوا ور لوگونکی
غیبت کرتا ہو اُس وقت امام الحرمین کو یاد آیا کہ بیشک مجھے غسل کی ضرورت تھی مین غسل کرنا
بھول گیا تھا اُسوقت سے اُن کا اعتقاد بھی حضرات صوفیہ کی طرف پیدا ہوا اس قصہ کو امام یافعی نے
اپنی کتاب مین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف کی تیسری فصل باب مالا یجوز من العمل
فی الصلوۃ وما یباح مین نقل کیا ہے اسی طرح امام غزالی بھی اولاً نہایت متعصب تھے اور مشرب
صوفیہ اور مذہب حنفیہ کو کوئی چیز نہین سمجھتے تھے بلکہ اپنی تصانیف مین حضرت امام ابی حنیفہ پر معترض
بھی ہوے تھے مگر بعد کو جب حضرات صوفیہ کی خدمت سے مشرف ہوے تو وہ سختی اُن کی جاتی رہی
اور حضرت امام ابی حنیفہ کے معترف ہوے اور حضرات صوفیہ کے معتقد اور اُن کے علوم بھی حاصل کیے اور کہا
کرتے تھے کہ مین نے اپنی عمر بطالت مین یعنی بسیط اور وسیط اور وجیز کی تصنیف مین ضائع کی بعد
اُسکے منقذ من الضلال اور مشکوٰۃ الانوار اور احیاء العلوم وغیرہ تالیف کیے اور معارف اور مسائل
صوفیہ کی تحقیق کی خصوصاً مسئلہ وحدۃ الوجود اور سماع کی چنانچہ منقذ من الضلال مین لکھتے ہین
کہ مین جب اور علوم سے فارغ ہو کر طریقہ صوفیہ کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ اُن کا
طریقہ علم و عمل سے پورا ہوتا ہے اور اُن کا حاصل علم عقبات نفس کا قطع اور اُس کا اخلاق مذمومہ
اور صفات خبیثہ نفسانیہ سے پاک وصاف ہوتا ہے اور اُن سے پاک ہونے کے بعد قلب کا غیر اللہ
سے خالی کرنا اور ذکر اللہ سے مزین کرنا ہے تو مجھ کو علم عمل سے آسان معلوم ہوا اور مین نے اُنکے
علوم حاصل کرنا شروع کیے اس طرح کہ اُن کی مصنفہ کتابین جیسے قوت القلوب ابی طالب مکی کی اور
مصنفات حارث محاسبی اور متفرقات ماثورہ حضرت جنید اور شبلی و ابی یزید بسطامی قدس اللہ
ارواحہم اور اور مشائخ کی مطالعہ کرنا شروع کردین یہان تک کہ مجھے اُن کے مقاصد علمیہ کی کنہ پر
بخوبی آگہی ہو گئی اور بذریعہ تعلیم اور سماع کے جہانتک ممکن تھا مین نے اُن کے طریقہ کو حاصل کیا
اور مجھپر یہ بات ظاہر ہوئی کہ اخص خواص صوفیہ کے جو امور ہین اُن پر وصول بغیر ذوق وحال اور
تبدل صفات کے محض سیکھنے سے ممکن نہین اور یقینی طور پر معلوم ہوا کہ حضرات صوفیہ ارباب احوال
ہین نہ اصحاب اقوال اور جس چیز کا حاصل کرنا طریق علم سے ممکن تھا وہ تو مین نے حاصل کرلیا
اب وہ چیز باقی رہی جسمین تعلیم اور سماع کو راہ نہین سوا ذوق اور سلوک کے اور جن علوم مین کہ

کہ مین نے مدارست کی تھی اور جن پر استون پر چلا تھا علوم شرعیہ وعقلیہ کی تفتیش وغیرہ مین اُس سے مجھکو ایمان باللہ اور ثبوت یوم آخر حاصل ہوا اور یہ اُصول ثلثہ ایمانی مجھ میرے دل مین کسی خاص دلیل سے راسخ نہین ہوئے بلکہ اسباب اور قرائن اور تجارب سے جنکی تفصیل حصر سے باہر ہے اور مجھکو یہ بات کھلی کہ سعادت اُخروی مجھ اپنی قوت سے حاصل نہین ہوتی بلکہ راس الامر اسکا قطع علاقہ قلبی دنیا سے ہے اور امور دنیوی اور اُسکے مشاغل اور علائق سے یکسوئی اختیار کرنا پھر مین نے جب اپنے حال مین غور کیا تو اپنے آپ کو علائق مین زیادہ منہمک پایا اور جب اپنے اعمال پر نظر کی کہ جنمین زیادہ عمدہ پڑہنا پڑھانا تھا تو معلوم ہوا کہ مین اُس مین بھی علوم غیر ضروری وغیر نافع در طریق آخرت مین مصروف ہون اور وہ بھی خالصاً لوجہ اللہ نہین ہین بلکہ اس توقع پر کہ جاہ اور شہرت ہو بعد اُسکے طریقہ تصوف حاصل کرنے کی فکر اور بغداد سے نکل کر دمشق اور بیت المقدس اور حجاز وغیرہ کی سیاحت اور عزلت اور خلوت اور ریاضت اور مجاہدہ اور اشغال تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق اور تصفیہ بذکر اللہ لکھکر لکھتے ہین کہ خلوت مین جو مجھے باتین حاصل ہوئی ہین اُن سب کا پورے طرح پر بیان ممکن نہین مگر اس قدر کہنا بھی خالی از نفع نہین کہ مین نے یہ بات یقینی طور پر جانی کہ حضرات صوفیہ ہی اللہ کی راہ کے چلنے والے ہین اور اُنھین کی سیرت احسن السیر ہے اور اُنھین کا طریقہ اصوب الطرق اور اُنھین کے اخلاق اذکی الاخلاق ہین بلکہ اگر تمام عقلا کی رائین اور حکما کی حکمتین اور علما واقفین اسرار شریعت کے علوم جمع کیے جائین اس غرض سے کہ وہ کسی چیز کو حضرات صوفیہ کی سیر اور اخلاق سے بدل دین یا اُس سے بہتر لاسکین تو اُن سے ہرگز ممکن نہوگا اور نہ اُن کو اُسکے لیے کوئی راستہ ملے گا کیونکہ ان حضرات کے تمام حرکات اور سکنات ظاہری اور باطنی مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہین اور نور نبوت کے سوا اور کون نور ہو سکتا ہے جس سے اقتباس کیا جائے خلاصہ یہ ہے کہ کہنے والے کیا کہین گے اُس طریقہ مین جسکے طریقہ طہارت کی سب سے پہلی شرط ہے کہ دل بالکل ماسوا اللہ سے پاک ہو اور اُسکی کنجی کہ جو قائم مقام تحریمہ نماز کی ہے ذکر حق مین استغراق ہو اور جسکا آخر فنا فی اللہ ہو اور یہ آخر اس وجہ سے ہے کہ یہ چیزین ایک طرح سے اختیار اور کسب مین داخل ہین یہ نسبت اوائل امور کے اور یہی تحقیقی طور پر طریقہ کی ابتدا ہے پس ابتدا ہی سے مکاشفات شروع ہوتے ہین یہانتک کہ بیداری مین وہ لوگ ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کی روحون کا مشاہدہ کرتے ہین بعد اُسکے اُن مراتب پر ترقی ہوتی ہے جو بیان مین نہین آسکتی اور اگر کوئی شخص اُسکی تعبیر بھی کرے تو اُسکے الفاظ خطاء صریح پر مشتمل ہونگے بالجملہ یہ امر

اُس قرب پر ختم ہوتا ہو کہ جس سے ممکن ہے کہ ایک گروہ حلول خیال کرے اور دوسرا اتحاد اور تیسرا وصول
کا مگر یہ سب غلطی اور کم فہمی ہے جسکی وجہ مین نے اپنی کتاب مقصد اسنی مین بیان کر دی ہے مختصر
مفید یہ ہے کہ جس شخص مین ذوق نہین وہ حقیقت نبوت سے واقف نہین اور اولیاء اللہ کی
کرامات بالتحقیق انبیا علیہم السلام کے ہدایات ہین اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا کہ
جب آپ جبل حرا مین خلوت اختیار کر کے عبادت کرتے تھے تو اہل عرب کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے پس جو شخص کہ یہ راستہ چلتا ہے وہ البتہ ذوق سے چلتا ہے اور
جسکو ذوق نہین ہوتا تو وہ اُسکو صحبت اور تجربہ اور سماعت اور قرائن اصول سے جانتا ہے
اور جن لوگون کو اُن سے مجالست ہوتی ہے وہ اس ایمان کو اُنھین لوگون سے حاصل کرتے
ہین تو صوفیہ وہ لوگ ہین جنکا ہم نشین بدبخت نہین ہوتا اور جنکو صحبت نہین ملتی ہے وہ اُس
حالت کے ممکن ہونے کو شواہد اور برہان سے جانتے ہین جیسا کہ مین نے اُسکو کتاب احیاء العلوم
کی کتاب عجائب القلب مین لکھا ہے اور یقینی دلیلون سے تحقیق بھی کی اور ایک علم ہے اور اس
حالت کے ساتھ ملابست ذوق ہے اور اُس کا قبول کرنا تسامع اور تجربہ سے حسن ظن کے ساتھ ایمان
ہے تو اُسکے تین درجہ ہوے جیسا کہ آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ
تم مین سے اُن لوگون کے درجے بلند کرتا ہے جو ایمان لائے ہین اور اُن لوگون کے جنکو علم دیا گیا ہے
تو اُن لوگون کے سوا جو لوگ ہین وہ جاہل ہین کہ اصل حالت ہی کے منکر ہین اور ایسے کلام کو سنکر
تعجب اور مسخرا پن کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بڑی تعجب کی بات ہے ان لوگون نے کیسے راہ پائی
انھین لوگون کے بارہ مین حق تعالی کا ارشاد ہے کہ اور اُن مین سے وہ شخص ہے جو باتین سنتا
ہے اور جب وہ تمھارے پاس سے باہر جاتا ہے تو اُن لوگون سے جو عالم ہین کہتا ہے کہ انھون نے
ابھی کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہین کہ جنکے دلون پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور یہی لوگ وہ ہین جو
اپنی خواہشون کی پیروی کرتے ہین تماشی کہتے ہین کہ حضرات صوفیہ کا اقتباس مشکوٰۃ نبوت
سے اُس فہم کی وجہ سے ہے جو اللہ نے اُن کو عطا فرمائی ہے اور جسے بہتون کو نہین دیا ہے اسی
وجہ سے بعضی لوگون پر وہ اصول جنپر حضرات صوفیہ کے امور کی بنا ہے مخفی رہے ہین اور
اسی سے لوگون کا یہ گمان ہے کہ اُنکی کوئی اصل نہین ہے لیکن اگر تحقیق کی جائے تو یہ خیال غلط ہے
اور اسی وجہ سے حضرت شیخ اکبر کا قول فتوحات مین ہے کہ سعید وہی شخص ہے جو اللہ کے
حدود پر ٹھہرے اور اُن سے تجاوز نہ کرے اور مین نے بحمد اللہ اُن سے تجاوز نہین کیا اور خداوند تعالے

نے مجھے وہ سمجھ عنایت کی ہے جو بہتون کو نہین دی اور مین نے حق کی طرف جو دعوت دی وہ
اُسکی بصیرت عنایتی سے دی کیونکہ مین اُسکی طرف سے ٹھیک دلیل پر تھا اور مسئلہ تفاوت
مراتب فہم باہم اہل اسلام مین متفق علیہ ہے بخاری شریف کے باب فکاک الاسیر مین ابی جحیفہ سے
روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ کیا آپکے پاس وحی سے
کوئی ایسی چیز بھی ہے جو کتاب اللہ مین نہین ہے تو اُنھون نے فرمایا نہین اور بخدا مین کچھ
نہین جانتا سوا اُس فہم کے جو اللہ تعالی انسان کو قرآن کے معنی سمجھنے مین دیتا ہے تا آخر
حدیث اور اُسکی شاہد یہ آیہ کریمہ بھی ہے ففہمناھا سلیمان وکلا آتینا ہ حکما وعلما[1] پس اللہ تعالی
نے فہم کو حکم اور علم ہی مین اختلاف حالات کے لحاظ سے ثابت کر دیا حضرت شیخ اکبر اپنی کتاب
مواقع النجوم کے بعض منازل مذکورہ فلک قلبی کے بیان مین بعد ذکر اجمالی عطایا الٰہی کے جو اُس نے
اپنے بندہ پر کیے ہین لکھتے ہین کہ یہ سب اللہ نے ہم کو بحالت استقامت عنایت کیا اور یہ ویسے
اسرار ہین جیسے حضرت رابعہ عدویہ و حضرت جنید و حضرت ابی یزید رحمۃ اللہ علیہم سے متقدمین
مین اور ہمارے زمانہ مین ابی العباس ابن العریف اور ابی عبد اللہ الغراک سے صادر ہوے
لیکن اگر کوئی شخص غیر محترم بشریعت اُن کو زبان سے نکالے گا تو ہم اُسے سرزنش کرینگے
عصمنا اللہ[2] تعالی من الآفات وفضلنا بالعلم والھبات اور اسی طرح ابن جوزی بھی حضرات صوفیہ
کے سخت منکر اور منحرف تھے اُنکو شیطان نے دھوکہ دیا تھا کہ اُنھون نے تلبیس ابلیس ایک
کتاب لکھی اور اُسمین مداخل شیطان ذکر کرکے اُن چیزون کو بیان کیا کہ جو مخالف ظاہر شریعت تھین
فرقہاے اُمت مین عموماً اور حضرات صوفیہ مین خصوصاً بلکہ صوفیہ پر طعن کرنا ہی اُس کتاب کے
لکھنے کی علت غائی سمجھنا چاہیے شیخ احمد برنسی مغربی مشہور با بن زروق کا قول قواعد الطریقہ مین
ہے کہ ابن جوزی کی غرض اِس سے ذریعہ[3] کا بچانا ہے اگرچہ الفاظ اُسکے خشن ہین محض مبالغہ نفی
کی وجہ سے مگر یہ قابل تسلیم نہین ہے کیونکہ مبالغہ کی بھی حد ہوتی ہے نہ اسقدر جو ابن جوزی نے
کی کہ طعن تشنیع مین ائمہ امت اور اولیا اللہ پر حد سے تجاوز کر گئے اور اُن پر جہل و جنون و ضلال
و ضلال کا حکم دیدیا اور اُسمین یہان تک شدت اور مبالغہ کیا کہ لکھتے ہین کہ اللہ جانتا ہے کہ میری

---

[1] پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم اور سمجھ ۱۲ منہ [2] بچائے ہم کو اللہ برتر
آفتون سے اور بزرگ کرے ہم کو علوم اور بخششون سے ۱۲ منہ [3] ذریعہ یعنی وسیلہ و دستاویز در لغت فقط یہان
مراد اِس سے غالباً شریعت کو رکھا ہے ۱۲ منہ

غرض اِس تحریر سے غلطی کرنیوالون کی غلطیان نکالنے کے سوا اور کچھ نہین ہے تاکہ شریعت کی
تنزیہ ہو اور اُسپر عبرت او راُس سے مقصود میرا امانت علم ادا کرنا تھی اور برابر علما غلطیان
لوگون کی امرحق کے اظہار کی غرض سے اور غلطی کرنے والے کی عیب ظاہر کرنے کی وجہ سے
بیان کرنے رہے ہین اب اگر کوئی جاہل یہ کہے کہ فلان زاہد متبرک پر اعتراض کرنا بےادبی ہے تو
اُسکی بات سننے کے لائق نہین ہے کیونکہ اطاعت امر شرع کی چاہیے نہ شخصون کی شیخ عبدالحق
محدث دہلوی تحصیل التعرف بمعرفۃ الفقہ والتصوف مین لکھتے ہین کہ ظاہر حال ابن جوزی سے
یہ قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی حالت انکار پر ہمیشہ قائم رہے اور برابر اپنی کتابون مین
حضرات صوفیہ کا کلام اِس لیے لکھتے رہے کہ اُن کے تصانیف مقبول ہون جیسا کہ مقولہ ہے
الحکمۃ ضالۃ المومن[1] وہ ہرگز صوفیہ کے معتقد نہ تھے اگر ہوتے توکبھی انکار مین اتنا تشدد و مبالغہ
نہ کرتے واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ بیشک ابن جوزی کے کلام سے صریح علم باطن کی انکار پائی جاتی
ہے اور اُنھون نے اپنی کتاب مین وہ واہیات باتین لکھی ہین جو اہل حقیقت مین سے سوا فرقہ
متکلفہ کے اور کسی مین نہین پائی جاتین اور یہ حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ کے بھی منکر تھے اور اسی انکار کی بدولت پانچ برس قید رہے جیسا کہ فصول ستہ
وغیرہ مین مرقوم ہے منقول ہے کہ جب ابن جوزی آپکے حضور مین حاضر ہوے اور آپ کا بیان
سُنا تو ان کو بہت وجد ہوا ایسا کہ کپڑے پھاڑ ڈالے صاحب بہجۃ الاسرار بسند صحیح نقل
کرتے ہین کہ مجھ سے ابوالحسن محمد بن ابی الفتح داؤد بن احمد قرشی ازجی نے اور شیخ محی الدین
ابو محمد یوسف بن امام ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی نے اور اُن سے حافظ ابوالعباس
احمد بن سرنجی[2] نے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ ایکبار مین اور ابوالفرج بن جوزی حضرت شیخ عبدالقادر
کی مجلس مین حاضر ہوے اُسوقت قاری نے ایک آیۃ پڑھی حضرت نے اُسکی تفسیر مین ایک وجہ
بیان فرمائی مین نے ابوالفرج سے پوچھا کہ یہ وجہ تم کو معلوم ہے اُنھون نے کہا ہان پھر حضرت نے
اور وجہ بیان کیے یہانتک کہ گیارہ وجہین بیان کین مین ہربار اُن سے یہی پوچھتا تھا کہ یہ وجہ
جانتے ہو وہ کہتے تھے کہ ہان جانتا ہون پھر حضرت نے ایک وجہ اور بیان کی تب پھر پوچھا کہ یہ
وجہ جانتے ہو اُنھون نے کہا نہین بعد اسکے حضرت نے اُسی آیۃ کے متعلق چالیس وجہین بیان کین

---

[1] حکمت گمراہ کرنے والی مومن کی ہے ۱۲ [2] منسوب بسرنج بفتح سین و فتح را، مہملہ جو ایک قبیلہ ہے
اکراد سے ۱۲ منتہی الارب

اور ہر وجہ کو آپ اُسکے قائل کی طرف منسوب کرکے فرماتے جاتے تھے اور ہر مرتبہ وہ یہی کہتے تھے
کہ مین یہ وجہ نہین جانتا ہون اور حضرت کے علم کا تعجب اُن کو بڑھتا جاتا تھا اتنے مین حضرت
نے فرمایا کہ اب ہم قال کو چھوڑکر حال کی طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
بمجرد اس ارشاد کے مجلس کے لوگون مین ایک اضطراب پیدا ہوا یہان تک کہ اُنھون نے بھی
اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے فقط ممکن ہے کہ اس حال کے بعد اُنھون نے علم تصوف مین صفوۃ الصفوۃ
اور الثبات عند الممات وغیرہ تصنیف کی ہون واللہ اعلم اور اسیطرح ان منکرین نے ایک بار
حضرت ابوالحسن شاذلی کو معہ اُنکی جماعت کے بلاد مغرب سے نکال دیا اور اُسیطرح یہ کیا کہ نائب
اسکندریہ کو لکھا کہ عنقریب تمھارے پاس ایک زندیق مغرب کا رہنے والا جائیگا اُسکو ہم نے
اپنے شہر سے نکال دیا ہے تم بھی اُسکے پاس آنے جانے سے بہت پرہیز رکھو۔ جب شیخ اسکندریہ
پہونچے تو دیکھا کہ وہان والے سب اُن کو گالیان دیتے ہین اور ہر طرح سے ستانے کے درپے
ہین اور بادشاہ وقت سے بھی بہت کچھ جاکر لگایا بجھایا ہے آخر مجبور ہوکر حضرت شیخ اُس سال
حج کو چلے گئے جس سال کہ ڈاکوؤن کی کثرت سے حج مین جانے کی راہ بند ہوگئی تھی بعد اُسکے
پھر شیخ کے سب معتقد ہوگئے کذا فی طبقات الشعرانی اسیطرح امام عزالدین بن عبدالسلام
بھی ابتداءً حضرات صوفیہ کے منکر تھے اور کہا کرتے تھے کہ جسکو گمان ہو کہ اس علم کے سوا جسکو
ہم لوگ جانتے ہین کوئی اور علم باطن شریعت کا بھی ہے تو وہ زندیق ہے بعد اُسکے اُن کا عقیدہ
درست ہوگیا اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے فیض حاصل کرکے خرقہ تصوف پہنا اور
شیخ ابوالحسن شاذلی سے بھی خرقہ لیا اور مجالس سماع مین بھی آنے لگے ایسا کہ غلبہ حال مین بعض
اوقات رقص کرنے لگتے تھے پھر اس طریقہ کی ایسی تعریف کرنے لگے کہ جیسی چاہیے اور کہا کرتے
تھے کہ یہی ایک طریقہ ہے جسمین سب پیغمبرون کے اخلاق جمع ہین اس امر کی روایت جماعت ثقہ نے
کی ہے جن مین فقیہ محدث شیخ عطاء اللہ اسکندری مالکی بھی ہین لطائف المنن مین ہے کہ جب
شیخ ابوالحسن شاذلی حج سے واپس ہوئے تو پہلے شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے پاس آئے
اور کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو سلام کہا ہے شیخ نے اپنے دل مین کہا کہ مین اس
لائق کہان تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سلام سے سرفراز فرمائین بعد اسکے شیخ عزالدین خانقاہ
صوفیہ مین جو قاہرہ مین تھی بلائے گئے تو وہان محی الدین بن سراقہ اور ابوالمعلم یاسین کہ جو حضرت

سلہ منسوب ہے اسکندریہ اور یہ نام سولہ شہرون کا ہے جسمین کچھ مقامات بلاد ہند مین ہین اور کچھ بابل اور بلخ وغیرہ مین ۱۲ منتہی الارب

شیخ اکبر کے اصحاب میں سے تھے بھی بلائے گئے شیخ محی الدین بن سراقہ نے شیخ عزالدین سے
کہا کہ مین نے جو کچھ سنا ہے اُسکی آپ کو مبارکباد دیتا ہون خدا کی قسم یہ عجیب و غریب چیز ہے مین
نہایت خوش ہوا اور اسوقت مین وہ شخص بڑے مرتبہ کا ہے جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سلام فرمائین۔ شیخ نے کہا کہ ہان اگر اللہ تعالی ہم کو پوشیدہ رکھتا تو بہتر تھا ابو العلم یاسین نے کہا کہ
نہین اللہ تم کو نصیحت کرے تو اچھا ہے تاکہ حق اور باطل مین تمیز ہوجائے پھر اُن سب نے قوال کو کانیکا اشارہ
کیا اور قوال اُن سے اتنا دور تھا کہ وہ سن نہین سکتا تھا کہ امین کیا باتین ہو رہی ہین اُس نے پہلے ہی یہ مصرع کہا
صدق المحدث والحدیث کما جرٰی[ا] شیخ عزالدین بہت مسرور ہوئے اور وجد مین اُٹھ کھڑے ہوے
شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمتہ اللہ علیہ کتاب الرعایت مین لکھتے ہین کہ سب لوگ پابند ہین شریعت
کے راستون کے اور حضرات صوفیہ پابند ہین شریعت کے قاعدون کے جو کبھی متزلزل نہو نگے
اور اُسکی تائید یون ہوتی ہے کہ اُن کے ہاتھون پر برابر کرامات اور خوارق عادات ظاہر ہوتے ہین
جو کسی عالم سے ہرگز نہین واقع ہوسکتی خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم ہوتا وقتیکہ وہ حضرات صوفیہ کے
مسلک پر نہ چلے شیخ اسمٰعیل بن سلیمان کردی جلاء النظر مین لکھتے ہین کہ حضرات کاملین سے جو اللہ تعالیٰ
نے خوارق عادات ظاہر فرمائے اور اُن کو عوالم علویات و سفلیات پر مطلع کیا وہ اس لیے تاکہ اُن سے
واقعات مخلوقات وغیرہ اور علاوہ اُن کے اور اُمور جنکو عقول ضعیفہ ادراک نہین کرسکتی بلکہ اُن کے
منکر ہین پوشیدہ نہ رہین ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم[۲] تو جب اُن
لوگون کا حال و مقام ایسا ہے تو یقیناً یہ معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ اور لوگ بعض ایسے بھی ہین جن مین
یہ حال و مقام نہین ہے سب کی کون کہے اور جب یہ حالت ہے تو حضرات صوفیہ کی بلند مقامی اپنے
غیرون سے ظاہر ہوئی تو راسخون فی العلم یہی لوگ ہین کیونکہ انھین لوگون نے دلائل کشفیہ اور نقلیہ
اور عقلیہ کو جمع کرکے دلائل کشفیہ کو اُس چیز کے واسطے رکھا کہ جسکو اپنی کتابون مین لکھا ہے پھر ان کا
دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے مقابلہ کیا اب خواہ بصراحت کیا یا برمزو اشارہ اور یہ اُن کا دلائل عقلیہ و نقلیہ
پر لحاظ کرنا سالکین طریق کی آسانی اور تربیت کے لیے تھا تاکہ وہ مکاشفات غیبیہ پر پہونچ جائین اور
مناظرات آلہیہ مشاہدہ کرین اور رمز و اشارہ سے علوم آلہیہ سے مقصود یہ رکھا کہ غیر اہل کشف اسپر واقف
نہون جو سالکین طریق اپنے معاملات مین حق کیساتھ سچے رہے انھون نے اُس علم اسرار کو احاطہ کرلیا اور

[ا] سچ کہا بیان کرنے والے نے اور سچا ہے بیان جیسا کہ بیان ہوا ۱۲ [۲] اور یہ اللہ کی بخشش ہے جسکو وہ چاہتا ہے
دیتا ہے اور اللہ صاحب بڑی بخشش کا ہے ۱۲

سمجھ گئے کہ یہ اشارہ ارتباط کلام لاحق کے کلام سابق کے ساتھ موقوف ہونے پر نہین ہے بلکہ یہ
لوگ معانی کو اپنے مدرکات کے موافق لے لیتے ہین جو اُن کو اُس کلام اور اُسکے معانی سے ظاہر
ہوتے ہین اور یہ بھی اقسام معانی کی ایک قسم ہے شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب بہجۃ النفوس
مین لکھتے ہین کہ جب مین مقامات اہل حقیقت پر پہونچا تو مجھے اس بات کی خواہش ہوئی کہ مین قرآن
کی تفسیر اور حدیث کی تشریح موافق اُن حضرات کے ارشادات کے جو اُن کی کتابون مین ہین کرون
چنانچہ جب مین نے اپنے ارادہ اور علم کے موافق اُسکو بیان کیا تو اور علماء نے اُسے رد کیا اور یہ خیال
کیا کہ یہ کلام قواعد شریعت سے خارج ہے خصوصاً جو مقام احسان اور ایقان سے تھا کیونکہ بیشتر علما نے
ان دونون مقامون کے علوم کا ذائقہ کچھ چکھا ہی نہین ہے اُن کے اکثر علوم مقام ایمان و اسلام ہی سے
متعلق ہین بیشتر وہ امور جن کی وجہ سے علما نے اکثر فقرا کو زندیق کہڈالا وہ انھین دونون مقامو کے
علوم ہین تو عاقل وہی ہے جو اُن علمی باتون کو جو اُسے حضرات اہل حقیقۃ کے علوم سے معلوم ہوے
پوشیدہ رکھے اور زبان سے نہ نکالے مگر اُن لوگون سے جنکو اُسکا اہل جانے اور بعضی علماء اہل حقیقت
نے جو فقرا اشطاحین پر انکار کیا ہے وہ بپاس غیرت شریعت کے نہ یہ کہ وہ اُن کے حال اور شہد مین
کچھ نقصان جانتے تھے ہرگز ایسا نہین تھا کیونکہ جو شخص صاحب شہد قوی ہوتا ہے اُس کو انکار سے
کبھی لغزش ہی نہین ہوتی ہے چاہے وہ انکار اُسکے زمانہ والیکے ہو یا کسی اورادنی شخص کی کیونکہ
وہ تو سمجھتا ہی ہے کہ منکر بھی حق ہے اور عارف بھی حق سید الطائفہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ کا قول
ہے کہ انسان درجہ کمال کو نہین پہونچتا جب تک ہزار صدیق اُسکے زندیق ہونے کی گواہی نہ دین
اسواسطے کہ وہ تو باطناً عوام اور اصحاب کلام اور علماء اسلام کے حال سے بالکل علحدہ ہوتا ہے
تو جب وہ اپنے باطنی امور کو ان لوگون سے ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اُسکو ضرور کافر اور زندیق کہین گے
اور صدیق جو اُسے زندیق کہتے ہین تو وہ غیرت ظاہر شرع شریعت کے سبب سے کہتے ہین اسیوجہ سے
حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارا طریقہ مشید بالکتاب والسنت ہے اور اسی سے حضرت
جنید اہل شریعت کے نزدیک دیگر اہل طریقت پر مقدم سمجھے جاتے تھے کیونکہ اُن سے کسی وقت مین
کوئی شطح نہین صادر ہوا اور ہمیشہ ثابت اور متمکن رہے چنانچہ انھین علوم ذوقیہ کی طرف یہ ارشاد
حق تعالیٰ مشعر ہے فاوحی الی عبدہ ما اوحی خواجہ روزبہان بقلی[1] شیرازی اس آیت کی تفسیر مین
لکھتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے اس وحی خفی کا راز سب لوگون پر عرش سے تحت الثریٰ تک مبہم رکھا ہے

[1] منسوب ایک قبیلہ کی طرف جو بنی ازد کا ہے ۱۲ منتہی الارب

اسیواسطے محب اور محبوب کے باہم جو راز ہوتا ہے اُسپر کوئی تیسرا مطلع نہین ہوتا اور یہ اگمان ہے
کہ اگر اُن رازون سے ایک بات بھی تمام اولین اور آخرین کو معلوم ہوجائے تو وہ سب اُس
وارد کے بوجھ سے مرجائین کیونکہ یہ وارد وہ ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے اُسکے بندہ کے
دل پر وارد ہوتا ہے اور جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوت ربانیہ ملکوتیہ لاہوتیہ کی وجہ سے
متحمل ہوے علاوہ اسکے اُن اخبار عجیبہ اور اسرار ازلیہ سے اگر ایک بات بھی کھل جاتی تو سب
احکام بیکار ہوجاتے اور ارواح اور اجسام فنا اور رسوم مندرس اور عقول و فہوم و علوم مضمحل
ہوجاتے اسی طرح وہ علوم مجود بھی جو مخبر نسبت عشقی ہوتے ہین عاشق و معشوق مین کیونکہ وہ بھی
سر در سر اور غیب در غیب ہین اور اُن کے ظہور کے وقت حکم عبودیت ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ وہ
محض انبساط ہوتا ہے اور ظہور کشف کلی اور غلبات سیول رحمت ازلیہ و واسعہ بحار قدس و انوار اُنس
ہی سے پیدا ہوتے ہین سیدی علی مرصفی کا قول ہے کہ فقیر کے واسطے مناسب نہین کہ وہ
علوم کشفیہ مین سے کچھ بھی کسی فقیہ کے سامنے بیان کرے اور جب فقہا کے ساتھ خوض کرنے
مین مجبور ہو تو اُن سے علوم ظاہری تجاوز کرے اسواسطے کہ وہ لوگ نہ علوم کشفیہ جانتے ہین اور نہ
اُسکے حاصل کرنے کی اُن کو خواہش ہوتی ہے اسی طرح فقہا کو بھی نہین چاہیے کہ وہ اہل کشف سے
علوم فکریہ بیان کرین کیونکہ وہ تو پہلے ہی ان علوم کو اچھی طرح سے حاصل کرکے ابتدا ہی مین قطع
کردیتے ہین تو اب اُن کو دوبارہ ان کے سُنانے کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ اُن سے ایسی باتین
کرنا گویا اُن کا وقت ضایع کرنا ہے امام شعرانی بہجۃ النفوس مین لکھتے ہین کہ شیخ وقت کو چاہیے
کہ علوم صوفیہ کو بغرض افادہ کے محجوبین کے سامنے نہ بیان کرے تاوقتیکہ اُن لوگون مین اُسکا
کچھ بھی مذاق یا علم نہ دیکھے کیونکہ اگر وہ لوگ اس راہ اور اُس کے علوم کو نہین جانتے ہین تو یہ بیان
سُن کر سوا اسکے کہ بیان کرنے والے کو زندیق اور کافر کہنے لگین اور کچھ نہوگا اور وہ اس کہنے مین
معذور خیال کیے جاوینگے اس واسطے کہ وہ لوگ عقل کے دائرہ مین ہین اور حضرات صوفیہ
کشف کے دائرہ مین سیدی علی مرصفی کا قول ہے کہ فقیہ پر اُسکی انکار مین کچھ ملامت نہین ہے بلکہ
اُس فقیر پر ملامت ہے جو اپنے اقوال اور افعال مین ظاہر شریعت کے مخالف ہو اور وہ خلاف
اُسکے باطن کی طرف بھی متعدی ہوکر جو مشکل سے سمجھ مین آسکے اور انکار کی تین قسمین ہین ایک اصحاب
علم کلام کی جنھون نے اہل وحدت کے مذہب کو بُرا کہا ہے بوجہ اُن معانی کے کہ جو انکی کتابون
مین لکھے ہین مع اُن کے دلائل واضحہ کے دوسرے وہ انکار جسمین انکار کرنے والے کا قصد

رعایت ظاہر شریعت ہو تیسرے وہ انکار جس سے مقصود ابطال مذہب ہو اور وہ عارفین سے مخفی نہیں تو جس نے ظاہر شریعت کے مقتضی پر انکار کی ہے اُس نے اپنی کتابوں میں خود تمام مذہب قوم کی بھی تصریح کردی ہے اور جس نے اپنی طبیعت کے مقتضی پر انکار کی جیسے ابن تیمیہ اور اُن کے شاگرد ابن القیم وغیرہ تو اُن کے کلام سے صاف یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اس مذہب ہی کو باطل کہتے ہیں اور پھر اُسکے ساتھ طعن و تشنیع میں بھی بہت حد سے بڑھ گئے ہیں حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی اپنے اخوان طریقت کو ایسے لوگوں کے پاس جانے اور بیٹھنے سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ نے اس گروہ کو خلق کے ساتھ عموماً اور اہل جدل کے ساتھ خصوصاً مبتلا کردیا ہے اُن میں کوئی ایسا شخص نہ ملے گا جسکا دل اللہ نے اسلام یا کسی ولی معین کی تصدیق کے واسطے کھولا ہو وہ لوگ یہ بیشک کہدیتے ہیں کہ اولیاء اللہ اور اصفیاء اللہ موجود ہیں لیکن اگر پوچھا جائے کہ وہ کون ہیں تو کسی کو نہ بتائیں گے اور اگر کسی کا ذکر کیا جائیگا تو اُسے رد کرنے لگیں گے کہ فلاں شخص وہ تو ولی نہیں نہ اُسکو اللہ سے کوئی خصوصیت ہے اور بہت سی دلیلیں اُسکے ولی نہونے کی بیان کرنے لگیں گے حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے جو ولی نہیں وہ بھلا ولی کو کب جان سکتا ہے اور یہ محض تعصب ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ والوں میں ابن تیمیہ کی انکار ہیر اور دیگر عارفین پر دیکھی جاتی ہے ابن تیمیہ نے تو سب پر تہمت لگائی تھی مگر اُس کی تہمت اُسی پر رد کردی گئی تو جسکا یہ حال ہو اُسکی صحبت سے ایسا بھاگنا چاہیئے جیسے درندہ جانور سے بھاگتے ہیں جعلنا اللہ وایاك من المصدقین الاولیاء اللہ المومنین بکرامتهم عنه وکرمه اب ہم اس مقام پر عنان قلم کو اس بیان سے روکتے ہیں کیونکہ اعتقاد ایسے حضرات کا موقوف ہے مشاہدہ یا تسلیم پر تو جسکو ان اولیاء کرام کے حق میں اعتقاد تام ہے تو اہل مشاہدہ سے ہے اور اُسکو میرے اس بیان کی کچھ حاجت نہیں اور جو شخص اہل تسلیم سے ہے اُسکو یہ بیان کافی ہے اور اگر اہل انکار سے ہے تو اُسکو اپنے نفس کو ملامت کرنا چاہیئے اور اللہ سے توفیق مانگنا چاہیئے خلاصہ یہ ہے کہ تمام زمانوں میں ہر ہر مقامات پر ہمیشہ علماء ظاہر علماء باطن کے منکر اور اُن پر معترض رہے ہیں اور پھر جب امر واقعی سمجھے تو انکار سے باز آکر توبہ کی چنانچہ اسکے بہت سے صحیح قصے کتب مشایخ میں مذکور ہیں ۔

سلہ گردانے ہمکو اور تم کو اللہ تعالی اولیاء اللہ کی تصدیق کرنے والوں سے اور ایمان لانے والوں سے آنکی کرامتوں پر اپنے احسان اور بخشش سے ۱۲

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ۔۔۔ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

بالجملہ درویشون کی ہونے کی نفی جہل صرف اور ضلالت محض ہے اُن کے انکار سے پرہیز کرنا چاہیے حضرت شیخ محی الدین ابن العربی فتوحات کے تہترہوین باب مین لکھتے ہین کہ شیخ ابویزید نے ابوموسیٰ دیلمی سے کہا کہ اے ابوموسیٰ اگر تجھکو کوئی ایسا شخص ملے جو ارباب طریقت کے کلام پر ایمان رکھتا ہو تو تو اُس سے اپنے لیے دعا کی استدعا کر کیونکہ اُس کی دُعا ضرور مستجاب ہوگی ؎

تا چند طریق جاہ و حشمت طلبیم ۔۔۔ برخیز کہ مفتاح سعادت طلبیم
تا باطن ما ز فیض معمور شود ۔۔۔ از باطن اہل فقر ہمت طلبیم

البتہ جب ملحد موحد کی صورت مین معلوم ہو یا زندیق صدیق کی صورت بنائے تو اُسکی تمیز مشکل ہے لہذا ہوشیار رہنا چاہیئے تاکہ مکار لوگون کا شکار نہو اور شیطان کے فریب سے حفاظت رہے اور اصل راہ ہاتھ سے نہ جانے پائے ؎

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بیغش باشد ۔۔۔ اے بسا خرقہ کہ شایستۂ آتش باشد

اس زمانہ کے اکثر فقرا اپنے بناؤ سنوار اور نفس کو آسایش دینے مین زیادہ مصروف رہتے ہین اور خیالی کمال اور وہمی وصال سے مسند شیخی اور مقتدائی پر بیٹھ جاتے ہین اور اپنے نقصان کی وجہ سے بہت مستعدین کمال کی استعداد خراب کردیتے ہین یعنی اپنی برودت استعداد کی بُرائی سے طالبین کی حرارت طلب کو زائل کردیتے ہین کیونکہ نہ اُن کو عرفان سے خبر ہوتی ہے نہ احسان سے آدمیون مین امتیاز اُن کا صرف صورت سے ہوتا ہے اور باطن بالکل کدورت سے بھرا ہوتا ہے لیکن بحکم من تشبہ بقوم فھو منھم[1] ؏ صد خار را برائے گلی آب میدہند ؎

در کسوت فقر کاملان میباشند ۔۔۔ در زیر نمد اہل دلان میباشند
مقصود ز صد ہزار درویش یکیست ۔۔۔ منکر نشوی کہ جاہلان میباشند

شیخ عبد الوہاب شعرانی رسالہ ارشاد الطالبین والمریدین الی طریق علماء العاملین مین لکھتے ہین کہ اولیاء اللہ قیامت تک موجود ہین اور رہین گے اور وہ اپنے آپ کو اُن لوگون سے جو سچے طالب نہین ہین پوشیدہ رکھتے ہین تو طالبین کو چاہیے کہ وہ طلب طریق مین سچے ہون تاکہ وہ بھی متوجہ ہو کر اُن کو عارفین کے مقام تک پہونچا دین اور اولیاء اللہ کے چھپنے کی صورت یہ ہے کہ بعضے تو بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہین جیسے دعوائے ولایت و کشف و قطبیت اور بعضی فقہ اور نحو اور اصول

---

[1] جس نے مشابہت کی کسی قوم کے ساتھ تو وہ اُن مین سے ہے ۱۲

وغیرہ پڑھانے مین مشغول ہوجاتے ہین اور بعضی وقف کے کامون مین پڑجاتے ہین اور بعضے
پیشہ وری اور کاریگریون مین جیسے تجارت اور لوہاری اور خرید وفروخت اور نان پزی وغیرہ مین اور
بعضے بھیک مانگنے اور اُس مین زیادہ گڑگڑانے اور اڑجانے مین اور بعضے ہزلیات وغیرہ بکنے مین
جنکو مین نے تفصیل سے اپنی اور کتابون مین لکھا ہے شیخ رازی کا قول ہے کہ شیخ رہنما ہزار نا مین
اخیار سے مخفی رہتا ہے تو عوام کو کون کہے اور اُسکو سوا ارباب باطن کے کوئی نہین جانتا کیونکہ اُسکے
زیادہ تر اعمال جن سے وہ اپنے اقران سے ممیز ہو قلبیہ ہوتے ہین تو وہ عوام پر کیسے کھل سکتے ہین عوام
تو فرائض وسنن موکدہ کے سوا کچھ جانتے نہین تو بھلا مرید اُسکو کیونکر جان سکتا ہے کیونکہ وہ ستر ہزار حجاب
مین ہے اور حدیث قدسی مین بھی ہے کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری یا ای وغیرہ مع رفتہ
ایاھم یعنے میرے اولیا میرے قبا کے نیچے ہین جنکو میرے سوا کوئی نہین جانتا مگر جنکو مین بھجواؤن
مولانا علی مرصفی فرماتے تھے کہ اکثر وجہ پوشیدگی کاملین وواصلین اہل اللہ کی یہ ہوتی ہے کہ چونکہ
طالبین طریق سچے کم ہوتے ہین اور شرائط ارادت مین ایسے لوگون نے خلل بہت ڈال دیے ہین
اگر یہی لوگ سچے ہوتے تو اہل اللہ اُن پر اپنے کو مخفی نہ رکھتے لیکن ان لوگون کی بیشتر طلب بوجہ حظوظ
نفسانیہ واغراض فاسدہ کے ہوتی ہے ایسی صورت مین واصلین کو ان لوگون پر بھی رحمت معلوم ہوتی
کہ وہ خود ان سے چھپ گئے شعرانی کہتے ہین کہ مین نے اپنے شیخ سے عرض کیا کہ مریدین تو ہمیشہ باوجود
ان امراض کے طلب کیا کیے ہین اور شیوخ نے اُن کو منع نہین کیا بلکہ قبول کرتے رہے اور اُن کو وہ
دوائین بتاتے رہے جن سے اُن کی بیماریان آہستہ آہستہ زائل ہوتی رہین تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ٹھیک
ہے اگر مریدین صادقین اپنی بیماریون کو جان لین اور شیوخ اور مرشد کامل سے اُن کی دوائین طلب
کرتے رہین اور اُس سے اُن کے اغراض صحیح ہون تو وہ لوگ اُنکو روکتے نہین ہین مگر وہ لوگ تو
اپنا ازالہ مرض اس لیے چاہتے ہین کہ لوگون پر مشیخت کرین اور اپنے نفوس کو اپنے زمانہ والون پر
فوقیت دین پھر اُس سے نکلنا ہی نہین چاہتے بلکہ اُن مین بعضی تو دعوی صلاحیت پر قائم اور اپنے
حال پر مغرور ہوکر مرجاتے ہین اور کسی ناصح کی نصیحت نہین مانتے تو اُن لوگون کا حکم اُس شخص کا ایسا
ہے جو شراب بنانے کے لیے انگور خریدے اور اس لیے بیٹھے کہ اپنے پاس بدکار عورتون کو بٹھلائے
حالانکہ یہ معلوم ہے کہ نشہ دار چیز کا بیچنا حرام ہے پس ایسا ہی اُس مرید کا بھی حال ہے جو طلب مین
مخلص نہین ہوتا ہے اور یہ اس زمانہ کے مریدون مین بہت ہے کہ ناحق مدعی مشیخت ہوتے ہین
اور بلا اجازت کسی شیخ کے مشیخت کرنے بیٹھ جاتے ہین تو خود بھی گمراہ ہوتے ہین اور اورون کو بھی گمراہ

کرتے ہین اور اُن لوگون پر گناہ قاطع الطریق کے مثل ہے شیخ رازی کہتے تھے کہ طالب صادق
پر لازم ہے کہ وہ اُس زمانہ مین جو لوگ مُدعی مشیخت ہون اُنکے پاس نہ بیٹھے مگر جبکہ اُن مین سچائی کے
علامات پائے بذریعۂ الہام کے یعنی طالب اللہ سے استخارہ کرے اور اللہ اُسکو اس امر کا الہام فرمائے
یا اور سچے لوگ اُسکی واقعی مشیخت کی شہادت دین شیخ عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہین کہ انسان کو جو
امور اولیا اللہ کی شناخت سے روکتی ہین اُن مین سب سے بڑا حجاب اُن حضرات کو اپنا ایسا شکل
اور صورت وغیرہ مین سمجھنا ہے اور یہ سخت حجاب ہے اسی حجاب مین اللہ تعالی نے اکثر
اولیا متقدمین و متاخرین کو محجوب رکھا جیسا کہ ایک قوم کے حال سے کلام مجید مین اشارہ ہے
قالوا ما لھذا الرسول یا کل الطعام ویمشی فی الاسواق[سلہ] اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ما ھذا الا بشر[سلہ]
مثلکم یا کل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون۔ یا فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعہ اور اسکے
مثل اور آیتین بھی ہین اور جب اللہ تعالی کو منظور ہوتا ہے کہ اپنے کسی بندہ کو اپنے کسی ولی کی شناخت
عنایت کرے تو اُس ولی سے شہود بشریت کو دور کر دیتا ہے اور وجہ خصوصیت اُس مین ہوتی ہے
وہ اُسکو دکھا دیتا ہے تب وہ بلاشک اُس کا معتقد ہو جاتا ہے اور اُس سے بہت محبت کرنے لگتا ہے
اکثر لوگ جو اولیا اللہ کی صحبت مین رہتے ہین اور اُن کو اپنے ہی مثل دیکھتے اور سمجھتے ہین اُنھین کو
اُن حضرات سے نفع کم ہوتا ہے یعنی ساری عمر اولیا اللہ کے ساتھ بسر ہو جاتی ہے مگر کچھ بھی اُس کا
نفع نہین معلوم ہوتا وجہ اس کی یہ ہے کہ حکمت الٰہیہ اسکی مقتضی ہے کہ اولیاء اللہ مین سے کسی بزرگ
کی تمام مخلوق بالاتفاق معتقد نہو اور اس مین یہ نکتہ ہے کہ اگر تمام خلق اُس ولی کو سچا کہنے والی ہو جائے
تو اُس صبر کا اجر جو جھٹلانے والون کے جھٹلانے پر اولیا اللہ کرتے ہین وہ اُن سے فوت ہو جائے
یا اگر سب کے سب اُس ولی کو جھٹلاتے ہی رہین تو اُس سے مصدقین کا شکر فوت ہو جائے لہذا
حق تعالی نے اولیا اللہ کے حُسن امتحان کے لیے یہ طریقہ رکھا ہے کہ لوگون کو اُن کے حق مین
دو قسم کا کر دیا ایک معتقد مصدق دوسرا منکر مکذب اور مقصود اس سے یہ رکھا ہے کہ اُن اولیا اللہ کی
عادت شکر اور صبر کی رہے بسبب اُس تصدیق اور صبر اور انکار کے کیونکہ ایمان کے دو حصہ ہین
ایک صبر اور دوسرا شکر مین نے ایک بار شیخ علی خواص سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ نفس کی جب

سلہ اور وہ لوگ کہتے ہین کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازارون مین پھرتا ہے ۱۲ سلہ اور کچھ نہین
ہے یہ ایک آدمی ہے تمھاری طرح کھاتا ہے جس طرح کھاتے ہو اور پیتا ہے جسطرح تم پیتے ہو ۱۲ سلہ پھر کہنے لگے کہ
کیا ہم ہی مین کا ایک اکیلا ہم اُسکے کہنے پر چلین ۱۲

تعریف کی جاتی ہے تو وہ میلا ہوجاتا ہے اور جب اُس کی بُرائی کی جاتی ہے تو پاک اور صاف ہوجاتا ہے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی عالم یا فقیر کا منکر ہو تو اُسکی بات سننے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ علامت ہے اُسکی اللہ تعالی کی نظر سے گرجانے اور عذاب کے مستحق ہونیکی حضرت جنید فرماتے تھے کہ جو شخص صوفیہ کی خدمت مین حاضر باش ہوتا ہے اور کسی بات مین اُنکی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالی اُس سے نور ایمان لے لیتا ہے آپ کا مطلب اس ارشاد سے یہ تھا کہ جس بات مین وہ مخالفت کرتا ہے تو اُس کے ساتھ جو ایمان ہوتا ہے وہ اُسکے نور کو چھین لیتا ہے نہ یہ کہ تمام اقسام ایمان کے انوار کو جسطرح کہ ایمان باللہ وایمان بالملائکہ وایمان بالرسل وغیرہ ہین اسکی سند حدیث شریف سے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا ہے مطلب یہ ہوا کہ یہ فعل اُس کا حالت ایمان مین نہین ہوتا ہے یعنی اُسکو یہ خیال نہین رہتا ہے کہ اللہ تعالی اُس کو دیکھتا ہے اس حالت مین کیونکہ اگر یہ خیال رہے تو وہ فعل ہی واقع نہو اور اس قسم کی تاویلین اور بھی ہوسکتی ہین شیخ ابوالحسن شاذلی کہتے تھے کہ سنت الٰہیہ انبیا و اصفیا کے ساتھ اسطرح جاری ہے کہ جب وہ اپنی ابتدائی اور انتہائی حالت مین غیر اللہ کی طرف جھکتے ہین تو اللہ تعالی اُن پر مخلوق کو مسلط کردیتا ہے بعد اُسکے وہ پھر پورے طور سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور وہ دولت و نصرت اُنھین کو ملتی ہے شعرانی کہتے ہین کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مرید سالک سے بحالت میلان خلق اور اُن کے اعتقادات کی موافقت کے خلوص اور سیر بارگاہ حق تعالی شانہ دشوار ہوتی ہے پھر جب لوگ اُسکو ایذا دیتے اور اُسکی مذمت کرتے ہین اور اُسکے نقص بیان کرکے بہتان اور مکاری کی تہمت لگاتے ہین اور ان کے دل اُن سے متنفر ہوتے ہین اور کسی طرح کا میل اُسکی طرف نہین رہتا اُس وقت اُسکو حق کے ساتھ صفائی وقت حاصل ہوتی ہے اور ٹھیک ٹھیک توجہ بھی اللہ پر ہوجاتی ہے اس لیے کہ اُسکے علاوہ دوسری طرف توجہ ہی نہین رہتی پھر جب بعد انتہاے سیر کے ہدایت خلق کے واسطے رجوع ہوتی ہے تو حلم اور عفو وستر کے اوصاف سے متصف ہوکر ہوتی ہے کہ پھر ایذاے خلق برداشت کرتے ہین اور بندگان الٰہی سے جو کچھ اُن کے حق مین ہوتا ہے اُن سب مین وہ اللہ سے راضی رہتے ہین اسی وجہ سے اللہ تعالی اپنے بندون مین اُن کا مرتبہ بلند کرتا ہے اور اُنکے انوار کو کامل فرماتا ہے اور جو ایذا خلق کی اُن پر وارد ہوتی ہے وہ اُس کا تحمل کرلیتے ہین اور اللہ تعالی اسی سبب سے اُن کو رسولون کی میراث عنایت کرتا ہے اور اسی سے اُنکے مراتب کا

فرق ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انسان کی آزمایش اُسکے دین کے لحاظ سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا[1] ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا

واوذوا حتی اتاھم نصرنا[2] اور یہ اس لیے ہے کہ کاملین مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو دو شہودون

سے خالی ہوتا ہو یا وہ اپنے قلب مین اللہ کا مشاہدہ کرتا ہے تو حق کے ساتھ ہوتا ہے اور اُسکو

مخلوقات کی طرف توجہ نہین ہوتی یا وہ خلق کو دیکھتا ہے اور اُن کو اللہ کا بندہ پاتا ہے تو اُنکی بزرگ

داشت بوجہ حق کے کرتا ہے اور اگر اُس نے اپنے نفس کو حق مین فانی کر دیا تو اُسکے حال سے ہمکو

کوئی بحث نہین ہے کیونکہ اس حالت مین اُس سے تکلیف ہی زائل ہو جاتی ہے اس سب سے

یہ بات معلوم ہوئی کہ جو شخص اولیا و علما مین سے آثار انبیا علیہم السلام کے متابعت کرتا ہے اُسکے

لیے ضروری ہے کہ اُسکو ایذا دیجائے جیسے کہ اُن حضرات کو دی گئی اور اُس کے متعلق بھی بہتان اور

مکاری کا الزام دیا جائے جیسا کہ اُن حضرات کے متعلق دیا گیا اور وہ صبر کرے جیسا کہ اُنھون نے

صبر کیا اور اپنی عادت رحمت و شفقت کی خلق پر رکھے شیخ علی خواص کا قول ہے کہ اگر صوفیہ کا کمال

اس بات پر موقوف ہو کہ تمام خلق اُن کی تصدیق پر متفق ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ سے سابق کے انبیا علیہم السلام اسکے زائد مستحق تھے حالانکہ ایک قوم نے اُنکی تصدیق

کی اور اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو ہدایت فرمائی اور دوسری قوم محروم رہی اور اللہ نے اپنے

عدل سے اُن کو شقی کر دیا تو جبکہ اولیا اور علما مقام اقتدا و متابعت مین قدم بقدم رسول علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے ہین تو اُنکے بارہ مین بھی لوگ دو قسم ہو گئے ایک گروہ تو معتقد و مصدق ہوا اور دوسرا

منکر و مکذب جیسا کہ اُن حضرات کے لیے واقع ہوا اسی جگہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرات صوفیہ کو

حضرات انبیا علیہم السلام کا وارث ہونا ثابت کر دیا تو اُن کی تصدیق اور اُن کے علوم و اسرار کی

صحت کا اعتقاد وہی شخص کرے گا جسکو اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے ساتھ ملحق کرنا منظور کر لیا ہے

گو وہ ایک مدت کے بعد ہی کیون نہو اور جو شخص اُنکی تکذیب اور انکار کرتا رہتا ہے وہ اُن کے

حضور سے مطرود ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اُسکی دوری زیادہ کرتا رہتا ہے اور اولیا و علما کی

تخصیص جو خداوند عالم نے کی کہ ان پر اپنی عنایت فرمائی اور اُن کو منتخب کیا وہ اس وجہ سے کہ اُنکے

ماننے والے تھوڑے لوگ ہوتے ہین کیونکہ بیشتر لوگ یا اُن کے طریقہ سے جاہل ہوتے ہین یا اُن پر

---

[1] اور کیے ہم نے اُن مین سے سردار جو ہدایت کرتے ہین ہمارے حکم سے جیسا کہ وہ ٹھہرے رہے ۱۲ [2] اور جھٹلایا بہت رسولون کو پہلے اور صبر کرتے رہے اُنکے جھٹلانے اور ستانے پر یہانتک کہ اُنکو ہماری مدد پہونچی ۱۲

غفلت کا غلبہ ہوتا ہے اور اکثر لوگوں کو حسد سے یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو کوئی مرتبہ یا خصوصیت
حاصل ہو جیسا کہ حضرت نوح ؑ کے قوم کے متعلق کلام پاک ناطق ہے کہ ومن آمن وما آمن معہ الا قلیل ۱؎
یا ارشاد ہوتا ہے ولکن اکثر الناس لا یومنون ۲؎ یا ارشاد ہوتا ہے ام تحسب ان اکثرھم یسمعون
او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا ۳؎ ان کے علاوہ اور آیتین بھی ہین حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی کہتے تھے کہ عام لوگون کو اللہ کے اسرار کا علم جو مخصوص اولیا و علماء کے ساتھ
ہین کیسے ممکن ہے اور نہ اُن کے قلوب کے انوار کا ادراک اُن سے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے
وہ مخفی رہتے ہین اور اگر وہ لوگون مین ظاہر ہوتے اور کوئی شخص اُن کو ایذا دیتا تو وہ گویا صاف طور پر
اللہ سے لڑائی لڑتا اور اللہ اُسکو ہلاک کر دیتا تو اُن لوگون کا خلق سے مستور رکھنا ہی خلق پر رحمت
ہے اور جو ولی خلق مین ظاہر ہوتا ہے تو وہ اپنے ظاہری علم ہی کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے
نہ بہ حیثیت سر ولایت کے شیخ ابو الحسن شاذلی کہا کرتے تھے کہ ہر ولی کے لیے ایک پردہ
ہوتا ہے بعضون کا پردہ اسباب سے ہوتا ہے اور بعضون کا پردہ عزت و سطوت و قہر سے ہوتا ہے
جسطرح کہ اللہ تعالیٰ اُسکے قلب پر تجلی فرماتا ہے تو لوگ ایسے شخص کے متعلق کہتے ہین کہ ہرگز یہ ولی اللہ
نہین ہو سکتا ہے اور اللہ کہین ایسے نفس مین ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ جب
بصفت قہری بندہ کے قلب پر تجلی فرماتا ہے تو اُس مین قہر زیادہ ہوتا ہے اور جب بصفت انتقام
تو وہ منتقم ہوتا ہے اور جب بصفت رحمت و شفقت تو وہ شفیق و رحیم ہوتا ہے اسی طرح اور صفتون کا
بھی حال ہے تو یہ ولی جو مظہر عز و سطوت و انتقام ہوتا ہے اُسکی صحبت مین وہی مرید رہ سکتا ہے جسکے
خواہشات نفسانی اللہ نے مٹا دیے ہون اور یہ بات ہر زمانہ مین ہوتی چلی آئی ہے کہ بادشاہان وقت
اولیا و انبیا علیہم السلام کی بجان و دل تابع رہے اور بعض کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ وہ علم ظاہر مین مشغول
رہتے ہین اور ظاہری نقول کے پابند ایسا کہ ظاہر مین وہ مثل معمولی طالبعلمون کے معلوم ہوتے ہین
اور بعض کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بالکل دنیا دارون کے مثل معلوم ہوتے ہین کہ ان مین
حب ریاست بھی ہوتی ہے اور عمدہ لباس کا شوق بھی مگر باطناً بہت عالی مرتبہ ہوتے ہین
اور بعض کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہان وقت و امرا کے یہان آمد و رفت رکھتے ہین اور اُن سے
تدریس و خطابت و امامت وغیرہ کے عہدے بھی لیتے ہین اور ان امور مین بہت عادلانہ عمل کرتے ہین

۱؎ اور کون ایمان لایا اور ایمان نہ لائے اُسکے ساتھ مگر تھوڑے ۱۲ منہ ۲؎ اور لیکن اکثر لوگ نہین مومن ہین ۱۲ منہ
۳؎ کیا تو خیال رکھتا ہے کہ بہت اُن مین سُنتے یا سمجھتے ہین نہین بلکہ وہ لوگ برابر ہین چوپایون کے بلکہ وہ بھٹکے

اور بر طریق مشروع اس طرح تصرف کرتے ہین کہ سوا اُن کے اور امرا و عمال اور فقہا اُسکو سمجھ نہین سکتے
ہین اور نہ اُن وظائف کی تنخواہ سے بجز سد رمق کے کچھ کھاتے ہین اسی وجہ سے نا سمجھون اور جاہلونکا
اُنکے متعلق یہ مقولہ ہوتا ہے کہ اگر یہ اللہ کے ولی ہوتے تو امرا کے پاس نجاتے بلکہ کسی گوشہ یا اپنے گھر مین
بیٹھے رہتے اور علم اور عبادت مین مشغول رہتے غرض ایسے ہی الفاظ برابر اُنکے حق مین کہا کرتے ہین تو اگر
ان الفاظ کا کہنے والا اپنے دین و آبرو کو بچاتا تو پہلے ہی ان اولیا و علما کی تنقید سے توقف کرتا اور
اُنکے کامون مین خوب غور کر لیتا یا کبھی کبھی اُن کے پاس آتا جاتا کسی ضرر کے دفع یا کسی مظلوم کے
قید خانہ سے چھوڑانے کے واسطے یا جو اللہ کے عاجز بندے اپنی حاجتین امرا تک نہین پہونچا سکتے
اُن مین سے کسی کی حاجت روائی کے لیے اُن سے کہتا تو اُسکو معلوم ہو جاتا کہ یہ لوگ کن مصلحتون سے
اُمرا کے پاس جاتے ہین اور یہ جانا اُن پر واجب اور نہ جانا حرام ہے یا نہین خصوصاً جبکہ یہ معلوم
ہے کہ یہ شخص اُمور دنیاوی سے بالکل بے رغبت ہے اور اُن کے پاس بیٹھنے سے بھی وہ اپنے ایمان
مین ٹھیک ہے یعنی نیک باتون کا امرا کو حکم دیتا ہے اور بُری باتون سے منع کرتا ہے یا جسکی سفارش
اُن سے کرتا ہے اُس کا ہدیہ قبول نہین کرتا تو ضرور ایسا شخص محسنین سے ہے اور اُس آمد و رفت کے
سبب سے کسی کو اُسپر اعتراض نہین ہو سکتا شیخ علی خواص کہتے تھے کہ جب فقیر کو یقین ہو کہ امرا اُسکی
نصیحت مانینگے اور اُس کی شفاعت قبول کرینگے تو اسپر اُن کی صحبت اختیار کرنا اور اُنکے پاس
آنا جانا واجب ہے کیونکہ صاحب نور باطن خوب سمجھتا ہے کہ کس بات کو کرنا اور کس بات کو چھوڑنا چاہیے
شعرانی کہتے ہین کہ اولیاء اللہ مین سے بعض اسطرح چھپتے ہین کہ جو ہدیہ لوگ اُن کو دیتے ہین وہ اُسکو قبول
کر کے اُسمین اپنا مال بھی ملا دیتے ہین اور لوگون سے کہدیتے ہین کہ یہ سب اجنبی لوگون کے صدقات ہین
اور جو لوگ اُن کو دیتے ہین اُن کی سخاوت کی تعریف کر کے اور لوگون کو اس وہم مین ڈال دیتے ہین کہ
اُنھون نے اپنی ذات اور اپنے بال بچون کے لیے کئی چیزون کو اسمین سے کم کر لیا ہے مثلاً یون
کہتے ہین کہ اس زمانہ مین کون ایسا ہے کہ جو مال لے اور فقیرون کو تقسیم کر دے اور اُس مین سے کسی
چیز کے کم کرنے کا خیال دل مین نہ آوے اور ہم لوگون سے سو معاف کر دینے کے اور کچھ بن نہین پڑتا
اور ایسا کہنا مذموم ہو جاتا ہے تو یہ بات اُنھین مردون کے اخلاق سے ہے جو معاملت الٰہی مین مخلص
ہین کیونکہ ایسے شخص کی کمال باطنی کی طرف کسی کو راہ نہین مل سکتی جو لوگون کی نگاہ مین اپنی حقارت
و ذلت ظاہر کر دے اس لیے کہ کوئی آدمی جب کسی سے کوئی چیز لیتا ہے تو گویا وہ اپنے آپ کو اُس کی
نظر مین حقیر کر دیتا ہے جیسے وہ شخص کہ جو چیز واپس کر دیتا ہے وہ اُنکی نظر مین باوقعت و بے طمع ہو جاتا ہے

اور غالباً یہ شخص صرف ریا وسمعہ وتالیف قلوب کے لیے واپس کرتا ہے تاکہ وہ لوگ تعظیم وتبجیل سے
اُسکی طرف متوجہ ہون اور اُسکی تعریف کرین حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کہتے ہین کہ جس شخص نے
لوگون سے لینا چھوڑ کے اپنی تعریف چاہی وہ اپنے نفس وخواہش کا عابد کہا جائیگا اُسکو اللہ سے
کچھ حاصل نہین ہے شعرانی کہتے ہین کہ عبادت سے مراد اطاعت ہے اور بھی حضرت خواجہ فضیل
بن عیاض کا قول ہے کہ جو شخص واپسی کے بعد کے فتنہ سے اپنے نفس پر خوف کرتا ہو تو وہ لے لیا
کرے اور پھر مخفی طور سے جو اُسے مقدور ہو دے دیا کرے اور اپنے نفس کے لیے اُس مین سے کچھ
نہ لیا کرے انشاء اللہ اس فتنہ سے وہ امن مین رہیگا حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہین کہ جو
امور قلت اعتقاد اولیا کا باعث ہوتے ہین اُن مین سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص اُن کے لباس
مین یا اُن کے سلسلہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اُس سے اگر کوئی لغزش واقع ہوجاتی ہے تو وہ سب
کی طرف منسوب کردی جاتی ہے حالانکہ ایسا نہین ہوسکتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکان امر اللہ قدراً[۱]
مقدوراً اور پھر فرماتا ہے لا تزر وازرة وزر اخری[۲] تو ایک شخص کی برائی سے یہ بات کیسی
لازمی ہے کہ اُسکے سب سلسلہ والے ایسے ہی ہون یہ محض عناد اور تعصب ہے اللہ تعالیٰ
توفیق خیر دے ؎

از رہ گذر خاک سر کوئے شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

تذکرہ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو حامد ہے اور لقب زین الدین ان کی نسبت تصوف مین شیخ
ابو علی فارمدی[۳] کی طرف ہے یہ امام الحرمین کے شاگرد ہین اوائل حال مین طوس اور نیشاپور مین تحصیل
علوم مین مشغول رہے اسکے بعد نظام الملک طوسی سے ملے اور قبولیت تامہ پائی اور اُن علماسے جو
نظام الملک کی صحبت مین تھے متعدد جلسون مین مناظرے ومجادلے کیے اور اُن پر غالب آئے
پھر نظامیہ کی تدریس اُنکے سپرد ہوئی پھر ۴۸۴ھ مین بغداد گئے وہان اہل عراق اُن کے شیفتہ
وگرویدہ ہوے اور قدر ومنزلت بہت پائی پھر سب کو اپنے اختیار سے چھوڑ کر طریقہ زہد اور انقطاع
اختیار کیا اور ۴۸۸ھ مین حج کو گئے وہان سے پلٹ کر شام مین آئے اور چند دنون رہ کر وہان سے
بیت المقدس کو گئے اور وہان سے مصر اور ایک مدت تک اسکندریہ مین رہے بعد اُس کے
پھر شام مین آئے اور وہان کچھ دنون رہ کے وطن واپس آ کے خلوت اختیار کی اور کتب مفیدہ

۱ اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہرا ہوا ۱۲ منہ ۲ اٹھاتا نہین اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا ۱۲ منہ ۳ منسوب بہ فارمد
بفتح فا و سکون الف و را و فتحہ میم و سکون دال جو ایک گاؤن ہے مضافات طوس سے ۱۲ منتہی الارب

تصنیف کیے بعد اُسکے پھر نیشاپور مین آئے اور نظامیہ نیشاپور مین پڑھانا شروع کیا بعد تھوڑے دنون کے پھر اُسکو ترک کر دیا اور وطن چلے گئے اور صوفیہ کے واسطے خانقاہ بنائی اور طالبعلمو نکے لیے مدرسہ اور سب اوقات اپنے وظائف خیر پر تقسیم کر دیے اور زمانۂ انتقال تک اسی حال پر رہے۔ چودھوین جمادی الاخری ۵۰۵ھ مین انتقال کیا کذا فی النفحات اور انکی ولادت ۴۵۰ھ مین ہوئی اور طاہران مین دفن ہوئے اور طاہران ایک قصبہ طوس کا ہے اور طوس خراسان کے اطراف مین ہے جو دو شہرون پر شامل ہے ایک طاہران دوسرا نوقان علامہ ابن خلکان وفیات الاعیان مین لکھتے ہین کہ طاہران بفتح طاء مہملہ اور الف کے بعد ہا پھر رائے مفتوحہ اور دوسری الف کے بعد نون اور نوقان بفتح نون وسکون واو وفتحہ قاف اور الف کے بعد نون اور ان دونون مین ہزار گاؤن سے زیادہ شامل ہین ابو الفرج ابن الجوزی اپنی کتاب الثبات عند الممات مین لکھتے ہین کہ ان کے بھائی امام محمد غزالی کہتے تھے کہ دوشنبہ کے دن جب صبح کا وقت ہوا تو میرے بھائی ابو حامد نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور کہا علیَّ بالکفین اور اُسکو لیکر بوسہ دیا اور آنکھون پر رکھا جب فرشتہ آیا تو کہا سمعاً وطاعۃً پھر پیر پھیلا دیئے اور قبلہ رُخ ہو کر قبل روز روشن ہونے کے انتقال کر گئے قدس اللہ روحہ علامہ ابن خلکان کہتے ہین کہ غزالی بہ تشدید زا رہے اہل خوارزم وجرجان کی عادت کے موافق کہ وہ عصار کو عصاری اور عطار کو عطاری کہتے تھے غزال بمعنے رسی بیچنے والے کے اور غزال رسی کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین کہ غزالی تخفیف زا سے نسبت ہے غزالہ کی طرف جو ایک گاؤن ہے دیہات طوس سے اور یہ خلاف مشہور ہے مگر اسکو سمعانی[1] نے کتاب الانساب مین یون ہی لکھا ہے واللہ اعلم اور علامہ زرقانی[2] شرح مواہب لدنیہ مین ابن کثیر سے تشدید زا نقل کرتے ہین اور نووی تبیان مین غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہین کہ وہ تشدید سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین بہ تخفیف ہون منسوب طرف غزالہ کے جو ایک گاؤن ہے طوس کے مضافات سے اور مصباح مین اُن کی بعض اولاد سے نقل ہے کہ وہ کہتے تھے کہ لوگون نے تشدید کے ساتھ کہنے مین ہمارے دادا کی نسبت مین خطا کی ہے اور ابن کثیر نے بھی اسکو خلاف مشہور کیا ہے اور لکھا ہے کہ انکے بعض منتسبین اہل طوس نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ منسوب ہین غزالہ بنت کعب الاحبار کی طرف اور سبکی نے طبقات مین لکھا ہے کہ انکے والد صوف کاتتے تھے اور اُسکو طوس مین دوکان مین فروخت

---

[1] منسوب بہ سمعان بکسر سین ایک مرد کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب [2] منسوب بہ زرقان بضم زا معجمہ لقب ہے ابو جعفر زیات محدث کا اور ابو عمر شیخ اصمعی کے والد کا ۱۲ منتہی الارب

کیا کرتے تھے فقط اور اسنوی مہمات مین ابن خلکان سے موافق ہے امام غزالی وہ ہین جن کی
شان مین حافظ ابن الاثیر لکھتے ہین کہ هو امام ائمة الدين وهادی دعاة المسلمين اوحد الدهر[1]
وفريد العصر في علوم الشريعة على اختلافها وتنوعها والتصانيف الشريفة والتاليفات
اللطيفة التي لم ير قبله مثلها في كل فن من الفنون العلوم الشرعية علامہ ابن خلکان لکھتے
ہین کہ یہ اپنی اواخر عمر مین علماء شافعیہ مین اپنی آپ ہی نظیر تھے اور عبر باخبار الغبر مین ہے کہ بیشک
امام غزالی یکتائے زمانہ تھے اُن کے استاد امام الحرمین جب اپنے شاگردون کی تعریف کرتے تو کہا
کرتے کہ غزالی بحر مغرق ہین اور کیا اسد محرق اور خوافی نار محرق حافظ ابو طاہر سلفی کا قول ہے کہ مین نے
فقہا کو کہتے سنا کہ امام الحرمین اپنے شاگردون کے بارہ مین جب وہ مناظرہ کرتے تھے تو تعریف مین
کہتے تھے کہ تحقیق خافی کی اور حزم غزالی کا اور بیان کیا کا قابل دید ہوتا ہے اور اُنکے شاگرد امام محمد یحیی
غزالی اُن کو شافعی ثانی کہا کرتے تھے اور اسعد المہی کا قول ہے کہ غزالی اور اُن کے علم کو نہین پہچان
سکتا گر وہ شخص جو کمال مین اُنکی عقل تک پہونچا اور امام حافظ عبد الغافر ابو الحسن بن اسمٰعیل فارسی
خطیب نیشاپور کہتے ہے کہ امام غزالی حجت الاسلام والمسلمین اور امام ائمہ دین سے تھے کہ جنکا مثل
آنکھون نے نہین دیکھا نہ زبان مین نہ بیان مین اور نہ نطق اور ذکا اور طبع مین اور اسی طرح امام حافظ
ابو سعید ابن سمعانی اور امام حافظ ابن عساکر اور حافظ ابن النجار نے بھی اُنکی بہت تعریف لکھی ہے اور
کہتے تھے کہ ایک جماعت نے علماء محدثین سے جن مین امام حافظ ابو القاسم ابن عساکر اور امام نودی
اور شیخ تاج الدین سبکی[2] اور زین الدین عراقی اور امام یافعی اور بدر اہدل اور شمس جزری اور سیوطی
اور شعرانی وغیرہ تھے حدیث ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من
يجدد لها امر دينها مین لکھا ہے کہ شروع صدی پانچ سو مین اسکے مصداق حضرت امام غزالی تھے
اور خود امام صاحب نے بھی اپنی کتاب منقذ من الضلال المفصح عن الاحوال مین اس کا دعوی کیا ہے
اور ابن عساکر کا قول ہے کہ یہ امام عامل فقیہ فاضل اصولی کامل تھے اور ایسی ہی توصیف ان کی

---

[1] وہ امام اماموں دین کے تھے اور راہ دکھانیوالے مسلمانون کے یکتا زمانہ کے علوم شرعیہ مین اور اُنکے اقسام اور اختلافات مین صاحب تصانیف بزرگ اور تالیفون پاکیزہ کے جنکا مثل اُن کے پہلے نہ دیکھا گیا ہر فن مین فنون علوم شرعیہ سے ۱۲ منہ [3] کیا بکسر کاف اور تحتیہ یا مخفف بعد اُسکے الف یہ لغت عجمی ہے ان کا نام ابو الحسن علی ابن محمد بن علی طبری فقیہ شافعی ہے اور مشہور کیا ہین ان کی وفات سنہ پانچ سو چار مین ہوئی انتہی کذا فی تاریخ الیافعی [4] منسوب ہے طرف الشحاک و سک العبید بضم سین ایک گانون کا نام ہے مصر مین ۱۲ منتہی الارب [5] بیشک اللہ بھیجتا ہے اس امت کے لیے شروع ہر سو برس پر ایسے شخص کو جو دنیا کر دیتا ہے اُسکے لیے اُسکے دینی کام کو ۱۲ منہ

اور لوگون نے بھی کی ہے۔ فائدہ مراد راس مائہ سے باتفاق محدثین آخری صدی ہے اور
علامتین اور شرطین مجدد کی یہ ہین کہ وہ عالم ہو علوم ظاہر و باطن کا اور اُسکے پڑھنے اور پڑھانے
اور وعظ سے عام نفع شایع ہو اور احیای سنت اور محو بدعات مین وہ شخص سرگرم ہو اور ایک
صدی کے آخر اور دوسری صدی کے اول مین اُس سے علوم کی شہرت و اشاعت زیادہ ہو اگر وہ
آخر صدی کو نہ پائے اور اُس زمانہ مین احیاء شریعت کا نتیجہ اُس سے حاصل نہو تو وہ شخص مجدد
نہ کہا جائیگا اور نہ مورد حدیث مین داخل ہوگا۔ شیخ الاسلام بدرالدین اہدال رسالۃ المرضیہ فی نصرۃ مذہب
الاشعریہ مین لکھتے ہین کہ مجدد بہ ظن غالب وہی ہوتا ہے جسکے علوم سے لوگ منتفع ہون اور وہ علوم دینیہ
اور ظاہریہ و باطنیہ کو جانتا ہو اور ناصر سنت ہو اور قامع بدعت اور مجدد کبھی زمانہ مین ایک ہوتا ہے
جیسے عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی مین تھے کہ وہ طاقت مین یکتا تھے یا امام شافعی شروع سنہ دوسو
مین تھے کیونکہ محققین کا اُنپر اتفاق تھا کہ وہ بہت بڑے عالم تھے اپنے زمانہ مین اور کبھی دو شخص ہوتے
ہین اور کبھی بہت سے بھی جب کسی ایک شخص پر اجماع نہین ہوتا پھر کبھی درمیان صدی مین ایسا
شخص بھی ہوتا ہے جو مجدد سے افضل ہوتا ہے اور تجدد ابتداے صدی مین ہوتا ہے کیونکہ علما
اُمت جب تمام ہوتے ہین تو وہ زمانہ اندراس سنن اور اظہار بدعات کا ہوتا ہے اور اُسی وقت
تجدید دین کی ضرورت ہوتی ہے تب اللہ تعالی سلف کے عوض مین ایک خلف کو ایسا پیدا
کرتا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابوداؤد مین لکھتے ہین کہ ابن اثیر کہتے تھے
کہ علماء اس حدیث کی تاویل مین مختلف ہین ہر شخص نے اپنے زمانہ مین کسی نہ کسی کو کہا ہے اور ہر شخص
اپنے مذہب کی طرف مائل ہوا ہے بعضی علما کہتے ہین کہ اولی یہ ہے کہ حدیث وجہ عموم پر محمول کی جائے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من یجدد لہا دینہا سے یہ لازم نہین آتا کہ ایک ہی
شخص ابتداے صدی پر مبعوث ہو بلکہ کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی زیادہ اس واسطے کہ اُمت کا
اُس سے نفع حاصل کرنا گو انتفاع عام امور دین کا ہو لیکن ان لوگون کے انتفاع مین اغیار کو بھی
نفع اکثر حاصل ہوتا ہے جیسے اولی الامر اور اہل حدیث اور قاریین اور واعظین اور اصحاب
طبقات زہد کو کہ یہ لوگ منتفع اُس فن سے بھی ہوتے ہین کہ جس سے کوئی دوسرا نہین ہو سکتا ہے
اسواسطے کہ اصل حفظ دین مین حفظ قانون سیاست اور اشاعت عدل ہے جس سے کہ ضبط
روایات ہو اور مذاہب مین صرف وعظ سے نفع پہونچاتے ہین یا تقوی اور زہد فی الدنیا اختیار کرنے
پر راغب کرتے ہین پس بہتر اور عمدہ یہ ہے کہ اس حدیث سے اشارہ اُس ایک گروہ بزرگان دین

مشہورین کے پیدا ہونے کی طرف سمجھا جائے کہ جو ہر صدی کے شروع مین لوگون کے دینون کی تجدید
کرتے ہین اور اُنکی حفاظت کرتے ہین اطراف زمین مین لیکن چاہیے تھا کہ جو مبعوث ہر صدی کے
شروع مین ہو وہ شخص مشہور و معروف و مشار الیہ ان فنون مین سے کسی فن مین ہو حالانکہ ہر صدی
سے پہلے بھی ایک شخص ایسا ہوا ہے جس نے امور دین کو قائم کیا اور یہان مراد وہ شخص زندہ ہے
کہ جو عالم مشہور و مشار الیہ ہو ان مباحث کی تفصیل رسالہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے جسکا نام فوائد الجمۃ
فی من یبعثہ اللہ لہذا الامۃ اور رسالہ جلال الدین سیوطی سے جسکا نام منبئہ بمن یبعثہ اللہ علی راس المائۃ ہے دیکھنا چاہیے
کہ انکے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ صدی اول کے مجدد بالاتفاق عمر ابن عبد العزیز تھے اور دوسرے صدی کے
امام شافعی تھے اور تیسری صدی کے قاضی ابو العباس ابن شریح شافعی اور ابو الحسن اشعری اور محمد بن جریر طبری تھے اور
چوتھی صدی کے ابو بکر بن الباقلانی[1] اور ابو الطیب صعلوکی[2] وغیرہ تھے اور پانچوین صدی کے امام غزالی اور چھٹی صدی
کے امام فخر الدین رازی اور ساتوین صدی کے تقی الدین ابن دقیق العید اور آٹھوین
صدی کے زین الدین عراقی اور شمس الدین جزری اور سراج الدین بلقینی[3] اور نوین صدی کے جلال الدین
عبدالرحمن سیوطی و شمس الدین سخاوی اور خلاصۃ الاثر فی اعیان قرن الحادی عشر وغیرہ کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ مجدد دین سنہ ہزار شہاب الدین رملی[4] اور ملا علی قاری وغیرہ تھے واللہ اعلم
اور امام صاحب پر لوگون نے انکار بھی کی ہے اور ان کے کفر کا فتوی بھی دیا ہے اور بعضے اہل
ظاہر نے اسکے خلاف مین ایک کتاب لکھی ہے اور اسکو یون شروع کیا ہے کہ الحمد للہ الذی[5]
اخرج الغزالی من بین العلماء بتصنیف الاحیاء اور ابن احمد بن قاضی قرطبہ نے انکے رد مین
ایک رسالہ لکھا ہے چنانچہ درۂ فاخرہ مین ہے کہ شیخ ابن زید اندلسی کہتے تھے کہ رسالہ ابن احمد کا
جو امام غزالی کے رد مین اُس نے لکھا تھا اور اُس مین اُن پر لعنت کی تھی مین نے بازار مین مول
لیا جیسے تھوڑا حصہ اُس کا دیکھا تو اندھا ہو گیا اُسی وقت مین نے توبہ اور استغفار کی اور حق تعالے
نے پھر مجھے بینائی مرحمت فرمائی ؎

ہر کس کہ بعشق دوست صادق باشد	با خلق و جہان دلش موافق باشد
یک نکتہ نگوید کہ نشاید گفتن	کاری نہ کند کہ غیر لائق باشد

[1] منسوب بہ باقلا فروش اور باقلا ہندی مین لوبیا کو کہتے ہین ۱۲ منتہی الارب [2] منسوب بصعلوک درویش کے معنی مین ۱۲ منتہی الارب
[3] منسوب بہ بلقین بضم با و سکون لام و فتح قاف ایک گانون ہے مصر مین ۱۲ منتہی الارب [4] منسوب بہ رملہ جو ایک مشہور شہر ہے شام مین ۱۲
منتہی الارب [5] سب تعریفین اس اللہ کو ہین جس نے غزالی کو احیاء العلوم کے تصنیف کرنیکی وجہ سے علماء مین سے نکال دیا ۱۲

اور ابن زید سے یہ بھی روایت ہے کہ امام غزالی کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک سور کی گردن مین رسی باندھے ہوے اُسکو کھینچتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ سور کون ہے فرمایا ابن احمد بن قاضی قرطبہ ہے خدا نے اس پر مجکو مسلط کیا ہے تاکہ مین دیکھون کہ اس کی راے مین مین کس وجہ سے مستحق لعنت ہوا ہے

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست — در حق ما ہرچہ گوید جای ہیچ اکراہ نیست
بر در میخانہ رفتن کار یکرنگان بود — خود فروشان را بکوی میفروشان راہ نیست
بندہ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است — ورنہ لطف شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

اور امام کے منکرین مین قاضی عیاض اور ابن رُشید بھی تھے آپکو یہ خبر پہونچی تو قاضی کے حق مین آپنے بددعا کی اُسی روز وہ حمام مین اچانک مرگئے اور بعضے کہتے ہین کہ مہدی نے اُنکو مارڈالنے کا حمام مین حکم دیا تھا بعد اُسکے شہروالون نے دعوی کیا کہ وہ یہودی ہین کیونکہ شنبہ کو وہ نکلتے نہ تھے اور اُس روز وہ کتاب شفا تصنیف کرتے تھے یہ بھی آپ کی دعا کا اثر تھا کذا فی مقدمۃ طبقات الشعرانی کشف الظنون مین لکھا ہے کہ کتاب احیا رجب پہلے پہل مغرب مین گئی تو بعضے لوگون نے اسمین سے کئی چیزون کا انکار کیا اور املاء فی رد علی الاحیاء نام کتاب لکھے بعدہٗ رد کرنے والے نے ایک خواب دیکھا کہ اُس مین اُن کی کرامت کا صدق ظاہر ہوگیا تب وہ اپنے اعتقاد بد سے جو امام کے ساتھ رکھتا تھا تائب ہوا اور ابن حرزہم بھی اُن کے بڑے منکر تھے امام یافعی بسند متصل مسلسل باولیاء اللہ اکمل قطب الوقت شیخ ابی الحسن شاذلی سے نقل کرتے ہین کہ امام ابی الحسن ابن حرزہم معروف بابن حرازم مغربی امام غزالی کے منکر تھے اور اُن پر طعن کیا کرتے تھے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُنکے کوڑے مارتے ہین شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے تھے کہ جسدن ابن حرازم کا انتقال ہوا تو کوڑون کے نشان اُنکے بدن پر موجود تھے امام یافعی کہتے ہین کہ مجھ سے بعضی اولاد شیخ ابن حرازم نے بیان کیا کہ وہ گھٹنون کے بل روتے ہوے حرم شریف مین آئے مع اُس زیادتی کے جو اُنکے جد کے حال مین تحریر ہے اور وہ یہ کہ اُنکے جد بلاد مغرب مین بڑے کرم تھے اور اور لوگون کا قول ہے کہ ابن حرازم رئیس الفقہاء تھے اُنھون نے جب احیاء العلوم دیکھی تو کہا کہ یہ خلاف سنت ہے بعد اسکے بادشاہ وقت سے کہا کہ ڈھونڈوا ڈھونڈوا دیا جائے کہ احیاء کے نسخے جہان ہون یکجا کرلیے جائین چنانچہ وہ سب جمع ہوے تو یہ اور دیگر فقہا جمع ہوکر اُنکو دیکھنے لگے اور یہ واقعہ پنجشنبہ کے دن کا ہے اور سب کی راے متفق ہوئی کہ اسکو کل بعد نماز جمعہ جلوادین جب شب جمعہ ہوئی تو اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک مجمع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع شیخین رضی اللہ عنہما کے تشریف رکھتے ہین اور وہان ایک

نور چمک رہا ہے غور سے جو دیکھا تو امام غزالی کھڑے ہوے معلوم ہوے اُنھون نے جب اُنکو دیکھا
تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرا دشمن ہے اور گھٹنیون کے بل آنحضرت کے حضور مین گھسیٹ
لے گئے اور نسخہ احیاء العلوم آنحضرت کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ یا رسول اللہ اس شخص کا گمان ہے کہ مینے
خلاف سنت آپکے لکھا ہے آپ ملاحظہ کرین اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ کہتا ہے تو مین توبہ اور استغفار
کرتا ہون اور اگر ایسا نہین تو آپ اس سے میرا بدلہ لین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احیا کو اول
سے آخر تک ملاحظہ کیا اور فرمایا ھٰذا حَسَنٌ پھر آپنے اُسکو حضرت ابو بکر صدیق کو دیا اُنھون نے
دیکھکر کہا کہ ان قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا بے شک یہ بہت خوب ہے پھر اُنھون
نے حضرت عمر کو دیا اُنھون نے بھی ملاحظہ کر کے وہی کہا جو اُن حضرات نے کہا تھا ابن حرازم کہتے تھے
کہ اسکے بعد آپنے میرے ننگے کرنے کا حکم دیا اور میرے پانچ کوڑے لگائے گئے پھر حضرت صدیق اکبر
نے میری شفاعت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کی سنت مین اجتہاد اور
تعظیم کے لیے کیا ابن حرازم کہتے ہین کہ جب حضرت صدیق اکبر نے یہ کہا تو امام غزالی نے میرا قصور
معاف کیا پچیس روز میرے اُن کوڑون کا درد رہا بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب
مین تشریف لا کر مجھپر ہاتھ پھیرا اور مین اچھا ہو گیا پھر جب مین نے احیا کو دیکھا تو وہ سمجھا جو پہلے نہ سمجھا
تھا اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ کتاب احیا عقائد اشعریہ اور مذہب حضرات صوفیہ پر مشتمل ہے اور
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین نے اُس کی تحسین کی تو معلوم ہوا کہ جو شخص اس عقیدہ حمیدہ پر
ہو وہی طریقہ مرضیہ صوفیہ پر ہے قشاشی کہتے ہین کہ مجھکو خبر دی میرے شیخ ابو المواہب نے اپنے والد
سے نقل کر کے اُنھون نے شعرانی سے اُنھون نے حافظ جلال الدین سیوطی سے اُنھون نے حافظ
تقی الدین ابن فہد سے اُنھون نے عبد الوہاب بن عبد اللہ اسعد یافعی سے اُنھون نے اپنے والد ولی
کبیر عفیف الدین عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی سے کہ اُنھون نے اپنی کتاب نشر المحاسن ملقب بکفایۃ المعتقد
مین لکھا ہے کہ یہ خبر مشہور مین نے بھی شیخ عارف باللہ ابی الحسن شاذلی سے روایت کی کہ اُنھون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے سامنے امام غزالی کے
ساتھ مباہات کرتے اور یہ فرماتے دیکھا کہ تمھاری اُمت مین بھی کوئی ایسا عقلمند ہے تو اُنھون نے کہا
کہ نہین اور شیخ ابو العباس مرسی سے جب امام غزالی کا ذکر ہوتا تو وہ بھی کہتے کہ ہم اُنکی صدیقیت
عظمیٰ کے گواہ ہین تاریخ یافعی مین بعد نقل اس قول شیخ ابو العباس مرسی کے ہے کہ شیخ ابو الحسن شاذلی

سلہ یہ اچھا ہے ۱۲ منہ سلہ منسوب مرسیہ جو مسلمانون کا ایک شہر ہے مغرب مین اور اسمین باغات بہت ہین ۱۲ منتہی الارب

فرماتے تھے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ اللہ پر توکل کر کے امام ابی حامد غزالی کو وسیلہ اس بارگاہ
مین کرے اس کو شیخ امام تاج الدین ابن عطاء اللہ نے لطائف المنن مین روایت کیا ہے اور امام
رفیع المقام ابو الفداء اسمٰعیل بن محمد حضرمی نے بھی اور حضرمی نے یہ اُس وقت کہا تھا جب اُنکے پاس
فقہاء دجال کے پاس سے ایک استفتاء آیا تھا اُس مین اُنھون نے امام غزالی پر طعن مین بہت مبالغہ
کر کے دریافت کیا تھا کہ امام صاحب کی کتابون کا پڑھنا جائز ہے یا نہین تو اُنھون نے جواب مین لکھا
تھا انا للہ وانا الیہ راجعون[1] محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء تھے محمد بن ادریس سید الائمہ
اور محمد بن محمد الغزالی سید المصنفین یہ جواب اور کتاب الارشاد سے سید المصنفین کی وجہ امام یافعی نے
ایک صفحہ مین لکھی ہے اپنی تاریخ مین جو بسبب طوالت یہان نقل نہین کی گئی اور عارف باللہ شیخ
ابی العباس احمد بن ابی الخیر یمنی معروف بالصیاد اپنی سیرت مین شیخ ابو الحسن شاذلی[2] کی طرف منسوب
کر کے لکھتے ہین کہ اُنھون نے ایکبار خواب مین دیکھا کہ آسمانون کے دروازے کھلے اور اُس سے
ایک گروہ ملائک اُترا جن کے پاس سبز خلعت تھا اور سواری کا جانور بھی وہ فرشتے ایک مقبرہ مین گئے
وہان ایک قبر شق ہوئی اُس سے ایک شخص نکلا فرشتون نے وہ خلعت اُسے پہنا کر اُس جانور پر سوار
کیا اور پھر اُسکو لیکر آسمان پر چڑھنا شروع کیا یہانتک کہ ساتون آسمانون سے گذر کر ستر حجاب اُٹھائے
شیخ کہتے تھے کہ مین نے اُن سے پوچھا کہ تمھارے ساتھ یہ کون شخص ہے اُنھون نے کہا کہ یہ غزالی
ہین پھر مجھے نہ معلوم ہوا کہ وہ کہانتک پہونچے یہ حال اُن کے ایک کشف اور مشاہدہ کا تھا منجملہ اور
احوال و واردہ کے اور اسی واقعہ مباہات کو جو اوپر نقل کیا گیا امام یافعی نے بھی باسناد صحیح
متصل و مسلسل بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طور پر نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھکو خبر دی
شیخ شہاب الدین معروف بہ ابن الملقن شاذلی نے اپنے شیخ سید کبیر ابن عطاء اللہ شاذلی بن
شیخ تاج الدین بن عطاء سے اُنھون نے شیخ ابی الحسن شاذلی سے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپنے امام غزالی پر فخر کیا اور حکایت قواعد العقائد
سے امام غزالی کی عظمت اور اُس کتاب کی مقبولیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بھی
امام یافعی نے لکھی ہے جسکو دیکھنا منظور ہو اُن کی تاریخ مین دیکھ لے اور شیخ تاج الدین سبکی نے بھی
ان سب کو طبقات کبری مین لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ابن حرازم قریب ایک مہینہ کے زندہ رہے

---

[1] بے شک ہم اللہ کے لیے ہین اور اسکی طرف ہم پھرنے والے ہین ۱۲ منہ [2] شاذلی منسوب بہ شاذلہ ایک گانون کا نام ہے مغرب مین ۱۲ قاموس

اور اُن کے جسم پر کوڑون کی مار کا درد رہا پھر جاتا رہا اور وقت انتقال تک کوڑون کا نشان اُنکی
پیٹھ پر تھا اور احیاء العلوم کو جب وہ دیکھتے تھے تو اُس کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے یہ حکایت
صحیح ہے اور مجھ سے اسکو بیان کیا ایک جماعت ثقات مشایخ نے شیخ ولی اللہ یاقوت شاذلی
سے روایت کر کے اور اُنھون نے ابی العباس مُرسی سے اُنھون نے شیخ ابی الحسن شاذلی سے
اور اس قصہ ضرب ابن حرازم کو شیخ مناوی نے بھی اپنے طبقات مین لکھا ہے ابو الفرج بن جوزی
کہتے ہین کہ مین نے اس کتاب کی غلطیون کو جمع کر کے اُس کا نام اعلام الاحیاء باغلاط الاحیاء
رکھا ہے اور کتاب تلبیس ابلیس مین بھی بعض اغلاط کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابن جوزی کے
پوتے ابو المظفر کا قول ہے کہ اس کتاب کی وضع صوفیہ کے مذہب پر ہے۔ نہ قانون فقہ پر لہذا جو
احادیث کہ صحت کو نہین پہونچی ہین اُن کی لوگون نے انکار کر دی ہے ابو الخیر کہتے ہین کہ ان حدیثون کی
انکار نہین کرنا چاہیے کیونکہ اُن کا بیان کرنا ترغیب ترہیب مین جائز ہے مگر یہ امر مطلقاً نہین ہے بلکہ
اس شرط پر کہ وہ حدیث موضوع ہو اور حافظ زین الدین عراقی نے احیاء کی حدیثون کی تخریج
مین دو کتابین لکھی ہین کبیر اور صغیر اور جو کچھ عراقی سے فوت ہو گیا ہے اُس کی کمی حافظ ابن حجر عسقلانی
نے ایک مجلد مین پوری کی ہے اور زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی مصری نے بھی نے احیاء کی تخریج
کی ہے جسکا نام تحفۃ الاحیاء رکھا ہے اور خود امام غزالی صاحب نے بھی احیاء کی مشکلات کے حل مین ایک
کتاب لکھی ہے جسکا نام الاملاء عن مشکلات الاحیاء ہے اور اُسی کا نام اجوبۃ المسکتۃ عن اسئلۃ المبہمۃ بھی ہے
کذا فی کشف الظنون اور بعض متعصبین کا یہ قول کہ امام غزالی فلسفہ مین پھنس گئے اور کتب فلسفہ پر اُنکا اعتماد
ہو گیا اسی وجہ سے اُنپر بہت فسادات مترتب ہوے اور اس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہین ہے
یہ قول متعصبانہ ہے کیونکہ جس نے احیاء وغیرہ دیکھی ہے وہ اس قول کی تصدیق نہین کر سکتا ہے بشرطیکہ اسکو
علوم شرعیہ مین بھی مہارت ہو اور یہ جو ابن العربی کا قول ہے کہ امام غزالی فلسفہ مین منہمک ہو گئے اور
اُس سے پھر نکلنا چاہا اگر اچھی طرح نہ نکل سکے یہ اُن شاگردون کا قول ہے جو اپنے اُستاد کے حال سے
خوب واقف ہوتے ہین مین کہتا ہون کہ امام صاحب کا حال تو مین نے اوپر کچھ بیان ہی کیا ہے مگر
یہ قول ایسے شاگرد کا ہے جو اپنے استاد سے بھی اُستاد بننا چاہتے ہین ورنہ شاگرد کو زیبا نہین
کہ استاد پر کچھ حرف اُٹھاوین فی الواقع حق استادی ایسے ہی شاگرد ادا کرتے ہین امام کے استاد
امام الحرمین نے دیکھیے کیا کچھ امام کی تعریف کی ہے اب اس مقام پر امام الحرمین و ابن العربی کا آپس مین
موازنہ کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ امام الحرمین کے سامنے ابن العربی کی کچھ بھی وقعت ہے یا نہین

تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ امام صاحب اپنے اُستاد کی زمانہ مین مشہور علماء سے سمجھے جاتے تھے انکے استاد ان سے بہت خوش تھے ایسی صورت مین ابن العربی کا جواب اس قدر کافی سمجھنا چاہیے کہ ہر جگہ خالف سیبویہ[1] الاخفش نہین کہہ سکتے ہین شاگرد کے بُرا کہنے کی وقعت ہی کیا ہو سکتی ہے جب اُستاد تعریف کرے امام نے کتب فلاسفہ کی طرف اس لیے توجہ کی کہ مسلمانون کو فلاسفہ کے سبز باغ کی طرف میلان ہو گیا تھا اگر مہملات دلائل فلسفہ باطل نہ کیے جاتے اور علم کلام کی بنا مضبوط نہ کی جاتی تو لوگون کی نظرون مین دلائل نقلیہ شرعیہ کی وقعت نہ رہتی طرح طرح کے بکھیڑے دین مین پھیلتے کتب علم کلام عموماً اور تہافۃ الفلاسفہ کے دیکھنے سے خصوصاً معلوم ہوتا ہے کہ امام نے مسلمانکی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بہت کوشش سے کنارہ لگایا ہے احیاء وغیرہ کے دیکھنے سے ہرگز یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ امام یا امام کے کلام مین کہین بھی شر موجود ہے نعوذ باللہ منہا اب اگر کوئی کہے کہ ایک جماعت محدثین اُن احادیث پر جو احیاء مین ہین معترض ہین اور کہتے ہین کہ انکی کوئی اصل نہین ہے یا یہ منکر ہین یا موضوع اور ان مین مختلف طریقون سے ابن العربی اور ابن الجوزی اور ابن تیمیہ اور صنعانی[2] اور قزوینی[3] اور عراقی اور مجد لغوی[4] اور زرکشی[5] اور ابن حجر اور سخاوی[6] وغیرہ نے جرح اور طعن کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کے اقوال کا ایسے مقام مین اعتبار نہین کرنا چاہیے اور نہ ان کو مطلقاً قطعی کہنا چاہیے جبتک اسپر کوئی امر یقینی نہ موجود ہو ان لوگون کو خود بھی محض انکے سندون کے نجاننے سے یہ یقین کرنا نہ چاہیے تھا کہ یہ موضوع ہین کیونکہ ایسی بہت چیزین ہین جن مین ان لوگون نے جرح اور طعن کی ہے اور دیگر محققین نے اُس مین غور کر کے اُس کی مدح اور تصحیح کی اور بہت سی خبرون کی انکار اور نفی بسبب اپنے نہ محفوظ ہونے کے کی ہے حالانکہ وہ مشہور و ثابت اُن کتابون مین ہین جو اُنکے پاس یقین کما لا[7] یخفی علی خادم ہذا العلم الشریف فاضل عینی[8] نے اس امر مین نہایت انصاف کیا ہے عمدۃ القاری مین لکھتے ہین کہ غزالی رسالہ کشف علوم الآخرہ مین لکھتے ہین کہ واعظین لوگ جو ذکر حضرت آدم اور حضرت نوح مین یا مین دونون حضرات کے ہزار برس بیان کرتے ہین تو اسی طرح اور انبیا علیہم السلام مین ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے ابن حجر کہتے ہین کہ مین اس حدیث کی اصل پر واقف نہین ہوا اور

---

[1] سیبویہ نے اخفش کی مخالفت کی ۱۲ منہ [2] منسوب بہ صنعاء پایتخت یمن و صنعاء دمشق ۱۲ منتہی الارب [3] منسوب بہ قزوین جو عراق عجم کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲ منتخب [4] بضم لام و فتح غین منسوب بہ لغۃ یعنی لغت جاننے والا شخص ۱۲ منتہی الارب [5] منسوب بہ زرکش یعنی ریشمی بیل بوٹے بنانے والے کو کہتے ہین ۱۲ فرہنگ آنندراج [6] منسوب بہ سخا بفتح سین و سکون خاء یا جو ایک مقام ہے دمشق مین ۱۲ منتہی الارب [7] جیسا کہ نہین چھپا ہے اس بزرگ علم کے خادم ۱۲ منہ [8] منسوب بہ عین جو بنی ہذیل کا ایک شہر ہے اور ایک گانون کا نام ہے شام اور یمن مین اور ایک شہر ہے درمیان حران و نصیبین کے ۱۲ منتہی الارب

اکثر اس کتاب مین وہ احادیث ہین جن کی کوئی اصول نہین ہین اُن مین کسی پر اعتبار نہ کرنا چاہیے
مین کہتا ہون کہ جلالت شان غزالی اس قول ابن حجر کے منافی ہے اور اُن کا اُسکی اصل پر
واقف نہونا مستلزم اس امر کا نہین ہے کہ اور کسی کو بھی اس کی اصل سے واقفیت نہو اور یہ مقولہ
عینی کا بہت سچ ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک امر مین ابن حجر نے طعن اور جرح کی ہے اور سیوطی
نے غور کر کے اُسکی صحح کی بوجہ اپنے علم ظاہر کے یا خود اُن کو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بالمشافہ بیداری مین معلوم ہوا جیسا کہ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے تو جب سیوطی کا یہ حال ہے
تو غزالی کو کیا کہا جائے وہ اس منصب عالی کے زیادہ احق تھے اور غزالی نے خود اپنی کتابون
مین اسکے متعلق تحقیق کی ہے اور سیوطی کی تقریر ابن حجر سے وہ سب بدور السافرہ مین موجود ہے
زیادہ اس تحقیق کو یہان بڑھانیکی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے تاریخ یافعی مین ہے کہ امام غزالی کے
مصنفات مشہورہ سے فقہ مین وسیط اور بسیط اور وجیز اور خلاصہ ہین اور احیاء علوم الدین ہے کہ
جو نفیس ترین کتب ہے اور اصول فقہ مین مستصفی اور منخول اور علم جدل مین منتحل اور تہافت الفلاسفہ
اور محک النظر اور معیار العلم والمقاصد اور مشکوۃ الانوار اور منقذ من الضلال اور حقیقۃ القولین اور
کتاب یاقوت التاویل فی تفسیر التنزیل چالیس جلد اور کتاب اسرار علوم الدین اور منہاج العابدین اور
درۃ الفاخرہ فی کشف علوم الآخرہ اور کتاب الانیس فی الوحدۃ اور کتاب القربۃ الی اللہ اور کتاب
اخلاق الابرار والنجاۃ من الاشرار اور کتاب بدایۃ الہدایہ اور جواہر القرآن اور اربعین فی اصول الدین
اور مقصد الاسنی فی شرح اسماء اللہ الحسنی اور میزان العمل اور کتاب القسطاس المستقیم اور کتاب فیصل التفرقہ
بین الاسلام والزندقہ اور کتاب الذریعہ الی مکارم الشریعۃ اور کتاب المبادی والغایات اور کتاب
کیمیاء سعادت اور کتاب تلبیس ابلیس اور کتاب نصیحت الملوک اور اقتصاد فی الاعتقاد اور شفاء العلیل فی القیاس
والتعلیل اور اساس القیاس اور کتاب المقاصد اور کتاب الجام العوام عن علم الکلام اور کتاب الانتصار اور
رسالہ لدنیہ اور کتاب الرسالۃ القدسیہ اور کتاب اثبات النظر اور کتاب الماخذ اور قول الجمیل فی رد علی من
غیر الانجیل اور کتاب المستظہری اور کتاب الامالی اور ایک کتاب علم اعداد وفق اور اُسکے حدود مین اور
کتاب مقصد الخلاف اور ایک جزو مشکرین بعض الفاظ احیاء علوم الدین کے رد مین

حضرت شیخ عز الدین ابن عبد السلام کا حال

شیخ عز الدین بن عبد السلام بن ابو القاسم بن حسن بن محمد بن مہذب سلمی ان کی کنیت ابو محمد

اور لقب شیخ الاسلام اور سلطان العلماء تھا امام یافعی مرأۃ الجنان مین لکھتے ہین کہ یہ اپنے زمانہ مین بڑے بزرگ فقیہ مفتی مدرس قاضی خطیب سلطان العلماء تھے لوگ ان کو بہت مانتے تھے اور یہ علوم و معارف مین بہت کامل اور صاحب تحقیق و اتقان و عرفان و ایقان تھے ان کی علمی کیفیت اور بزرگی اور وجاہت بہت بڑھی ہوئی تھی انھین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی کی زبانی سلام فرمابھیجا تھا اہل طبقات کا قول ہے کہ انھون نے شیخ عبد اللطیف بن ابی سعد اور قاسم بن عساکر اور ایک جماعت سے حدیث سنی اور علامہ فخر الدین ابن عساکر سے فقہ پڑھی علامہ ابن خلکان وفیات الاعیان مین لکھتے ہین کہ عبد العزیز بن عبد السلام بن ابی القاسم بن حسن شیخ الاسلام و بقیۃ الاعلام معروف بہ شیخ عز الدین سلمی دمشقی شافعی ان کی ولادت ۵۷۷ھ یا ۵۷۸ھ مین ہوئی اور وفات ۶۶۰ھ مین انھون نے علامہ خشوعی اور شیخ عبد اللطیف بن اسماعیل صوفی اور شیخ قاسم بن عساکر اور ابن طبرزد اور حنبل اور ابن حرستانی وغیرہم سے حدیث سنی اور انھین کے واسطے دمیاطی نے عوالی کی چالیس حدیثین تخریج کین اور شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور دمیاطی اور ابو الحسین یونینی نے ان سے حدیثیں روایت کی اور انھون نے امام فخر الدین بن عساکر سے فقہ پڑھی اور اصول عربیت بھی بعد اس کے پڑھانا شروع کیا اور تصانیف کیے اور بہت جید عالم ہوئے یہانتک کہ درجۂ اجتہاد کو پہونچے طلبۂ علوم اطراف اور دور دراز شہرون سے انکے پاس آتے تھے اور ان سے حدیث سنتے تھے ان کے فتوے بہت عمدہ ہوتے تھے اور یہ بڑے عابد و متورع اور نیک باتین بتانے والے اور بری باتون سے روکنے والے شخص تھے اور امر حق کہنے مین کسی کی ملامت سے نہین ڈرتے تھے دمشق مین دولقی کے بعد یہی خطیب ہوئے پھر جب صالح اسماعیل نے دمشق لیا اور صفد[1] اور شقیف فرنج کو دیا تو انھون نے برسر منبر اُسکو برا کہا اور اُسکے لیے دعا کرنا چھوڑ دی تب اُس نے ان کو معزول کرکے قید کیا پھر اُس سے چھوٹ کر یہ مصر چلے آئے وہان نجم الدین ایوب سے ملے اُس نے انکی بہت تعظیم و تکریم کی اتفاق سے اُسی زمانہ مین قاضی القضاۃ شرف الدین بن عین الدولہ کا انتقال ہو گیا تھا تب بدر الدین سخاوی قاہرہ کے قاضی کیے گئے اور یہ مصر کے عہدۂ قضا پر مقرر ہوئے اور جامع مصر کے خطیب اور معین الدین بن الشیخ نے ایک گھر مسجد کی چھت پر بنایا اور اسمین اپنا طبلخانہ رکھا تھا انھون نے اُسکو نامناسب خیال کرکے ایک جماعت کو وہان لیجاکر اُسکو گروا دیا

---

[1] صفد بفتحتین شام کے ایک شہر کا نام ہو جس کے شیخ صلاح الدین صفدی ہیں اور شقیف چار قلعون کا نام ہے کذا فی منتخب اللغات

بعد اسکے معلوم ہوا کہ اس بات سے بادشاہ و وزیر دونون ان سے ناخوش ہین تب انھون نے عہدہ قضا سے استعفا دیدیا یہ بادشاہ پر گران گذرا اور اور لوگون نے بھی بادشاہ سے جاکر کہا کہ انکو خطیبی سے بھی موقوف کردینا چاہیے ورنہ یہ سر منبر بُرائی کرینگے جیسا کہ دمشق مین کرچکے ہین۔ تب بادشاہ نے انکو موقوف کردیا یہ اپنے گھر بیٹھ رہے اور وہین پڑھانا شروع کردیا اور باوصف اسقدر تشدد دینی کے اُن کو نوادر اور اشعار بہت یاد تھے مجلس سماع مین بھی جاتے تھے اور رقص و وجد بھی کرتے تھے جب یہ بیمار ہوے تو بادشاہ نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اپنی اولاد مین سے جسکو مناسب جانو اُس کو اپنی جگہ پر مقرر کرو انھون نے کہا کہ اُن مین کوئی اس قابل نہین ہے اور اُس مدرسہ صالحیہ کا انتظام قاضی تاج الدین ہی خوب کرینگے۔ چنانچہ وہ اُنھین کے سپرد کیا گیا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو ملک ظاہر بھی ان کے جنازہ پر آیا اور اور بہت سے لوگ بھی نہایۃ المطلب کو انھین نے مختصر کیا ہے اور قواعد کبری اور قواعد صغری اور مقاصد الرعایۃ وغیرہ انھین کی تصانیف سے ہین اور زمانہ قیام دمشق مین انھون نے حنابلہ کے ہاتھون سے بہت ایذائین اُٹھائین اور انکے سماع مین جانے اور وجد و رقص کرنے کے متعلق امام یافعی اور قطب بونی نے بھی لکھا ہے بلکہ یافعی لکھتے ہین کہ یہ بات تو بہت مشہور اور اکثر دیکھی گئی ہے اور اسکی صحت و شہرت اس حدتک پہونچی ہے جسکی کوئی انکار نہین کرسکتا اور یہی اُن فقہا پر جو اہل سماع کے منکر ہین بہت قوی حجت ہے یعنی ایسا صادر ہونا ایسے امام وقت سے جس کا سا کوئی بزرگ اُسکے زمانہ مین نہ تھا بلکہ وہ اکثر متقدمین بزرگون سے بھی بڑھ گیا تھا بہت قوی دلیل ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ اس فعل کی نسبت باوصف اکثر فقہا کی انکار کی کل شہرون مین غالباً ویسی ہے جیسے امام کبیر محدث و حافظ ابی القاسم ابن عساکر کا میلان مذہب اشعریہ کی طرف اعتقاد مین ہوگیا تھا باوجود ایک گروہ محدثین کی مخالفت کے کہ وہ ظواہر کے معتقد ہوکر طریقہ حقہ سے ہٹ گئے حالانکہ اُن مین سے ہر ایک باوجود اپنے علم و جلالت اور اپنے زمانہ والون پر مقدم ہونے کے اپنے فن و دانست مین اُن لوگون پر حجت تھا جیسے فقیہ جلیل ابی العباس احمد بن ابی الخیر محدث یمنی اور امام کبیر فقیہ متقن استاد ابی سہل صعلوکی اور امام فقیہ عارف بالله ابی القاسم جنید بغدادی اور امام عارف بالله محمد بن حسین بجلی یمنی وغیرہم کہ یہ لوگ سماع مین جاتے تھے اگرچہ یہ علماء باطن کے یہان مشروط ہے۔

۱۵ بون بالفتح بمعنی زیادتی و بالضم بمعنی مسافت دو چیز اور بالفتح بھی اسی معنی مین آیا ہے اور ایک شہر کا نام ہے یمن مین اور ایک گانون ہے ہرات مین اور بوان ایک گانون ہے اصفہان مین کذا فی منتخب اللغات ۱۲

اور ان شرطون کو مین نے نشر المحاسن مین مع ان لوگون کے عقیدہ صحیحہ کی موافقت کے لکھا ہے
اور یہ امر حق کی پابندی بہت سختی کے ساتھ کرتے تھے اور اُس مین کسی ملامت کرنے والے کی
ملامت سے نہین ڈرتے تھے اور نہ کسی بادشاہ یا امیر سے خوف کرتے بلکہ اللہ اور رسول کے حکم
پر چلتے اور جو مقتضاے شریعت ہوتا تھا وہی کرتے تھے اور اس امر مین ایسے مضبوط تھے کہ اُسکو
کیسا ہی کوئی بڑا شخص رفع کرنا چاہتا تو ممکن نہ تھا اتحاف النبلاء مین ہے کہ جب یہ مصر مین آئے تو
منذری نے ان کا بڑا ادب کیا اور فتوی دینا چھوڑ دیا اور کہا کہ جبتک یہ نہ تھے تو مین فتوی دیتا تھا
اب ان کی موجودگی مین یہ منصب انھین کو زیبا ہے مصر مین انھون نے تفسیر پڑھائی اور کتابین
تصنیف کین اور یہ بڑے صاحب کرامت تھے خرقہ تصوف شیخ شہاب الدین سہروردی سے
پہنا تھا اور شیخ ابو الحسن شاذلی[1] سے اور حقائق سنے تھے۔ شیخ ابو الحسن شاذلی کہتے تھے کہ مجھ سے
جناب باری نے ارشاد فرمایا کہ روے زمین پر کوئی مجلس فقہ کی شیخ عز الدین کی مجلس سے بہتر
نہین اور نہ حدیث مین کوئی مجلس منذری کی مجلس سے اور نہ حقائق مین کوئی مجلس تمہاری مجلس سے
زائد عمدہ وبہتر ہے ابن کثیر اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ ریاست مذہب انھین پر منتہی ہوئی تمام اطراف
سے فتوے ان کے پاس آتے تھے اور آخر عمر مین یہ کسی مذہب کے مقید نہ تھے بلکہ اپنے اجتہاد
سے فتوی دیتے تھے ابن دقیق العید ان کے شاگرد کہتے تھے کہ یہ سلاطین العلماء مین سے تھے اور
ابن حاجب[2] کا قول ہے کہ یہ امام غزالی سے بھی زیادہ فقیہ تھے اور قاضی عز الدین ہکاری کہتے تھے
کہ ایکبار انھون نے ایک فتوی دیا بعد کو اُس مین کوئی غلطی معلوم ہوئی فوراً مصر و قاہرہ مین ڈھنڈورا
پٹوا دیا کہ جسکو ابن عبد السلام نے ایسا فتوی دیا ہو تو وہ اُسپر عمل نہ کرے کیونکہ اُس مین اُس نے غلطی کی
ہے تاریخ یافعی مین ہے کہ ۵۹۹ھ مین یہ بغداد آئے اُسی دن اتفاق سے وہان ابی الفرج ابن جوزی کا
انتقال ہو گیا تھا وہان پر چند مہینہ رہے پھر دمشق گئے وہان ملک صالح نے ان کو جامع اموی کا خطیب
اور زاویہ غزالی کا متولی تدریس مقرر کر دیا اور یہ اُن لوگون مین سے تھے کہ جنکا علم اُن کی تصانیف سے
زائد تھا اور عبادت درایت سے زیادہ تھی اور خوابون کی تعبیر مین بھی بڑا دخل تھا علم ظاہر مین تو ان کا

---

[1] شاذلی منسوب ہے شاذلہ کی طرف جو ایک گانون کا نام ہے زمین مغرب مین وہین کے آپ رہنے والے تھے اور گروہ شاذلیہ آپ کی طرف منسوب ہے ۱۲ منہ

[2] یہ ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس فقیہ مالکی مشہور بابن حاجب ملقب بجمال الدین تھے انکے والد امیر عز الدین موسک صلاحی کے ڈیوڑھی بان تھے اور کردی تھے روز پنجشنبہ ۲۶ شوال ۶۴۶ھ مین اسکندریہ مین انکی وفات ہوئی اور خارج باب البحر مین شیخ صالح ابن ابی شامہ کے قبرستان مین دفن ہوے اور ولادت آخر ۵۷۰ھ مین ہوئی انتہی کلام ابن خلکان مختصراً ۱۲ منہ

مرتبہ بڑھا ہوا تھا ہی مگر علوم معارف و حقائق مین بھی یہ بہت مشہور تھے انھون نے معرفت کی کئی قسمین لکھی ہین اور اپنے آپ کو دوسری قسم مین لکھا ہے انھین کا قول ہے کہ پہلی قسم وہ لوگ ہین جنکو معارف بغیر حضور تفکر و اعتبار کے معلوم ہوے اور وہ ان سے کسی حال مین غائب نہین ہوتے دوسرے وہ ہین جنکو معارف حاضر کرنے سے حاضر ہوتے ہین مگر ہمیشہ نہین رہتے جیسے ہم لوگ ہین اور مجھ سے بعض علما نے بیان کیا کہ ان کو ایک رات کو جاڑون مین نہانے کی ضرورت ہوئی دریا پر گئے دیکھا کہ اُس کا پانی سردی سے جم گیا تھا اُسکو توڑ کر نہائے اور شدت سردی کی وجہ سے بیہوش ہو گئے اُسی وقت آواز آئی کہ کوئی کہتا ہے کہ ہم اِسکے عوض مین تم کو دنیا و آخرت کی عزت دینگے اُن کی وفات مصر مین سنہ ۶۶۰ھ مین ہوئی اور ملک ظاہر بھی انکے جنازہ مین شریک تھا اور عمر بیاسی برس کی ہوئی[1] یہ صلوۃ الرغائب اور پندرھوین رات ماہ شعبان کی نماز کے منکر تھے اور ان سے اور شیخ دارالحدیث امام ابن عمرو بن الصلاح سے اس بارہ مین بہت مباحثہ ہوے اور ہر ایک نے دوسرے کی رد مین تصنیفین کی ہین مگر محققین نے انھین کی راے کا استصواب کیا اور صاف صاف لکھدیا کہ امر حق اس بارہ مین انھین کی طرف تھا جیسا کہ خود انھون نے اپنے قصیدہ کے ایک شعر مین جو ظہور امر حق پر بطور شہادت کے کہا ہے لکھا ہے ؎

الا علی اکمہ لا یعرف القمر	لقد ظفرت فلا یخفی علی احد

یعنی مین نے فتح پائی جو کسی پر چھپ نہین سکتی سوا اندھے کے کہ جو چاند کو نہین دیکھتا اور حدیث سے کوئی اور بات جس سے اُسکے کرنے کا ثبوت سمجھا جائے مروی نہین ہوئی اگرچہ ان دونون نمازون کو علما اخیار اور اولیا اخیار نے بھی پڑھا ہے اور حرمین مین بھی مین نے لوگون کو پڑھتے دیکھا ہے جنکی کہ اسکے متعلق اکثر تذکرہ آیا اور وہ مشہور ہوا امام محی الدین نووی کہتے تھے کہ اللہ ان نمازون کے بنانے والے کو مارے باینہمہ کہ اس زمانہ مین اسکو اکثر اہل یمن پڑھتے ہین اور اگر یہ دونون نمازین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کے زمانہ مین پڑھی جاتین تو یہ امر منقول اور مشتہر ہوتا جیساکہ جو اس سے زیادہ مخفی تھا وہ مشہور ہو گیا اور جب اسکا ثبوت مروی نہین تو یہ بدعت قرار دیجائینگے اور یہ ضروری نہین کہ ہر طریقہ کے ساتھ مسنون ہونے کا بھی حسن ظن کیا جائے یا اسکو داخل اسلام سمجھا جائے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ہمارے طریقہ مین نئی بات پیدا کرے جو در اصل نہو وہ بات رد کیجائیگی اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور اگر ان کو کوئی پڑھے اور یہ اعتقاد

[1] اگر سنہ ولادت انکی پانسو اٹھتر ہون تو بیاسی برس ہوتے ہین اور اگر ستر ہون تو نواسی ہوتے ہین ۱۲ منہ

نہ کرے کہ یہ سنت ہین تو کوئی مضائقہ نہین اور جو بعضے لوگ دلیل مین یہ آیت لاتے ہین ارأیت الذی ینھی عبداً اذا صلی یعنی کیا نہین دیکھا تو نے اُسکو جو روکتا ہے بندہ کو جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے تو یہ دلیل باطل ہے کیونکہ یہ آیہ کریمہ ابی جہل کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے روکتا تھا تو اللہ تعالی نے اُسکو امور خوفناک دکھا کر ممانعت کردی اور صاحب تحفۃ الجنائب نے بھی اس نماز کی انکار کی ہے اور اُس حدیث کی بھی کہ جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہے اور اس کی تشریح مین ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام البرق اللموع لکشف الحدیث الموضوع ہے اور شیخ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمٰعیل مقدسی ابو شامہ کی بھی ایک کتاب ان دونون کتابون کی رد مین ہے اُسکا نام اللمع ہے اور وہ عمدہ کتاب ہے اور ابو بکر طرطوسی اور ابن دحیہ بھی منکر ہین اور شیخ عز الدین بن عبد السلام نے تو ۶۳۷ھ مین جمعہ کے دن خطبہ مین جامع مسجد دمشق مین اس کے بدعت ہونے کا صاف طور پر اعلان کردیا اور ایک رسالہ لکھا الترغیب عن صلوۃ الرغائب نام اسمین لوگون کو اس بدعت کے کرنے پر تنبیہ کی امام نووی شرح صحیح مسلم مین اس حدیث لا تخصوا لیلۃ الجمعۃ لقیام من بین اللیالی ولا تخصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم مین لکھتے ہین کہ اس حدیث مین صاف نہی ہے شب جمعہ مین نماز مین پڑھنے کی تخصیص سے اور راتون پر اور اس کراہت پر اتفاق ہے اسی سے علما اس نماز مبتدعہ یعنی صلوۃ الرغائب کی کراہت پر دلیل لاتے ہین اللہ اسکے بنانے والے اور نکالنے والے کو مارے کیونکہ یہ بدعت منکرہ ہے بلکہ اُن بدعات سے ہے جو ضلالت اور جہالت کے قبیل سے ہین اور اسمین منکرات ظاہری بھی ہین ایک جماعت ائمہ نے اسکی برائی اور اسکے پڑھنے اور ایجاد کرنے والے کی گمراہی مین نفیس تصانیف کیے ہین اور اسکی برائی اور بطلان کی دلیلین اور اسکے کرنیوالے کی تضلیل بے شمار لکھی ہے شیخ ابراہیم کردی اپنے رسالہ مین جو صغانی کے رسالہ درۃ الملتقط کی رد مین ہے لکھتے ہین کہ صغانی کہتے ہین کہ رجب کی پہلی جمعہ کی رات کی فضیلت اور اس مین مقررہ نماز کی جسکو صلوۃ الرغائب کہتے ہین نہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ کے نزدیک اگرچہ اسکو صاحب قوت القلوب اور صاحب احیاء العلوم نے لکھا ہے لیکن سنت تو وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد یا فعل سے ثابت ہو صغانی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث سے ثابت نہین اگر اس سے

۱؎ خاص نہ کرو تم جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور راتون سے اور نہ خاص کرو جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے اور دنون سے مگر یہ کہ جمعہ وہ دن پڑے جمعہ دن مین تم کو عادت روزہ رکھنے کی ہو ۱۲ منہ

مراد مطلق عدم ثبوت ہے نہ ثبوت عام یا ثبوت خاص تو یہ ممنوع ہے جیسا کہ اس کا بیان آیندہ آئیگا
کہ یہ نماز عمومات صحیحہ مین داخل ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ خاص کر کوئی حدیث اس نماز کے بارہ مین
نہین آئی ہے اور جو آئی ہے تو حفاظ متاخرین اُسکے ضعیف یا موضوع ہونے کے قائل ہین تو یہ
تسلیم ہے مگر کچھ مضر نہین اس واسطے کہ کسی چیز کے واسطے خاص دلیل کے نہونے سے اُس کا سنت
سے خارج ہونا لازم نہین آتا ممکن ہے کہ وہ دوسری دلیل مین داخل ہو۔ البتہ صغانی کا یہ قول کہ سنت سے
ثابت نہین صحیح ہے لیکن قول عام ہے جا ہے مخصوص کسی امر جزئی کے بارہ مین وارد ہوا ہو یا
کسی امر کلی کے بارہ مین اور وہ شئے خاص اُسی امر کلی کی ایک فرد ہو اور صلوٰۃ الرغائب شیخ
تقی الدین ابی عمر عثمان بن عبد الرحمن کردی شہرزوری دمشقی معروف بابن الصلاح کے نزدیک اسی
قبیل سے ہے اور قاعدے بھی اسی کے شاہد ہین اور یہ اُسکے خلاف ہے جس نے اسپر انکار کی
چنانچہ اسکی تفصیل شیخ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب الایضاح والبیان فی ما جاء فی لیلۃ الرغائب و
النصف من شعبان مین مع اُن اعتراضون کے جو شیخ عز الدین بن عبد السلام نے اسپر کیے ہین بیان
کی ہے مین اُن بیانون کو یہان پر مختصراً لکھتا ہون اگرچہ زیادہ بیان کی ضرورت ہے شیخ ابن حجر
لکھتے ہین کہ ابن الصلاح کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نماز عام طور پر بعد سنہ چارسو کے شایع ہوئی
پہلے نہ تھی اور نہ اُسکو کوئی جانتا تھا اور جو حدیث اس مین وارد ہے وہ بعینہا اور بخصوصہا
اہل حدیث کے نزدیک ضعیف اور ساقط الاسناد ہے اور اسمین بعضے محدثین وہ ہین جنھون نے
لکھا ہے کہ یہ موضوع ہے اور میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف
ہے اور رزین[1] کا اپنی کتاب تجرید الصحاح مین اس حدیث کو لکھنا یا صاحب احیا کا لکھنا اور اُسپر
استناد کرنا اس سے یہ حدیث صحیح نہین ہو سکتی کیونکہ اسمین اکثر باتین وہ ہین جو حدیث ضعیف مین ہوتی
ہین اور رزین کا اپنی کتاب مین ایسی حدیث کا لانا سخت تعجب ہے بعد اسکے علامہ ابن حجر نے
چند ورقون کے بعد لکھا ہے کہ صلوٰۃ الرغائب کی حدیث جھوٹی بنائی ہوئی ہے بعضے حفاظ کا
قول ہے کہ وہ حدیث حسن غریب ہے اور اسمین تساہل ہوا ہے جو قابل اعتبار نہین ہے اور حافظ
زین الدین عراقی نے اپنے امالی مین لکھا ہے کہ حافظ ابو الحسن محمد بن ناصر سلامی نے جو ایک بڑی
حدیث حضرت انس سے رجب کے روزہ کی فضیلت اور صلوٰۃ الرغائب اور اُسکے ثواب کے

---

[1] یہ ابو الحسن رزین بن معاویہ عبدری صاحب کتاب تجرید فی الجمع بین الصحاح ہین ان کی وفات ۵۳۵ھ کے بعد
ہوئی اور عبدری منسوب ہے عبد الدار بن قصی کی طرف جو قریش کا ایک مشہور گروہ تھا ۱۲ اتحاف النبلاء

بیان مین نقل کی اور لکھا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے تو مین نہین جانتا کہ اُسکو سوا شیخ ابو الحسن بن جہضم کے کسی اور نے روایت کیا ہے اور اس مین اُنھون نے تساہل کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ مجھکو ابن جہضم کی روایت سے پہونچی ہے اور ابن جہضم علی بن عبد اللہ بن الحسن بن جہضم تھے جنکو لوگون نے اس حدیث کے بنانے کی تہمت لگائی ہے چنانچہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین اسکو یون نقل کیا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ انکو حدیث صلوٰۃ الرغائب کے بنانے کی تہمت لگائی گئی اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین ذہبی کا قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ جھوٹے تھے اور اور لوگون کا قول ہے کہ ان کو لوگون نے صلوٰۃ الرغائب کے حدیث بنانے کی تہمت لگائی انکی وفات ۴۱۴ھ سنہ مین ہوئی اور ابن جوزی کا قول ہے کہ اسکی سند مین مجہول راوی ہین اور ان سے عبد اللہ بن سعید اور ابو طالب عشاری اور محمد بن سلامہ قضاعی اور ابو علی الہوادی اور بہتون نے روایت کی ہے اور شیرویہ کہتے تھے کہ یہ بہت ثقہ اور صادق عالم زاہد حسن المعاملہ تھے اور رافعی کہتے تھے کہ ابن جہضم شیخ حرم اور امام تھے اور شیرویہ[1] صاحب طبقات کا انتقال ۵۰۹ھ مین ہوا اور یہی حافظ ابو شجاع دیلمی تھے اور محمد بن ناصر[2] حافظ کا انتقال ۵۵۰ھ مین ہوا تو معلوم ہوا کہ حافظ دیلمی نے پہلے ہی ابن جہضم کی توثیق کی اور ابن جوزی ابن ناصر کے شاگرد تھے اُن کی ولادت کا سنہ وہی سنہ شیرویہ کی وفات کا ہے یا اُسکے ایک سال پہلے یا بعد تو ابن ناصر اس حدیث کی تحصیل مین متساہل نہ ٹھہرے اسواسطے کہ کوئی اسکے روایت کرنے والون مین اُنمین سے نہ تھا اور علامہ شیخ ابن حجر نے چند ورقون سے پہلے یہ بھی لکھا ہے کہ امام نووی شرح مہذب مین لکھتے ہین کہ صلوٰۃ الرغائب کی بارہ رکعتین جو مغرب و عشا کے درمیان مین رجب کی پہلی جمعہ کی رات کو اور نماز نصف شعبان یعنی شب برات کی سو رکعتین بھی سنت نہین ہین بلکہ دونون بدعات قبیحہ ہین اور اسپر فریفتہ نہونا چاہیے کہ ان کو شیخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین اور حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم مین لکھا ہے اور جو حدیث

---

[1] یہ مصنف کتاب فردوس کے تھے نوین ماہ رجب ۵۰۹ھ مین ان کی وفات ہوئی کذا فی بستان المحدثین ۱۲

[2] یہ محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر بغدادی حافظ ادیب معروف بسلامی حافظ بغداد تھے اور اپنے وقت مین علم ادب مین بے نظیر تھے انھون نے خطیب ابی زکریا تبریزی سے پڑھا تھا اور بہتون نے ان سے روایت حدیث کی اُس مین سے ایک ابو نصر بن جوزی تھے ان کی اکثر روایت اُنھین سے ہے جیسا کہ سمعانی نے اپنی کتابون مین لکھا ہے ماہ شعبان ۴۶۷ھ مین یہ پیدا ہوئے اور شعبان ۵۵۰ھ مین بغداد مین وفات پائی تین باران کے جنازے کی نماز ہوئی اور سلامی بفتح سین مہملہ و لام الف مخففہ یہ منسوب ہے مدینۃ السلام بغداد کی طرف ۱۲ منہ

کہ اس بارہ مین منقول ہوئی ہے۔ اُسپر بھی نہ جانا چاہیئے کیونکہ وہ باطل ہے خلاصہ یہ کہ صلوٰۃ الرغائب
کی حدیث کے متعلق بعضے کہتے ہین کہ حسن غریب ہے جیسا کہ رزین نے تجرید الصحاح مین لکھا ہے اور
بعضے ضعیف کہتے ہین اور بعضے موضوع چنانچہ اسی طرف متاخرین گئے ہین لیکن اُن کا یہ قول ہے
کہ یہ نماز پہلے نہ تھی ۴۸۰ھ کے بعد شایع ہوئی جیسا کہ آیندہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام کے قول
مین آئے گا بااینہمہ وہ کہتے ہین کہ یہ نماز قوت القلوب ابوطالب کی مین مذکور ہے اور ابوطالب کی وفات
۳۸۶ھ مین ہوئی تو اسکے بیت المقدس مین ظاہر ہونے اور ابوطالب کی وفات کے درمیان مین جو ابرس
برس کا فرق ہوگا اور یہ معلوم ہے کہ اس کا ذکر قوت القلوب مین اسکے پہلے تھا تو اس کے پہلے سو برس
کے قریب زمانہ مین یہ نماز ہوئی ہوگی اس سے ابن جوزی کے قول کی سستی واضح ہوجاتی ہے ابن جہضم
سے اس نماز کے شائع ہونے کے متعلق کیونکہ یہ تو انکے پہلے تھے اور حافظ ابن ناصر الدین نے اس
حدیث کی تحسین مین تساہل نہین کیا ہے کیونکہ ابن جہضم انکے نزدیک ثقہ اور سچے تھے جیسا کہ حافظ شیرازی
نے لکھا ہے تو انکے نزدیک اُن کا اس مین منفرد ہونا کچھ مضر نہوگا واللہ اعلم لیکن نفس صلوٰۃ الرغائب کے
متعلق شیخ ابن عبدالسلام نے اور اُنکی متابعت سے نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ بدعت قبیحہ مذمومہ ہے
اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح کا قول جیسا کہ ابن حجر مکی سے ایضاح والبیان مین نقل کیا ہے یہ ہے کہ
حدیث کے ضعیف ہونے سے صلوٰۃ الرغائب کا باطل اور ممنوع ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ وہ تو اس
امر مین داخل ہے جو حدیث مین مطلق نماز کے لیے وارد ہے تو وہ مستحب ہوئی اسواسطے کہ اکثر نصوص شرعیہ
مطلق نماز کے بارہ مین ناطق ہین از انجملہ مسلم کی حدیث ہے کہ نماز نور ہے یا یہ حدیث کہ تمھارے اعمال
مین سب سے زائد بہتر نماز ہے اب رہے اور اوصاف زایدہ جو اس مین ہین جن سے ایک نوعیت
اور خصوصیت سمجھی جاتی ہے تو وہ کچھ اسکے مانع نہین ہین کہ یہ نماز اس عموم امر مین داخل ہو جیسا کہ علماء
مین مشہور ہے تو اگر کوئی حدیث خاص کر صلوٰۃ الرغائب کے بارہ مین مروی نہو تو بھی اُس کا پڑھنا کیون
ناجائز ہوگا بہت سی ایسی نمازین خاص اوصاف پر ہین کہ جن اوصاف کی کوئی تصریح کتاب وسنت
مین نہین آئی ہے پھر انکے متعلق یہ نہین کہا جاتا کہ وہ نمازین بدعت ہین اور جو انھین بدعت کہتا بھی ہے
تو بدعت حسنہ کہتا ہے کیونکہ اُن کی اصل کتاب وسنت سے ہے جیسے کوئی شخص شب مین پندرہ
رکعتین نماز ایک سلام سے پڑھے اور ہر رکعت مین کوئی خاص سورت پڑھے تو یہ خاص نماز غیر مردود
ہوگی اور نہ کسی کو یہ حق ہے کہ وہ اُسکو بدعت جانے محض اسوجہ سے کہ اسکے بارہ مین کوئی حدیث
نہین آئی اور اگر اسکے لیے کوئی حدیث سندون سے بنائی جائے تو اگرچہ وہ باطل کہی جائے گی مگر

نفس نماز کی انکار نہین ہوگی اسی طرح صلوۃ الرغائب بھی ہے اور بہت سی اُسکی مثالین ہین ہان
جسمین کوئی ایسا بُرا طریقہ ہو جسکو اصول شریعت سے کوئی اصل باطل کرتی ہو یا اُسپر بدعت مذمومہ
ہونے کا حکم دیتی ہو تو وہ البتہ ممنوع ہوگی بخلاف صلوۃ الرغائب کے کہ وہ اس سے محفوظ ہے
خلاصہ یہ کہ جس چیز کے بارہ مین خاص کتاب وسنت مین کچھ نہین آیا ہے تو وہ بدعت مردودہ ہمیشہ
نہین ہے بلکہ جو ایسی ہو کہ اُسپر حکم نبوی منع کا ہو یا وہ دین مین سے نہو تو وہ مردود ہوگی کیونکہ
حدیث مین ہے کہ جس نے ایسا فعل کیا جسپر ہمارا حکم نہین ہے تو وہ مردود ہے اور بعض روایت
مین ہے کہ وہ امر اگر ہمارے دین سے نہو تو وہ مردود ہے اور ایک روایت دارقطنی مین یون
ہے کہ من فعل امرا لیس علیہ امرنا فھو رد[1] تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ نئی باتون مین سے بعض وہ بھی
ہین جو دین مین داخل ہین اور عمومات مین شامل اسی وجہ سے اُن پر سنت حسنہ کا حکم ہوگا اور
علما کے نزدیک بدعت حسنہ ابن حجر کی فتح المبین مین لکھتے ہین کہ جو نئی بات مخالف کتاب و سنت
یا اجماع و اثر کے ہو وہ بدعت ضالہ ہے اور جو نئی بات خیر سے ہو اور اصول مین سے کسی سے
مخالف نہو تو وہ بدعت محمودہ ہے اور یہ شیخ کا کلام حدیث من[2] احدث فی امرنا ھذا فی دیننا
ھذا مالیس منہ کا اجمال ہے نیز حدیث من[3] سن سنۃ حسنۃ الحدیث کا کیونکہ بدعت کی اچھائی
جبکہ وہ ان اصول مذکورہ مین سے کسی کے موافق ہوگی تو وہ مخفی نہوگی ورنہ وہ بدعت سیئہ ہوگی
اور بیشک نماز بمقتضائے خبر صحیح الصلوۃ خیر عمدہ چیز ہے وہ بہت ہو یا کم اور جو اسکے حکم مین
ہوگی وہ بھی اچھی چیز ہوگی اور صرف خاص شمار اور خاص پڑھنے اور خاص وقت کی قید لگانے
سے وہ نماز مطلق نماز مطلوبہ کے جزئیات ہونے سے نہ نکل جائیگی اس واسطے کہ جو نماز کسی اصول شریعت
سے رد نہو وہ اس مطلق کے اندر داخل ہے خواہ کسی کیفیت و خصوصیت کے ساتھ ہو اور صلوۃ الرغائب
بقول ابن صلاح کی بُرائی سے بچی ہوئی ہے جیسا کہ آئندہ آتا ہے تو یہ نماز جزئیات نماز مطلوبہ شرعیہ
سے ہوئی اور اسی کا اثبات مطلوب ہے اسپر شیخ کے متبعین نے اعتراض کیا ہے کہ یہان بدعات
سے ہے جو شرع کے مخالف ہین اور جھوٹ بنائی گئی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جیسا کہ
ابوالفرج ابن جوزی نے لکھا ہے اور ابوبکر محمد طرسوسی نے بھی کہ یہ بیت المقدس مین ۴۸۰ھ ہجری کے
بعد ایجاد ہوئی ہے اور باوجودیکہ یہ شرع کے مخالف ہے اور اسکی مخالفت کے اور وجوہ بھی ہین جو

---

[1] اگر کوئی ایسی بات کرے جسکے متعلق ہمارا حکم نہو تو وہ مردود ہے ۱۲ منہ [2] جس نے ایجاد کی ہمارے امر یا دین مین وہ
بات جو اُسمین نہین ہے ۱۲ منہ [3] جس نے کوئی طریقہ نیک نکالا آخر حدیث تک ۱۲

بعض علما کے ساتھ خاص ہین اور بعض کے ساتھ عام یعنی عالم وجاہل دونون کے لیے تو جو خاص عالم
کے ساتھ ہین وہ دو ہین ایک یہ کہ عالم جب اُسکو پڑھے گا تو عام لوگ سمجھین گے کہ یہ سنت ہے
حالانکہ یہ غلط ہے دوسرے یہ کہ عوام کا اس نماز کو پڑھنا اس کا باعث ہوگا کہ وہ اسکو حدیث اور
اور سُنت سے سمجھین گے تو گویا وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرینگے اور اُن کے اس
افترا کا باعث یہ عالم نماز پڑھنے والا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ ابن صلاح نے اس حدیث کا جو اس
بارہ مین وارد ہوئی ہے اعتبار نہین کیا ہے اگرچہ اسکو رزین نے تجرید الصحاح مین لکھا ہے
اور اورون نے حدیث حسن غریب ہونا لکھا ہے بلکہ اسپر بھی بھروسہ کیا ہے کہ یہ نماز عمومات مین
مندرج ہے اور باآین ہمہ اصول کے رد کرنے سے بھی سالم ہے تو اسپر ان دونون اعتراضون سے
کوئی اعتراض وارد نہوگا رہا عوام کو سنت کا گمان ہونا تو یہ جب ہوگا کہ جب پڑھنے والے اسکو
ظاہر کرین کہ ہم اسکے بارہ مین جو حدیث آئی ہے اُسپر اعتبار کر کے اسکو پڑھتے ہین اور جب یہ کہدین
کہ ہم کو اسپر اعتبار نہین ہے بلکہ اسکو ہم مطلق نماز سمجھتے ہین تو ایہام[1] اور ایقاع اور اغرا وغیرہ کچھ نہوگا
اور ابن صلاح نے خود ان سب کی تصریح اپنے قلم اور زبان سے کردی ہے جیسا کہ ابن حجر نے
نقل کیا ہے پھر شیخ کا قول ہے کہ جاہل و عالم دونون کے لیے چند باتین ہین ایک یہ کہ نئی بات
کرنا اور وہ بھی وہ جسکو واضعین نے وضع کی جانب منسوب کیا ہے اور یہ ممنوع ہے اس کا جواب
یہ ہے کہ صلوۃ الرغائب ابن الصلاح کے نزدیک سنۃ حسنہ ہے نہ بدعت سیئہ اور جب یہ کہدیا گیا کہ
عمومات پر اعتماد ہے نہ خاص پر اور اُسکی تصریح کردی گئی تو پھر اغرا کہان رہا دوسری وجہ یہ کہ نماز مین
سکون سُنت ہے اور اس مین یہ نہین ہے کیونکہ اس مین قل ہو اللہ کا بارہ بارہ بار شمار ہے اور
سورۂ قدر کا بھی شمار ہوتا ہے اور یہ شمار غالبًا جب تک بعضے اعضا کو حرکت نہ دی جائے ممکن نہین
اور اعضا کی حرکت خلاف سنت ہے اس کا جواب ابن الصلاح نے یہ دیا ہے کہ قل ہو اللہ کی
تکرار بُری نہین ہے کیونکہ بعضی حدیثون مین آئی ہے ان اگر یہ کہئے کہ اسمین جو سورتین اور تسبیحین
شمار کی جاتی ہین اُس سے دل بٹتا ہے تو یہ ضرور مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسلیم نہین کیونکہ
قلوب کے حالات مختلف ہوتے ہین اور لوگون کے حالات بھی اب نماز مین آیتون کا شمار بھی حضرت

[1] ایہام کے معنی غلطی اور گمان مین ڈالنا اور کسی چیز کو چھوڑ دینا اور ارباب معانی کی اصطلاح مین ایہام ایسے کلمہ کے استعمال کو کہتے ہین کہ
جسکے دو معنی ہون ایک قریب اور ایک بعید اور بولنے والا معنی بعید مراد لے نہ قریب اور ایقاع کے معنی ہین لڑائی پر آمادہ کرنا اور لڑائی مین
مبالغہ کرنا اور رات مین دشمن کا دیکر حملہ کرنا اور اغرا کے معنی ہین برانگیختہ کرنا اور ورغلانا ۱۲ منہ کذا فی المنتخب

عائشہ اور طاؤس اور ابن سیرین اور سعید ابن جبیر اور حسن اور ابن ابی ملیکہ کے روایات سے مروی
ہے اور اکثر سلف سے بھی امام شافعی کہتے تھے کہ نماز مین آیتون کے شمار مین کچھ مضائقہ نہین اور
اسکے ناقل ابن المنذر ہین شافعی سے اور مالک اور احمد اور اسحق اور نووی وغیرہم سے بھی ایسا ہی
منقول ہے چنانچہ اسکی شاہد صلوۃ التسبیح کی حدیث ہے شیخ کہتے ہین کہ یہ جو ابن الصلاح نے
سورۃ کی تکرار کے بارہ مین کہا تو ہم اسکے منکر نہین ہین مگر اس حیثیت سے کہ جب دل سے شمار کیا
جائیگا تو دل اُسکے شمار مین پڑے گا اور خشوع نہین رہے گا اسکے علاوہ اگر ان کی مراد تکرار سے
تسبیحات رکوع وسجود اور تکبیرات عیدین ہین تو یہ امر واضح نہین ہے کیونکہ وہ تو تھوڑی سی ہین
اتنے مین دل مشغول نہین ہو سکتا اسکے علاوہ یہان شمار تو مشروع ہے اور جہان مشروع نہین ہے
جیسے صلوۃ الرغائب مین تو اس کا قیاس اُسپر کیسے صحیح ہوگا اور قیاس کو یہان کچھ دخل بھی
نہین ہے اور ابن الصلاح کا یہ خیال کہ سورۂ اخلاص کا مکرر پڑھنا احادیث مین آیا ہے اس کا
جواب یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح نہین ہے اور نہ حجت کے لائق اور اگر ہو بھی تو اس سے صرف جواز
سمجھا جائے گا رہا صلوۃ التسبیح سے استشہاد تو وہ صحیح نہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہت شمار
دل کو خشوع اور خضوع سے مانع ہوتا ہے اور نماز مین خشوع ہی مطلوب ہے تو جو چیز نماز مین دل کو
خشوع سے باز رکھے وہ مشروع نہین مشروع تو وہ تھوڑا شمار ہے جس سے دل مشغول نہو اس کا جواب یہ
ہے کہ کثرت شمار بھی نماز مین مشروع ہے جیسے صلوۃ التسبیح مین اور یہ اس حدیث سے ثابت ہے
جو صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ اور قابل حجت ہوتا ہے کیونکہ صلوۃ التسبیح مین ہر رکعت مین پچھتر مرتبہ
شمار ہوتا ہے اور یہی اسکی دلیل ہے کہ شمار کثیر منافی خشوع نہین ورنہ کسی نماز مین یہ مشروط نہوتا تو
اس دلیل سے صلوۃ الرغائب مین مخالفت سنت نہین پائی جاتی اور اس سے زیادہ وضاحت
یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جس نے قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھا تو اللہ اسکے لیے جنت مین گھر
بنائے گا اور اسکو امام احمد نے بسند حسن معاذ بن انس سے روایت کیا ہے امام نووی اذکار
مین لکھتے ہین کہ قرآن کا پڑھنا افضل الاذکار ہے اور افضل قرآن وہ ہے جو نماز مین پڑھا جائے
تو جب یہ ثابت ہوا کہ اُس چیز کی تکرار کی نماز مین فضیلت ہے تو وہی افضل ہوگی اس سے کہ غیر نماز
مین ہو اور اسکے مؤید فیروز دیلمی کی وہ حدیث بھی ہے جو طبرانی کی روایت سے ہے اور اسی کیطرف
ابن الصلاح نے بھی اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس نے قل ہو اللہ سو مرتبہ نماز یا غیر نماز مین پڑھا
تو اللہ اُسکو دوزخ سے بری کردے گا اور ایسا ہی جامع صغیر مین بھی ہے اگرچہ شارح جامع صغیر کا

قول یہ ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اور شیخ عزالدین کا اشارہ بھی اسی طرف ہے لیکن مطلوب
اس سے حاصل ہے اور صحیح بخاری کے باب فضائل القرآن مین ایک امر ہے جس سے اسکی اور
زیادہ تائید ہوتی ہے وہ یہ کہ امام بخاری نے بسند حضرت ابی سعید خدری روایت کیا ہے کہ ایک
شخص نے دوسرے شخص کو قل ہو اللہ پڑھتے سُنا اور اسکی تکرار کرتے صبح کو جب وہ حضرت کے
حضور مین حاضر ہوا تو یہ حال عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی جس کے
قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور دوسرے طریقہ سے یون
ہے کہ ابوسعید کہتے تھے کہ مجھ سے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے بیان کیا کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کھڑے ہوکر قل ہو اللہ پڑھنا شروع کیا اور پڑھتا رہا جب
ہم لوگ صبح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ فلان شخص صبح کو اُٹھ کر قل ہو اللہ پڑھنے لگا اور وہی بار بار پڑھتا تھا اس سے
زائد نہین پڑھتا تھا تا آخر حدیث حافظ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین کہ پڑھنے والے قتادہ بن
نعمان تھے اور امام احمد ابی سعید سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ایک بار رات کو قتادہ
بن نعمان نے قل ہو اللہ احد پڑھی اسکے سوا اور کچھ نہین پڑھا الحدیث اور سننے والے غالبًا ابوسعید
حدیث کے راوی تھے کیونکہ قتادہ اُنکے اخیافی بھائی تھے اور وہ دونون ایک دوسرے کے پڑوس
مین رہتے تھے اور دار قطنی اسحاق بن الطباع کے طریق سے روایت کرتے تھے اور وہ مالک سے
اس حدیث مین کہ اس شخص نے عرض کیا کہ ایک پڑوسی رات کو اُٹھتا ہے اور سوا قل ہو اللہ احد کے
کچھ نہین پڑھتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے صحابی پر اس تکرار سورت کو قائم
رکھا اور اسکی فضیلت بیان کرکے کراہت کو دفع کردیا تو یہ تردید اگر نماز مین ہو تو اس سے صاف
طور پر محل نزاع معلوم ہوئی اور اگر خارج نماز ہو تو اس طریقہ مین سمجھی جائیگی جواز کا رمین بیان ہوئی تو
مطلب حاصل ہوگیا اور تعداد کثیر منافی خشوع نہولے کی وجہ یہ ہے کہ اس مین مشغول ہونا گویا امر الٰہی
سے باز رہنا ہے حالانکہ وہ ذکر الٰہی کے اقسام سے ہے تو یہ منافی خشوع نہین ہے ابن الصلاح کا
قول ہے کہ اس نماز مین عدد خاص کی قید بالنص کے ہے اور وہ مضر نہین اور یہ قید ویسی ہے جیسے
بعضے لوگ قرآن کا ساتوان حصہ اور بعضے چوتھائی ہر روز پڑھتے ہین یا جیسے وظیفہ خوان اپنے وظائف
مین اعداد اختیار کرلیتے ہین کہ اس مین نہ بڑھاتے ہین نہ گھٹاتے اور یہ اس وجہ سے کہ یہ عمومات مین بلا کسی
مخالفت اصولی کے داخل ہین ابن حجر کہتے تھے کہ ابن الصلاح اپنی آخر عمر مین کہا کرتے تھے کہ شب برات

کی نماز اور صلوٰۃ الرغائب اگرچہ یہ دونون بدعت ہین مگر مین منع نہین کرتا کیونکہ مین جانتا ہون کہ یہ
مطلق صلوٰۃ مین داخل ہین اور علامہ تقی سبکی اسکی رد کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اس بارہ مین صرف
مطلق طلب صلوٰۃ وارد ہوئی ہے اب یہ کہ یہ موضوع ہے تو اس سے کوئی خاص چیز مطلوب ہوگی اور
جس نے اسمین کسی چیز کو مقید بزمان وغیرہ کیا تو یہ بدعت کی قسم مین داخل سمجھی جائے گی اور مقصود اسکی
عمومیت ہے اور وہ موجود ہے نہ یہ کہ وہ بالخصوص مطلوب ہو مگر مین کہون گا ابن الصلاح اس کے
قائل نہین ہین کہ وہ بخصوصہا مطلوب ہین بلکہ اس وجہ سے کہ وہ عموم مین داخل ہین اور مطلق جزئی ہی
مین پایا جاتا ہے تو اسکے واسطے ایک طرح کی خصوصیت ہونا ضروری ہے اور یہ کچھ مضر نہین مگر جب کسی
اصل کی معارض یا مخالف ہو اور صلوٰۃ الرغائب ابن الصلاح کے نزدیک اس سے محفوظ ہے اور
بدعت مذمومہ کی قسم مین داخل نہین ہے چنانچہ اسکی توضیح امام نووی کے اس قول سے ہوتی ہے
جو وہ اذکار مین لکھتے ہین کہ ملاقات کے وقت مصافحہ سنت متفق علیہا ہے اور ہر ملاقات مین لیکن
جن لوگون نے نماز صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کرنے کی عادت کر لی ہے تو اسکی اصل شرعاً گو اسطرح
پر نہین ہے لیکن اسمین کوئی مضائقہ بھی نہین کیونکہ مصافحہ دراصل مسنون ہے اور صحابہ کا بعض حالات
مین اسکی محافظت اور اکثر حالات مین اس مین افراط کرنا اسکو اصلیت شرعیہ سے خارج نہین کرتا کیونکہ
یہ اس کا اقرار ہے کہ جس فعل کی اصلیت سنت سے مطلق ان اوقات مین جنمین یہ اپنے شروط سے
پایا جائے ثابت ہو تو اس کا بعض اوقات کے ساتھ مقید کرنا مضر نہین اور یہ معلوم ہے کہ ہر نماز ان
اصول کے ساتھ موافق ہے جو مطلق ان وقتون مین مطلوب ہین جنمین نماز مکروہ نہین ہے تو ان کو اوقات
کے ساتھ مقید کرنا مضر نہین کیونکہ وہ بھی منجملہ افراد مطلوبہ کے ہین شیخ عزالدین کا قول ہے کہ صحیح مسلم
سے یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ اور راتون سے جمعہ کی رات کی تخصیص قیام کے لیے ممنوع ہے اور
ان لوگون نے صلوٰۃ الرغائب کے لیے جمعہ ہی کی رات مخصوص کر لی ہے اور اس تخصیص کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ابن الصلاح کہتے ہین کہ یہ جو شیخ کا گمان ہے کہ اس نماز مین جمعہ
کی رات کی تخصیص ہے اور وہ منہی عنہ ہے تو یہ کوئی چیز نہین کیونکہ جو صلوٰۃ الرغائب پڑھتا ہے اسپر یہ
لازمی نہین کہ وہ خاص اسی رات کو پڑھے اور اور راتون کو چھوڑ دے بلکہ اسکو چاہیے کہ سوا جمعہ کی
رات کے اور راتون کو بھی قیام کرے تاکہ نہی سے نکل جائے کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہ کچھ نہین
شب جمعہ اور روز جمعہ کی فضیلت بقیہ شب و روز سے یہ تو ظاہر ہے چنانچہ صراط المستقیم مین ہے کہ
اس رات دن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود بھیجنے کا حدیث صحیح مین حکم آیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہت بھیجو مجھپر درود جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو اور بعضی روایتون
مین ہے کہ مجھپر درود روشن رات اور روشن دن مین بہت بھیجو اور اس سے مراد جمعہ کی رات اور
دن ہے اسکو طبرانی نے اوسط مین ابی ہریرہ سے روایت کیا اور مجھپر درود جمعہ کے دن بہت بھیجو
کیونکہ جو لوگ مجھپر جمعہ کے دن درود بھیجتے ہین وہ درود مجھپر پیش کیے جاتے ہین اسکو حاکم نے مستدرک
مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابی مسعود انصاری سے روایت کیا ہے اور یہ کہ جب جمعہ کا دن
یا جمعہ کی رات ہو تو مجھپر درود زیادہ بھیجو اسکو امام شافعی نے معرفتہ مین روایت کیا ہے اور اور
حدیثین بھی اس باب مین بہت آئی ہین تو شب جمعہ کی تخصیص مین کوئی مضائقہ نہین بلکہ اگر یہ
ایسا خیال کیا جائے تو غالبًا بیجا نہو جیسے کہ درمختار مین لکھا ہے کہ عید کے روز نفل نہ پڑھنے کا حکم
خواص کے لیے ہے اور عوام کو کسی حال مین منع نہ کیا جائے بوجہ اُنکی اچھی باتون مین کم رغبت
ہونے کے کذا فی البحر یعنی وہ نفل عیدگاہ مین پڑھین نماز سے پہلے خواہ نماز کے بعد کذا فی الطحطاوی
عوام کو منع نہ کرنا یہ بحث صاحب بحر کی ہے نہ روایت مذہب یعنی اسوجہ سے منع نہ کیا جائے کہ اگر
اس وقت وہ لوگ روک دیے جائین تو پھر اُمور خیر بالکل ترک کردین گے کذا فی الشامی اور
بحر الرائق کے حاشیہ مین ایک معتبر کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے کہ اسی طرح عوام کو صلوۃ الرغائب اور
نماز شب برات اور نماز شب قدر سے منع نہین کرنا چاہیے مترجم کہتا ہے کہ صلوۃ الرغائب کا
حال ہم آخر باب النوافل مین لکھ چکے ہین جو اسکے بارہ مین منقول ہے وہ سب موضوع و باطل ہے
پھر شارح نے جو یہ حکم حاشیہ سے نقل کیا اسکے متعلق شیخ رحمتی محشی کہتے ہین کہ یہ قابل اعتماد نہین
اس لیے کہ فقہا کا اتفاق ہے کہ حدیث موضوع پر عمل کرنا حرام ہے اور ان نمازون کی حدیث کی
موضوع ہونے کی تصریح کردی گئی ہے اور احکام فقہ گمنام حاشیون سے بیان نہین کیے جاتے
خصوص وہ حواشی جنکا فساد ظاہر ہو کذا فی الشامی اب علت اس قول کی جو شارح نے بحر الرائق
سے اوپر نقل کیا ہے یہ ہے کہ ایکبار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو عید کی نماز کے بعد
نماز پڑھتے دیکھا تو کسی نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس شخص کو منع نہین کرتے آپنے فرمایا مجھے یہ ڈر
ہوتا ہے کہ کہین مین اس وعید مین داخل نہو جاؤن کہ جو اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ کیا تو منع کرتا ہے
بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے مگر یہ روایت اُسکے مخالف ہے جسکو مروزی نے کتاب العیدین مین
اور ساغانی نے شرح مجمع مین روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عید کے دن نماز سے پہلے نفل پڑھنا
چاہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسکو منع فرمایا اُس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا خیال ہیکہ

کہ اللہ تعالیٰ نماز پر عذاب نہ کریگا آپنے فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے فعل پر ثواب دیگا
جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا اُسپر ترغیب نہ دی تو تیری نماز بیکار ہوگی اور بیکار
بات کرنا حرام ہے اور غالباً تجھکو خدا آنحضرت کی مخالفت کی وجہ سے عذاب نہ دے کذا فی
مجالس الابرار شیخ عز الدین کہتے ہین کہ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس نماز مین خشوع نہین ہوتا
اور نماز مین خشوع سنت ہے کیونکہ پڑھنے والے نے جب دل سے سورتین گنین تو اسمین اُسکو
اللہ کی طرف کیا توجہ ہوگی اور اللہ سے اعراض اس وجہ سے کہ جو نماز مین مشروع نہین ہے مناسب
نہین ہے تو اس کا جواب تو اوپر گذر گیا کہ سورۃ کا شمار مشروع ہے اور اس سے وہ نمازی اللہ سے
معرض نہوگا بلکہ اللہ کی طرف ملتفت ہوگا اسی کے حکم سے اور یہی عین توجہ اور اللہ کی یاد ہوئی تو وہ
مقبل الی اللہ ہوا نہ معرض اور شیخ عز الدین کہتے ہین کہ چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ نماز سنت نوافل کے
مخالف ہے اسکو مسجد مین پڑھنے سے گھر مین پڑھنا افضل ہے سوا اُسکے جسکو شارع نے مستثنیٰ کردیا
ہے پانچوین وجہ یہ ہے کہ یہ نماز نوافل کے تنہا پڑھنے کی مسنون ہونے کی مخالف ہے علاوہ اس
صورت کے کہ جسمین شارع نے جماعت کے متعلق حکم دیا ہو اور یہ صورت اسمین نہین ہو ابن الصلاح
کہتے ہین کہ اس نماز کا جماعت سے پڑھنا خاص ہے جیسے عید کی نماز تو اس کا جواب یہ ہے کہ نماز
جماعت کے ساتھ مسنون نہین ہے نہ یہ کہ جماعت سے پڑھنے کی ممانعت ہو چنانچہ امام شافعی نے
اسکی تصریح کی ہے کہ نوافل کا باجماعت پڑھنا کچھ مضائقہ نہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نفل کی نماز جماعت سے پڑھائی اور حضرت انس اور اُنکی والدہ اور خالہ مقتدی تھین شیخ عز الدین
کہتے ہین کہ نوافل مین اقتدا کا جواز ابن الصلاح کے قول کے مفید نہین کیونکہ بیان جواز کی انکار
نہین ہے بلکہ اس امر کا ثبوت دینا مقصود ہے کہ یہ خلاف سنت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے نفل مین جماعت کا واقع ہونا جواز کے لیے ہے نہ یہ کہ جماعت کا طریقہ نفل مین جاری کرلیا جائے
اور آنحضرت کا انس وغیرہ کے ساتھ پڑھنا یہ واقعہ نادرہ تھا اسپر قیاس سے جواز معلوم ہوتا ہے
ابن الصلاح کہتے ہین کہ اس نماز کا شعار ظاہر حادث ہے اور دین مین شعار ظاہری پیدا کرنا ممنوع
ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عبادت ہے اور اسکی اصل شریعت سے ظاہر ہے اور اسکے لوگ
خواہشمند بھی بہت سے ہین تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اسکی بالکل انکار کردی جائے اب اگر
یہ کہا جائے کہ جس امر کی علماء سلمین نے اصل بیان کی اور فروع بھی اور تدقیق اور تدریس سے
ظاہر دین مین شعار پیدا کیا کہ جو ابتدا سے اسلام مین نہ تھا تو وہ کیونکر نئی بات کہی جائیگی اس کا جواب

یہ ہے کہ بخاری نے باب المرءۃ وحدھا تکون صفا مین لکھا ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے
بیان کیا اور اُن سے سفیان نے اور اُن سے اسحق نے اور ان سے انس بن مالک نے کہ مین نے
اور ایک یتیم لڑکے نے کہ جو میرے گھر مین رہتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور
میرے پیچھے میری مان ام سلیم تھین اور باب الصلوۃ علی الحصیر مین لکھا ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن یوسف
نے بیان کیا اُن سے مالک اُن سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اُن سے انس بن مالک نے
کہ ان کی جدتہ ملیکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپ نے تشریف لا کر کھانا نوش کیا
پھر فرمایا کہ مین یہان نماز پڑھنا چاہتا ہون تا کہ اس سے تم کو برکت حاصل ہو انس کہتے تھے کہ مین
اُٹھا اور میرے یہان ایک چٹائی تھی جو پرانی ہونے کی وجہ سے میلی ہو کر سیاہ ہو گئی تھی مین نے
پانی سے اسکو دھویا اور بچھا دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر کھڑے ہوئے اور مین نے اور ایک یتیم لڑکے
نے آپکے پیچھے صف باندھی اور ایک بڈھی عورت ہم دونون کے پیچھے کھڑی ہوئی آپنے دو رکعتین
پڑھین بعد اسکے ہمارے گھر سے رخصت ہو گئے حافظ ابن حجر نے اسمین علما کا یہ اختلاف نقل کیا
ہے کہ جدتہ کی ضمیر اسحق کی طرف پھرتی ہے یا انس کی طرف پہلے قول پر وہی ملکیہ ام سلیم بنت ملحان
انس کی مان تھین کیونکہ اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ ام سلیم انس کی مان سے تھے اور دوسری صورت
پر وہ ملکیہ بنت مالک بن عدی ام سلیم کی مان ہوئین ابن حجر کہتے تھے کہ اس بنا پر کہ ضمیر انس کی طرف
پھرتی ہے اور قصہ ایک ہے مالک نے اسے بڑھایا اور سفیان نے مختصر کیا اور تعدد کا بھی احتمال
ہے اور ملیکہ کا حضرت انس کی جدہ ہونا اس سے یہ نہین ہوسکتا کہ وہ اسحق کے بھی جدہ ہون
اور امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین باب جواز الجماعت فی النافلۃ والصلوۃ علی
حصیر وخمرۃ وثوب وغیرھا مین لکھا ہے کہ ملیکہ میم کے پیش اور لام کے زبر سے ہے اور
اسی کے قائل جمہور ہین اور قاضی عیاض نے اصیلی سے نقل کیا کہ یہ میم اور لام کے زیر سے ہے مگر
یہ قول غریب ضعیف و مردود ہے صحیح یہ ہے کہ ملیکہ اسحاق کی دادی تھین تو پھر انس کی مان ہوئین
کیونکہ اسحاق اُنکے اخیافی بھتیجے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ملیکہ انس کی نانی تھین حافظ ابن حجر
کہتے ہین کہ اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک نماز نفل کا جماعت سے گھر مین پڑھنا دوسرے
نفل نماز کے لیے محل تنہائی ہونا کیونکہ وہان کوئی مصلحت سکھانے وغیرہ کی نہ تھی بلکہ ممکن ہے کہ نماز

سلہ اسحاق یعنی عبد اللہ ابن ابی طلحہ اور یتیم کا نام ضمیرہ بن سعد ضمیر بضم ضاد و فتحہ صحابی کے بیٹے تھے اور ام سلیم بضم سین ان کا
نام سہلہ یا رمیصا تھا یہ ابی طلحہ کی بیوی تھین کذا فی اسماء الرجال ١٢ منہ

وہان پڑھنا حضرت کے لیے افضل ہو اور باب المساجد فی البیوت مین لکھا ہے کہ عتبان بن
مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اندھا ہون اور ایک قوم
کی امامت کرتا ہون اور برسات کے زمانہ مین میرے اور اُن لوگون کے درمیان مین ایک ندی کا
سیلاب ہو جاتا ہے اسوجہ سے مین اُن کی مسجد تک امامت کے لیے نہین پہونچ سکتا میری خواہش
ہے کہ آپ میرے گھر مین تشریف لاکر ایک جگہ پر نماز پڑھیے کہ اُسی جگہ مین نماز پڑھا کرون آپنے
فرمایا اچھا اور اسکے دوسرے روز آپ مع حضرت ابو بکر صدیق رضی کے چاشت کے وقت میرے
گھر پر تشریف لائے اور پوچھا کہ تم کو کون جگہ میرے نماز پڑھنے کے لیے پسند ہے مین نے ایک گوشہ
کی طرف اشارہ کیا وہان آپنے تشریف لیجا کر اللہ اکبر کہا اور ہم نے صف باندھی اور آپنے دو رکعتین
پڑھکر سلام پھیرا الی آخر حدیث کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہ پوری حدیث یون ہے کہ عتبان
کہتے تھے کہ مین نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خزیرہ[1] تیار کیا اور آپ سے گھر پر
تشریف لانے کی استدعا کی آپ تشریف لائے اُسوقت گھر اور محلہ کے لوگون مین سے کئی آدمی
جمع ہوگئے اُن لوگون مین سے ایک شخص بولا کہ مالک بن دخشم یا دخشن کہان ہے راوی کو اس لفظ
مین شک ہے یعنی مالک کے بارہ مین اور یہ مالک محلہ والون مین سے ایک شخص تھا جو اُسوقت
وہان نہین موجود تھا اسی وجہ سے کسی نے پوچھا ہوگا کہ وہ کیون نہین آیا تب ایک شخص بولا کہ وہ
منافق ہے اور اللہ و رسول کو دوست نہین رکھتا وہ کیسے آتا آپنے فرمایا یہ نہ کہو کیا تم کو نہین معلوم کہ
اُس نے کلمہ پڑھا ہے اور وہ موحد ہے یہ آپنے اُس شخص کی باطنی تصدیق کی خبر دی اور فرمایا کہ وہ
منافق نہین ہے یہ آپ کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا یا یہ کہ وہ اُس گروہ مین سے ہو جو غزوہ بدر مین شریک
تھے اور اللہ تعالی نے اسکے بارہ مین وحی بھیجی تھی کہ اللہ بدر والون سے آگاہ ہے وہ جو چاہین عمل
کرین مین نے اُن کو بخشدیا تو یہ منافق کیسے ہوگئے تب اُس شخص نے کہا کہ اسکی حقیقت حال کو تو
اللہ اور رسول زیادہ جانتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے آگ کو حرام کیا اسپر جس نے
کلمہ پڑھا اور اُس پڑھنے سے اللہ کی رضامندی چاہی عتبان بن مالک صحابہ مین تھے اور انصاری
اور غزوہ بدر کے حاضرین سے کذا فی تیسیر القاری اور اسماء الرجال بخاری مین ہے کہ عتبان بکسر
عین وضمہ عین بن مالک یہ انصاری سالمی مدنی نابینا تھے اور یہی حدیث صحیح مسلم مین باب الرخصت
فی التخلف عن الجماعۃ لعذر مین موجود ہے امام نووی اُسکی شرح مین لکھتے ہین کہ عتبان کی

[1] خزیرہ بفتح خا معجمہ و زا مکسورہ و یا تحتیہ ساکن اُس کھانے کو کہتے ہین جو آٹا اور تھوڑے گوشت سے بنایا جاتا ہے ۱۲ منہ

اس حدیث سے کئی فائدے کہ جو ہین نے کتاب الایمان مین لکھے ہین اُن مین سے چند یہ ہین کہ صلحا
اور اُنکے آثار سے برکت لینا اور وہان نماز پڑھنا جہان ان لوگون نے نماز پڑھی ہو اور اُس سے
برکت لینا درست ہے اور فاضل کا مفضول کی زیارت اور اُسکی مہمانی مین جانا اور عذر کی وجہ سے
جماعت کا ساقط ہونا اور امام اور عالم وغیرہ کا اپنے ساتھیون کے ساتھ جانا اور مالک مکان سے
اُسکے گھر جانے مین اجازت لینا اگرچہ وہ خود بلا چکا ہو اور سب اُمور مین امر اہم کو پہلے کرنا جیسے
کہ آپ نماز پڑھنے تشریف لائے تھے تو آپ نے پہلے نماز ہی پڑھی تب تشریف رکھی اور نفل کی
نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے اور یہ کہ دن کی نماز مین افضل دوگانہ ہی ہے اور یہی مذہب ہمارا
اور جمہور کا ہے اور محلہ والون اور پڑوسیون کے لیے بہتر ہے کہ جب اُنکے یہان کوئی صالح شخص
آئے تو وہ سب اُسکی زیارت اور اُسکی تعظیم و تکریم اور اُس سے استفادہ کے لیے آوین اور کوئی
مضائقہ نہین گھر مین کسی خاص مقام پر نماز پڑھنے کا التزام کرنا اور مسجد مین جو خاص جگہ پر نماز پڑھنے
کے لیے ممانعت آئی ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ کہین یہ ریا وغیرہ کے طور پر نہو اور کسی کو جھوٹ
لگا کر بُرائی سے یاد نہ کرنا چاہیے اور جو توحید پر جائے اُسکو خلود نار نہوگا علاوہ اس کے اور بھی
فوائد ہین اور امام بخاری اس حدیث کو باب اذا دخل بیتاً یصلی حیث یشاء او حیث امر
اور باب الرخصت فی المطر اور باب اذا زار الامام قوما فامھم اور سلاہ المأموم حین یسلم[1]
الامام اور باب من لم یرد السلام علی الامام اور باب صلوٰۃ النوافل بجماعۃ مین بھی نقل
کیا ہے حافظ ابن حجر فتح الباری مین طبرانی سے روایت کرتے ہین کہ عتبان نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایک جمعہ کو عرض کیا کہ اگر آپ کسی دن تشریف لاتے چاہیے سنیچر کے دن پھر لکھا ہے کہ
تمام راویون نے سوا حضرت ابی بکر صدیق کے اور کسی کا نام نہین لکھا لیکن ابی اویس کی روایت مین
ہے کہ آپکے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تھے اور مسلم کی روایت مین ہے کہ آپ تشریف لائے اور
آپکے ساتھ اور بھی صحابہ تھے اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ چند صحابی آپکے ساتھ تھے تو اس سب
مین تطبیق یون ممکن ہے کہ آپکے چلتے وقت حضرت ابوبکر ساتھ ہو گئے اور پہونچے یا اس سے قبل
حضرت عمر وغیرہ اگر آپکے ساتھ ہو گئے ہونگے تو یہان پر مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کم رز

[1] مین کہتا ہون کہ باب المأموم حین یسلم الامام یعنے مقتدی اُسوقت سلام کہے جب اسکا امام سلام کہے مین صرف اتنا ہی ہے
کہ عتبان نے کہا کہ ہم نے نماز پڑھی آنحضرت کے ساتھ تو سلام پھیرا جبکہ آپنے سلام پھیرا اور آپنے اُس سے انکار نہین فرمائی
باقی اور باتون مین وہی قصہ ہے جو اوپر نقل ہوا فتنبہ و تبصر ۱۲ منہ

نفل کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا بیان کرنا ہے تو جب مخصوص یہی قصہ انس کی حدیث
کا متعدد ہوا تو بر قول شیخ موصوف اس سے جواز قیاس کرنا ٹھیک نہین بلکہ ممکن ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہہ نماز جماعت صحابہؓ موجودین کے ساتھ اسوجہ سے پڑھی ہو کہ وہ مقام
آپکی نماز کی وجہ سے افضل اور متبرک ہو جائے اور عتبان صحابی کی غرض پوری ہو جائے کیونکہ بظاہر
عتبان نے اُس جگہہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے برکت اور بزرگی چاہی ہوگی تاکہ وہ
جب پانی وغیرہ کی وجہ سے مسجد تک نہ جاسکین تو اُسی مقام پر نماز پڑھ لیا کرین تو یہ گویا جبر نقصان
جماعت نہ پانے کا ہوا اور یہ نماز جماعت مین بطور اتم واکمل وافضل موجود ہے تو نماز نفل کا جماعت
کے طور پر بکرر پڑھنا ثابت ہوا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ حدیث سے بھی اس کی اصلیت ہے تو
معلوم ہوا کہ اس نماز کا مسجد مین بجماعت پڑھنا مخالف سنت نہیں ہے خصوصاً جبکہ پڑھنے والونکا
ارادہ اس سے نیک امر مین مدد دینا ہو شیخ عزالدین کہتے ہین کہ چھٹی وجہ یہ ہے کہ یہ نماز مخالف سنت ہے
کیونکہ روزہ کھولنے مین جلدی کرنا حدیث صحیح سے ثابت ہے مگر اس نماز کے پڑھنے والے اسکو
مغرب وعشا کے درمیان مین پڑھتے ہین اور جمعرات کے دن روزہ کو عشاء کے بعد کھولتے ہین ساتوین
وجہ یہ ہے کہ اس نماز مین جب دل بھوک اور پیاس مین متعلق ہوگا تو نماز مین کیا لگے گا خصوصاً
گرمیون کے زمانہ مین اس کا جواب یہ ہے کہ ابن الصلاح اسکے قائل نہین ہین بلکہ وہ یہ کہتے ہین کہ
نماز پڑھو اور اُسکی خصوصیتون کو چھوڑ دو کہ یہ زائد چیزین ہین مگر یہ اعتراض ابن الصلاح پر نہین ہو سکتا ہے
بلکہ اُسپر ہو سکتا ہے جو اُن چیزون کو کرتا ہو وہ البتہ برا کرتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ روزہ جلد افطار کرکے
اسکے بعد نماز پڑھے تاکہ سنت کے موافق ہو جائے اور شیخ عزالدین کہتے ہین کہ آٹھوین وجہ یہ ہے
کہ اس نماز کے بعد دو سجدہ علیحدہ علیحدہ کیے جاتے ہین وہ کروہ ہین ابن حجر کہتے ہین کہ ایک مذہب
پر وہ کروہ تحریمی ہین کیونکہ شریعت مین تقرب الی اللہ کے لیے کہین صرف ایک سجدہ نہین آیا ہے اور
اس مین ایک اعتراض اور بھی ہے وہ یہ کہ نسائی نے اور نیز حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہے
اور نسائی کی روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ آپ کہتے تھے کہ بدر کے دن مین تھوڑی دیر
لڑا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا کہ دیکھون آپ کیا کرتے ہین دیکھا تو آپ سجدہ مین فرما رہے
تھے یاحی یاقیوم یاحی یاقیوم پھر مین لڑائی مین پلٹ گیا پھر جب واپس آیا تو دیکھا کہ آپ سجدہ
مین وہی فرما رہے ہین بعد اسکے اللہ نے آپ کو فتح عنایت کی تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت نے اللہ سے ایک سجدہ کرکے فتح مانگی اور اسکو ان دو نامون کے پڑھنے سے بڑھایا تو گویا آپنے

فتح مانگنے کو بذریعہ سجدہ کے اختیار کیا کیونکہ حدیث مین ہے کہ بندہ کو اُسکے رب سے قریب ترہونیوالی
وہ حالت ہے کہ جب وہ سجدہ مین ہوتا ہے تو بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ کچھ شکر و تلاوۃ ہی
کے لیے منحصر نہین ہے بلکہ ہر حاجت کے لیے ہوسکتا ہے کیونکہ دعا اسی ذریعہ سے قبولیت کی طرف اقرب
ہوتی ہے کاتب الحروف کہتا ہے کہ سفر السعادت اور اُسکی شرح مین ہے کہ سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد
مین حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مکہ معظمہ سے مدینہ
طیبہ تشریف لیے جاتے تھے جب عزورا کے قریب جو ایک مقام کا نام ہے حرمین شریفین کے
درمیان مین پہونچے تو اونٹنی پر سے اُتر پڑے اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور تھوڑی دیر دُعا کی
اسکے بعد سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ مین رہے بعد اسکے سر اُٹھاکر دوبارہ دعا مانگی پھر سجدہ مین گئے
اور تین بار ایسا کیا جب لوگون نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مین نے اپنی امت کی شفاعت کی تو اللہ
نے تہائی اُمت کو بخشا تب مین نے سجدہ شکر کیا بعد اُسکے پھر دعا مانگی اور اُمت کی شفاعت کی
پھر تہائی امت اور بخشی گئی پھر مین نے سجدہ شکر کیا بعد اُسکے پھر دُعا مانگی پھر تہائی امت بخشی گئی
تب مین نے پھر سجدہ شکر کیا اور مسند امام احمد مین ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کوتاہ قد بدصورت ضعیف ناقص الخلقت کو دیکھا تو فوراً سجدہ شکر کیا اور فرمایا کہ مین اللہ سے
عافیت مانگتا ہون اور صحیح مین مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز جب لوگ ابی جہل کا سر آنحضرت کے
حضور مین لائے تو آپنے سجدہ کیا اور دوسری روایت مین ہے کہ آپنے دو رکعتین پڑھین شیخ عبد الحق
محدث لکھتے ہین کہ اس سے سجدہ کی تاویل کی صحت نماز مین معلوم ہوتی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام
مالک کا قول ہے لیکن اگر یہ سجدہ علاوہ ان دو رکعت کے ہو تو یہ تاویل صحیح نہوگی اس وجہ سے کہ اور
احادیث سے شکر کے واسطے صرف ایک سجدہ ثابت ہوتا ہے غایت الامر یہ ہے کہ اس روایت سے
نماز شکر کی شرعیت پائی جاتی ہے اور اسمین کوئی مضائقہ نہین مواہب لدنیہ مین ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۰ ہجری مین رمضان شریف کے مہینہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
یمن بھیجا جب آپنے وہان سے بذریعہ خط کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گذارش
کیا کہ ہمدان کے قبیلہ والے مسلمان ہوگئے اور آپنے وہ تحریر ملاحظہ فرمائی تو اُسی وقت اس نعمت کے
شکرانہ کا سجدہ کیا اور اُن سب کے لیے دعاء خیر فرمائی اور مکرر ارشاد فرمایا السلام علی ھمدان
السلام علی ھمدان چنانچہ اس قصہ کو بیہقی نے بھی باسناد صحیح روایت کیا ہے اور جسطرح کہ سجدہ شکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ویسے ہی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بھی منقول ہے

اسی طرح سفرالسعادت مین ہے کہ کعب بن مالک کو جب قبول توبہ کی بشارت ملی تو انھون نے بھی
شکر کا سجدہ کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر ملی تو آپ نے بھی
شکر کا سجدہ کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب ذوالثدیہ کو کہ جو سرداران خوارج سے تھا
کشتون مین مرا پڑا دیکھا تو آپ نے بھی شکر کا سجدہ کیا ان سب کے قصے شرح سفرالسعادت مین موجود
ہین ابن الصلاح کہتے ہین کہ دو سجدے اس نماز کے بعد جو ہین ہمارے ائمہ اسکی کراہت مین مختلف
ہین اگر کوئی ائمہ مین سے نزاع کرنیوالا ہو اور اُن کو مکروہ جانتا ہو تو وہ ان کو نہ کرے نماز کو کیون چھوڑ دے
تاکہ لوگ اس بزرگ وقت کو اس عبادت سے خالی نہ رکھین اور نماز کے ثواب سے محروم نہ رہین
شیخ عزالدین کہتے ہین کہ نوین وجہ یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ یہ دونون سجدے صحیح ہین تو تسبیح وغیرہ
کے شمار مین مشغولی یہ خشوع کے خلاف ہوگی اس کا جواب بھی اوپر ہو گیا ہے اور شیخ کہتے ہین کہ دسوین
وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب جمعہ کو قیام کے واسطے خاص نہ کرو الحدیث
اس کا جواب یہ ہے کہ ابن الصلاح یہ نہین کہتے کہ یہ نماز جمعہ ہی کی رات کو پڑھی جائے بلکہ اور راتون
کو بھی پڑھی جا سکتی ہے تاکہ مخالفت نہ رہے اور شیخ کہتے ہین کہ گیارھوین وجہ یہ ہے کہ اسمین سنت کے
خلاف اُس چیز کی مخالفت ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدون کے لیے اختیار فرمایا ہے
کیونکہ جب آپ پر سورہ سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اسکو اپنے سجدون مین رکھو
اور آپ کا ارشاد سبوح قدوس گو صحیح ہے اور آپ سے اس کا پڑھنا بھی ثابت ہے مگر اس کا
تنہا پڑھنا اور سبحان ربی الاعلی مین وہ تعریف ہے جو سبوح قدوس مین نہین ہے اور ابن حجر
کا قول بھی یہی ہے اور شیخ عزالدین کہتے ہین کہ اس گیارھوین وجہ مین اور بھی مختلف اعتراضات ہین
شیخ ابراہیم کردی لکھتے ہین کہ شاید ان اعتراضون مین سے ایک یہ بھی ہو کہ سیوطی نے جمع الجوامع
مین حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدون اور رکوعون مین سبوح قدوس و
رب الملائکۃ والروح بھی پڑھا کرتے تھے چنانچہ اسکو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور یہ معلوم
ہے کہ اولویت سے خلاف سنت لازم نہین آتا اور درصورت اس امر کی تسلیم کے جو اولویت مین شیخ
نے ٹھرایا یہ نہین لازم آتا کہ سبوح قدوس مین خلاف سنت ہو جیسا کہ ظاہر ہے حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رسالہ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ مین ماہ رجب کے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ یہ جو لوگون
مین مشہور ہے کہ اس مین لیلۃ الرغائب ہے اور اس سے مراد رجب کی پہلی جمعہ کی رات ہوتی ہے
اور مشایخ کے یہان اس رات کی نماز مشہور ہے مگر محدثین اسکے سخت منکر ہین امام محی الدین نووی

کہتے ہین کہ صلوۃ الرغائب اور شعبان کی پندرھوین رات کی نماز یہ دونون مسنون نہین ہین بلکہ بدعات قبیحہ مذمومہ ہین اور شیخ ابوطالب مکی کے قول پر جو قوت القلوب مین لکھا ہے فریفتہ نہین ہونا چاہیے نہ حجت الاسلام کی تحریر پر جو اُنھون نے احیاء العلوم مین ان دونون کے بارہ مین لکھا ہے اور نہ ان دونون کتابون کی مذکورہ حدیثون پر کیونکہ یہ باطل ہے شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے اسی بارہ مین ایک نفیس کتاب تصنیف کی ہے پھر اپنے فتوے مین بھی ان دونون کی مذمت اور قبح بیان کرکے لکھتے ہین کہ ان کا نہ پڑہنا اور ان سے اعراض کرنا اور اسکے کرنے والے کو بُرا جاننا اچھا ہے اور حاکم وقت کو اللہ اسکی توفیق دے کہ وہ لوگون کو انپر عمل کرنے سے منع کرے کیونکہ حاکم محافظ ہے اور ہر محافظ اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا چنانچہ بعضے علمار نے ان نمازون کی انکار اور مذمت اور اُن کے پڑھنے والون کی سفاہت مین کتابین لکھی ہین اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی نے لکھا ہے کہ یہ ہمارا مذہب اور مالکیہ اور علما حجاز اور اکثر فقہا مدینہ کا ہے اور شیخ موصوف نے اس بیان مین ایک کتاب لکھی ہے اسمین یہ حدیث کہ جس نے رجب کی ستائیسوین رات کو بارہ رکعتین پڑھین اس طور سے اور ان رکعتون کے کیفیت لکھی ہے پھر صبح کو روزہ رکھا اور کہا کہ یہ وہ رات ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی یہ حدیث موضوع ہے اور اس حدیث مین اور طریقے بھی ہین ان مین کچھ زیادتی ہے اور اسکی سند مین دو شخص کذب مین بدنام تھے اور اسی مین یہ حدیث ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ اور رجب کا مہینہ مغفرت اور جنون سے حفاظت کے لیے مخصوص ہے اور جس نے رجب مین روزہ رکھا تو وہ سب گناہون کی مغفرت کا حقدار ہوا اور سوا اس کے اور فضیلتین ہین سو یہ حدیث موضوع و مکذوب ہے اور اس کتاب مین شیخ نے بہت ایسی نمازین لکھی ہین کہ جنکی اصل بالکل سنت سے نہین ہے بلکہ وہ بدعات منکرہ ہین اور عوام سمجھتے ہین کہ یہ مسنون نمازین ہین اور اس بارہ مین اصل اور معتمد علیہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح اور ثابت ہو چکا ہے کہ جمعہ کی رات کو اور راتون سے بیداری کے لیے خاص نہ کرو اور نہ اس کے دن کو اور دنون سے روزہ کے واسطے مگر یہ کہ کوئی تم مین سے ورد کے واسطے روزہ رکھتا ہو اسیطرح اور حدیثون سے بھی معلوم ہوتا ہے تو ایسی نمازین بدعات منکرہ اور سنت مقررہ کے خلاف ہین بندہ ضعیف کہتا ہے کہ یہ تو محدثین کا بیان ہے جو اُنھون نے اپنے طور پر تحقیق اسناد اور احادیث کی نقل مین لکھا ہے مگر ان سے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارہ مین اسقدر مبالغہ کرتے ہین انکو

اتنا ہی لکھنا کافی تھا کہ ہمارے نزدیک یہ صحیح نہین ہے اور بڑا تعجب شیخ محی الدین نووی سے ہے کہ وہ باوجودیکہ فقہی باتون مین انصاف کا راستہ چلتے ہین اور حنفیہ کے ساتھ تعصب نہین کرتے جیسے کہ علمار شافعیہ کی عادت ہے تو یہ امر کہ جسمین ہماری بحث ہے قابل انکار نہ تھا کیونکہ مشائخ عظام وعلمار کرام کی جانب منسوب ہے اور مولف جامع الاصول نے اپنی کتاب مین ایک حدیث رزین کی کتاب سے لکھی ہے باوجودیکہ اس کتاب کا موضوع صحاح ستہ کی احادیث جمع کرنا ہے تو جب مولف نے اُس کتاب مین کوئی حدیث اس باب کی نہ پائی تو اسکو اور کتابون مین سے پورا کرنے کے لیے لائے چنانچہ لکھتے ہین کہ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ الرغائب کی نماز کا ذکر فرمایا کہ جو رجب کی پہلی جمعہ کی رات کو درمیان مغرب اور عشا کے بارہ رکعتین پڑھی جاتی ہین بیچ سلام سے یعنی دو دو رکعتین علحدہ علحدہ پڑھے اور ہر ہر رکعت مین بعد الحمد کے تین تین بار سورہ انا انزلنا اور بارہ بارہ بار سورہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور بعد فارغ ہونے کے سلام کے بعد اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ ستر بار پڑھے پھر ایک سجدہ کرے اور اُس سجدہ مین سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح ستر بار پڑھے پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انت العلی الاعظم[1] اور ایک روایت مین الاعز الاکرم ہے ستر بار پڑھے پھر سجدہ کرے اور وہی کہے جو پہلے سجدہ مین کہا تھا بعد اسکے سجدہ ہی مین اللہ سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالی اُسکو رد نہین کرے گا صاحب جامع الاصول کہتے ہین کہ یہ وہ حدیث ہے جو مجھکو رزین کی کتاب مین ملی صحاح ستہ مین سے کسی کتاب مین نہین ملی مگر یہ حدیث مطعون ہے اور بہجۃ الاسرار مین بھی لیلۃ الرغائب کا تذکرہ حضرت غوث پاک رض کے حال مین آیا ہے اُسمین ہے کہ ایک بار مشائخ جمع ہوئے اور وہ شب لیلۃ الرغائب کی نہ تھی تا آخر پھر یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ عبدالوہاب اور شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ ایک بار شیخ بقا بن بطو جمعہ کے دن صبح کے وقت پانچوین ماہ رجب سنہ پانسو تینتالیس مین ہمارے والد شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ مین آئے اور ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ مجھ سے تم نے آج اسوقت میرے آنیکا سبب نہین پوچھا مین نے رات کو ایک نور دیکھا جس سے تمام دنیا روشن ہو گئی اور وہ روشنی اطراف عالم مین پھیل گئی اور اسمین مین نے صاحبان اسرار کے اسرار دیکھے جسمین سے بعض اسرار اُن سے متصل تھے اور بعض ایسے تھے کہ کوئی مانع اُن کو اتصال سے روک رہا تھا اور جو متصل تھے

[1] اے اللہ بخش اور رحم کر اور درگذر کر اُن باتون سے جو تو جانتا ہے اور تو برتر اور زیادہ علم والا ہے

اُن کا نور دگنا تھا مین نے اُس نور کا چشمہ تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت شیخ عبد القادر ہین پھر
مین نے اُسکی حقیقت دریافت کرنا چاہی تو معلوم ہوا کہ وہ اُن کے شہود کا نور تھا جو اُن کے قلب
کے نور کے مقابل تھا اور یہ دونون نور آپسمین ایک دوسرے کو قدح کرتے تھے اور دونون کی روشنی
اُنکے آئینہ حال پر روشن تھی اور اُس سے ساری دنیا روشن تھی اور جو فرشتے اس رات کو نازل ہوتے
تھے وہ سب اُن سے آکر مصافحہ کرتے تھے اور اُس معاملہ کا نام الشاہد والمشہود تھا دونون صاحبزادون کا
بیان ہے کہ پھر ہم اپنے والد کی خدمت مین حاضر ہوے اور ہم نے پوچھا کہ کیا آپنے آج رات کو
صلوٰۃ الرغائب پڑھی تھی تو آپ نے یہ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ جسوقت میری آنکھ نے
دوستون کی صورتین دیکھ لین یہی میری نماز لیلۃ الرغائب ہوئی اور وہ صورتین ایسی ہین کہ جب اپنا
جمال ظاہر کر دیتی ہین تو تمام عالم روشن ہو جاتا ہے اور جس نے حُب کو اُسکے حق کے موافق پورا
نہین کیا تو اُس نے کوئی واجب ادا ہی نہین کیا اور تنزیہ الشریعۃ مین احادیث موضوعہ مین
جو حدیث انس بن مالک سے مرفوعًا ہے اُسمین لکھا ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا
مہینہ ہے اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے تو کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
آپ جو فرماتے ہین کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اسکے کیا معنی ہین فرمایا کہ یہ مہینہ مغفرت سے مخصوص ہے
اور اسی حدیث مین ہے کہ رجب مین پہلے جمعہ کی رات نہ بھولو کیونکہ یہ وہ رات ہے جسکو فرشتے
رغائب کہتے ہین اور اسی حدیث مین ہے کہ جو کوئی جمعرات کے دن ماہ رجب مین روزہ رکھے پھر
مغرب اور عشا کے درمیان یعنی شب جمعہ کو بارہ رکعت نفل پڑھے اور کل کیفیت نماز بیان کر کے لکھا ہے
کہ اسکے اسناد مین راوی علی بن عبد اللہ ہے جسکے متعلق ابن جوزی کا قول ہے کہ یہ شخص اس
حدیث کی وضع مین متہم ہے اور اسکو کاذب بھی کہتے ہین کیونکہ مین نے اپنے اُستاد کو یہ کہتے سنا ہے
کہ اسکے سب راوی مجہول ہین اور مین نے ان کا حال تمام کتابون مین تلاش کیا مگر کہین نہین ملا
حافظ عراقی اپنے امالے مین لکھتے ہین کہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر سلامی نے تساہل کیا جو اس
حدیث کو امالی بن حصین کی چودھوین مجلس مین لکھ کر یہ لکھدیا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور انس کی
حدیث مرفوع کہ جس نے رجب کی پہلی رات کو نماز مغرب کے بعد ۲۰ رکعتین پڑھین پھر اس کے
آخر مین لکھا کہ وہ صراط پر سے بجلی کی طرح بے حساب و بے عذاب گذر جائیگا اسکو جوزقانی نے روایت
کیا ہے مگر اس مین بھی مجہول راوی ہین اور یہ حدیث کہ جس نے ماہ رجب مین ایک روزہ رکھا اور
چار رکعت نفل پڑھی اسطرح سے کہ اول رکعت مین آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ

ستّو بار تو وہ جبتک اپنا قیام گاہ جنت مین نہ دیکھ لے گا تب تک نہین مریگا ابن جوزی کہتے ہین
کہ اسکے راوی بھی مجہول اور متروک ہین اور یہ حدیث کہ جو ستائیسوین شب ماہ رجب مین بارہ رکعتین
نفل پڑھے اور ہر رکعت مین فاتحۃ الکتاب اور کوئی سورۃ پڑھے اور جب فارغ ہو تو بیٹھے بیٹھے ساتبار
سورۂ فاتحہ پڑھے پھر چار بار[لے] سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کے ساٹھ برس کے گناہ معاف
کردے گا اور یہی وہ رات ہے جسمین اللہ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت دی مگر اس حدیث کو
ابن حجر ابن جوزی کے موضوعات مین داخل کہتے ہین حالانکہ ان کے موضوعات مین یہ نہین پائی
جاتی ہے شاید کسی اور نسخہ مین ہو کاتب الحروف کہتا ہے کہ شیخ ابراہیم کُردی لکھتے ہین کہ یہ جو
صغانی کا قول ہے کہ احادیث موضوعہ مین سے وہ حدیثین ہین جو رجب کی فضیلت مین آئی ہین
اور یہ قول کہ الرجب شہر اللہ وشعبان شہری ورمضان شہر امتی اور ہر مہینہ و دن رات
کی فضیلت یہ سب جھوٹ ہے تو مین کہونگا کہ ان سب کے موضوع ہونے کا حکم ٹھیک نہین
کیونکہ حدیثین اس بارہ مین بہت سی آئی ہین جن مین بعض موضوع نہین ہین بلکہ غایت کار یہ ہے
کہ ان کو ضعیف کہا جائے چنانچہ منجملہ اُن کے یہ حدیث مرفوع ہے کہ جنت مین ایک نہر ہے جس کو
رجب کہتے ہین اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو رجب مین روزہ
رکھے گا تو اللہ اُسکو اُس نہر کا پانی پلاوے گا سیوطی فتاوی حدیثیہ مین لکھتے ہین کہ یہ حدیث موضوع
نہین ہے بلکہ اُس ضعیف اقسام سے ہے جسکی روایت فضائل مین جائز ہے اور اس حدیث کو ابو الشیخ
بن حیان نے کتاب الصیام مین اور اصبہانی اور ابن شاہین نے ترغیب مین اور بیہقی وغیرہ نے
روایت کیا ہے حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اسکی سندون مین وہ شخص نہین ہے جسکے حال کے
متعلق غور کرنے کی ضرورت ہو سوا منصور بن زیادہ اسدی کے اور اُن سے ایک جماعت نے
روایت کی ہے لیکن مین اُسمین تعدیل نہین پاتا اور ذہبی نے بھی اسکو میزان مین لکھا ہے مگر ضعیف
لکھا ہے اور یہ جامع صغیر مین بھی ہے جسکے بارہ مین خود سیوطی لکھتے ہین کہ مین نے اسکو وضاع
اور کذاب سے بچایا ہے اور شیرازی کی طرف القاب مین اُسکو منسوب کیا ہے اور بیہقی کی طرف
حضرت انس سے تو یہ بات معلوم ہوئی کہ فتاوی مین جو سیوطی نے وغیرہ کی لفظی لکھی ہے اس سے

[لے] یعنی ہم تسبیح کرتے ہین اللہ کی اور حمد اُسی کے واسطے ہے اور سوا اسکے کوئی معبود نہین اور اللہ بزرگ ہے اور ہمکو گناہ سے بچنے اور عبادت کی طاقت نہین مگر اللہ کی توفیق سے ۱۲

مراد غالباً شیرازی ہین اور ان مین سے حضرت عباس کی حدیث مرفوع ہے کہ جس شخص نے رجب
مین ایک دن روزہ رکھا اُسکو ایک مہینہ کے روزہ کا ثواب ملے گا اور جو سات دن روزہ رکھے
تو اُسپر ساتون دوزخ کے دروازے بند ہو جائینگے اور جو دس دن روزہ رکھے اُسکی برائیان
اچھائیون سے بدل جائینگی۔ سیوطی اپنے فتاوی حدیثیہ مین لکھتے ہین کہ یہ موضوع نہین ہے
بلکہ ضعیف کی قسم سے ہے اسکو بیہقی نے باب فضائل الاوقات مین روایت کیا ہے اور اسکے
اور طریقے اور شواہد ضعیف ہین جو ثابت نہین ہوتی مگر یہ کہ موضوع نہین کہی جائیگی پھر سیوطی نے
جامع صغیر مین اسکو لکھکر ابی الفتح ابن ابی الفوارس کی طرف منسوب کیا ہے اور ابی الفتح نے
اپنے امالی مین حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت کی ہے سخاوی کہتے ہین کہ اسکو دیلمی وغیرہ نے
حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا اور رجب کے شہر اللہ ہونے مین ابی سعید خدری اور حضرت عائشہ
وغیرہما سے بھی ایک حدیث آئی ہے اور منجملہ اُسکے حدیث شعبان شہری و رمضان شہر اللہ
وشعبان المطہر و رمضان المکفر ہے سخاوی کہتے ہین کہ اسکو دیلمی نے انس بن یحیی حسینی سے
اُنھون نے اوزاعی سے اُنھون نے یحیی بن کثیر سے اُنھون نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت
کی کہ شہر رمضان شہر امتی یعنی رمضان کا مہینہ میری اُمت کا مہینہ ہے جسمین اُن کے گناہ
بخشے جاتے ہین جبکہ کوئی مسلمان اُس مین روزہ رکھے اور جھوٹ نہ بولے اور اسکو خوش خوش
افطار کرے تو وہ اپنے گناہون سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے سانپ کینچلی چھوڑکر نکل جاتا ہے اور
جامع صغیر مین یہ حدیث ان الفاظ سے ہے کہ شہر رمضان شہر اللہ وشعبان شہری و
شعبان المطہر و رمضان المکفر اور اسکو ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
اور بعض مخصوص دنون اور راتون کی فضیلت مین بھی بہت سی حدیثین آئی ہین ازانجملہ یہ حدیث ہے
کہ چار راتین ہین کہ وہ اپنے دنون کی طرح ہین اور اُن کے دن راتون کی طرح ان مین اللہ تعالی
بیمار کو اچھا کرتا ہے اور قیدی کو آزاد کرتا ہے اور بہت ثواب دیتا ہے وہ کون ہین شب قدر اور
اُسکی صبح اور شب عرفہ اور اسکی صبح اور شب برات اور اسکی صبح اور شب جمعہ اور اسکی صبح اسکو
سیوطی نے جمع الجوامع مین دیلمی کی روایت سے حضرت انس کی طرف نقل کیا ہے لہذا یہ کسی کو
نہین مناسب ہے کہ جس حدیث کو خود کسی کتاب مین نہ دیکھے اُسکو صرف اپنے نہ دیکھنے کی وجہ سے
موضوع اور بے اصل کہدے بلکہ اولی اور احوط یہ ہے کہ کہدے کہ مین اسکی اصل سے نہین واقف
ہون اور اُسکے نہ جاننے سے دوسرے کا نہ جاننا نہین لازم آئے گا کیونکہ پورا پورا احاطہ احادیث پر

کسی کو نہین ہوتا اور حافظ حدیث حجت ہے غیر حافظ پر بلکہ ایک ہی شخص باعتبار اپنے معلومات حدیث مین اپنے معلومات
اعتبار سے ایک وقت کہدیتا ہے کہ یہ حدیث کتب حدیث مین نہین ہے اور پھر دوسرے وقت
وہ کسی دوسری کتاب مین نظر پڑ جاتی ہے چنانچہ اسی قبیل سے حافظ جلال الدین سیوطی کو انکی
کتاب الشافع العی علی مسند الشافعی مین واقع ہوا رافعی سے حضرت عائشہ کی اُس حدیث کو نقل
کرنے کے بعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ان پانچون نمازون کو پوچھا تو آپ نے
فرمایا کہ یہ میرے آبا اور اخوان کا ورثہ ہین لیکن ظہر کی نماز کا یہ وقت اسوجہ سے ہے کہ آفتاب
ڈھلتے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تھی اور اُنھون نے
اُسی وقت چار رکعتین پڑھی تھین تو اللہ نے وہی میری اور میری امت پر گناہون سے چھوٹنے
کے لیے فرض کردین سیوطی کہتے ہین کہ اس حدیث کی سند مجھے نہین معلوم ہوئی اور نہ کتب احادیث
موجودہ بالفعل مین ہے اسی جگہ سے حفاظ متاخرین کہدیتے ہین کہ اسکی اصل نہین اور متورعین
کہتے ہین کہ ہم اسپر واقف نہین ہوے میرے نزدیک یہی کہنا بہتر ہے کیونکہ مین نے سُنا ہے
کہ حافظ ابن حجر سے کسی نے پوچھا کہ یہ حدیثین جنکو ائمہ شافعیہ وحنفیہ اپنی کتب فقہیہ مین بطور حجت
لاتے ہین اور وہ کتب حدیث مین نہین پائی جاتین تو ان کا کیا حکم ہے اُنھون نے جواب دیا کہ
اکثر کتب حدیث پورب کے شہرون کے فتنون کی وجہ سے معدوم ہوگئین شاید یہ حدیثین انہین
ہون اور ہم کو نہ پہونچی ہون پھر سیوطی اس قول کے بعد لکھتے ہین کہ مجھکو رافعی کی مرویہ حدیث
معلوم ہوئی کہ یہ ابن عساکر کی تاریخ سے بسند ضعیف روایت کی گئی ہے تو دیکھیے کہ حافظ ابن حجر نے
یقینی نہین کہدیا کہ ان حدیثون کی کوئی اصل نہین باآنکہ یہ حدیثین کتب موجودہ بالفعل مین
نہین پائی جاتی ہین اور ابن حجر نے اس احتمال مذکورہ کی وجہ سے ان کو بے اصل نہین کہا
حالانکہ وہ اپنے زمانہ مین احفظ حفاظ حدیث تھے سیوطی نے ان کے حال مین لکھا ہے کہ

شیخ الاسلام وامام الحفاظ فی زمانہ وحافظ الدیار المصریہ وحافظ الدنیا مطلقا قاضی

القضاۃ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الکنانی الشافعی

العسقلانی ثم المصری اُنھون نے اپنے شیخ ابو الفضل عراقی کی صحبت اُٹھائی اور فن حدیث
مین کامل ہوے اور کل فنون مین بھی اور محدث الرجال محب الدین محمد جار اللہ بن عبد العزیز
بن فہد مکی اپنے اُستاد حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی کے حال مین لکھتے ہین کہ
مین نے تو متاخرین حفاظ مین خدا کی قسم انکا مثل نہین دیکھا اور جو شخص انکے مؤلفات کو دیکھے

وہ جان سکتا ہے سخاوی نے اپنے اُستاد کے متعلق کہا کہ مین نے کسی کو حافظ زیادہ اپنے استاد
حافظ شہاب الدین احمد بن حجر کتانی سے نہین دیکھا اور اسیطرح ابن حجر نے اپنے استاد حافظ زین الدین
عبد الرحیم بن حسین عراقی کے متعلق کہا کہ مین نے ان سے بڑھکر کوئی حافظ نہین دیکھا تو وہ حافظ
جو کسی حدیث کے موضوع ہونیکے حکم دینے کے درپے ہو اُسکے واسطے بہتر یہی ہے کہ بغیر تجسس
و تفحص امکانی کوئی حکم ندے اب کیا کہا جائے حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن جوزی کے
سہل انکاری کو جو اُنھون نے اپنی کتاب الموضوعات مین کی ہے باانیہمہ وہ اپنے اصول
معتمدہ پر مطلع تھے اور اسی یاد کی وجہ سے اُنھون نے تساہلاً ان حدیثون کو موضوعات مین
داخل کردیا جو موضوع نہین ہین بلکہ یا ضعیف ہین یا حسن یا صحاح اور یہ سب ان اصول مین
موجود ہین جو اس زمانہ مین پائی جاتی تھین حافظ سیوطی نے کتاب التعقبات علی الموضوعات
مین لکھا ہے کہ ابن جوزی کی کتاب الموضوعات پر حفاظ متقدمین و متاخرین نے تنبیہ کی ہے کہ
اسمین بہت تساہل ہے اور بہت سی حدیثین جو موضوع کہی گئین وہ موضوع نہین ہین بلکہ
ضعیف ہین اور بعضے حسن اور بعضے صحاح اسمین ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے جسپر حافظ ابو الفضل
ابن حجر کو تنبہ ہوا ہے حالانکہ اسکو ابن جوزی نے موضوعات مین لکھدیا ہے اور مین نے اس مین
صحیح بخاری کی ایک حدیث حماد بن شاکر کی روایت سے دیکھی ہے جو اُنھون نے موضوعات
مین لکھی ہے اور بخاری نے اسکو صحابی سے روایت کیا اور اُس نے اسکو بخاری سے اور طرح
نقل کیا ہے حافظ ابن حجر کہتے تھے کہ ابن جوزی کا تساہل موضوعات مین اور حاکم کا مستدرک
مین یہ نافع نہین ہے اس واسطے کہ کوئی حدیث ان دونون مین ایسی نہین ہے جسمین کہ تساہل
نہوا ہو تو جو شخص کسی حدیث کو مستدرک اور موضوعات سے نقل کرے اُسکو چاہیے کہ تحقیق کرکے
نقل کرے محض حاکم اور ابن جوزی کی تقلید سے کام نلے پھر سیوطی کا قول ہے کہ اسکی کتاب
مین تین سو حدیثون کے قریب ایسی ہین جو موضوعات مین داخل نہین ہوسکتی ہین از انجملہ صحیح مسلم
کی ایک حدیث ہے اور صحیح بخاری مین حماد بن شاکر کی روایت سے ایک حدیث ہے اور امام
احمد کی مسند مین اڑتیس حدیثین ہین اور سنن ابی داؤد مین نو حدیثین ہین اور جامع ترمذی مین
تیس حدیثین ہین اور سنن نسائی مین دس حدیثین ہین اور سنن ابن ماجہ مین تیس حدیثین ہین
اور مسند و مستدرک حاکم مین ساٹھ حدیثین ہین تو پوری حدیثین جو ان چھ کتابون اور مسند و مستدرک
مین ہین ایک سو تیس حدیثین ہوئین اور اسمین بیہقی کی تالیفات سے سنن اور شعب اور

دلائل وغیرہا ہین اور صحیح ابن خزیمہ اور اُن کی کتاب التوحید اور صحیح ابن حبان اور مسند دارمی
اور تاریخ بخاری اور رسالہ خلق افعال العباد اور رسالہ جزءالقرارت بخاری اور سنن دارقطنی کا
بہت سا حصہ ہے پھر دوسری جگہ اُسی کتاب مین لکھا ہے کہ ذہبی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ
مین نے سیف احمد بن ابی المجد حافظ کی تحریر سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے کہ ابن جوزی نے کتاب
الموضوعات لکھی اور اُسمین وہ حدیثین جو عقل اور نقل دونون کے مخالف تھین اُنکو موضوع لکھنے
مین تو اُس نے اچھا کیا باقی اُن حدیثون کو جو اُس نے موضوع کہا کہ جنکے کسی ایک راوی پر کسی
شخص نے کلام کیا ہے جیسے کہدیا کہ فلان ضعیف ہے یا قوی نہین ہے یا یہ حدیث اُس قسم سے
ہے جسکے بطلان کے بہت سے شاہد ہین اور اُسمین کتاب وسنت کی مخالفت ہے اور نہ اجماع
وحجت اسپر شاہد ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے سوا اسکے کہ کسی راوی مین کسی نے کلام کردیا ہے
تو ایسی حدیث کو ابن جوزی کا موضوع کہدینا اچھا نہین ہے بلکہ ظلم وستم ہے حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی اپنے رسالہ توصیل المرید الی المراد بیان احکام الاحزاب والاوراد مین لکھتے
ہین کہ محدثین کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اُس عمل منصوص کو اعتبار کرتے ہین جو صحیح نقل سے ثابت ہوا ہو
کہ فضائل اعمال مین حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے خاصکر جبکہ وہ ضعیف کئی طریقون سے
مروی ہو اور ایک طریقہ سے دوسرے طریقہ کی تقویت ہوتی ہو اور فقہا کا طریقہ معنی اور علت
حکم اور قاعدہ کا اعتبار کرنا ہے مگر جبکہ نص صریح اسکے مقابل پڑے اور اکثر نمازین دنون اور ہفتون
اور مہینون اور وقتون اور رات دن کی محدثین کے نزدیک ثابت نہین ہین بلکہ جو آثار واحادیث
ان موسمون کی نمازون کے بارہ مین وارد ہوئی ہین وہ موضوع اور باطل ہین صلوٰۃ لیلۃ الرغائب
جو رجب کی پہلی جمعہ کی رات کو خاص کیفیت سے پڑھتے ہین اور مشائخ مین مشہور ہے تو وہ محدثین
کے نزدیک موضوعات سے ہے ایسی ممانعت اور اسکی مذمت مین عجیب شدت اور سخت انکار کرتے
ہین اور جو حدیث اس بارہ مین مشائخ نقل کرتے ہین وہ مطعون ہے اور جو نمازین کہ شعبان کی پندرھوین
رات کو جسکو عوام شب برات کہتے ہین پڑھتے ہین اور عاشورہ کی نماز وغیرہ ان کا بھی یہی حکم ہے
شب برات مین سوا قیام اور طویل سجدہ کے معہ اُن دعاؤن کے جو اسمین منقول ہین اور قبرون کی
زیارت اور اہل قبور کے لیے دعا واستغفار اور عاشورہ مین سوا روزہ اور توسیع طعام کے کچھ
ثابت نہین ہوا ہے اور توسیع طعام کی بھی حدیثین ضعیف ہین مگر تعدد طرق نے اس نقصان کا
جبر کردیا ہے اور عاشورہ کے روزہ کی تاکید بہت آئی ہے جامع الاصول مین صحیح حدیث سے

مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزہ اور سنت فجر اور ہر مہینہ مین تین دن کے
روزہ سفر اور حضر مین ترک نہین کرتے تھے اور اور اعمال جنکو خصال عشرہ کہتے ہین جیسے غسل کرنا او
سُرمہ لگانا اور ایسے افعال عاشورہ کے دن صحیح نہین سوا روزہ کے اور چھ روزہ شوال کے بھی
صحت کو پہونچے ہین اور اور حدیثین جو اس بارہ مین وارد ہوئین صحاح اور حسان اور ضعاف
اور موضوعات ان کو مین نے کتاب ماثبت بالسنۃ فی ایام السنہ مین لکھا ہے اور اکثر مشائخ دیار عرب کا
طریقہ خاصکر اہل مغرب کا محدثین کے طریقہ کے موافق ہے اور ان لوگون کا مقولہ ہے کہ حدیث
صحیح سے اخذ کرنا طالب کو بہت کافی ہے اور اس قسم کے اعمال اور عبادات بعضے مشائخ متاخرین
کے معمولہ تھے اور انکے وظیفون مین منقول ہین امام محمد غزالی نے احیاء العلوم مین اور شیخ
ابوطالب مکی نے قوت القلوب مین ان کو لکھا ہے اور مجملی اشارہ مین نے اس کی توجیہ کی طرف
گذشتہ وصل مین کردیا ہے جہان پر لکھا ہے کہ محدثین کا طریقہ یہ ہے اور یہ اعمال انکے نزدیک ثابت
نہین ہین یعنی ان مین جو اختلاف ہے وہ طریقہ کے اختلاف کی وجہ سے ہے اگر کوئی چیز انکے
نزدیک ثابت نہو تو یہ لازم نہین کہ وہ دوسرے کے نزدیک بھی ثابت نہو خلاصہ کلام یہ ہے کہ
ان اعمال اور طریقون کو ایک جماعت مشائخ نے جو ان کے قائل اور عامل ہین اپنے مشائخ سے
دیکھا اور سنا اور ان مشائخ کو وہ دوسرون سے پہونچی ہین اور ان دوسرون نے ان کو بحسن ظن
اور ترک اتہام راویون سے قبول کیا اسیطرح شدت حرص اور ولع بہ تعبد اور تمسک اور اعتقاد
حُسن عبادت اور استحسان طاعت مطلقاً اور بالعموم بے قطع نظر خصوصیت وقت وحال کے
اور محدثین کا طریقہ تحقیق اور تفتیش احوال اور تزکیہ وتعدیل رجال اور تفرس اور حزم تصحیح اسناد
ہے باجملہ تصحیح اور تحقیق احادیث وآثار انکے زمانہ مین ہوئی اور اس بارہ مین اعتماد ورجوع
بھی ان پر ایسا ہے جیسے کہ احوال نفس اور اسکے مکائد کی تحقیق اور باطنی حالات کے صحت اور
اسکے دقائق مین حضرات صوفیہ پر اور حلال وحرام اور صحت وفساد اعمال مین فقہا پر اور تینون
گروہ ایک دوسرے کے محتاج ہین اور ایک دوسرے کے ممد ومعاون بھی اور جسمین کہ ان
تینون طریقون کی جامعیت ہو وہ وجوہ حیثیات سے محفوظ ہوگا امام مسلم مقدمۂ صحیح مسلم مین لکھتے
ہین کہ موضوع احادیث کا وجود اور ان کا شیوع اکثر صلحاء متورعین سے ہوا ہے یعنی جس
شخص نے اُن سے کوئی ایسی حدیث نقل کی کہ جو حکم وقاعدۂ شریعت کے معارض اور مخالف
نہین ہوئی اور سچے بھی معلوم ہوئے اسکو ان لوگون نے اپنے حسن ظن اور احتمال صدق سے

مان لیا اور اُسپر عمل کیا اور اسکی روایت کی کیا کوئی گمان کرسکتا ہے کہ کوئی مسلمان پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرے گا اور اپنی طرف سے حدیث بنائے گا اور اسکو حضرت کا
ارشاد کہے گا اور اُس وعید کا مستحق ہوگا جو اس بارہ مین وارد ہے کہ جس نے قصداً مجھپر جھوٹ
باندھا تو وہ شخص اپنا ٹھکانا دوزخ سمجھ لے یا ان کو نہین معلوم کہ اغراض نفسانی اور دواعی شہواتی
آدمیون مین کسقدر ہین باانہمہ کہ ان مین ایسے بھی ہین کہ جو حدیثون کا ترغیب و ترہیب کے لیے
بنانا تجویز کرتے ہین اور اس مشرب کو بعضے متصوفہ کی طرف منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ
جھوٹ ہے اور اکثر حدیثون مین وضع وافترا اہل تقلید اور اہل بدع و ہوا کا ترویج مذاہب اعمال
کی غرض سے ہوا اور معلوم ہے کہ ان اعمال کی روایت کتب احادیث صحاح مین نہین آئی اور انکی
تصحیح ہوئی اسکے کرنے والون پر طعن ورد کیا ہے اور میرے نزدیک شائح کی یہی سندین ہین مگر یہ
مسئلہ ظنی ہے قطعی نہین ہے یہان بحث راجح و مرجوح مین ہے اور امر حق ہی پیروی کے لائق
ہے تو معلوم ہوا کہ ان اعمال اور ان روایات پر اعتماد کرنے کی بنا ر تسامح اور تساہل اور حسن ظن
اور حرص قصد ہے محدثین کہتے ہین کہ یہ ارشاد من بلغہ اتاہ منا فضیلۃ لیعمل بھا اصابھا وان لم یکن
یہ حدیث ضعیف ہے رہی حدیث موضوع تو اسپر عمل بھی جائز نہین اور اُسکی روایت بھی حرام ہے
اگرچہ قاعدہ کے موافق ہو اور کچھ شک نہین کہ وضع کا حکم اور قطع کی امید اس بارہ مین فضول
ہے اور اس طرح کے ائمہ اور راہبین کے حکم پر اعتماد اور بھروسہ کرنا بھی اور ممارست کلام نبوت
بلکہ اُسکی شناخت اور حکم ذوق وجدان کو اسکے بیان کرنے مین بعضے مقامات پر بہت دخل ہے
اور بعضے قرینہ و علامات وضع جو بیان کیے ہین جیسے شیعی غالی کی روایت ائمہ اہل بیت نبوت کے
فضائل مین اور مبتدع ترویج مذہب کی روایت ظنیات مین کہ اس مین یقین کا دخل ہی نہین ہوتا
اور ایک وقت مین جھوٹ ہونا اور دوسرے وقت سچ ہونا محتمل ہوتا ہے چنانچہ بعضے نقاد محدثین
جن سے ابن جوزی وغیرہ ہین ایسے ہین کہ وہ موضوع کہدینے مین بہت مفرط اور متعصب ہین
غرضکہ دونون طرح سے مشکلات کا سامنا ہے اور اگر کچھ وسعت ہی بھی تو مختلف فیہ مین ہے اور
جس امر مین علماء فن اور ائمہ نے تصریح کردی ہے وہ واضح ہے اور مخالف سنت و روایت
خلاف حجت ہونا یہ حقیقت حال سے جہل اور اقوام کی عدم اطلاع پر مبنی ہے کیونکہ ایسے امور
پر علم واطلاع یہ کشف و ولایت کے طور کے لیے لازمی نہین ہے اور کوئی عذر زیادہ صاف

سلہ جو شخص مجھسے کوئی فضیلت کی بات پائے اور اسپر عمل کرے تو وہ ثواب پاتا ہے اگرچہ وہ صحیح نہو ۱۲

اس سے قابل قبول نہین ہے اور منکر تو سب سے زیادہ معذور ہے اور سچے بزرگون
کے طریقہ کی حقیقت حال اور ان کے اقوال کی توجیہ یا مشائخ کی عقیدت مین تعصب پر مبنی ہوتی
ہے یا علما اور اساطین ائمہ حدیث کے قول کے عدم اعتقاد پر اور درحقیقت دونون جانب کے متعصب
افراط وتفریط مین گرفتار رہین بہتر یہی ہے کہ متقشفہ فقہا اور جہلۂ صوفیہ سے کنارہ کر کے متوسط راہ
پر چلنا چاہیے کہ اسی مین بچاؤ ہے باقی سب خوف وخطر کا محل ہے امام محمد غزالی احیاء العلوم
مین اوراد کی تقسیم کر کے لکھتے ہین کہ ایک وظیفہ متمسکین متعبدین کا ہے کہ جن کا سوا ظاہری عبادت
اور اعمال جوارح کے کوئی کام نہین اسواسطے کہ تفکر و معرفت سے ان کو کوئی واسطہ ہی نہین ہوا اگر
وہ یہ اعمال نہ کرین تو بیکار بیٹھین اور اس کتاب کے یہ اعمال و اوراد انھین کے لیے ہین تاکہ وہ
اپنے اوقات ان سے معمور کرین دوسرے علما کے اوراد ہین جیسے علم کی اشاعت اور رواج دین
مثلاً درس و تدریس و تصنیف اور قرآن و حدیث کے معانی مین غور کرنا اور اسمین وقت صرف کرنا
اوران اوراد وطاعات کی ادائی لازمی نہین ہے اگرچہ یہ کام جو وہ کرتے ہین وہ اور کامون سے
افضل ہے حدیث مین آیا ہے کہ عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسی میری بزرگی تمھارے ادنی پر
اور دوسری روایت مین ہے کہ جیسے چودھوین رات کے چاند کی بزرگی باقی ستارون پر
میرے شیخ فرماتے تھے کہ عالم سے مراد وہ ہے جو فرائض اور رواتب کے ادا کرنے کے بعد
اپنے تمام اوقات علم کی اشاعت اور ایسے امور کے اشتغال مین صرف کرے اور عابد وہ ہے جو
علم ضروری حاصل کرنے کے بعد اپنے اوقات عبادت مین صرف کرے اسی وجہ سے علم کا نفع
وفائدہ عبادت سے زیادہ اور عالم عابد سے فاضل ہے اور متعلمین وارباب مناصب دینیہ کا
وظیفہ فتوی اور قضا وغیرہ ہے اور تیسرا وظیفہ عرفا اور مشغولین باطن کا وہ ربط قلبی خدا کے
ساتھ اور اسکی یادداشت ہے بعضے اُن مین ایسے ہوتے ہین کہ نوافل کے ادا کرنے کی فرصت
اُن کو نہین ہوتی کیونکہ مشغولی باطن بالطبع سکن و فرمن ہوتی ہے لیکن پھر بھی سکر اور غلبۂ حال
کی کشاکش مین رہتے ہین اور منتہی اور متمکن کا عمل ظاہر اور شغل باطن کمال پر اور علم وحال
اعتدال پر ہوتا ہے شیخ عالم عارف قیم فاروق سیدی احمد زروق[1] اپنی کتاب قواعد الطریقۃ
فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ مین لکھتے ہین کہ ناسک وہ ہے جو ہر وجہ ممکنہ سے فضائل اعمال

[1] یہ ابو العباس احمد بن احمد بن احمد بن محمد عیسے برنسی فارسی معروف برزروق تھے جمعرات کے دن آفتاب نکلتے
وقت ۲۸ محرم ۸۴۶ھ مین پیدا ہوے اُن کے والدین نے ان کے سات برس کے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۵ پر دیکھیے)

اور عبادات اخذ کرے بلا رعایت تصحیح اور تحقیق کے اگر تصحیح کرے تو اُسکو عابد کہین گے اور اگر احوط
پر مائل ہو تو متورع کہین گے اور اگر ترک و تجرید اختیار کرے تو زاہد کہلائیگا اور اگر تخلق و تعلق باسمار
الٰہی اختیار کرے تو وہ مرید ہے اور اگر تدبیر و اختیار نفس سے فانی ہو اور اپنے آپ کو بالکل اختیار حق
مین چھوڑ دے تو وہ عارف ہے اور کتاب قوت القلوب اور احیا مین ان تمام قسمون کے متعلق خوب
لکھا ہے اور اُن کا منظور نظر صرف فضائل اعمال کی نقل تفصیل و اجمال جس طور سے ممکن ہو ہے اور
یہی اسطرح سے کہ مخالف سنت یا کسی قاعدہ کا قطع یا باعث بدعت یا دافع اصل نہین ہے حتیٰ کہ بہت
سی حدیثون مین قائل ہوے ہین کہ انکی سندین باطل نہین ہین جیسے صلوٰۃ الرغائب اور ہفتہ کی
نمازین اور دعائین اور اوراد کہ جنکی اصل صحیح نہین ہے جیسے اعضاء وضو کے اذکار وغیرہ اور انکے
مطالب پر مخصوص دلیلین بھی ہین جنکا حال معلوم ہے غرضکہ اصل و فرع مین شعبے نکلنا یا اُن مین
فرق ہو جانا اُس شخص کے لیے جو اصل مرجوح الیہ رکھتا ہو کوئی ضرر نہین رکھتا اور جسکو ایسا نہین
ہے اُسکو تشویش اور تذبذب کا باعث ہوتا ہے تو قوت القلوب اور احیا کا مطالعہ اُس جماعت
کو نافع ہے جو ایسا طریقہ رکھتے ہون جنکا اعتقاد و اتباع وہ علم یا عمل یا حال مین کرتے ہون اور
باوجود اسکے احکام نفوس کی شناخت اور اُنکے حالات کی تحقیق اور معاملات و اشارات مین نظر
دقیق اور اخلاق حمیدہ و صفات رذیلہ اور اُنکی تحقیق ان دونون کتابون مین بے مثل ہے مگر تحقیق

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۵۴) ہو نیکے قبل انتقال کیا انھون نے علماء کبار دیار مغرب سے جیسے توری اور سجاجی اور استاد
ابو عبد اللہ صغیر اور امام امالی اور ابراہیم تازی و موسی دسخاوی مصری و رصاع دولمی اور اور بزرگون سے علوم اخذ کیے
انکے استاد سیدی زیتون نے ان کے بارہ مین کہا تھا کہ یہ ابدال سبعہ سے ہوگئے اور باوصف علو حال باطن کے انکی تصنیفات
ظاہری علوم مین بھی نافع اور مفید اور بہت ہوے ان مین سے ایک حاشیہ صحیح بخاری ہے جو نہایت عمدہ ہے اور شرح
رسالہ ابن زید فقہ مالکی مین اور شرح ارشاد ابن عساکر کی اور شرح مختصر خلیل فقہ مالکی مین اور شرح قرطبیہ اور شرح عافیہ اور شرح
عقیدہ قدسیہ اور مبین اور کئی شرحین حکم شیخ تاج بن عطاء اللہ اسکندرانی کی اور شرح حزب البحر اور شرح مشکلات حزب
اور شرح حقائق مقری اور شرح اسماء حسنی اور شرح مراصد ابو العباس احمد بن عقبہ حضرمی اور نصیحۃ کافیہ اور اُس کا مختصر اور
قواعد الطریقۃ یہ کتاب نہایت عمدہ ہے اور حوادث الوقت ایک کتاب ہے نہایت نفیس سو فصلون مین اپنے وقت کے
فقراکی بدعتون کی رد مین اور ایک چھوٹا رسالہ علم حدیث مین ہے اور بہت سے خطوط ہین اپنے دوستون کے نام کہ جو
آداب اور حکم و مواعظ و لطائف سلوک مین لکھے ہین غرضکہ یہ بڑے جلیل القدر تھے اور ان کا مرتبہ فضل و کمال بہت زیادہ
تھا یہ متاخرین مین اُن محققین صوفیہ سے تھے جو جامع حقیقۃ اور شریعت کے تھے اور اجلہ علماء جیسے قسطلانی و لقانی اور خطاب کبیر
اور طاہر بن زیان زواوی وغیرہ ان کے شاگرد تھے ان کی وفات طرابلس مغرب مین ماہ صفر ۸۹۹ھ مین ہوئی رحمۃ اللہ علیہ
کذا فی بستان المحدثین ۱۲ منہ

قوت القلوب مین زیادہ ہے اور احیاء العلوم مین تحقیق اسی وجہ سے قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی
کہا کرتے تھے کہ کتاب قوت القلوب سے نورانیت ملتی ہے اور کتاب احیاء العلوم سے علم **فائدہ**
شیخ ابن حجر مکی ہیتمی فتاوی حدیثیہ مین لکھتے ہین کہ صوفیہ کے وہ وظیفے جو اپنی عادتون کے موافق زمانہ سلوک
مین نمازونکے بعد پڑھتے ہین انکی اصل اصیل ہے بیہقی حضرت انس سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میر اللہ کو یاد کرنا کو جماعت کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک یہ مجھکو دنیا و مافیہا
زائد پسند ہے اور ابوداؤد نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ اگر مین ان لوگون کے ساتھ بیٹھون
جو اللہ کو صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک یاد کرتے ہین تو یہ مجھکو زیادہ پسند ہو چار غلام اولاد حضرت اسماعیل
سے خدا کی راہ مین آزاد کرنے سے اور ایسا ہی مجھے ان لوگون کے ساتھ بیٹھنا پسند آتا ہے جو اللہ کو
یاد کرتے ہین عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک چار غلام اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے
آزاد کرنے سے اور ابونعیم روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ذکر کی
مجلسون پر سکینہ[1] اترتا ہے اور فرشتہ جھکتے ہین اور ذاکرین کو رحمت ڈھانپتی ہے امام نووی
شرح صحیح مسلم مین باب فضل مجالس الذکر مین لکھتے ہین کہ اس حدیث سے ذکر اور مجالس ذکر اور
اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کی فضیلت معلوم ہوئی چاہے وہ ذکر کرنے والون کے ساتھ شریک ہو
اور فضیلت صالحین کی مجالس اور اُن سے برکت لینے کی بھی قاضی عیاض کہتے ہین کہ ذکر کی
دو قسمین ہین ایک ذکر زبانی دوسرے ذکر دلی اور ذکر دلی کی دو قسمین ہین ایک وہ جو ارفع و
اجل الاذکار ہے یعنی تفکر کرنا اللہ کی عظمت اور جبروت اور جلال اور ملکوت اور اسکی نشانیون
مین کہ جو آسمان و زمین مین ہین اور اسی سے حدیث خیر الذکر الخفی وارد ہے اور دوسرا
ذکر قلبی امر و نہی کے وقت اور محض زبانی ذکر ضعیف ترین اذکار ہے لیکن اسمین بھی فضیلت بہت ہے
جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور ابن جریر طبری وغیرہ کہتے ہین کہ سلف اسمین مختلف ہین کہ
کون ذکر افضل ہے زبانی یا دلی قاضی کہتے ہین کہ خلاف میرے نزدیک مجرد ذکر قلبی مین ہے

[1] یہ حدیث صحیح مسلم مین باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر مین ہے امام نووی اسکی شرح مین لکھتے ہین قاضی
عیاض کے نزدیک سکینہ سے مراد یہان رحمت ہے مگر یہ ضعیف ہے کیونکہ اسپر رحمت کا عطف ہے اور معطوف و معطوف الیہ
مین مغایرت ہونا ضروری ہے بعضے کہتے ہین کہ اس سے مراد طمانیت اور وقار ہے اور یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث
مین دلیل ہے مسجد مین جمع ہو کر قرآن پڑھنے کی فضیلت پر اور یہی جمہور کا مذہب ہے امام مالک اسکو مکروہ کہتے ہین
مگر ان کے بعضے اصحاب نے اس کی تاویل کی اور اسی کے حکم مین فضیلت اجتماع مدرسہ اور رباط وغیرہ بھی ہے اسپر
اسکے بعد والی حدیث دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ مطلق ہے اور کل جگہون کو شامل ہے ۱۲ منہ

جو بطور تسبیح و تہلیل وغیرہ کے ہو چنانچہ سلف کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ لوگ
اس ذکر خفی مین اختلاف کرتے ہون جسکو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے تو یہ ذکر لسانی کے قریب نہوگا
تو اس سے بڑھکر کیسے ہوسکتا ہے اور ذکر قلبی مین اختلاف صرف تسبیح وغیرہ سے ہے اور ذکر زبانی
سے مراد حضور قلب کے ساتھ ذکر ہے تو اگر ذاکر کی نیت محض لہو ہو تو وہ کچھ نہین اور جو ذکر قلب
کو ترجیح دیتا ہے اُس کا قول ہے کہ مخفی عمل افضل ہے اور جو ذکر زبانی کو ترجیح دیتے ہین وہ کہتے
ہین کہ اُسمین عمل زیادہ ہے جسقدر زیادہ زبان اُسپر عامل ہوگی اُتنا زیادہ ثواب پائیگی قاضی
کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ آیا ملائکہ ذکر قلبی کو لکھتے ہین یا نہین بعضے کہتے ہین کہ لکھتے ہین
اور اللہ تعالیٰ انکو ایک علامت بنا دیتا ہے جس سے وہ پہچان لیتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نہین
لکھتے اور اسکو سوا خدا کے دوسرا جانتا ہی نہین اور یہ صحیح ہے کہ ملائکہ لکھتے ہین اور ذکر زبانی
حضور قلب کے ساتھ تنہا ذکر قلب سے افضل ہے واللہ اعلم

ازرہ گذر خاک سر کوے شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

وصل بیان مین اُن اخبار و بشارات کے کہ جو بزرگان ماسبق نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وجود با جود کے ظہور کے متعلق دی ہین

نقل ہے کہ حضرت شیخ ابو محمد شنبکی[1] رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اوتاد عراق کے آٹھ ہین حضرت
معروف کرخی و حضرت امام احمد بن حنبل و حضرت بشر حافی و حضرت منصور بن عمار و حضرت جنید
و حضرت سری سقطی و حضرت سہل بن عبد اللہ تستری و حضرت شیخ عبد القادر جیلانی
رحمتہ اللہ علیہم اجمعین حاضرین نے پوچھا کہ شیخ عبد القادر کون ہین فرمایا کہ ایک عجمی شریف بغداد
مین ہونگے جنکا ظہور قرن پنجم مین ہوگا اور وہ رئیس صدیقین اور اوتاد و افراد کے اور قطب زمانہ
اور اولاد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونگے اور نقل ہے شیخ ابو محمد شنبکی سے اور
زبدۃ الآثار مین بھی یہ نقل کسی قدر زیادہ تصریح سے منقول ہے کہ شیخ ابو بکر بن ہوارا ذکر کرتے
تھے کہ عراق مین پانچوین قرن مین شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ظاہر ہونگے اور اُن کی بزرگی یون
بیان کرتے تھے کہ شیخ عبد القادر ایسے ہونگے جن کے افعال و اقوال کی اقتدا کی جائیگی اور انکی
برکت سے حق سبحانہ تعالیٰ اکثر لوگون کو اعلیٰ درجات پر پہونچائیگا اور اللہ تعالیٰ اُن کی وجہ سے

[1] شنبکی منسوب شنابکہ کی طرف جو ایک قبیلہ کردون کا ہے ۱۲ بہجۃ الاسرار

اگلی امتون پر قیامت کے دن فخر کرے گا نقل ہے کہ شیخ ابوالبرکات اسمعیل کہتے تھے کہ مینے
اپنے والد سے سنا اور اُنھون نے شیخ عزاز بطائحی[1] رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ بغداد مین
ایک جوان عجمی شریف عبدالقادر نام ہوگا اور وہ مرتبہ محبت مین بہت عالی مقام ہوگا اور
تمام عالم معہ کل اُن چیزون کے جو فضیلت کی حیثیتین رکھتے ہین اُسکے سپرد ہوگا اور اُس کو قدم
راسخ اور ید بیضا حقائق مین ہوگا اور زبان خاص اللہ کے حضور مین نقل شیخ ابوبکر عبداللہ
بن نصر تیمی[2] کہتے ہین کہ مین ایکبار شیخ سطر باذرانی کی زیارت کو گیا اُنھون نے میری بہت بزرگ
داشت کی مین مجھکر شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے حالات اُن سے بیان کرنے لگا تھوڑی
دیر کے بعد دیکھا کہ وہ وجد کی حالت مین ہین اور کہتے ہین کہ شیخ عبدالقادر ریحانتہ اللہ ہین
جس زمین پر ہونگے اُن سے اسرار اولیا ظاہر ہونگے اور وہ متکلم بہ کلام حق ہونگے اور حاکم نعمتون
پر جس ولی کو اُنکے زمانہ مین جو حال و مقام ملے گا وہ اُنھین کے ہاتھ سے ملے گا اور جب وہ
نظر کرینگے تو ہم اُن کی نظر مین ہونگے اور جب وہ سانس لین گے تو ہم اُنکی حمایت انفاس مین
ہونگے اور جب وہ قدم اُٹھائینگے تو ہم بھی اُنکے قدم کے سایہ مین ہونگے کذا فی تحفۃ القادریہ
حضرت شیخ عبدالحق زبدۃ الآثار مین لکھتے ہین کہ شیخ عزاز بطائحی کہتے تھے کہ سنہ چارسو ستاسی مین
بغداد مین ایک جوان عجمی شریف ظاہر ہونگے جنکا نام عبدالقادر ہوگا اُن کی ہیبت مین مقامات
ظاہر ہونگے اور اُن کی جلالت شان سے کرامات ہونگے اور وہ بہت غیور الحال اور رفیع المرتبہ
محبت مین ہونگے اور اُن کو تمام عالم سپرد ہوگا خاصکر قدم راسخ تمکین مین ہوگا کہ جس سے وہ
سب سے مقدم ہونگے اور اُن کو ید بیضا حقائق مین ہوگا اور وہ ازل مین ایسی فضیلت سے
ممتاز ہوے اور اُن کی خاص شان ہے حضرت قدس مین اور وہ اُن اولیاء اللہ ارباب مراتب
سے ہونگے جیسے متقدمین ہوچکے ہین رضی اللہ عنہ و عنہم نقل شیخ منصور بطائحی سے کسی نے حضرت
غوثیت مآب کا ذکر کیا حضرت کے شباب کے زمانہ مین تو شیخ منصور نے کہا کہ عنقریب ایک
زمانہ ایسا آئے گا کہ سب اُن کی طرف رجوع کرینگے اور عارفین مین اُن کا مثل مرتبہ مین کوئی
نہوگا اور اُن کی وفات ہوگی اس حال مین کہ محبوب ترین اہل زمین ہونگے خدا و رسول کے نزدیک
تو تم لوگون مین سے جو وہ وقت پائے اُسپر اُنکی حرمت اور تعظیم لازمی ہے نقل امام یافعی

[1] بطائحی بفتح اول و طا مہملہ اُس نشیب و فراز جگہ کو کہتے ہین جہان سیلاب کا پانی گذرتا اور کنکریان جمع ہوتی ہون اور
ایک مقام کا نام ہے ۱۲ غیاث [2] منسوب بہ تیم جو ایک قبیلہ ہے عرب مین ۱۲ منہ

خلاصۃ المفاخر مین لکھتے ہین کہ شیخ حماد دباس سے کسی نے حضرت غوثیت مآب کا ذکر کیا
تو اُنھون نے کہا کہ مین نے اُن کے سر پر دو علم دیکھے جو اُن کی ولایت کے شعر تھے تحت الثری سے
ملکوت اعلیٰ تک اور مین نے کہنے والیکو سنا کہ وہ اُنکو افق اعلیٰ مین القاب صدیقین سے پکارتا تھا
اور شیخ حماد جب آپکے پاس جاتے تھے تو کہتے حبذا بالجبل الراسخ والطود العالی اور فرماتے انت سید العارفین فی زمانک کشف الاستار ترجمہ بہجۃ الاسرار مین ایک جماعت مشائخ کبار
سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ عبد الرحمن طفسونجی طفسونج مین کرسی پر کہتے تھے کہ مین اولیا
مین ایسا ہون جیسے کلنگ چڑیون مین ہوتا ہے لانبی گردن کا کیونکہ اُن کی گردن لانبی تھی
وہان شیخ ابو الحسن علی بن احمد کہ جو کاملین سے تھے بھی موجود تھے وہ یہ کلام سُنکر فوراً اُٹھ بیٹھے
اور اپنا دلق اُتار کر کہنے لگے کہ مین تم سے کشتی لڑون گا شیخ عبد الرحمن یہ سنکر خاموش ہو رہے اور
اپنے اصحاب سے کہنے لگے کہ مین اس شخص کے جسم کا کوئی بال بھی عنایت الٰہی سے خالی نہین
دیکھتا اور اُن سے مخاطب ہو کر بولے کہ اے شیخ گدڑی اپنی پہن لے اُنھون نے جواب دیا کہ
ہم جس چیز کو اُتارتے ہین اُسکو پھر نہین پہنتے ؎

بدرم پیر طریقت کہ بدان در نشویم	از سر صدق ز ہر چیز کہ بیرون شدہ ایم

بلکہ جدھر دلق پڑا تھا اُدھر نگاہ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا اور اپنی عورت کو آواز دی کہ اے فاطمہ کوئی
کپڑا پہننے کو لا اُس نے خیمے کے اندر سے شیخ کی آواز سن کر لباس راہ مین ڈالدیا تب شیخ
عبد الرحمن نے پوچھا کہ تمھارے پیر کون ہین اُنھون نے کہا کہ ؎

گر جلالت اولیا را اہم سر است	گفت شیخم شیخ عبد القادر است

تب شیخ عبد الرحمن بولے کہ مین نے تمھارے شیخ کا نام سوا اس عالم کے اور کہین نہین سُنا
مجھکو چالیس برس ہوے کہ میری سیر درکات قدرت مین ہے مین نے کبھی اُن کو وہان نہین دیکھا
بعد اسکے اپنے چند اصحاب سے کہا کہ جاؤ بغداد مین حضرت کی خدمت مین در میر اسلام کہو اور عرض
کرو کہ شیخ عبد الرحمن کہتے ہین کہ مجھے چالیس برس ہوے کہ مین درکات قدرت مین سیر کرتا ہون
مین نے وہان آپکو کہین نہین دیکھا نہ جاتے ہوے نہ آتے اُسی وقت حضرت غوثیت مآب نے

---

۱ طود بالفتح کوہ یا کوہ بزرگ و تودہ بزرگ ۱۲ ۲ تم اپنے زمانہ مین عارفین کے سردار ہو ۱۲
۳ منسوب بہ طفسونج بفتح طاؤ سکون فا و ضم سین و سکون واؤ ایک شہر کا نام ہے دجلہ
کے کنارہ ۱۲ منتہی الارب

یہ حال بکشف دریافت کرکے شیخ مظفر اور شیخ عباد اور شیخ عبدالحق حریمی[۱] اور شیخ عثمان قرشی
سے کہا کہ تم طفسونج[۲] جاؤ راستہ مین شیخ عبدالرحمن طفسونجی کے کچھ اصحاب میرے پاس پیغام لیے
آتے ہونگے اُن سے مل کر اُن کو اپنے ساتھ لے لینا اور شیخ کے پاس جاکر کہنا کہ شیخ عبدالقادر
کہتے ہین کہ تمھاری سیر درکات مین ہے اور درکات مین جو ہوتا ہے وہ اُس شخص کو نہین دیکھ سکتا جو
حضوری مین ہوتا ہے اور جو حضوری مین ہوتا ہے وہ اُسکو نہین دیکھتا جو مخدع مین ہوتا ہے یعنی
گنجینہ پنہان مین اور مین وہان برابر آتا جاتا ہون مگر تم مجھے نہین دیکھتے اور اگر اس خبر کی تصدیق
چاہتے ہو تو یاد کرو کہ خلعت رضا تم کو میرے ہاتھ سے پہونچا اور فلان شب خلعت میرے ذریعہ سے
آیا اور خاص خلعت ولایت بارہ ہزار اولیا کے سامنے درکات مین تم کو میرے ہاتھ سے پہونچا
اور وہ فرجی سبز جسپر قل ہو اللہ منقوش تھا میرے ہاتھ سے ملی یہ کہکر اُن کو رخصت کیا جب نصف راہ
مین اصحاب حضرت شیخ عبدالرحمن اور حضرت غوثیت آب کے خدام سے ملاقات ہوئی تو وہ اُن کو
اپنے ساتھ واپس لے گئے اور پیغام پہونچایا تب شیخ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر سچ کہتے ہین واقعی
وہ اپنے زمانہ مین سلطان الوقت اور صاحب تصرف ہین **نقل** امام یافعی خلاصۃ المفاخر مین شیخ
ابوالحسن جوسقی[۳] رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ شیخ کہتے تھے کہ ایکبار مجھپر پیرانہ سالی کے زمانہ مین
ایک واردۂ عظیم وارد ہوا جس سے بہت سی باتون مین مجھے مشکلات پیش آگئین مین اپنے شیخ
علی ابن ہیتی کی خدمت مین اُن مشکلون کو حل کرنے حاضر ہوا جیسے آکر بیٹھا تو شیخ نے میرے عرض کرنے
سے پہلے خود ہی کہا کہ میری باتون سے تمھاری مشکلین حل نہ ہونگی بلکہ یہ قدرت افعال سے حل ہونگی
اور ایسی قدرت اس زمانہ مین شیخ عبدالقادر کو ہے تم وہان جاؤ وہ اپنے زمانہ کے ملک علما و عارفین
اور مالک ازمۂ افعال متصرفین ہین مین وہان سے حضرت غوثیت آب کی خدمت مین بغداد حاضر
ہوا دیکھا کہ آپ محراب مدرسہ مین تشریف رکھتے ہین اور آپکے روبرو ایک جماعت حاضر ہے مین جاکر
بیٹھ گیا آپ نے میری طرف ایسی نظر ڈالی کہ جس سے جو کچھ میرے دل مین تھا وہ سب خودبخود حل
ہوگیا اور میری مراد پوری ہوگئی پھر ایک دھاگا جسمین پانچ گرہین تھین آپنے مصلے کے نیچے
سے نکال کر ایک سرا اُس کا میرے ہاتھ مین دیا اور خود اُسکی گرہین کھولنا شروع کین جیسے جیسے آپ

---

۱ حریم ایک گانون کا نام ہے بیاسر مین اور ایک محلہ ہے بغداد مین منسوب بہ طاہر ابن حسین ۱۲ منتہی الارب ۲ منسوب بصریفین ایک گانون ہے بہت آباد او دجیل قریب اسطے کے ۱۲ منتہی الارب ۳ بفتح جیم وسکون واؤ وفتح سین لقب ہو محدث محمد ابن مسلم کا اور ایک گانون ہے قریب نہروان وبغداد ونہر الملک کے ۱۲ منتہی الارب

اسکی گرہین کھولتے تھے ویسے ویسے ایک ایک گرہ میرے حال کی کھلتی جاتی تھی ؎

بکشا گرہ زلف کہ کار دل وجان را	وابستہ بیک تار سر موی تو دیدم

بالآخر تمام امور مخفیہ مجھپر ظاہر اور ساری مشکلین حل ہوگئین اس اثنا مین وہ باتین مین نے دیکھین جو بیان نہین ہوسکتین پھر آپنے میری طرف دیکھکر فرمایا خذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا باحسنھا[١] مین روبرو کھڑا ہوگیا اور بخدا مین نے آپ سے کچھ نہین کہا اور نہ حاضرین مین سے کوئی میرا حال کچھ سمجھا پھر وہان سے واپس آکر حضرت شیخ علی بن ہیتی کی خدمت مین حاضر ہوا اُنھون نے فرمایا کہ مین نے پہلے کہا تھا کہ شیخ عبدالقادر ملک علماء عارفین اور مالک ازمۂ افعال متصرفین ہین اے ابوالحسن تیرے واردات کے احکام تجھکو مشاہدہ ہی نہین ہوسکتے تھے یہ سب اُنھین کی نظر کیمیا اثر کی بدولت تونے دیکھے ورنہ اُن کا عشر عشیر بھی صدہا برس مین دیکھنا ممکن نہ تھا اگر وہ خذھا بقوۃ الخ نہ کہتے تو تیری عقل زائل ہوجاتی اور تو مولہین کے گروہ مین ہوجاتا تجھکو حضرت نے یہ کہکر بتادیا کہ تو مقتداے قوم ہوگا **نقل** خلاصۃ المفاخر مین شیخ ابوطالب عبدالرحمن ہاشمی واسطی مقری سے نقل ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایک بار شیخ جمال العارفین ابومحمد عبداللہ بصری سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت خضر زندہ ہین یا نہین اُنھون نے کہا کہ زندہ ہین مجھسے بھی ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تھی اور مین نے اُن سے کہا تھا کہ کوئی عجیب حکایت جو آپکو اولیاء اللہ کی یاد ہو بیان کیجیے کہنے لگے کہ مین ایک بار بحر محیط کے کنارہ چلا جاتا تھا وہان نہ آدمی تھا نہ آدم زاد ناگاہ دیکھا کہ ایک مرد کمل اوڑھے سو رہا ہے میرے دل مین آیا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے مین نے اسکو اشارہ سے بیدار کیا اُس نے سر اُٹھا کر کہا کیون کیا چاہتے ہو مین نے کہا اُٹھو عبادت کے واسطے اُس نے کہا کہ جاؤ اپنا کام کرو مین نے کہا کہ اگر نہین اُٹھوگے تو لوگون سے پکار کرکے دیتا ہون کہ یہان ایک ولی اللہ ہے اُس نے کہا اگر تم نہ جاؤگے تو مین بھی کہہ دونگا کہ یہ خضر ہین مین نے کہا کہ تم نے کیسے جانا کہ مین خضر ہون اُنھون نے کہا مین نے پہچان لیا اب تم بتاؤ کہ مین کون ہون حضرت خضر علیہ السلام کہتے ہین کہ مین نے اُسوقت خدا سے عرض کیا کہ الٰہی مین نقیب الاولیا ہون مجھے بتا کہ یہ کون شخص ہے آواز آئی کہ اے ابوالعباس تو نقیب اولیاء محبین کا ہے نہ اولیاء محبوبین کا اور یہ شخص اُنھین مین سے ہے تب اُس شخص نے

[١] لے اور پکڑو اُس کو مضبوط اور اپنی قوم سے کہو کہ پکڑے رہین اس کو اچھی طرح سے ١٢ منہ [٢] بضم اول وکسر دال استاد کو کہتے ہین ١٢ فرہنگ آنندراج

مجھ سے کہا کہ اے ابو العباس تم نے میرا حال سنا جو اللہ کے ساتھ ہے مین نے
کہا ہان اب میرے لیے دعا کرو کہنے لگے کہ مین تم سے خود دعا چاہتا ہون مین نے
کہا ضرور پھر بولے وفرك الله نصيبك یعنی جو تیرا حصہ خدا سے ہو وہ تجھکو بہت سا دیوے مین نے
کہا کہ اُس مین زیادتی کیجیے وہ فوراً میری نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کو میری نظر سے غائب
ہونا ممکن نہین پھر مین چلدیا چلتے چلتے ایک اونچی ٹیکری پر پہنچا جس پر چڑہنے کا میرا جی چاہا مین چڑھا
وہ اسقدر بلند تھا کہ مین سمجھا آسمان پر پہونچ گیا وہان ایک نور دیکھا جسکے دیکھنے سے آنکھ خیرہ ہوتی تھی
مین نے چاہا دیکھون تو سہی کہ وہ نور کہان سے آتا ہے دیکھا تو ایک عورت کملی لپیٹے سو رہی ہے اور
کملی بعینہ ویسی تھی جیسے وہ شخص اوڑھے تھا مین نے اُسکو بھی بیدار کرنا چاہا تو آواز آئی کہ ہمارے
دوستون سے باادب رہو مین خاموش اُسکے جاگنے کے انتظار مین کھڑا رہا وہ عورت عصر کے وقت
جگی اور کہنے لگی الحمد لله الذی احیانی بعد ما اماتنی والیه النشور والحمد لله الذی آنسنی
به واوحشنی عن خلقه یعنی سب تعریفین اُس خدا کو ہین جس نے مجھے مار کر پھر جلایا اور اُسی کیطرف
اُٹھنا ہے اور سب تعریفین اُسکو ہین جس نے اپنے ساتھ مجھکو اُنس دیا اور اپنی مخلوقات سے
وحشت دی پھر میری طرف دیکھکر کہنے لگی کہ ای ابو العباس تم اگر رو کنے سے پہلے میرے ساتھ باادب
رہتے تو خوب ہوتا مین نے کہا کہ تم شاید اُس مرد کی بی بی ہو جسکو مین ابھی دیکھ آیا ہون اُس نے کہا
ہان اس جنگل مین ایک عورت ابدال کی مرگئی تھی اُسکے نہلانے کو حق تعالی نے مجھے بھیجا تھا وہ
آسمان پر اُٹھالی گئی اور مین یہین رہ گئی تب مین نے کہا کہ میرے لیے دعا کرو اُس نے کہا اے
ابو العباس تم بھی دعا کرو مین نے کہا ضرور پھر اُس نے کہا وفرك الله نصيبك منه یعنی تیرا حصہ
جو خدا سے ہو وہ تجھے اُس سے زیادہ دے مین نے کہا اور زیادہ کرو کہنے لگی مین جو غائب ہو جاؤن
تو ملامت نہ کرنا یہ کہکے وہ غائب ہو گئی شیخ ابو محمد کہتے تھے کہ مین نے حضرت خضر علیہ السلام
سے پوچھا کہ ایسے لوگون کا کوئی سردار بھی ہوتا ہے جسکی طرف یہ لوگ رجوع کرتے ہین کہنے لگے ہان
ہوتا ہے مین نے کہا کہ اب اس زمانہ مین کون ہین کہنے لگے کہ اب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ ہین تب مین نے کہا کہ اُن کا حال کچھ بیان کرو کہنے لگے کہ وہ فرد احباب اور قطب اولیا زمانہ ہین
اور حق تعالی نے جس ولی کو جو مقام عنایت کیا اُن سب سے اعلی اُن کو مقام عنایت کیا اور جو شراب محبت
جس ولی کو پلائی اُس سے زیادہ عمدہ وخوشگوار اُن کو پلائی بہجۃ الاسرار مین شیخ ابو المسعود احمد بن
ابی بکر حریمی بغدادی سے منقول ہے کہ ابو المظفر حسن بن احمد تاجر بغداد نے سنہ پانچسو اکیس مین

شیخ حماد کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مین قافلہ کے ساتھ شام کی طرف سات سو دینار کا
مال لیکر بغرض تجارت جانے والا ہون تو آپ سے یہ پوچھتا ہون کہ یہ سفر کیسا ہوگا آپ نے فرمایا کہ
اگر اس سال سفر کروگے تو مارے جاؤگے اور مال لوٹ لیا جائیگا سوداگر متفکر وہان سے اُٹھا ہوا آرہا تھا
راستہ مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی وہ زمانہ آپکے شباب کا تھا
اُس نے اپنا جانا اور شیخ حماد کا ارشاد آپ سے عرض کیا آپنے فرمایا جاؤ ؎

بسفر رفتنت مبارک باد	بسلامت روی و باز آئی

اس سفر مین تیرے نقصان کا مین ضامن ہون چنانچہ سوداگر قافلہ کے ساتھ شام مین گیا اور اپنا مال
ایک ہزار دینار کو بیچا وہان سے واپسی پر ایک روز شہر حلب مین ٹھہر کر وہان کے سقایہ مین گیا
اور اُس مین ہمیانی ہزار دینار کی رکھ کر نہانے لگا بعد غسل کے ہمیانی وہین بھولکر چلا آیا سو رہا
خواب مین دیکھا کہ عربون نے قافلہ پر چھاپہ مارکر سب چھین لیا اور لوگون کو مار ڈالا ایک عرب نے
اُس تاجر پر بھی تلوار ماری یہ چلا تا اُٹھ پڑا خون کا اثر گردن پر دیکھا اور تلوار کے کاٹ کا درد بھی محسوس
کیا اتنے مین اُسکو وہ ہمیانی یاد آئی اُٹھ کر وہان گیا اور جیسے وہ ہمیانی جہان رکھی تھی ویسی اُسی جگہہ
پائی لیکر چلا آیا جب بغداد پہونچا تو اُس کے دل مین خیال آیا کہ پہلے شیخ حماد کی خدمت مین جاؤن
یا حضرت غوثیت مآب کی خدمت مین کہ جن کے ارشاد کے مطابق صحیح وسلامت گھر پہونچا ہون
اتفاقاً شیخ حماد وہاس بازار ہی مین مل گئے اور کہنے لگے اے ابو المظفر پہلے تو حضرت شیخ عبد القادر
کی خدمت مین حاضر ہو کیونکہ وہ محبوب الٰہی ہین اور اُنھون نے سترہ مرتبہ تیرے واسطے جناب الٰہی
مین عرض کیا تب تیرا قتل جو بیداری مین مقدر تھا خواب مین مقرر ہوا اور تیرا مال جو آگہی کی حالت
مین جانا مقدر تھا وہ نیند اور نسیان پر منتقل ہوا پھر سوداگر حضرت غوثیت مآب کے حضور مین حاضر
ہوا جیسے اُس نے حضرت کی قدمبوسی کی تو آپنے فرمایا کہ تجھ سے جو شیخ حماد نے کہا کہ مین نے
سترہ مرتبہ تیرے لیے جناب الٰہی مین عرض کیا وہ صحیح ہے **نقل** شیخ ابو البرکات صخر اموی[1] سے
منقول ہے وہ کہتے تھے کہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی نے اپنے زمانہ کے ہر ولی سے عہد
لے لیا تھا کہ وہ اپنے ظاہری و باطنی حال پر بلا اجازت اُنکے تصرف نکرے اور وہ اُن لوگون مین سے
تھے جو حضرت قدس مین باذن حق متکلم ہوتے اور ہر عالم مین تصرف کرتے ہین بعد موت کے بھی
جیسا کہ حیات مین کرتے تھے **نقل** شیخ ابی محمد قاسم بن عبید بصری سے منقول ہے وہ کہتے تھے

[1] صخر نام ہے اور اموی منسوب ایک قبیلہ قریش کی طرف یا ایک شہر کی طرف جسکا نام اموہ ہے ۱۲ منتہی الارب

مین نے ابو العباس خضر علیہ السلام سے حضرت شیخ عبد القادر کا حال پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ وہ
اسوقت فرد احباب اور قطب اولیا ہین اور خدا نے کسی ولی کو اسوقت کسی لیسے مقام پر نہین
پہونچایا جس سے زیادہ مرتبہ اُن کو نہ ملا ہو اور کسی مقرب کو کوئی چیز ایسی عطا کی جس سے بڑھکر
اُن کو نہ عطا کی ہو اور کوئی ولی نہ ایسا ہے اور نہ قیامت تک ہوگا جو اُن کا ادب نہ کرے
نقل شیخ ابو مدین کہتے تھے کہ مجھ سے اور حضرت خضر علیہ السلام سے تین برس تک ملاقات ہی
اور مین نے اُن سے مشایخ مشرق و مغرب کا حال پوچھا اور شیخ عبد القادر کا بھی تو اُنھون نے
کہا کہ وہ امام صدیقین و حجت عارفین ہین اور اُن کی ایسی شان اولیا مین کمتر ہوئی اور مین مراتب
اولیاء اللہ اُن کے اشارہ سے پہچانتا ہون اور مین نے حضرت خضر علیہ السلام سے کسی کے
بارہ مین ایسی باتین نہین سنین بجز شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے نقل زبدۃ الاسرار مین
شیخ احمد حریمی اور شیخ عثمان صریفینی سے مروی ہے کہ وہ دونون کہتے تھے کہ خدا کی قسم اللہ
نے شیخ عبد القادر کے مثل کوئی ولی نہ زمانہ گذشتہ مین ظاہر کیا اور نہ آیندہ ظاہر کریگا جب
تک عالم موجود ہے نقل خواجہ ابو یوسف ہمدانی جو اکابر مشایخ نقشبندیہ سے تھے کہتے تھے کہ
میرے مرشد شیخ عبد اللہ جوفی کہا کرتے تھے کہ عجم مین ایک شیخ عبد القادر پیدا ہونگے جن کے
وقت مین سب اولیا اُن کے قدم کے نیچے ہونگے اور اُنکے بعد والے بھی اُن سے متنفع اور فیضیاب
ہونگے نقل شیخ محمد بلخی جو حضرت کے مرید تھے کہتے تھے کہ جب مجھپر اولیاء اللہ کے مقامات منکشف
ہوئے تو ایک مقام مین نے ایسا دیکھا جسکے دریافت سے عقلین عاجز معلوم ہوئین میرے خیال
مین آیا کہ غالبًا یہ مقام رسول اللہی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کیونکہ اُس کے داہنے بائین
حضرات انبیاء کرام اور صحابہ عظام و اولیاء عالی مقام بھی حاضر تھے مین نے صحابہ مین حضرات
خلفاء اربعہ اور عمین مکرمین رضی اللہ عنہم کو پہچانا اور اولیاء مین حضرت معروف کرخی و سری سقطی
اور جنید بغدادی اور شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد رفاعی رضی اللہ
عنہم اور صحابہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کو اور اولیاء مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا پوری تفصیل اس واقعہ کی بہجۃ الاسرار
مین مذکور ہے اور اُسمین یہ بھی لکھا ہے کہ خود حضرت غوثیت آب کا ارشاد ہے کہ تم لوگون کا مجھے
جھٹلانا تمھارے دین کے لیے زہر ہے اور دنیا و آخرت کی برباد ہونے کا سبب کیونکہ مین سیاف
بھی ہون اور قتال بھی نقل بہجۃ الاسرار مین شیخ ابو المظفر منصور بن مبارک واسطی واعظ سے

منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین آغاز جوانی مین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر کی زیارت سے
مشرف ہوا تو ایک کتاب علم حکمت کی میرے پاس تھی آپنے قبل اسکے کہ اُس جماعت سے مخاطب
ہون یا اُس کتاب کے متعلق دریافت کرین مجھے فرمایا کہ اے منصور یہ تیرا رفیق بُرا ہے اُٹھ اور اسکو
دھو ڈال مین نے ارادہ کیا کہ اُٹھون اور گھر جا کر اسکو کسی کونے مین ڈال دون اور آپ کے
پاس اسکو نہ لاؤن مگر مجھکو اُس کتاب سے محبت تھی یہ نہین چاہتا تھا کہ دھو ڈالون اور کچھ مسائل
بھی اُس کتاب کے یاد تھے مین نے اُٹھنا چاہا آپ نے تعجب سے میری طرف دیکھا مجھ مین اُٹھنے
کی طاقت نہ رہی پھر آپنے کہا کہ یہ کتاب مجھے دو مین نے جو اُسکو کھولا تو بالکل کورا پایا مین نے
آپکے ہاتھ مین دیدی آپنے ورق اُلٹ کر فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن مین محمد بن خریس کی تصنیف ہے
یہ کہکر مجھکو دیدی مین نے جو دیکھا تو وہ کتاب فضائل قرآن مین تھی خوشخط لکھی ہوئی پھر آپنے
فرمایا کہ توبہ کرو اُس بات سے جو زبان سے کہو اور دل مین نہو مین نے توبہ کی فرمایا کہ اب جاؤ
مین جو وہان سے اُٹھا تو معلوم ہوا کہ مجھے جو کچھ مسائل فلسفہ معلوم تھے وہ سب محو ہو گئے گویا کبھی اُن
مسائل اور علوم سے مجھے کوئی مناسبت ہی نہ تھی اور اب بھی یہی حال ہے نقل اور وہ یہ بھی کہتے
تھے کہ ایک دن مین حاضر ہوا دیکھا تو حضرت غوثیت مآب تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور ایک شخص آپسے
بیان کرتا تھا کہ فلان شخص اسوقت کرامات اور خلوات اور زہد و عبادات مین مشہور ہین وہ اس امر کے
قائل ہین کہ مین حضرت یونس علیہ السلام سے بھی بڑھ گیا ہون یہ سنتے ہی آپکے چہرہ پر آثار غصہ کے
ظاہر ہوئے تکیہ پھینک کر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مین نے مارا اُسکے دل پر جب اور مجلس والونکے
ساتھ مین وہان سے اُٹھا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص انتقال کر گیا ہے حالانکہ وہ صحیح اور تندرست تھا
کوئی اُسکو بیماری ہی نہ تھی چند دنون کے بعد مین نے اُسکو خواب مین دیکھا اُس سے پوچھا کہ
خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا اُس نے کہا خدا نے مجھکو بخشدیا اور وہ بے ادبی جو مجھ سے حضرت
یونس علیہ السلام کی خدمت مین ہوئی تھی وہ بشفاعت شیخ الشیوخ محی الدین عبد القادر جیلانی
معاف فرمائی اور آپ ہی کی شفاعت سے حضرت یونس ع نے بھی میری بے ادبی معاف کر دی
نقل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین اوائل
جوانی مین علم کلام کے تحصیل مین مصروف تھا اور کئی کتابین اُسکی یاد کر لی تھین میرے چچا شیخ
ابو نجیب عبد القاہر سہروردی مجھکو اُس سے منع کیا کرتے تھے گر مین باز نہین آتا تھا ایک روز میرے
چچا حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے مین بھی اُنکے ساتھ تھا اُنھون نے

مجھ سے کہا ای عمر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول تا آخر آیت تو مین
ایسے شخص کے پاس جا رہا ہون جسکے قلب کو خدا خبر دیتا ہے تو لحاظ رکھو کہ تم کیسے اُنکے سامنے رہتے
ہو یعنی اُسوقت لحاظ و ادب سے بیٹھنا تاکہ اُنکے برکات دیکھو جب مین حاضر ہوا تو میرے چچا نے
عرض کیا کہ حضرت یہ میرا بھتیجا علم کلام پڑھتا ہے مین اسکو ہر چند منع کرتا ہون مگر نہین مانتا تب حضرت
نے مجھسے فرمایا کہ تم کو کون کون کتاب یاد ہے مین نے عرض کیا کہ فلان فلان کتاب آپ نے اپنا
ہاتھ میرے سینہ پر پھیرا خدا کی قسم جیسے آپ نے دست مبارک اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ ایک حرف بھی مجھے
یاد نہین ہے سب بھول گیا اور خدا نے بجاے اسکے مجھکو علم لدنی عطا کیا جب مین آپکی خدمت سے
واپس چلنے لگا تو آپنے فرمایا کہ اے عمر تم عراق کے آخر مشہورین مین ہو گے حضرت شیخ کہتے تھے
کہ اُسوقت سے مجھے معلوم ہوا کہ واقعی شیخ عبد القادر سلطان الطریقت اور متصرف فی الوجود ہین۔
نقل زبدۃ الاسرار مین ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے یہ بھی منقول ہے وہ کہتے
تھے کہ مین اپنے چچا کے ہمراہ ۵۶۰ھ پانچسو ساٹھ مین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر کی خدمت مین
حاضر ہوا تو میرے چچا آپکے سامنے نہایت ادب اور تعظیم سے چپ چاپ بیٹھے رہے جب مین واپس
ہو کر نظامیہ کی طرف آنے لگا تو مین نے اُن سے پوچھا کہ آپنے ان کا بہت ادب کیا اُنھون نے کہا
کہ مین کیسے ادب نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے اُن کو متصرف فی الوجود کیا اور اُنکی ذات سے ملکوت مین فخر کیا
اور اُن کو میرے قلب اور حال مین اولیاء اللہ کے حالات مین بھی متصرف کیا کہ جسکے حال کو وہ چاہین
باقی رکھین اور چاہین روکدین **نقل** شیخ ابی عمرو عثمان بن مرزوق قرشی کہتے تھے کہ شیخ عبد القادر
ہم لوگون کے شیخ و امام ہین اور حق تعالیٰ نے اس زمانہ مین جس شخص کو ولی کیا اُسکو انھین کے
ذریعہ سے فیوض عنایت کیے اور اُنکو فیوض اور مواہب سب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاتھ سے دلائے وہ بجز خدا و رسول کے کسی کے احسان مند نہین **نقل** شیخ احمد کردی رحمتہ اللہ
علیہ کہتے تھے کہ ہمارے زمانہ مین شیخ عبد القادر امام اہل طریقت اور شیوخ الشیوخ ہین انھین کے
نور سے اہل قلوب اپنے حالات مین انوار پاتے ہین اور انھین کے سرور طبیعت سے اہل حقائق نیکے
معارف و اسرار پڑھتے ہین کیونکہ اُن کا نور منور ہے نور نبوت سے اور اُنکو قوت اور ہیبت اور مدد ہے
اصل نبوت سے امام محمد بن سعید بن احمد بن سعید بن ربیع الزنجانی اپنی کتاب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر
فی مناقب شیخ عبد القادر کے پانچوین باب مین لکھتے ہین کہ علمائے تاریخ نے لکھا ہے کہ زمانہ

سلہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے ۱۲

ابی علی حسن بن یسار بصری سے ظہور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ تک کوئی ایسا بزرگ نہین ہوا جس نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے ظہور کی بشارت نہ دی ہو اور چھٹے باب مین ان مشائخ کے ذکر مین جنھون نے بشارت دی اور آپ کے مقام قطبیت کا اقرار کیا ہے لکھا ہے کہ

شهدت[1] تبشر جمع من مشائخ	فی عصره کانوا بغیر تناکر
اما الذین تقدموه فبشروا	بقدومه المیمون اکرم طائر
کالعالم البصری الحسن الذی	عم ایطیر لسالک ولسائر
من عصره السامی الی عصر الشریف	القطب محی الدین عبد القادر
ما من رئیس کان صدر زمانه	الا وبشرهم باکرم مأثر
بالشیخ محی الدین صدر زمانه	الجامع الفرد الفرید الامر
والکل کانوا قبله حجابه	تقدموهم وکل عساکر
واتی بسلطان تقدم جیشه	شمسا تغیب کل نجم زاهر
هو صاحب القدم التی حقیقة	رقاب الاولیاء له بغیر تشاجر
اذ قال مفتخرا علی کرسیه	قدمی علی رقبة کل اکابر
فحنت جمیع الاولیاء رؤسهم	بجلاله بادیهم والحاضر
لم یمتنع احد سوی زحل سها	عن حالها من اصفهان مکابر

[1] گواہی دی اُنکے مرتبہ کی گروہ مشائخ نے جو اُنکے زمانہ مین تھے اور جو لوگ اُن سے پیشتر تھے اُنھون نے بھی اُنکے خیر مقدم کی بشارت دی مثل بصرہ کے عالم حسن بصری کے کہ جو سالک اور سائر دونون کو طیران کر دیتے تھے ان کے زمانہ سے شیخ عبدالقادر کے زمانہ تک کوئی بزرگ ایسا نہ تھا جو اپنے وقت کا بزرگ ہو اور اس نے اُنکے آنے کی بشارت بطور فال نیک نہ دی ہو کہ شیخ محی الدین اپنے زمانہ کے سردار اور جامع کمالات اور یکتا نیک باتون کے بتانے والے ہونگے اور یہ سب لوگ اُن سے پہلے بمنزلہ اُنکے حاجبون کے تھے اور اُن کے لشکری گویا بادشاہ آئے اور اُن کا لشکر پہلے آچکا تھا آفتاب نے ہر روشن ستارہ کو غائب کر دیا اور وہ صاحب قدم عالی ہین یقیناً اور حقیقۃً اُنکے واسطے اولیا کی گردنین بلا کسی جھگڑہ و قضیہ کے جھکگئین جب اُنھون نے اپنی کرسی پر فخر یہ کہا کہ میرا قدم سب بزرگون کی گردنون پر ہے اسیوقت کل اولیا حاضر و غائب نے بوجہ اُنکے جلال کے اپنے سر جھکا دیے اور کسی نے انکار نہ کیا سوا اُس زحل خصلت شخص کے جو اُنکے حال سے غافل تھا اور اصفہان کا رہنے والا اور مکابرہ کرنے والا تھا حالانکہ وہ اولیا مین عظما و حالا وہ بہت معظم تھا لیکن اسپر شقاوت غالب آگئی جسطرح کہ سیتون اور کافرون پر ہوتی ہے ۱۲ منہ

قد کان بین الاولیاء معظما بالعلم والکمال الشریف الفاخر
لکنہ غلبت علیہ شقاوۃ سبقت کا طین اللعین الکافر

مولانا سید عبد القادر ابن شیخ عیدروس اپنے رسالہ سورۃ المفاخر فی مناقب عبد القادر
مین لکھتے ہین کہ استاد حاتم بن احمد اہدل قدس سرہ حضرت غوث الاعظم کی بہت تعظیم کرتے تھے
یہانتک کہ ایک بار حضرت کا ذکر اُن سے ہوا تو اُنھون نے ایسے اوصاف بیان کیے کہ اس سے
پہلے کسی نے اتنے عمدہ نہین بیان کیے اور فرمایا کہ قطب[1] الاقطاب فرد الاحباب شیخ الثقلین

کھف الخافقین صاحب السیر الاتم الاعظم الساری صدیقیتہ فی دھر اللہ ھو
بہ قائق کنت نبیا وادم بین الماء والطین حامل السر النکاح الاولی الازلی الطائر
بسر الاجتماع والجمعیۃ بنقطۃ الاعتدال العلی المتصرف بالتکوین بالاذن المطلق و
المتصرف فی الاکوان بما الخلق والحق مولانا وسیدنا شیخ الشیوخ علی الاطلاق محی الدین عبد القادر

بن سید ابی صالح بھجۃ الانفس والافاق رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نسائم مین شیخ ابو محمد بن
علی ادریس یعقوبی سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی سے
سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ انس کے لیے مشائخ ہین اور جن کے لیے بھی اور ملائک کے لیے بھی
اور مین کل کا شیخ ہون اور آپ کے قصیدہ بائیہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور قصیدہ
غوثیہ مین بھی فرماتے ہین ؎

وولانی[2] علی الاقطاب جمعا فحکمی نافذ فی کل حال
وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

اور ایک قصیدہ مین یہ بھی فرماتے ہین ؎

[1] وہ قطب اقطاب فرد احباب شیخ دونون عالم کے اور جائے پناہ اہل شرق و مغرب کے صاحب سیر کامل کہ جن کی صدیقیت زمانہ بھر مین بذریعہ اسرار اس ارشاد کے پھیلی ہوئی ہے کہ مین نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی مین تھے اُٹھانیوالے سر نکاح ازلی اولے کی طیران کرنیوالے سر اجتماع اور جمعیت پر اپنے نقطہ اعتدال عالی کے ذریعہ سے اور تصرف کرنے والے دنیا مین باجازت مطلقہ اور متصرف موجودات مین اُس ذریعہ سے کہ جو خلق اور حق دونون کے لیے ہے مولا ہمارے اور سردار تمام بزرگون کے محی الدین عبد القادر بیٹے سید ابی صالح کے جو باعث خوبی انفس و آفاق کے ہین اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور اُن کو راضی رکھے ہم سے ۱۲

[2] اور متولی کر دیا مجھکو سب قطبون پر اور میرا حکم ہر حال مین نافذ رہیگا اور ہر ولی کا ایک مرتبہ ہوتا ہے اور مین قدم حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہون کہ جو ماہتاب کمال تھے ۱۲

قلت[۱] کفوا ثم اسمعوا نص قولی ۔۔۔ انما القطب خادمی وغلامی
کل قطب یطوف بالبیت سبعا ۔۔۔ وانا البیت طائف بخیامی

نقل شیخ ابو عبد اللہ قرشی کہتے تھے کہ حضرت شیخ عبد القادر سردار اہل زمانہ ہین ہر حیثیت سے اگر ولی ہونے کی حیثیت سے دیکھے جائین تو اُن سے کوئی اعلی اور اکمل نہین اور اگر علم کی حیثیت سے دیکھے جائین تو اُن سے زائد کوئی عالم نہین ہے اور اگر عرفان کی حیثیت سے دیکھے جائین تو اُن سے زائد کوئی عارف نہین اور اگر شیخت کی حیثیت سے دیکھے جائین تو اُن سے زائد کوئی صاحب تمکین وقدرت نہین مناقب غوثیہ کی منقبت پنجاہ ودوم مین ہے کہ شیخ داؤد قیصری دیباچہ شرح فصوص الحکم مین لکھتے ہین کہ قطب اور ابدال اور اوتاد پر خدمت بشری نہین ہوتی یہی حال حضرت سیدی عبد القادر کا تھا کہ آپ کا تلقین یا استرشاد یا کسی بزرگ کی خدمت کرنا کہین منقول نہین ہوا بلکہ آپ بلا واسطہ بحر نبوت وفتوت سے مستفیض ہوے اور اگر ہوتا تو ضرور نقل کیا جاتا شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی تاریخ الاسلام مین لکھتے ہین کہ شیخ ابو محمد محی الدین والسنۃ عبد القادر بن ابی صالح جنگا دوست جیلی زاہد صاحب کرامات ومقامات اور شیخ فقہا وفقرا اور امام وقطب زمانہ اور شیخ شیوخ وقت تھے پھر آخر ترجمہ مین لکھتے ہین کہ شیخ عبد القادر راس العلم والعمل اور عدیم النظیر تھے اور انکی کرامتین متواترہ ہین انکے بعد پھر ان کا کوئی مثل نہین ہوا اور سیرۃ النبلا مین لکھا ہے کہ شیخ امام عالم زاہد متورع عارف شیخ الاسلام علم الاولیا تاج الاصفیا محی السنۃ ممیت البدعت سید شریعت سیب ونسیب حافظ احادیث نبوی شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح جیلی بغداد اور اُسکے اطراف کے شیخ تھے رضی اللہ عنہ انتہی کلامہ ملخصاً اور عبر باخبار الغبر مین ہے کہ شیخ عبد القادر شیخ بغداد تھے بلکہ شیخ العصر اور قدوہ عارفین صاحب مقامات وکرامات ومدرس حنابلہ وعظ کہنا اور خطرات پر مشرف ہونا آپ کی ذات پر ختم تھا رضی اللہ عنہ اور حافظ عبد الکریم ابو سعید محمد بن منصور سمعانی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ ابو محمد عبد القادر جیلانی اپنے وقت مین امام اور شیخ حنابلہ تھے اور فقیہ دیندار کثیر الذکر دائم الفکر تھے اور محب الدین بن النجار اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ عبد القادر بن ابی صالح بن جنگا دوست زاہد اہل جیلان سے تھے اور علما باعمل اہل اسلام سے اور صاحب کرامات ظاہرہ پہ بغداد مین اٹھارہ سال کی عمر مین سنہ چارسو اٹھاسی مین آئے انھون نے

[۱] مین نے کہا کہ باز رہو اور میرے قول کو اچھی طرح سے سنو بیشک قطب میرا خادم اور غلام ہے اور قطب بیت اللہ کا طواف سات بار کرتا ہے اور مین خود بیت اللہ ہون کہ طواف کرتا ہون اپنے خیمہ کا خود ۱۲

فقہ اور اصول وخلافیات پڑھا اور حدیث سنی اور وعظ کہا یہان تک کہ اسمین سب سے بڑھ گئے پھر
خلوت کی اور خلق سے انقطاع اختیار کیا اور مجاہدات شدیدہ کیے اور حالات شاقہ اُٹھائے اور
بغرض مخالفت نفس شب بیداری اور بھوکا رہنا اور تنہا جنگلون مین پھرنا اختیار کیا پھر شیخ حماد دبّاس
کی خدمت مین رہے اور اُن سے علم طریقت اخذ کیا بعد اسکے اللہ نے اُنکو خلق پر ظاہر فرمایا اور
خواص وعوام کے قلوب مین اُن کو قبولیت تامہ عطا فرمائی اور حافظ زین الدین ابن رجب طبقات مین
لکھتے ہین کہ شیخ عبد القادر بن ابی صالح جنگی دوست بن ابی عبد اللہ جیلی ثم البغدادی شیخ عصر
علامۂ زمان وقدوۂ عارفین سلطان المشایخ وسردار اہل طریقت تھے اُن کو خلق مین قبولیت تامہ
حاصل تھی اور وہ حامی اہل سنت اور قامع اہل بدعت تھے اُنکے احوال واقوال وکرامات ومکاشفات
بہت مشہور ہوے اطراف سے اُن کے پاس فتوے آتے تھے اور خلفاء وزراء اور ملوک وغیرہ سب
ان سے ڈرتے تھے اور قاضی القضاۃ مجیر الدین علیمی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ سیدی شیخ عبد القادر
اپنے وقت مین امام اور شیخ حنابلہ تھے اور امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشبیلی اپنی
کتاب مشیخۂ بغدادیہ مین لکھتے ہین کہ شیخ عبد القادر جیلانی بغداد مین فقیہ حنابلہ وشافعیہ تھے اور اُنکو
قبولیت عامہ تھی اور وہ اسلام کے ایک رکن تھے اُن سے خاص وعام سب نے نفع اُٹھایا وہ مستجاب الدعوات
تھے اور دائم الذکر کثیر الفکر رقیق القلب کریم النفس عزیز العلم شریف الاخلاق تھے اور عبادت واجتہاد مین
اُن کا قدم راسخ تھا اور حافظ عماد الدین بن کثیر اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ شیخ محی السنۃ والدین عبد القادر
بن ابی صالح ابو محمد جیلی نے بغداد مین آکر حدیث سُنی اور اس فن مین بہت فائق ہوے اور اُنکو
ید طولیٰ حدیث اور فقہ اور وعظ اور علوم حقائق مین تھا اور خلفا اور وزراء اور سلاطین اور قضاۃ
وغیرہ کو خلوت اور جلوت مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور اللہ کی راہ مین اُن کو کسی کے
ملامت کی کچھ پروا نہین ہوتی تھی اور بہت بڑے زاہد تھے احوال اور خوارق عادات اور مکاشفات
اُنکے بہت ہین اور وہ سادات مشایخ کبار سے تھے قدس اللہ سرہ ملا علی قاری آخر شرح
مشکوۃ شریف مین لکھتے ہین کہ غوث کے حالات جو قطب خاص وعام ہوتا ہے پوشیدہ رہتے ہین
اور یہ اُسپر خدا کا احسان ہے اسکو سیوطی نے نقل کیا ہے علامۂ باجی سے کہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ
کہ وہ قطب اور فرد بلکہ اور اس سے بھی بڑھے ہوے تھے سوا مرتبہ نبوت کے یعنی نبی نہین تھے
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تفہیمات الٰہیہ مین لکھتے ہین کہ سلسلہ قادریہ اویسیہ در دخانیہ
کے قریب ہے اگرچہ اس مین تعلیم شیخ ظاہر سے ہوتی ہے مگر اسکو خاص ربط ہے ولایت مین مشایخ

کے ساتھ اور توجہ مشائخ مین طالب کے ساتھ اور یہ بات کسی سلسلہ مین نہین یہ اسوجہ سے ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو ایک خاص کیفیت سریانی عالم مین تھی یعنی جب آپکی وفات ہوئی تو آپ ملاء اعلی کی صورت پر ہوگئے اور آپ مین وہ وجود جو عالم مین بالکلیہ ساری ہے منطبع ہوگیا اور اس سبب سے گویا آپکے طریقہ مین جان پڑگئی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر سورہ الم نشرح کے بیان شرح صدر کے بارھوین نشمین مین لکھتے ہین کہ ایک محبوب نازنین ماہ جبین بلکہ ایک کعبہ مثال ہے کہ جسکے جسم کو تجلی جمال الٰہی نے اپنا آشیانہ بنالیا اور ایک طور تمثال ہے کہ جسپر انوار حسن ازلی چمکے اور شان محبوب اسمین جلوہ گر ہوئی وہ اپنی جاذبہ محبت سے دلون کا شکار کرتا ہے اور ہزاران ہزار عاشق حسن ازلی دیوانہ وار بلا توقع کسی منفعت اور استفادہ کمال کے اسکی کمند جاذبہ کو ہاتھ مین لینے کے لیے دوڑے آتے ہین اور اُسکے آستانہ پر سجدہ کرکے اُسکی شمع جمال کے مشتاق ہوتے ہین اور یہ مرتبہ اُن مراتب سے ہے کہ جو کسی بشر کو نہین ملا مگر بطفیل اُس محبوب مقبول کے البتہ بعض اولیاء راست کو اُس کے شمہ محبوبیت سے حصہ ملا اور وہ مسجود خلائق اور محبوب دلہا ہوے جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہما

ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد	از رہگذر خاک سر کوے شما بود

حال حضرت خضر علیہ السلام کا

کرمانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ خضر بفتح خا وکسر خا وسکون ضاد وکسر ضاد ان کا نام بلیا بن ملکان بن قانع بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے کذا فی النہایۃ لابن اثیر الجزری اور امام نودی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ بلیا بفتح با و لام ساکن پھر یای تحتیہ ان کے والد کا نام ملکان بفتح میم وسکون لام تھا اور بعضے کلیان کہتے ہین اور معارف بن ابی قتیبہ مین وہب بن منبہ سے بھی ایسا ہی ان کا نام اور نسب منقول ہے جیسا کہ کرمانی نے لکھا ہے اور نظم الجواہر مین ہے کہ ان کا نام بلیا بموحدہ مفتوحہ وسکون یا تحتیہ ہے اور بعضی الیسع اور بعضے الیاس اور بعضے عامر اور بعضے خضرون اور بعضے ارمیا کہتے ہین شیخ اکبر مسامرات مین لکھتے ہین کہ بعضے کہتے ہین کہ ان کا نام خضر ہی ہے یہ طبری کا قول ہے اور بعضے بلیا بن ملکان تا آخر نسب مذکورۂ بالا لکھتے ہین علامہ میبذی فواتح مین جامع الاصول ابن اثیر سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ ان کا نام بلیان بن ملکان تھا

اور بعضے کلیان بن ملکان کہتے ہین اور کنیت انکی ابو العباس تھی جوانی شیراز مین پیدا ہوے اور
شیخ علاء الدولہ سمنانی عروۃ الوثقی کے فصل چہارم باب ششم مین لکھتے ہین کہ ان کا نام ملکان بن
ملیان بن یلیبان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام ہے اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے کہ صحیح جو
تواریخ مین آیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوا وہ یہ کہ حضرت خضر کا نام بلیان
بن ملکان ہے یہ نسل بنی اسرائیل سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ شاہزادہ تھے اُن بادشاہون کی
اولاد سے جنھون نے دنیا مین زہد اختیار کیا اور خضر ان کا لقب تھا وہی مشہور ہوگیا مسامرات مین ہے
کہ ابن وہب کہتے تھے کہ خضر کا نام اوریا بن حلقیا تھا یہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے تھے اور
عبداللہ بن شوذب کا قول ہے کہ یہ فارس سے تھے اور حضرت الیاس بنی اسرائیل سے فواتح
مین ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام اُن کے دادا کے چچا تھے اور ان کا نسب یون ہے کہ
ملکان بن ملیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام اور حضرت الیاس سام کے
بیٹے تھے غرض ان کے نام مین اختلاف ہے مگر صحیح وہی ہے جو معالم سے نقل کیا گیا اور انکی نسبت
مین بھی اختلاف ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ مین وہ سب مفصل
نقل کیا ہے امام نووی لکھتے ہین کہ مین نے ان کا حال تہذیب الاسماء واللغات مین تفصیل سے
لکھا ہے اور وجہ ملقب بہ خضر ہونے کے تفسیر معالم مین یہ لکھی ہے کہ حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خضر کو خضر اسوجہ سے کہتے ہین کہ آپ ایک بار سفید پتھر پر بیٹھے
تو اسی وقت اُسکے نیچے سبزہ اُگ آیا اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت خضر جہان نماز مین مشغول
ہوتے تو سجدہ کی جگہ اور چٹائی کے کنارون مین سبزہ جم جاتا تھا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
بھی یہی دونون وجہین ان کے لقب کی لکھی ہین اور لکھا ہے کہ اول وجہ ہی صحیح ہے اور اس کی
تائید مین وہی حضرت ابی ہریرہ کی روایت جو صحیح بخاری مین لکھی ہے اور اصل حدیث کی عبارت

یون ہے کہ انما سمی الخضر خضرا لانہ جلس علی فروۃ بیضاء فاذا ھی تھتز تحتہ خضراء
اور فروہ کے معنی امام نووی وجہ الارض کے لکھتے ہین اور منتخب اللغات مین ہے کہ فروہ علف خشک
کو کہتے ہین عروہ مین ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی ولادت فارس کے گاؤن مین ہوئی جو
شیراز سے دو کوس ہے اب اس مین اختلاف ہے کہ یہ کس زمانہ مین تھے ثعلبی نے تین قول

سلہ حضرت خضر کو خضر اس وجہ سے کہتے تھے کہ جب یہ زمین پر یا پتھر یا خشک گھانس پر بیٹھتے تو اُن کے
نیچے سبزہ اُگ آتا تھا ۱۲ منہ

لکھے ہین اور لکھا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تھے یا بعد اُن کے کم و بیش
اور بعضی بعد حضرت صالح کے لکھتے ہین بیضاوی شریف مین ہے کہ یہ آفریدون کے وقت مین تھے
اور ذوالقرنین اکبر کے ساتھ سیر ربع مسکون مین موجود تھے اور حضرت موسی کے زمانہ تک ظاہر رہے
تفسیر معالم التنزیل مین تحت آیہ کریمہ ذٰلکَ تاویل ما لم تستطع علیہ صبرا[1] کی ہے کہ سبب حیات
خضر کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھون نے چشمہ حیات کا پانی پیا تھا اُسکی تفصیل یہ ہے کہ جب
ذوالقرنین آب حیات کی تلاش مین نکلا تو خضر علیہ السلام اُس سے قبل چلے اُن کو وہ چشمہ ملگیا
اُنھون نے اُس سے پانی پیا اور نہا کر دوگانہ شکر ادا کیا اور درازی عمر پائی اور ذوالقرنین
محروم واپس آیا راہ ہی بھول گیا تفریح الاذکیا مین ہے کہ اگر ہمراہی سکندر اکبر یا سکندر رومی
پر حضرت خضر مامور ہوے ہون تو عجب نہین لیکن آب حیات سے درازی عمر کا پانا معتمد نہین
حضرت ادریس اور حضرت عیسی علیہ السلام نے کون آب حیات پایا تھا جس سے وہ زندہ ہین
اس گروہ کی زندگی تو مشاہدہ حق سے ہے کہ وہ تجلی دائمی اسم یا حی سے ہمیشہ زندہ رہتے ہین
اور کتب صحیحہ حضرات صوفیہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام قبل نزول وحی اور
بعد نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحبت مین رہا کرتے تھے اور بیمار بھی ہوتے
تھے اور اپنا علاج بھی آپ کرتے چنانچہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ مین شہر والون مین آپسمین فساد
ہوا حضرت خضر بھی اُن مین تھے ایک پتھر اُنکے سر مین بھی لگا اور تین مہینہ تک اُسکی تکلیف بھی
رہی پھر اچھے ہو گئے اور قبل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچسو برس کے بعد دندان مبارک
اُنکے از سر نو نکلے تھے اور بعد بعثت ایک سو بیس برس بعد نکلنے لگے اور آپ نیک خلق اور
جوانمرد اور مشفق تمام خلائق پر رہتے ہین اور جود و عطا مین بے نظیر ایثار آپکی عادت ہے علم کیمیا
سے بخوبی آگاہ اور وہ خود قرض لیتے دیتے ہین اور بازار مین دلالی بھی کرتے ہین اور اُجرت پر
بھی کام کرتے ہین شیخ علاء الدین سمنانی عروہ مین لکھتے ہین کہ دس اصحاب حضرت خضر علیہ السلام کے
ساتھ رہتے ہین اور وہ خود اکثر قطب و ابدال کی صحبت مین رہتے ہین معالم مین ہے کہ اس امر مین
اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہین یا نہین بعضے کہتے ہین کہ خضر و الیاس دونون
زندہ ہین اور ہر سال موسم حج مین ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہین پھر اسی تفسیر مین آیہ کریمہ
و رفعنٰہ مکانا علیا[2] کی تفسیر مین ہے کہ علما کا قول ہے کہ چار انبیا زندہ ہین دو زمین پر اور دو

[1] یہ بھید ہے اُن پھیرون کا جسپر تو نہ ٹھہر سکا ۱۲ منہ
[2] اور اُٹھا لیا ہم نے اُنکو ایک اونچے مکان پر ۱۲ منہ

آسمان پر زمین پر خضر و الیاس علیہما السلام ہین اور آسمان پر ادریس و عیسیٰ علیہما السلام ہین امام
نووی شرح صحیح مسلم مین باب فضائل خضر علیہ السلام مین لکھتے ہین کہ جمہور اسطرف ہین کہ حضرت
خضر علیہ السلام زندہ ہین اور ہم لوگون مین موجود ہین اور یہی متفق علیہ ہے حضرات صوفیہ اور
اہل صلاح و معرفت کے نزدیک اور اُن کے دیکھے جانے اور اُن سے ملاقات اور سوالات و
جوابات ہونے کی حکایتین یا اُن کا مقامات متبرکہ مین ملنا یہ اسقدر مشہور اور کثرت سے منقول
ہوا ہے کہ جو حصر و شمار سے بہت زائد ہے شیخ ابو عمرو بن الصلاح کا قول ہے کہ وہ زندہ ہین
تمام علما اور صالحین کے نزدیک اور عوام بھی اس سے متفق ہین اور بعضی محدثین نے اسکی
انکار کی ہے مگر وہ کم ہے مفسر جبری اور ابو عمرو کا قول ہے کہ وہ نبی ہین انکے رسول ہونے مین
البتہ اختلاف ہے قشیری اور بہتون کا قول ہے کہ وہ ولی ہین اور ماوردی نے اپنی تفسیر مین تین
قول لکھے ہین پہلا قول یہ کہ وہ نبی ہین دوسرا یہ کہ وہ ولی ہین تیسرا یہ کہ وہ فرشتہ ہین مگر یہ قول باطل
ہے مازری کہتے ہین کہ علما اس امر مین مختلف ہین بعضی کہتے ہین کہ یہ نبی ہین یا ولی تو جو اُن کی
نبوت کا قائل ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ اُنھون نے فرمایا وما فعلتہ عن امری اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ نبی تھے ان پر وحی آتی تھی اور یہ زیادہ عالم تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
اگر ولی ہوتے تو ولی کا اعلم ہونا نبی سے لازم آتا اور یہ بعید ہے اور اور لوگون نے جواب دیا ہے
کہ ممکن ہے کہ اُس زمانہ کے نبی کو اللہ نے وحی بھیجی ہو کہ تم خضر کو اس کا حکم دو اور ثعلبی مفسر کہتے ہین
کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی معمر ہین سب قومون پر اور نظرون سے پوشیدہ ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ حضرت خضر علیہ السلام آخر زمانہ مین جب قرآن اُٹھا لیا جائیگا اُسوقت انتقال فرمائینگے حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین باب بدء الخلق و ذکر الانبیا کی فصل اول ترجمہ
حدیث مروی ابی بن کعب مین لکھتے ہین کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر نبی معمر ہین اور نظرون سے
محجوب ہین اور شیخ ابن حجر کی فتاوی حدیثیہ مین لکھتے ہین کہ قول معتمد یہ ہے کہ حضرت خضر اور
حضرت الیاس علیہما السلام نبی ہین اور زندہ ہین اور یہ دونون زمین پر ہین جیسے کہ حضرت
ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آسمان پر تفریح الاذکیا مین ہے کہ حافظ ابن حجر اور سخاوی
اور قسطلانی اور جمہور علما اور حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام
ابتک زندہ ہین اور یہ امر آفتاب کی طرح روشن ہے مگر اکثر محدثین مثل امام بخاری اور ابن مبارک
اور ابن جوزی اُن کی حیات کے منکر ہین اُن کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قریب وفات ارشاد فرمایا ہر ایک جاندار جو روی زمین پر ہے سو برس کے بعد زندہ نہ رہے گا
لیکن اس حدیث کے متعلق اہل تحقیق کہتے ہین کہ اُس وقت حضرت خضر علیہ السلام روے زمین پر نہ تھے
بلکہ دریا مین تھے اور ارشاد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم روے زمین والون کے واسطے تھا

اور ون کے واسطے نہ تھا اور تفسیر معالم التنزیل مین آیہ کریمہ وما[1] جعلنا لبشر من قبلک الخلد
دلیل نفی حیات حضرت خضر علیہ السلام لکھی ہے لیکن اس آیت مین بھی احتمال تاویل ظاہر ہے چونکہ
لفظ بشر ان لوگون کے واسطے بولا جاتا ہے جو بلا تامل نظر آتے اور ہر ایک سے ملاقات کرتے ہین اور ہر ایک ان سے
ملاقات کر سکتا ہے اور وہ زمین پر رہا کرتے ہین اور حضرت خضر علیہ السلام کے حالات اس کے
خلاف ہین قطع نظر اسکے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی اولیا اللہ سے بہت مشہور ہے بلکہ تواتر
کی حد کو پہونچ گئی ہے اور قصص اور حکایات شمار سے بھی زائد ہین چنانچہ حضرت غوث الثقلین
محبوب سبحانی اور حضرت نظام الدین زری زر بخش بدایونی رحمۃ اللہ علیہما کے پاس تشریف لانا اور
اسی طرح اکثر سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور اعمال خیر کی ترغیب دینا اور
وصول الی اللہ کے حصول پر مستعد کرنا نہایت مشہور ہے اور کتب حضرات صوفیہ مین بھی موجود ہے
حضرت شیخ علاء الدین سمنانی کہ قدوہ ارباب کشف وکمال ہین لکھتے ہین کہ جو شخص حضرت خضر
علیہ السلام کے وجود کی انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے جیسا کہ فصل الخطاب مین مذکور ہے اور یہ جو
محقق فیروزآبادی سفر السعادت مین لکھتے ہین کہ عمر خضر و الیاس علیہم السلام کے بارہ مین کوئی
حدیث صحیح ثابت نہین ہوئی ہے سو وہ غالباً انکے طرق پر ثابت نہوئی ہوگی ورنہ محقق جزری توضیح حصن
حصین مین مستدرک حاکم سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت رسول الثقلین محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبیح الوجہ سفید ریش مجمع اصحاب مین آیا اور رویا اور
تعزیت کر کے چلا گیا اُسکے چلے جانے کے بعد حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ اور جناب
ولایت مآب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ مرد سفید ریش جسیم و صبیح حضرت خضر علیہ السلام
تھے اور اسی طرح سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جمع الجوامع مین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے مفصل بیان کی ہے اور تنزیہ الشریعۃ مین بھی چند احادیث
ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ وغیرہ اصحاب سے
نقل کی ہین جو بسبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو پہونچے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات

[1] اور نہ مقدر کیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کے لیے ہمیشہ جیتا رہنا ۱۲ منہ

حضرت خضر علیہ السلام سے قطعی یقینی ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الخضر حیاً
لزارنی یعنی اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو بیشک میری زیارت کرتے تو اول تو اس حدیث کا
رفع بطریقہ معمول اہل حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ قول اسی کا
معلوم ہوتا ہے جو منکر حیات خضر علیہ السلام ہے دوسرے اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو محتمل ہے
کہ یہ قبل از ملاقات خضر علیہ السلام کے ارشاد ہوا ہو کیونکہ اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السلام نے
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نقل کی ہین جنکو بعض مشایخ اہل حدیث نے سنا بھی
ہے اور اپنی کتابون مین لکھا ہے جیسا کہ غور وتلاش کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے اور
شیخ احمد ابن ابی بکر بن محمد رواد صوفی محدث نے مع اپنی سند کے اُنھین حدیثون کو ایک
کتاب مین جمع کیا ہے جسکو ضرورت ہو اسکو دیکھ لے واللہ اعلم بحقیقتہ الحال حضرت شیخ عبد الحق
صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین لکھتے ہین کہ بیشک حضرت خضرؑ کا وجود زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
مین تھا اور اُن کی صحبت اُن سے حدیث بخاری ومسلم وترمذی سے کہ جو تفسیر آیہ کریمہ فوجدا عبداً
من عبادنا مین واقع ہوئی ہے ثابت ہے اور بعض تاریخون مین ابتداے بعثت حضرت خضر کے
زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مین یا آپکے بعد لکھی ہے اور اُن کے حضرت سید المرسلین کے
زمانہ مین اور بعد اُسکے صحابہ وتابعین ومشایخ طریقت کے زمانہ مین ہونے کے بھی اخبار وآثار
وارد ہوے ہین اب اگر انکی صحت مین اصطلاح محدثین کے طور پر کلام ہو تو بعید نہین مگر کثرت
طرق انکی اس حد تک پہونچ گئی ہے جو اسکی تلافی وجبر کر سکتی ہے چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام
کا ذکر حضرت غوث الثقلین سید محی الدین عبد القادر جیلانی کے مناقب مین بہت آیا ہے تو شیخ
مصنف کا مقصود اس قول سے کہ (درباب عمر خضر والیاس ودرازی آن وبقای ایشان حدیثی
صحیح نشدہ) یہ ہے کہ کوئی حدیث صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر خاص مین نہین وارد
ہوئی ہے اور اس مین کوئی مناقشہ بھی نہین واللہ اعلم اور یہ جو حدیث مشہور ہے دربارہ نفی
حیات حضرت خضر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہ لو کان الخضر حیا لزارنی
سو مجمع البحار مین مقاصد حسنہ سے منقول ہے کہ یہ قول مرفوعاً ثابت نہین ہے بلکہ یہ اسی شخص کا
قول ہے جو اُن کی حیات کا منکر ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از ملاقات
فرمایا تھا مگر یہ کوئی چیز نہین کیونکہ ترکیب بالقضیہ لو حیات کی نفی کرتی ہے تو اُسکے بعد وقوع کسطرح

ف اور دونون نے میرے بندون مین سے ایک بندہ کو پایا

ہوسکتا ہے ہان یہ کہہ سکتے ہین کہ بنای ملاقات عرف و عادات اور ظن غالب پر ہوتا ہے جیسا کہ
بعضون کا قول ہے اور یہ ارشاد کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر عمر مین فرمایا کہ کوئی جاندار
جو روی زمین پر ہے اسکی بقا سو برس سے زائد نہوگی اور اس حدیث سے جماعت منکرین بقای
حضرت خضر تمسک کرتے ہین تو ممکن ہے کہ باعتبار اکثر و اغلب ہو اور مخصوص ان وجہون سے جنہین
حضرت خضر علیہ السلام اس ارشاد مین نہ آتے ہون چنانچہ بعضی کتابون مین حضرت خضر و الیاس
علیہما السلام کی روایتون سے حدیثین بھی آئی ہین جیسا کہ محدث رؤاد صوفی کی کتاب مین اور
حصن حصین مین مستدرک حاکم سے جمع الجوامع مین ابن عساکر سے مروی ہے کہ محمد بن المنکدر کہتے
تھے کہ ایک بار حضرت عمر ایک جنازہ کی نماز پڑھاتے تھے کہ ہاتف نے آواز دی کہ نماز مین جلدی
نہ کرو حضرت عمر نے انتظار کیا اسی اثنا مین ایک مرد صف مین آملا اُس نے تکبیر کہی اور لوگون نے
بھی تکبیر کہی پھر اُس شخص نے کہا کہ خداوندا اگر تو اسکو عذاب دیگا تو اسکے گناہ بہت ہین اور اگر
تو بخش دے تو یہ تیری رحمت کا محتاج ہے بعد اسکے حضرت عمر اور آپکے ہمراہیون نے اس
شخص کو دیکھا جب مردہ دفن ہوچکا اور سب لوگ مٹی دیچکے تو اُس شخص نے کہا کہ اے میّت
خدا تجھکو خوش رکھے اگر تو گنہگار و عریف و قارن و کاتب و خزلی ہو تب حضرت عمر نے لوگون سے
کہا اسکو پکڑو تاکہ مین اُس سے نماز اور ان باتون کا حال پوچھون یہ کہتے ہی وہ شخص نظرون سے
غائب ہوگیا پھر دیکھا جو گیا تو اُس کا نشان قدم ایک گز کا تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ واللہ یہ
خضر تھے جنکی خبر ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی تنزیہ الشریعت مین رباح بن عبیدہ
سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے ایک شخص کو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ دیکھا کہ جو انکے
ہاتھ پر تکیہ دیے کھڑا تھا مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مرد عجیب ظالم ہے کہ اس قطع سے کھڑا ہے
تب مین نے عمر بن عبدالعزیز سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہنے لگے کہ تم نے ان کو دیکھا ہے مین نے
کہا ہان کہنے لگے واقعی تو مرد صالح ہے یہ خضر تھے اگرچہ اس حدیث کی لوگون نے تضعیف بھی کی
ہے مگر علامہ ابن حجر کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ترین اُس حدیث کی ہے جو حضرت خضر کے بارہ مین
آئی ہین اور رباح کے بارہ مین اگرچہ لوگ سخن کرتے ہین لیکن ابن معین وغیرہ اسکو ثقہ جانتے
ہین اور عمر بن عوف سے مروی ہے کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین نماز پڑھتے تھے
کہ ایک بار آواز پشت دیوار سے آئی کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی مَا یُنْجِیْنِیْ مِمَّا خَوَّفْتَنِیْ[1] صحابہ دیکھنے لگے کہ

[1] اے اللہ میری مدد کر اُس چیز سے جو مجھے نجات دے خوف دلانے والی چیزون سے ۱۲

یہ کس کی آواز ہے پھر دیکھا تو حضرت خضر تھے اور انس سے بھی اسیطرح مروی ہے اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ کہتے تھے کہ مین ایکبار طواف کرتا تھا دیکھا کہ ایک مرد
کعبہ شریف کے پردون سے لٹکا کہہ رہا ہے یا من لا یشغلہ سمع عن سمع یا من لا تغلطہ المسائل
یا من لا یبرم بالحاح الملحین اذقنی برد عفوک وحلاوۃ رحمتک مین نے کہا کہ اے عبداللہ
پھر اسکو پڑھ اُس نے دوبارہ پڑھا تب آپنے فرمایا کہ یہ خضر تھے اور جو شخص ان کلمات کو فرض کے
بعد پڑھیگا اُسکے گناہ بخشے جائینگے اگرچہ وہ کتنے ہی ہون اور سبعات عشر بھی انھین سے
مروی ہے لیکن محدثین کو ان سب روایات کی صحت مین کلام ہے واللہ اعلم اور تحقیق اس
حدیث کی کہ جو جاندار روی زمین پر ہے اُسکو بقا سو برس سے زائد نہوگی یہ ہے کہ اس حدیث
مین تفصیل ہے وہ یہ کہ بخاری شریف مین باب ذکر العشاء والعتمۃ ومن راٰہ واسعًا مین حضرت عبداللہ
بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا پڑھائی
جسکو لوگ عتمہ بھی کہتے تھے اور ہم سب آپکے اقتدا مین تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو ہم
لوگون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم لوگون نے کچھ اس رات کو دیکھا بیشک اس رات کے آخر
صدی تک کوئی شخص اُن لوگون سے جو آج روے زمین پر ہین باقی نہ رہے گا۔ شیخ نور الحق محدث
دہلوی تیسیر القاری ترجمہ صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ مولف نے اس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام
کے زندہ نہونے پر استدلال کیا ہے اور اس مین جو کچھ بحث کی ہے وہ باب السمر بالعلم مین بیان
ہوچکی ہے مین کہتا ہون کہ باب السمر بالعلم مین بھی حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت آئی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر زمانہ حیات مین ایک مہینہ وفات سے پہلے ہم لوگونکے
ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور بعد سلام کے کھڑے ہوکر فرمایا کہ کیا مین تم کو اس رات کا حال بتاؤن
بیشک اس رات کے آخر صدی تک ان لوگون مین سے جو آج روی زمین پر ہین کوئی بھی
باقی نہ رہے گا اس حدیث سے مولف وغیرہ نے حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر استدلال کیا ہے
مگر یہ استدلال ٹھیک نہین اولاً اسوجہ سے کہ الف ولام ارض مین استغراقی نہین ہے اور زمین سے
مراد خاص زمین ہے جیسے جزیرہ عرب اور اگر الف لام استغراقی بھی تسلیم کرلیا جاے تو احد کی لفظ عام
ہے اور عام اکثر مخصص ہوا کرتے ہین اور ممکن ہے کہ اُس شب کو حضرت خضر علیہ السلام زمین پر نہون

سلہ اے وہ شخص کہ جسکو نہین باز رکھتی کوئی سماعت اور سے وہ شخص جسکو غلطی مین نہین ڈالتے مسائل اور اے وہ شخص جو رنجیدہ
نہین ہوتا ہے گڑگڑانے والونکے گڑگڑانے سے تو مجھکو اپنی عفو کی ٹھنڈک اور اپنی رحمت کی مٹھائی کا ذائقہ چکھا ۱۲

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ احد سے مراد وہ لوگ ہون جنکو عموماً سب لوگ دیکھتے ہین اور اُن سے
میل جول رکھتے بالجملہ اس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر استدلال نہین ہوسکتا ہے
شیخ الاسلام صحیح بخاری شریف کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اس طبقہ اور
قرن کے لوگ جو اس رات کو زمین پر موجود ہین وہ سب سو برس مین مرجائینگے ان مین سے
کوئی باقی نہین رہیگا شاید اس سے مراد تحریص ہو عبادت اور اُس مین اہتمام اور سعی کرنے کے
واسطے یعنی اس امت مین اگلی امتون کی سی عمرین نہین ہونگی لہذا اس امت کے لوگون کو عبادت
مین زیادہ کوشش کرنا چاہیے بعضی محدثین جنمین مولف بھی ہین اس حدیث سے حضرت خضر
علیہ السلام کی موت پر استدلال کرتے ہین اور جمہور کا قول ہے کہ وہ اس سے مستثنیٰ ہین اور یہ حکم
اکثری ہے اور اس قسم کے عام بہت سے ہوتے ہین اور ممکن ہے کہ لوگون سے مراد وہ لوگ ہون
جو ایک دوسرے کو دیکھتے ہین اور حضرت خضر علیہ السلام مردان عالم غیب مین ہین ہر شخص انکو
دیکھتا ہی نہین سوا بعض اولیا اللہ کے اور ممکن ہے کہ وہ اُس رات کو زمین پر نہون پانی
یا ہوا پر ہون یا زمین سے مراد خاص زمین ہو جیسے جزیرہ عرب اور بعضے کہتے ہین کہ ہر زمانہ کے خضر
جُدا گانہ ہوتے ہین اور وہی اُس زمانہ والون کے مربی اور مفیض ہوتے ہین لیکن اولیا کا
مشاہدہ انھین حضرت خضر کا معلوم ہوتا ہے کہ جنکے مصاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے تھے
اور بعضے لوگ جو حضرت الیاس علیہ السلام کو زمین پر زندہ کہتے ہین وہ بھی انکی یہی توجیہ کرتے
ہین قسطلانی اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ بعد اسکے کوئی زندہ نہ رہیگا یعنی سو برس سے
زیادہ اور اسی سے امام بخاری وغیرہ نے حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر استدلال کیا ہے
جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہین کہ یہ عام مخصوص البعض ہے یا زمین سے مراد وہ زمین ہے
جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشو و نما پایا تو حضرت خضر علیہ السلام اُسوقت وہان موجود ہی
نہ تھے جو اس خبر کے مصداق ہوتے حالانکہ بہت سے علما اور صلحا کے بیانون سے اُن لوگون کا
حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا معلوم ہوتا ہے اور باب السمر بالعلم مین یہ بات بیان ہوچکی
ہے کہ زمین سے مراد وہ زمین ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوکر مبعوث ہوئے جیسے
جزیرہ عرب جسمین حجاز اور تہامہ اور نجد بھی شامل ہے اور یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید مین
آیا ہے کہ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ یہان ارض سے مراد وہ زمین ہے جسمین گناہ ہوا اور اس مین
الف لام استغراقی نہین معلوم ہوتا ہے پس اس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر

استدلال کرنا ساقط ہو گیا جیسا کہ مولف وغیرہ نے استدلال کیا ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ حضرت
خضر علیہ السلام اُس وقت اُس زمین پر نہون اور اگر یہی تسلیم کیا جاے کہ الف لام استغراقی ہے
تو احد کی لفظ عام محتمل ہے کیونکہ زمین پر جن وانس سب رہتے ہین اور عام چیزون مین ادنی قرینہ
سے تخصیص بھی آجاتی ہے توجب یہ کلام کئی وجہون کا محتمل ہوا تو اس سے استدلال ساقط ہو گیا
امام نووی کہتے ہین کہ مطلب یہ ہے کہ جو اس رات کو روے زمین پر ہوگا وہ اسکے بعد سو برس سے
زیادہ زندہ نہ رہے گا چاہے اُسکی عمر اسکے پہلے کم ہو یا زیادہ اور اس سے کسی کی حیات کی نفی
اُس رات کے سو برس بعد نہین ہوتی ملا عصام اسفرائنی[۱] شمائل ترمذی کے شرح مین ابوالطفیل ابن
واثلہ کے اس قول مین کہ رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما بقی علی وجہ الارض احد
غیری یعنی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور اب روے زمین پر کوئی میرے
سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والون سے باقی نہین ہے لکھتے ہین کہ اس حدیث سے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شیخ اور بسرا اور جعفر ونسطور رومی اور بابا ہدیہ بصری جو مدعی صحابیت کے
تھے وہ جھوٹے تھے اور بابا رتن ہندی جنھون نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی
بعد ۶۰۳ھ کیا اور ربیع بن محمود جو اُن کے بعد ظاہر ہوے اور دعوہ صحابیت کیا ان دونون کے
دعوے باطل ہین البتہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوالطفیل کے قول سے حضرت
خضر کے وجود کے متعلق اشکال ہو گیا کیونکہ اہل صدق ان کے وجود پر متفق ہین اور اسکی انکار
ممکن نہین اب اس اشکال کا یہ جواب کہ حضرت خضر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر
دیتے وقت روی زمین پر تھے ہی نہین بلکہ پانی پر تھے یہ کچھ ٹھیک نہین کیونکہ حدیث سے تو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ روی زمین پر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ والا جو اُس وقت
موجود تھا وہ باقی نہ رہے گا نہ یہ کہ روی زمین پر ہی کوئی باقی نہ رہے گا دوسری خرابی اس جواب
مین یہ ہے کہ یہی تاویل ان مدعین صحبت کے قول کی صحت کے لیے بھی ہو سکے گی کیونکہ ممکن ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے وقت وہ لوگ بھی روے زمین پر نہون شمنی[۲] مزیل الخفاء
عن الفاظ الشفا مین لکھتے ہین کہ یہ حدیث عام ہے اُن لوگون کے لیے جو اُس وقت ظاہر
مین دیکھ پڑتے تھے اور لوگون سے ملتے جلتے تھے نہ ان لوگون کے لیے جو ایسے نہ تھے جیسے

---

[۱] منسوب بہ اسفرائن بکسر ہمزہ دیار ایک شہر ہے خراسان مین ۱۲ منتخب [۲] شمنی یہ امام تقی الدین ابوالعباس احمد
بن شیخ کمال الدین محمد بن حسن تمیمی داری تھے وہ اہل زمان اور یگانۂ عصر تھے اور ادب (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۱ پر دیکھیے)

حضرت خضر علیہ السلام کیونکہ دجال اس حدیث سے خارج ہے جیسا کہ مسلم نے جساسہ کی حدیث سے جو دجال کے وجود پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین دلالت کرتی ہے اور نیز اُسکی بقا پر اس زمانہ کے بعد روایت کی ہے پھر اسی کے ساتھ مسلم نے ایک حدیث اور حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکورہ بالا سے مقصود اُس قرن کا گذرنا تھا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اس ارشاد کے متعلق خاص باب لکھا ہے وہ لکھتے ہین کہ باب بیان معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راس مائۃ سنۃ لا یبقی نفس منفوسۃ ممن ہو موجود الآن یعنی آپ فرماتے ہین کہ کیا تم نے دیکھا اُس رات کو بیشک ابتدائی صدی سال پر کوئی باقی نہ رہے گا اُن لوگون مین سے جو آج روی زمین پر ہین حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ارشاد سے مطلب یہ ہے کہ یہ قرن گذر جائے گا اور جابر کی روایت مین ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات سے ایک مہینہ پہلے فرماتے ہوے سُنا کہ جو آج موجود ہے وہ سو برس تک زندہ نہ رہیگا اور ابی سعید نے بھی اسکے مثل روایت کی ہے مگر اُسمین اسقدر زائد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیثین غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت ارشاد فرمائین جنکی بعض اور حدیثون سے تفسیر کردی اور ان مین ایک علم خاص ہے علوم نبوت سے یعنی مطلب یہ ہے کہ جو نفس اس شب مین زمین پر موجود ہے وہ اسکے بعد سو برس تک زندہ نہین رہیگا خواہ اُسکی عمر اس کے پہلے تھوڑی ہو یا زائد اس سے اس امر کی نفی نہین ہے کہ جو کوئی اس رات کے بعد ہوگا وہ سو برس سے زیادہ نہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۸۰) اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اور نحو اور کلام و اصول مین امام الائمہ تھے رمضان کے مہینہ مین ۸۰۱ھ مین اسکندریہ مین پیدا ہوے قرآن زراتیتی سے اور فقہ شیخ شبراملسی سے اور نحو شمس الدین شطنوفی سے اور حدیث شیخ زین الدین عراقی سے اور معقول شاطبی سے پڑھی اور عراقی اور جلاوی اور مراغی وغیرہم نے انکو اجازت دی انھون نے حدیث بہت سُنی ہے اور بہت سے فن سیکھے اور ایک عالم ان سے منتفع ہوا مغنی اللبیب پر ان کا حاشیہ ہے اور شفا پر بھی اور شرح نقایہ فقہ مین اور شرح نظم اپنی والد کی تالیف کے اور کتاب فتح المسالک لتادیۃ المناسک انھین کی تصنیف ہے انکی وفات ۸۷۲ھ مین ہوئی یہ شیخ جلال الدین سیوطی کے اُستاد تھے سیوطی نے ان کے مرثیہ مین ایک بڑا قصیدہ لکھا ہے جو حسن المحاضرہ مین منقول ہے انتہی اور شمن بفتحتین استرآباد مین ایک گاؤن ہے اور شمونہ اندلس مین ایک شہر ہے کذا فی المنتخب سیوطی نے شفا فی حقوق المصطفے کی ایک شرح لکھی ہے اُس کا نام مناہل الصفا فی تجرید احادیث الشفا ہے اسپر ایک حاشیہ ہوا انھین شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد شمنی متوفی ۸۷۲ھ کا جسکا نام مزیل الخفاء عن الفاظ الشفا ہے ۱۲ ؎ جساسہ بفتح جیم و تشدید سین مہملہ اولی اسکو جساسہ اسواسطے کہتے ہین کہ یہ دجال کی خبرین ڈھونڈھا کرتا تھا کذا فی شرح صحیح مسلم للنووی ۱۲

رہے گا نفس منفوسہ سے مراد یہان نفس پیدا کردہ شدہ ہے اس سے ملائکہ نکل گئے اور انھین احادیث سے بعضی محدثین استدلال کرتے ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام مردہ ہین مگر جمہور اسکے خلاف ہین اور ان حدیثون کی تاویلین اسطور پر کرتے ہین کہ وہ دریا پر تھے زمین پر نہ تھے اور یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے شیخ ابراہیم کردی بھی مسالک الابرار مین لکھتے ہین کہ یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے حضرت خضر علیہ السلام وعمر کو شامل نہین ہے ملا یعقوب خیر جاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین علی ظہر الارض کی قید سے وہ لوگ جو آسمان پر ہین خارج ہوگئے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ اور خضر علیہ السلام کہ وہ دریا کے کنارہ تھے زمین پر نہ تھے اور جمہور کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین اور روی زمین پر ہین اور اُنکی ملاقات کے قصے اولیاء اللہ سے منقول اور مشہور ہین جنکا سابقاً ذکر ہوچکا اور شیطان بھی اس سے خارج ہے کہ وہ پانی یا ہوا پر تھا یا یہ کہ اس سے مراد وہ لوگ لیے جائین جو ظاہر مین موجود تھے یہی وجہ عمدہ ہے توان کے سوا اور لوگون کے خارج ہونے کے بیان کی ضرورت نہین پھر دوسرے مقام پر اسی شرح مین لکھتے ہین کہ اس حدیث سے بخاری وغیرہ حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر استدلال کرتے ہین جسکا جمہور نے جواب دیا ہے کہ یہ عام مخصوص البعض ہے یا کہ زمین سے خاص زمین مراد ہو جیسے کہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اسی طرح قسطلانی مین بھی ہے اور جو اُسکی عبارت مین تکلف ہے وہ ظاہر ہے اسواسطے کہ معلوم لفظ کے عام ہونے سے مخصوص غیر معلوم الوجود متروک نہین ہوتا تو اولی یہ ہے کہ عموم اُس نفس کے اعتبار سے سمجھا جائے جو اُس شب کو اس زمین پر موجود ہو اور حضرت خضر علیہ السلام شاید اس شب کو یا اسوقت زمین پر موجود نہون بلکہ دریا مین ہون پس یہ حدیث اُن تمام زمین والون کی فنا پر نہین دلالت کرتی ہے جو بعد زمانہ صدور اس ارشاد شریف کے پیدا ہون اور اس سے قیامت کا قائم ہونا لازم آجائے کیونکہ فنا سے مراد اُس شب کے موجودہ لوگون کی فنا ہے جیسا کہ شراح نے اسکی تصریح کی ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ شریف مین صحیح مسلم کی اس حدیث کے ترجمہ کے ذیل مین جو اُسی مضمون بخاری والی روایت مین حضرت جابر سے منقول ہے لکھتے ہین کہ اسی حدیث سے بعضی اکابر علماء حدیث حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر تمسک کرتے ہین کیونکہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولدین اور موجودین روی زمین کی حالت ارشاد فرمائی تو حضرت خضر علیہ السلام موجود تھے اور مخبر صادق کے ارشاد کے موافق چاہیے تھا کہ وہ لوگ سو برس سے زیادہ نہ رہتے اور بعد سو برس کے مرجاتے تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے

کہ حضرت خضر علیہ السلام اس عموم سے مخصوص ہین آپ نے اس ارشاد سے اپنی امت کے
حال کی خبر دی ہے کہ میری امت مین جو لوگ اسوقت موجود ہین وہ سو برس کے بعد مرجاینگے
امام محی السنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ چار نبی زندہ ہین دو زمین پر ایک حضرت خضر
دوسرے حضرت الیاس اور دو آسمان پر ایک حضرت ادریس دوسرے حضرت عیسی علیہم السلام
اور حضرت خضر علیہ السلام کے وجود کے متعلق علما و مشائخ سے متواتر خبرین معلوم ہوئین اگرچہ
بعضے لوگ اسکی تاویل یون کرتے ہین کہ ہر زمانہ کے ایک خضر علیحدہ ہوتے ہین جو مرنی اور مخصص
اُس زمانہ والون کے ہوتے ہین لیکن کاملین اولیاء اللہ سے اُنھین خضر اسرائیلی کا ہونا جنکے
حضرت موسی علیہ السلام صاحب تھے منقول ہے اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ اکثر آپ اثناء وعظ مین ہوا کی طرف اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ اے اسرائیلی ٹھہر
اور محمدی کا کلام سن تو محمدی سے اپنی ذات مقدس مراد لیتے تھے ملا علی قاری مرقاۃ شرح
مشکوۃ شریف مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسکے معنی یہ ہین کہ کوئی جاندار سو برس
تک باقی نہ رہے گا اس سے مراد صحابہ کی موت ہے اور یہ آپ کا ارشاد بر بناء غالب ہے
یعنی اکثر ایسا ہوگا کہ اس صدی کے پیدا شدہ لوگ باقی نہ رہین گے ورنہ بعضی صحابہ تو سو
برس سے زیادہ بھی زندہ رہے ہین کہ جن مین سے حضرت انس بن مالک اور سلمان وغیرہ تھے
اور ظاہر تر یہ ہے کہ معنی یہ ہون کہ کوئی شخص سو برس زندہ نہین رہیگا اس ارشاد کے بعد
جیسا کہ آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے تو امر غالب کے اعتبار کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ
اس زمانہ کے پیدا شدہ لوگ قبل سیکڑہ کے پورے ہونے کے زمانہ ورود حدیث سے گذر گئے
اور اسی معنی کا موید محققین محدثین اور متکلمین کا استدلال ہے بابا رتن ہندی وغیرہ کے دعوے
کے بطلان پر کہ جنھون نے دعوائے صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا اور یہ گمان کیا کہ وہ
بڑی عمر والون مین تھے باقی یہ حدیث بحیثیت ظاہر حضرت خضر و الیاس علیہما السلام کے
زندہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور بغوی[1] معالم مین لکھتے ہین کہ چار نبی زندہ ہین دو زمین پر
حضرت خضر و الیاس اور دو آسمان پر حضرت عیسی و ادریس علیہم السلام تو حدیث مخصوص ہوگئی ان لوگون
کے علاوہ اور لوگون کے ساتھ یا یہ مطلب ہوگا کہ میری امت مین کوئی سو برس تک باقی نہ رہے گا
اور ایک نبی دوسرے نبی کی اُمت نہین ہوتا واللہ اعلم مولانا عبد القادر جونپوری نے اس

[1] منسوب بہ بغشور جس سے مراد حسین فراء بن مسعود ہین ۱۲ منتہی الارب

حدیث کے معنی مین لکھا ہے کہ ظاہر اس حدیث مین خطاب جماعۃ اہل عادۃ سے ہے اور اسکے
معنے یہ ہین کہ کوئی شخص اسوقت کے موجودین سے سو برس تک بقاے عادی اور استمراری کہ
جو بطریق تخلف یا تخلیل کے ہے باقی نہ رہے گا اور حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور انکے مثل جنکی
بقا بقاے عادی استمراری کے طور پر نہتی کاتب الحروف کے نزدیک یہ معنی بہت ٹھیک ہین اور
اسی کے قریب وہ حکایت ہے جو اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین منقول ہے علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے
تھے کہ مجھ سے میرے شیخ حافظ ابو الفضل عراقی کہتے تھے کہ شیخ عبد اللہ بن اسعد یافعی کا یہ اعتقاد
تھا کہ خضر علیہ السلام زندہ ہین تب مین نے اُن سے امام بخاری اور حربی وغیرہما سے جو اس امر کی
انکار منقول ہے بیان کی تو وہ یہ سنکر غصہ ہوے اور کہنے لگے کہ جو اس کا قائل ہے مین اس سے
خفا ہون تب سے مین نے بھی اُن کے ارشاد کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام کی موت کا اعتقاد
دل سے اُٹھا دیا اور امام یافعی لکھتے ہین کہ جمہور اہل علم کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام ابتک
زندہ ہین اور اسی کو اولیاء اللہ نے قطعی کہا ہے اور فقہا اور اصولین اور اکثر محدثین نے بھی ترجیح دی
ہے اور جن لوگون نے کہ حضرات مذکور سے اس امر کو نقل کیا ہے اُن مین سے ایک شیخ ابو عمرو
بن الصلاح رضی اللہ عنہ تھے کہ جن سے امام محی الدین نووی رضی اللہ عنہ نے نقل کر کے اسکو
مان لیا ہے اور ایک جماعت فقہا نے شیخ عز الدین بن عبد السلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ خضر
علیہ السلام کے بارہ مین کیا کہتے ہین وہ زندہ ہین یا نہین تو اُنھون نے جواب دیا کہ اگر امام تقی الدین
بن دقیق العید تم سے کہین کہ مین نے اپنی آنکھ سے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے تو تم ان کو سچا
سمجھوگے یا جھوٹا لوگون نے کہا کہ ہم اُنھین سچا سمجھین گے تب اُنھون نے کہا کہ خدا کی قسم ان سے
ستر صدیقون نے کہا کہ ان لوگون مین سے ہر شخص نے اپنی آنکھ سے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا
اور اُن مین سے ہر شخص ابن دقیق العید سے افضل تھا امام یافعی لکھتے ہین کہ امر صحیح اور مختار علماء
محققین موفقین کے نزدیک یہ ہے کہ جو عارفین باللہ ہین وہ افضل ہین عالمین باحکام اللہ سے
اور اسی کے قائل شیخ عز الدین ابن عبد السلام ہین اور انکے علاوہ اور علما بھی شیخ تقی الدین
رحمتہ اللہ علیہ نے ایکبار بعض اُن اولیاء کا تذکرہ کیا کہ جنکو اُنھون نے دیکھا تھا تو کہنے لگے کہ وہ لوگ
میرے نزدیک ان فقہا سے بہتر تھے اور مجھے بعضے علماء اخیار متمکنین نے یعنی قاضی نجم الدین طبری
رحمتہ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ایکبار مکہ معظمہ مین خبر آئی کہ امام عارف باللہ اسمٰعیل بن محمد حضرمی
رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو امام عارف باللہ احمد بن موسیٰ بن عجیل رضی اللہ عنہ نے جو اسوقت

کہ مین تھے کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عوض مین سو فقیہون فدیہ دے پھر معلوم
ہوا کہ وہ پہلی خبر غلط تھی اُن کا انتقال ہی نہین ہوا غرض کہ اسمین کوئی شک ہی نہین ہے
کہ جو شخص اولیا کا معتقد ہوگا وہ اُنکی کراستون کو سچ سمجھے گا اور جن باتون کی اُنھون نے خبر دی
اسکو مانے گا اور حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے کی بھی تصدیق کرے گا اس لیے کہ ہر زمانہ
مین صدیقین رضی اللہ عنہم برابر خبر دیتے رہے ہین کہ اُنھون نے حضرت خضر علیہ السلام سے
ملاقات کی اور یہ امر مشہور مستفیض ہے اور کتب مشہورہ مین مروی کہ جسکو علما اور ثقات نے روایت کیا
اور مین نے اسی کتاب کی حکایات متفرق مین ذکر کیا ہے کہ ایک جماعت شیوخ سے روایت ہے
کہ شیخ کبیر عارف باللہ سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز لوگون کی طرف متوجہ ہوکر
نہایت عمدہ وعظ کہا کسی نے کہا کہ اگر آپ ہر روز اسیطرح ارشادات کرین تو ہم کو بہت نفع ہو تو اُنھون
نے فرمایا کہ آج مین نے جو کچھ کہا وہ صرف اس وجہ سے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ تم
وعظ کہو تمھارے بھائی ذوالنون کا انتقال ہوگیا ہے اور مین تم کو اُن کا قائم مقام کرتا ہون پس
اگر استاد الاساتذہ یہ نہ کہتے تو مین وعظ نہ کہتا شیخ ابوالحسن شاذلی کہتے تھے کہ مین نے خضر
علیہ السلام کو عیذاب کے جنگل مین دیکھا اُنھون نے مجھ سے کہا یا ابوالحسن اصحبک اللہ اللطیف
الجمیل وکان لک صاحبا فی الاقامۃ والرحیل[1] اور بعض شیوخ مین نے مجھ سے بیان کیا کہ خضر
علیہ السلام ہماری ملاقات کو مصیبت کے وقت آتے ہین اور اُس کے دور ہونے کی دعا کرتے
ہین اور اس قسم کی باتین مشائخ نے بیشمار بیان کی ہین اُنھین مین سے شیخ کبیر عارف باللہ
ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے اور اور لوگ بھی تو بعض محدثین جس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام
کی موت پر حجت لاتے ہین وہ حدیث حجت نہین ہوسکتی اسواسطے کہ جمہور علما محققین رضی اللہ عنہم کے
نزدیک اُس حدیث مین تاویل ہوئی ہے اور اس کا بیان بوجہ طوالت کے مقصود کتاب سے باہر
ہے لہذا اُسکے لکھنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اور وہ سب سابقًا بیان بھی ہوچکا ہے اور مین نے
شیخ جلیل عارف باللہ نجم الدین اصفہانی رضی اللہ عنہ سے سنا مقام ابراہیم علیہ السلام کی پشت پر کہ وہ کہتے
تھے کہ خضر علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی ہے کہ جب قرآن شریف اُٹھا لیا جائے تو پھر وہ بھی
دنیا سے اٹھا لیے جائین غالبًا یہ اسوجہ سے ہوگا کہ اُسوقت مین جو قطب و اولیا موجود ہون گے
وہ بھی موت چاہین گے اس لیے کہ بعد رفع قرآن شریف کے اہل خیر کے واسطے زندگی کا لطف

[1] اے ابوالحسن تیرے ساتھ رہے اللہ لطیف وجمیل اور وہی تیرا سفر وحضر مین ساتھی ہو ۱۲ منہ

باقی نہ رہے گا اب یہ کہ سابق مین جو بعض حکایات مین اولیا اعدود ین کے حق مین حضرت خضر علیہ السلام سے یہ روایت گذر چکی کہ وہ ایک کے بعد ایک بدلتے رہین گے قیامت تک سو اس سے مراد یہ ہے کہ جسدن صور پھونکا جائیگا اُسکے قریب تک یہ کارروائی رہے گی کیونکہ قیامت جب تک لاالہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اُس وقت تک قائم ہی نہو گی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب اہل قرآن واہل علم نہ رہین گے تو علم قرآن وغیرہ دنیا سے اُٹھالیا جائیگا یا وہ حدیث جوان لوگون کے حق مین وارد ہوئی جنکے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی ہے کہ وہ ہمیشہ امرحق کے ذریعہ سے غالب رہین گے قیام قیامت تک تو جمع بین الاحادیث کے وجہ سے اس حدیث کی بھی ضرور تاویل کی جائے گی ممکن ہے کہ اُسکے معنی قریب قیامت کے ظاہر ہون جیسا کہ علما نے اسکے متعلق تاویل کی ہے فقط

از رہگذر خاک سر کوئے شما بود	ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

وصل بیان مین مختصر حالات اور مناقب اُن سادات مشائخ کے کہ جنھون نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین کی یا حضرت نے اُن کی تعریف فرمائی

ذکر حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار البطائحی رضی اللہ عنہ

آپ کی ذات بہت عظیم القدر وکبیر المنزلت تھی آپ اجلۂ اعیان مشائخ عراق سے تھے آپ ہی نے اولاً عراق مین مشیخت کی بناڈالی کیونکہ اُسوقت مشائخ رسالت اور اُن کے طبقہ والون کا خاتمہ ہو چکا تھا اور علامات ونشانات طریقت قائم کیے اور طریقہ سلف کو جو نیست ونابود ہو چلا تھا واضح کیا آپ ہی کا ارشاد ہے کہ جس نے میری قبر کی چالیس بدھ زیارت کی اُسکو دوزخ سے برات دی جائے گی اور فرماتے تھے کہ مین نے خدا سے عہد لیا ہے کہ جو جسم میرے اس حرم مین آئے یعنی موضع مزار میں اسکو آگ نہ جلائے چنانچہ بعضے کہتے ہین کہ آپکے مزار پر جو لوگ مچھلی یا گوشت لے جاتے تھے وہ پھر پکانے سے نہ پکتا تھا اکثر اعیان مشائخ عراق آپ سے نسبت رکھتے تھے اور ایک

جم غفیر آپ سے ارادت کی بدولت صاحب احوال فائز ہوئے اور بہت سے ارباب مقامات
رفیعہ آپکے شاگرد تھے تمام مشائخ اور علما آپکی تعظیم اور آپکے ارشادات و احکام کی پابندی کرتے
تھے آپکے پاس اہل سلوک دور دراز سے آکر فائز المرام ہوتے تھے آپ بہت جمیل الصفات
شریف الاخلاق کامل الادب کثیر التواضع اور بہت سختی سے احکام شرعیہ کے پابند تھے
اور اہل علم اور ارباب سنت اور دین کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے علوم اور معارف مین آپکا
کلام عالی ہوتا تھا آپ کا ارشاد ہے کہ حکمت عارفین کے دلون مین تصدیق کی زبان سے
ظاہر ہوتی ہے اور عابدون کے دلون مین توفیق کی زبان سے اور مریدین کے دلون مین فکر
کی زبان سے اور محبین کے دلون مین شوق کی زبان سے اور اللہ کے ساتھ صحبت بہت حسن ادب
اور دوام ہیبت اور لزوم طاعت کے ساتھ چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
آپکے طریقہ مرضیہ کی اتباع سے کہ جو عالمانہ طرز سے ہو اور اولیا اللہ کے ساتھ باحترام و خدمت
اور گھر والون سے بحسن خلق اور بھائیون سے بکشادہ پیشانی اور جاہلون سے بدعا و رحمت اور
فرماتے تھے کہ جمع بالحق یہ ہے کہ غیر حق سے علیحدہ رہے اور غیر حق سے بھی جدائی جمع بالحق ہے
تو جسکو اللہ کی محبت ملی اُسکو قرب حق سے اُنس ہوگا اور جو داد اختیار کرے گا وہ بہ نسبت اور
لوگونکے برگزیدہ رہے گا اور چونکہ اللہ ایک ہے لہذا اسکا طالب بھی وحدانی الذات ہوگا اور
مشتاق وہ ہے جو ہمیشہ اپنے محبوب کے شوق مین رہے اور محبوب کا مشاہدہ اُسکو فانی کردے
اُسوقت اوسکو وہ معانی معلوم ہونگے جو اغیار کو نہین معلوم ہین اُسی وقت زبان ازل اسکی طرف
بزبان وداد متکلم ہوگی کہ میری طرف آؤ اسی سے وہ لوگ بہت مسرور ہونگے پھر اُن پر حجاب واقع
ہوگا اور وہ مسرت مبدل بگریہ ہوجائیگی اور خوف بھی موصل بحق ہوگا تو عجب اور تمام سب کو
حقیر سمجھنا یہ ایسا بُرا مرض ہے جسکا علاج نہین اور یہی حق سے قطع کردیتا ہے شیخ ابومحمد عبدلکی
کہتے تھے کہ حضرت شیخ ابتداً بطائح مین رہزنی کیا کرتے تھے اور آپکے بہت رفقا تھے مگر سب کے
سردار آپ ہی تھے ایک رات کو آپنے سُنا کہ کوئی عورت اپنے خاوند سے کہتی تھی کہ یہان سے اترو
ابن ہوا ارا اور اسکے ساتھی پکڑ نہ لین آپ یہ سنکر متنبہ ہوے اور رونے لگے اور اپنے دل مین خیال
کیا کہ لوگ تو مجھسے اتنا ڈرتے ہین اور مین اللہ سے کچھ بھی نہین ڈرتا یہ کیسی بُری بات ہے یہ خیال
کرکے آپنے اُسی وقت توبہ کی اور آپکے ساتھیون نے بھی آپکے ساتھ توبہ کی پھر آپ نے اپنا مکان
چھوڑ کر میدان خداطلبی مین قدم صدق و اخلاص رکھا اُس زمانہ مین عراق مین کوئی مشہور بزرگ

نہ تھا آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
خواب مین دیکھا اور آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ مجھے خرقہ پہنا دیجئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
اے ابن ہوارا مین تیرا نبی ہون اور حضرت صدیق اکبر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ تیرے
مرشد ہین بعد اسکے حضرت صدیق اکبر سے ارشاد کیا کہ اپنے ہمنام کو خرقہ پہناؤ اُنھون نے
ایک کپڑا پہنایا اور ٹوپی ان کے سر پر دیدی اور ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اللہ تم کو برکت
دے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابابکر میری امت کے
اہل طریق موجودین عراق کا طریقہ مردہ تجھ سے زندہ ہوگا اور ارباب حقائق کا نشان جونابود
ہوگیا ہے تیری وجہ سے قائم ہوگا اور تیری مشیخت عراق مین قیامت تک رہیگی اور نسائم الہیہ
تیرے ظہور سے چلین گی یہ جب خواب سے بیدار ہوے تو وہ خرقہ اپنے پاس پایا اور ٹوپی سر پر
رکھی ہوئی پائی اُسی وقت سے ان کے سر پر جو مسے تھے وہ سب جاتے رہے اور تمام دنیا مین
پکار ہوگئی کہ ابن ہوارا کو وصول حاصل ہوا ہر طرف سے خلقت انکے پاس آنے لگی اور علامات
قربیہ حق ظاہر ہونے لگے نقل شیخ ابو محمد شنبکی کہتے تھے کہ مین جب ابن ہوارا کے پاس جاتا تھا
تو دیکھتا تھا کہ وہ تنہا اپنے بطیحہ مین ہوتے تھے اور شیر انکے قدم چاٹتا ہوتا تھا نقل شیخ عزالدین
مستورع بطائحی کہتے تھے کہ شیخ ابوبکر بن ہوارا عراق کے پہلے شیخ تھے بزرگان سلف کے
گذرنے کے بعد اور ان کے وقت مین بطائح مین بسبب کثرت آمد و رفت رجال الغیب کے
ہر طرف عجیب و غریب انوار تابان رہتے اور وہ مستجاب الدعواۃ اور قوی التصرف بھی تھے۔
نقل شیخ احمد ابن ابی الحسن علی کہتے تھے کہ ایک بار ایک عورت شیخ ابوبکر ابن ہوارا کے پاس
آئی اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا دریا کے کنارہ ڈوب گیا ہے اور میرے اُسکے سوا کوئی اولاد نہین
ہے مین خدا کی قسم کھا کر کہتی ہون کہ اُس نے تمھین یہ قوت دی ہے کہ تم اُسے بقوت ہمت پھیر لاسکتے
ہو تو اگر اسکو نہ لاؤ گے تو مین اللہ و رسول سے تمھاری شکایت کرون گی اور کہون گی کہ الٰہی مین
انکے پاس فریادی آئی تھی اور یہ میری فریاد کو پہونچ سکتے تھے مگر نہ پہونچے یہ سُن کر شیخ اُٹھ کھڑے
ہوے اور وہان پر تشریف لاکر فرمایا کہ بتا تیرا لڑکا کس جگہ ڈوبا ہے اُس نے انکو وہ جگہ بتائی دیکھا تو
اُس کا لڑکا مردہ پانی پر اُترا رہا ہے شیخ پانی مین اُترکر اسکو اپنے کندھے پر رکھکر نکال لائے اور
اُسکی ماں کو دیکر فرمایا کہ اس کو لے مین نے اسکو زندہ پایا وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر لیچلی تو اُس نے
ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ڈوبا ہی نہ تھا نقل شیخ ابو محمد شنبکی کہتے تھے

کہ ایک بار مین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ بطیحہ مین پانی مین بیٹھے تھے ایک
درخت کے پاس اور آپکے روبرو شیر بیٹھا تھا تو جب آپ پانی سے نکلتے تو شیر آپکے قدمون پر سر رگڑتا پھر ایک
مین نے دیکھا کہ بڑا بھاری شیر آپکے روبرو بیٹھا منھ رگڑتا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ آپ سے
کچھ عرض کرتا ہے اور آپ اُس کا جواب دیتے ہین اتنے مین شیر چلا گیا تب مین نے آپ سے کہا کہ
آپکو قسم ہے اُسکی جس نے آپکو اس مرتبہ پر پہونچایا کہئے تو سہی کہ آپ سے شیر نے کیا کہا اور آپ نے
اُس کا کیا جواب دیا آپ نے کہا کہ اے شنبکی شیر نے مجھ سے کہا کہ آج تین دن ہو چکے ہین کہ
مین نے کچھ نہین کھایا ہے اب بھوک مجھے مارے ڈالتی ہے مین نے رات بھر اللہ سے فریاد
کی تو وہان سے حکم ہوا کہ تیرا رزق ایک گاے ہے جو ہمامیہ مین ہے تو اُس کو شکار کر مگر تجھکو وہان
تکلیف اُٹھانا پڑے گی تو نہ معلوم کہ وہ تکلیف کیا ہو گی تو مین نے اُس سے کہا کہ تیرے داہنے
پہلو مین زخم لگے گا اُس سے تجھکو ایک ہفتہ تک تکلیف رہے گی پھر وہ زخم جاتا رہے گا اور
اے شنبکی مین نے لوح محفوظ مین دیکھا تھا کہ لقمہ اس کا رزق ہے اور جب شیر وہان جاکر اُسکو
شکار کرے گا تو ہمامیہ سے گیارہ آدمی آکر اس شیر کو مارنا چاہین گے اور یہ اُن پر حملہ کر کے ان سبکو
ماریگا پھر تین آدمی اور آئین گے جنمین سے ایک دوسرے کے دو گھڑی کے بعد مر جائیگا اور تیسرا
دوسرے کے سات گھڑی کے بعد مریگا اور شیر کے داہنے پہلو مین زخم لگے گا اور وہ ایک ہفتہ
کے بعد اچھا ہو گا شنبکی کہتے تھے کہ مین یہ سُنکر سیر دیکھنے کو گیا وہان شیر مجھ سے پہلے پہونچ چکا
تھا بعد اسکے سب وہی حال ہوا جو شیخ نے فرمایا تھا پھر ہفتہ کے بعد جب مین شیخ کی خدمت
مین آیا تو دیکھا کہ شیر آپکے سامنے بیٹھا تھا اور اچھا ہو گیا تھا یہ روایت تو قلائد الجواہر مین ہے
اور بہجۃ الاسرار مین یون ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گیارہ آدمی آئین گے اُن مین سے تین اس
طرح سے مرین گے جیسا کہ بیان کیا گیا شیخ شنبکی کہتے تھے کہ مین ہمامیہ مین آیا اور شیر مجھ سے
پہلے آچکا تھا پھر ہمامیہ والون مین سے گیارہ آدمی آئے اُن مین سے ایک نے شیر کے داہنے
پہلو مین زخم کاری مارا کہ جس سے خون ٹپکنا شروع ہوا اور اُسی وقت شیر گاے کو شکار کر رہا تھا
مین وہین رات کو رہا تو ایک زخمی مغرب کے وقت مرا اور دوسرا عشا کے بعد اور تیسرا صبح کے
وقت شیخ ابو الفتوح عبد الملک بن احمد بن عبد المحمود ربعی واسطی کہتے تھے کہ مین نے شیخ
ابی العزام مقدام بن صالح بطائحی ثم البغدادی سے سنا اور اُنھون نے اپنے شیخ ابو العباس
احمد بن ابی الحسن رفاعی سے اور اُنھون نے اپنے ماموں شیخ منصور سے کہ وہ کہتے تھے کہ سب سے

پہلے شیخ ابوبکر نے شیر اور سانپون کو بطائح والون کا مطیع کیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ انکو بطائح سے نکل کر بدن مین سکونت کرنا منظور ہوا تو سانپ اور شیر اور سب شکاری جانور اور جن انکی خدمت مین حاضر ہوے اور سب نے ان کو اللہ کی قسم دی کہ آپ یہان سے نہ جائین تب انھون نے اُن سے یہ شرط کی کہ تم میرے کسی مرید یا دوست کو قیامت تک نہ ستاؤ بلکہ وہ جہان ہو اُنکے تابعدار رہو۔ نقل بطائح مین ایک کنوان بیکار پڑا ہوا تھا اُس مین آپنے وضو کیا آپکی برکت سے پانی اُس کا میٹھا ہو گیا آپ قبیلہ ہوارین مین سے تھے جو ایک گروہ ہے اکراد کا آپ بطائح مین رہے اور وہین آپ کی وفات ہوئی اور وہین آپ دفن ہوئے آپکی وفات پر جنون نے بھی نوحہ کیا بعضے کہتے ہین کہ جب آپکی وفات ہونے لگی تو آپ تمام تر انوار مین ڈھپ گئے جنکو دور اور نزدیک والے سب دیکھتے تھے اور سبنے ایسی خوشبو سونگھی کہ ویسی دنیا مین کبھی سونگھی نہ تھی اور آپ کی وفات کے بعد بطائح کے اطراف مین ایک آواز او ر چیخ سُنی گئی مگر کوئی رونے والا معلوم نہین ہوتا تھا تو لوگون نے کہا کہ جنات ہین قلائد الجواہر مین ہے کہ آپ ملحار مین دفن ہوے رضی اللہ عنہ۔

ذکر حضرت شیخ ابو محمد طلحہ شنبکی رضی اللہ عنہ

آپ بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان مشائخ سے تھے آپکے وقت مین ریاست تصوف آپ ہی کی طرف منتقل ہوئی آپکی صحبت سے بہت سے علما مستفید ہوئے جیسے شیخ ابی الوفا اور شیخ منصور اور شیخ عزاز وغیرہم آپ بعد اپنے مرشد شیخ ابی بکر بن ہوار رضی اللہ کے انکے قائم مقام ہوے اور بہت لطیف الصفات وافر العقل صاحب عجز اور شدید الحیا اور منہمک اتباع شریعت اور آداب سنت مین تھے پہلے آپ بھی ڈکیتی کرتے تھے ایک بار آپنے اور آپکے ہمراہیون نے شب کے وقت قریب قریہ شیخ ابن ہوار ایک قافلہ لوٹ کر آپسمین مال تقسیم کیا صبح کے وقت جب زاویہ شیخ کے قریب پہونچے تو آپنے اپنے رفیقون سے کہا کہ بھائیو یہ مال لو اور جاؤ میرے دل مین تو شیخ نے تصرف کر دیا اُن سب نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ ہین اور سارا مال پھینک دیا اور یہان یہ ہوا کہ شیخ ابوبکر نے اپنے یارون سے کہا کہ چلو مقبول لوگون سے ملاقات کرآئین یہ کہکر باہر نکلے جب ان لوگون نے شیخ کو دیکھا تو کہا یا سیدی ہم لوگ وہ ہین جن کے پیٹون مین حرام

۱؎ انھون نے جو بشارت نسبت وجود با وجود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ دی تھی وہ اوپر مذکور ہو چکی ہے ۱۲

اور تلوار دن پر خون شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ خیر ان کو چھوڑو تم کو اللہ نے قبول کر لیا اب توبہ
کرو کہ تمھارے گناہ معاف کردیے گئے سب نے اُسی وقت شیخ ابوبکر کے ہاتھ پر توبہ کی اور شیخ
محمد شنبکی شیخ ابوبکر کے پاس تین دن تک اُن کی خدمت کی غرض سے رہے شیخ نے تین دن کے
بعد فرمایا کہ اب جاؤ تم کامل ہو گئے اور انکے ہمراہیون سے کہا کہ محمد تو تین دن مین اللہ سے مل گئے
تب شیخ محمد نے کہا کہ مین نے پہلے دن دُنیا چھوڑی اور دوسرے دن آخرت کی طرف متوجہ ہوا
اور تیسرے دن اللہ کو ڈھونڈھا غیریت سے خالی ہو کر تو اُس کو پا گیا اُس وقت سے آپکا حال
مشہور ہوا اور علامات قرب ظاہر ہوئے اور پیہم کراستین صادر ہونے لگین یہانتک کہ آپ کی
دعا کی برکت سے اندھے مادرزاد اور کوڑھی اور مجنون اچھے ہونے لگے اور مرجیت شروع ہوئی
نقل ہے کہ ایک دن شیخ محمد شنبکی بطیحہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سو سے زائد چڑیون نے آپ کے
گرد آکر آپ کو گھیر لیا اور مختلف بولیان بولنے لگین آپ نے کہا کہ الٰہی ان چڑیون نے مجھے بہت
پریشان کیا ہے یہ کہکر آسمان کی طرف دیکھا یکایک وہ سب مر گئین تب کہنے لگے کہ الٰہی تو جانتا
ہے کہ مین نے ان کے مرجانے کی تجھ سے خواہش نہین کی تھی پھر وہ سب زندہ ہو کر اڑ گئین
نقل ہے کہ ایک دن آپ کہین جا رہے تھے راستہ مین ایک جماعت بیٹھی ہوئی شراب پیتی تھی
اور انکے پاس آلات طرب بھی موجود تھے آپنے دعا کی یا اللہ انکے عیش کو آخرت مین خوش کر
ان کی سب شراب پانی ہو گئی اور ان کے دلون مین اللہ نے ایسا خوف ڈالا کہ وہ سب چیخنے
اور کپڑے پھاڑنے لگے اور آلات توڑ کر شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص
نے آکر آپ سے کہا کہ جب اللہ کی حضوری آپ کو ہو تو میرا حال پوچھیے گا آپ نے تھوڑی دیر
سر جھکا کر فرمایا کہ مین نے پوچھ لیا اُس نے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت اچھا بندہ اور میری طرف رجوع
کرنے والا ہے اور عنقریب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے گا اور آپ بھی تجھے
اسکی خبر دین گے وہ شخص کہتا تھا کہ مین نے اُسی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کی آپنے فرمایا کہ شیخ محمد نے جو کچھ تجھ سے کہا سچ کہا بے شک تیرے حق مین ارشاد ہوا ہے
نعم العبد انہ اواب[1] آپ کا انتقال شام کے وقت حدادیہ مین جو بطائح کے قریب ہے
ہوا کذا فی قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار مین ہے کہ یہ قبیلہ شنابکہ سے تھے جو ایک گروہ ہے کردون
اور حدادیہ مین رہے جو بطائح کا ایک گاؤن ہے وہین ان کا انتقال ہوا اور مزار بھی وہین ہے

[1] بہت اچھا بندہ وہ اور میری طرف رجوع کرنے والا ہے ۱۲ منہ

ذکر حضرت شیخ عزاز بن مستودع بطائحی رضی اللہ عنہ

آپ اکابر مشائخ عراق اور اعیان عارفین اور اجلاے مقربین سے تھے اور صاحب کرامات ظاہرہ وحالات فاخرہ وافعال خارقہ وانفاس صادقہ ومقامات سنیہ واسرار قدسیہ ایک گروہ صلحا ارذوی المراتب نے آپ سے علم طریقت حاصل کیا اور بہت لوگ آپکے شاگرد ہوے آپ جمیل الاوصاف ومتبع احکام شرع اور کثیر المجاہدہ والمراقبہ اور طریقہ سلف کے بہت پابند تھے مشائخ بطائح نے آپ کا لقب باز اشہب رکھا تھا آپ کا کلام تصوف مین بہت عالی ہوتا تھا آپ کے خادم شیخ ابو سعد اسمعیل واسطی کہتے تھے کہ آپ فرماتے تھے کہ ابتداے حال مین مجھ پر ایک حال وارد ہوا جو چالیس روز تک رہا اُس مین مین نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور کسی بات کی تمیز رہی پھر مجھ مین کچھ حس پیدا ہوا مگر اپنے نفس کو سترہ روز تک بھولا رہا بعد اسکے جب حالت اصلی پر آیا تو میرے نفس نے بھونی گیہون کی روٹی اور بھونی ہوئی مچھلی اور میٹھے پانی کی خواہش کی کورے سُرخ برتن مین اور مین اُسوقت دجلہ کے کنارہ تھا مین نے اُس کے اندر چند صورتین کالی کالی دیکھین جب وہ مجھ سے قریب ہوکر نکلین تو وہ تین مچھلیان ہو گئین ان مین ایک کی پشت پر دو روٹیان تھین اور دوسری کی پشت پر ایک برتن مین بھنی مچھلی تھی اور تیسری کی پشت پر نیا برتن سُرخ تھا اس مین پانی تھا لہرین اُسکو داہنے بائین تھپیڑا دے رہی تھین یہانتک کہ وہ میرے پاس پہونچ گئین اور جو کچھ اُن کے پاس موجود تھا وہ اُنھون نے میرے سامنے رکھدیا اسطرح جیسے کوی آدمی کسی آدمی کے سامنے کوی چیز رکھتا ہو اور رکھکر وہ صورتین چلی گئین مین نے وہ روٹیان لے لین دیکھا تو گیہون کی روٹیان تھین گرم گرم اُسمین سے بھاپ نکلتی تھی مین نے وہ کھایا اور پانی پیا ویسا دنیا کے کھانون مین کوئی کھانا نہین کھایا اور نہ ویسا پانی پیا اور باقی جو بچا وہ چھوڑ دیا۔ نقل آپ ایک روز چلے جاتے تھے دیکھا کہ ایک شیر نے ایک جوان آدمی کو شکار کیا ہے اور اُس کی پنڈلی توڑ دی آپنے اُسکو آواز دی شیر بھاگ گیا آپ نے زمین سے چند کنکریان اُٹھا کر شیر کے ماریں وہ مر کر گر پڑا بعد اسکے آپ اُس جوان کے پاس آئے اور ٹوٹی ہڈی کو اپنے ہاتھ سے اُس کی جگہ پر رکھکر دابے رہے وہ درست ہو گئی اور وہ جوان اپنے گھر چلا گیا بہجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ بطائح سے شط نفیسات مین چلے آئے اور وہین آپ کی وفات ہوئی شیخ منصور بطائحی کی حیات مین اور آپ کا مزار بھی وہین ہے رضی اللہ عنہ عزاز بعین مہملہ وزا مکررہ

سعہ تشدید زا اول کہ جن کے درمیان مین الف ہے کذا فی قلائد الجواہر اور شیخ ابی البرکات اسمٰعیل بن احمد نیشاپوری بغدادی اپنے والد کا بیان بیان کرتے تھے کہ مین نے شیخ عوانہ کی زبان سے سنہ چارسو نواسی مین سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ بغداد مین ایک جوان عجمی شریف آئے ہین جن کا نام عبدالقادر ہے عنقریب وہ مقامات ہیبت مین سیر کرینگے اور اُن سے بہت کرامات ظاہر ہونگے رفعت و محبت مین وہ عالی مقام ہونگے اور کل عالم اُن کے سپرد ہوگا اور اُن کا تمکین مین قدم راسخ ہوگا اور وہ بہت عالی مرتبہ ہونگے اور ان کو حقائق کے بیان کرنے مین خاص دخل ہوگا جس سے وہ ازل مین ممتاز ہوچکے ہین اور وہ اُن مراتب کے لوگون مین ہین کہ جنپر بہت اولیا فائز ہی نہین ہوسے فقط

ذکر حضرت شیخ منصور بطائحی رضی اللہ عنہ

یہ بزرگ اکابر مشائخ عراق واجلاے عارفین وعظما محققین ورؤساے مقربین سے تھے اور بڑے صاحب جمال اور مودب اور طریقہ اسلف کے پابند اور صاحب کرامات ظاہرہ وافعال خارقہ اور احوال جلیلہ ومقامات سینہ ومراتب علیہ وعزائم موسویہ واشارات ملکوتیہ اور مستجاب الدعوۃ تھے اور شیخ ابی الحسن احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے اُن کی والدہ ایام حمل مین اپنے مرشد شیخ ابو محمد شنبکی کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ان سے اور ان سے کچھ قرابت بھی تھی تو جب وہ آتی تھین تو اُن کے مرشد اُن کی تعظیم کرتے اور اُٹھ کھڑے ہوتے تھے جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو لوگون نے اسکی وجہ پوچھی اُنھون نے فرمایا کہ مین اُس لڑکے کی تعظیم کرتا ہون جو اس کے پیٹ مین ہے اور وہ ولی مقرب ہوگا اور بڑا عالی مرتبہ وہ ایک جم غفیر ارباب مقامات عالیہ ان کے شاگرد تھے اور مشائخ اور علما بھی ان کی بہت تعظیم واحترام کرتے تھے نقل شیخ ابو المحاسن یوسف ابن ایاس بعلبکی کہتے تھے کہ مجھ سے شیخ عالم ابو الفتح نصر بن رضوان دارانی نے دمشق مین بیان کیا اور اُن سے شیخ الشیوخ ابو الحسن عبد اللطیف بن شیخ الشیوخ ابی البرکات اسمٰعیل نیشاپوری نے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد سے سنا کہ ایک بار لشکر عجم بغداد کی طرف شیخ منصور بطائحی کے زمانہ حیات مین چلا جب دونون طرف کے لشکر مقابل ہوے تو شیخ منصور اُسوقت اپنے یارون کے ساتھ ٹیلہ پر بیٹھے تھے آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ یہ لشکر عراق کے لیے ہے پھر بایان ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ یہ لشکر عجم کے لیے پھر اُن دونون کو تالی بجا کر

متوجہ کیا تو دونون لشکر بھڑ بڑے اُسوقت پہلے اپنا بایان ہاتھ پھیلا کر اُن کی انگلیان سخت
کین اُسی وقت لشکر عجم لشکر عراق پر غالب آگیا اور عراق والون کو شکست ہوئی پھر آپ نے داہنا
ہاتھ پھیلایا اور انگلیان سخت کین تب لشکر عراق لشکر عجم پر غالب آیا اور عجمیون کو فاش شکست
ہوئی اور سب عراقی اپنے شہرون کو خوش خوش فتحمند واپس آگئے نقل شیخ ابی الحسن علی ابن الہیتی
کہتے تھے کہ شیخ منصور بطائحی اکابر مشائخ سے تھے اور نادر التصرف و مستجاب الدعوۃ و ظاہر الکرامات
کثیر البرکات شدید الہیبۃ جو آپ چاہتے اور جدھر نظر ڈالتے وہ فوراً اللہ کے حکم سے ہوجاتا ایکدن
آپ بطیحہ مین جاتے تھے دیکھا کہ ایک شیر نے ایک جوان آدمی کو شکار کر کے اُس کا بازو آدھا
چبا ڈالا آپ نے شیر کے ماتھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ مین نے تجھ سے نہین کہا تھا کہ تو میرے پڑوسیون
سے نہ بولنا شیر دم ہلانے لگا تب آپ نے اُس سے فرمایا کہ مرجا خدا کے حکم سے شیر مرکر گر پڑا آپنے
اُس شخص کے اُس کٹے ہوئے عضو کو اُٹھا لیا اور اُس کو اُسکے ٹھکانے پر رکھ کر فرمایا یا حی
یا قیوم یاذا الجلال والاکرام تو ہی ٹوٹی ہوئی جوڑ دے اُس کا بازو اچھا ہوگیا اور
معلوم ہوا کہ ٹوٹا ہی نہ تھا پھر آپنے اپنے ہاتھ سے اُس شیر کی کھال کھینچی نقل ایک شخص مصر سے
آیا اور کہنے لگا کہ مین آپ کے پاس مصر سے آیا ہون اور اپنا مال و اولاد و گھر وغیرہ سب آپکے
اشتیاق سے چھوڑ آیا آپنے اُسکے سینہ پر کچھ پھونکا اُسکے دل مین ایک روشنی ہوئی جس سے
اُسپر عالم ملکوت کھل گیا آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے مال اور اولاد اور گھر چھوڑنے کی بدولت ہے
پھر ایک مہینہ کے بعد اُسکے سینہ پر پھونکا اُس سے جو کچھ بقیہ تھا وہ دور ہوگیا اور تمام حظوظ
مٹ گئے فرمایا کہ یہ تیری ترک جاہ و ریاست کی بدولت ہے پھر ایک مہینہ کے بعد اُس کے
سینہ پر پھونکا تو جو مرتبہ اُس کا اللہ کے حضور مین تھا وہ دکھا دیا اور وہین ٹھرا دیا اور فرمایا کہ یہ تیرے
یہان آنے کی وجہ ہے بعد اس کے اُس سے فرمایا کہ اے شخص مین نے اللہ سے تجھے مانگا تھا
اُس نے مجھے دیدیا اور مجھکو تجھ مین متصرف کردیا اور جو کچھ تجھے ملنے والا تھا وہ میرے ہاتھ و اختیار
مین دیا اب یہی تیری انتہا ہے جسمین تو قائم ہے پھر وہ شخص مدۃ العمر اُسی حال مین رہا یہانتک
کہ وہین بطائح مین مرگیا رحمہ اللہ تعالی نقل شیخ ابو محمد عبدالرحمن طفسونجی کہتے تھے کہ مین نے
شیخ ابو منصور کے زمانہ مین خود دیکھا کہ آسمان سے عراق پر بلا نازل ہوئی اور آپنے اُس کے دفع کی خدا
سے اجازت چاہی آپکو اجازت ملی اور حکم ہوا کہ جس زمین پر تم ہوگے اُسپر رحم ہوگا اور عراق والونکے
گناہ بخشے جائینگے بعد اُسکے آپ نے ایک نرکل سے آسمان کی طرف اشارہ کیا وہ بلا متفرق ہوگئی

پھر آپ نے دُعا کی کہ اے اللہ اسکو ہمپر رحمت کردے اُسی وقت ابر آیا اور پانی برسا جس سے لوگون کو بہت نفع ہوا۔ نقل شیخ ابو الحسن علی خواہر زادہ سید احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے ماموں شیخ احمد سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ میرے شیخ اور ماموں شیخ منصور سے کسی نے محبت کو پوچھا آپ نے فرمایا کہ محب صاحب نشا ہے اُسکے خمار مین حیرانی ہے تو جب وہ شراب کے سکر سے نکلتا ہے تو حیرت مین آتا ہے اور جب حیرت سے نکلتا ہے تو سکر مین جاتا ہے پھر آپ ایک درخت سر سبز کے پاس جو وہان لگا تھا جاکر کھڑے ہوے اور ایک پھونک اُسپر ماری وہ سارا درخت خشک ہوگیا اور سب پتے گر گئے پھر فرمایا کہ محبت کی مثال بجلی کی سی ہے کہ اُسمین آگ ہوتی ہے یا ہوا کہ جسمین ہلاکی ہوتی ہے اگر وہ درختون پر پڑے تو وہ جل جائین اور اگر دریاؤن پر چلے تو وہ متلاطم ہو جائین اور اگر پہاڑون پر چلے تو وہ گر پڑین اور اگر دلون پر پڑے تو اُنمین کائنات کا اثر بھی باقی نہ رہے نہ اعیان کا پھر مجھسے فرمایا کہ فلان شخص کے پاس جاؤ اور اُس کا نام لیا وہ بطائح مین بہت جلیل القدر تھا اُس سے بھی پوچھو وہ بتائیگا کہ وہ محبت کیا چیز ہے چنانچہ مین اُسکے پاس گیا اور پوچھا پہلے وہ چپ رہا پھر کچھ دیر کے بعد وہ ایسا پگھل گیا جیسے سیسہ آگ مین پگھلتا ہے اور پگھل پگھل کر قطرہ قطرہ ٹپکنا شروع ہوا یہانتک کہ وہ سب پانی ہوگیا وہان کے مشائخ نے آکر اُسے روئی مین سمیٹ کر مقبرہ وادردان واسط مین دفن کیا رضی اللہ عنہ حضرت شیخ منصور نہر دقلی مین جو متعلقہ بطائح کے ہے رہے اور وہین وفات پائی اور آپکی عمر بہت ہوئی وہین آپکا مزار زیارتگاہ خلائق ہے نقل ہے کہ جب آپکی وفات ہونے لگی تو آپکی بی بی نے کہا کہ اپنے بیٹے کو وصیت کرو آپنے کہا نہین مین اپنے بھانجے احمد کو وصیت کرونگا اُنھون نے نہ مانا اور اصرار کیا تب آپنے اپنے بیٹے اور بھانجے دونون سے کہا کہ ایک شاخ خرمے کی آؤ بیٹے جاکر بہت سی شاخین لے آئے اور بھانجے کچھ نہ لائے تب آپنے پوچھا احمد تو کیون نہین لایا اُنھون نے کہا کہ مجھکو اسوقت درخت تسبیح کرتا معلوم ہوا مجھکو قدرت نہوئی کہ اسمین سے کچھ بھی کاٹون تب آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ تم نے کئی بار اپنے بیٹے کے لیے کہا کہ مین چھوڑ جاؤن مجھسے کہا گیا کہ نہین تیرا بھانجہ جانشین ہوگا شیخ ابو الفضل احمد بن یوسف بن محمد بن ازجی کہتے ہین کہ مجھسے میرے چچا شیخ ابو الغنائم رزق اللہ بن محمد بن احمد نے بیان کیا اور اُن سے امام ابی منصور عبد السلام ابن امام ابی عبد اللہ عبد الوہاب نے بغداد مین اور اُن سے اُن کے چچا ابو اسحاق ابراہیم نے اور شیخ ابو طالب عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد السمیع ہاشمی واسطی نے اور یہ دونون کہتے تھے کہ ہم نے ایک جماعت اصحاب شیخ منصور بطائحی سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ شیخ عبد القادر کا ذکر ایکبار شیخ

سنضو کے سامنے آیا تو اُنھون نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ شیخ عبدالقادر کی طرف محتاج ہونگے اور وہ مرتبہ مین عارفین سے بہت اعلی ہونگے اور جب اُن کا انتقال ہوگا تو اللہ ورسول کے نزدیک اُن سے زائد کوئی محبوب نہوگا تو تم لوگون مین جو اُن کا وقت پائے اُس پر انکی حرمت ضروری ہے اور بزرگ داشت لازمی فقط

ذکر حضرت محی الدین سید العارفین ابو العباس احمد بن علی بن احمد بن یحیی حازم رفاعی مغربی الاصل بطائحی المولد والدار رضی اللہ عنہ

شیخ عبدالرؤف منادی اپنے طبقات کے طبقۂ ششم مین لکھتے ہین کہ سیدی احمد بن یحیی بن حازم رفاعی جماعت اولیاء اللہ کے مشہور مشایخ سے ہین قاضی القضاۃ مجیرالدین عبدالرحمن عمری علیمی حنبلی مقدسی نے اپنی تاریخ المعتبر فی ابناء من عبر مین لکھا ہے کہ ابوالعباس احمد بن ابی الحسن علی بن ابی العباس احمد المعروف بابن الرفاعی بلاد مغرب کے اصلی رہنے والے تھے وہان سے وہ بطائح کے ایک گاؤن مین آکر رہے جسکو ام عبیدہ کہتے تھے اور رفاعی کہ سرا منسوب ایک شخص کی طرف ہے جو مغرب مین تھا اور اُسکو رفاعہ کہتے تھے اور ام عبیدہ اور بطائح دونون مشہور گاؤن واسط اور بصرہ کے درمیان مین ہین شیخ شمس الدین سبط ابن الجوزی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ احمد بن علی بن احمد ابو العباس بن الرفاعی بطائح والون کے شیخ تھے اور ام عبیدہ مین رہتے تھے انکے بہت کرامات اور مقامات تھے اور انکے گروہ کے لوگ درندے جانورون پر سوار ہوتے تھے اور سانپون سے کھیلتے اور بعضی بڑے درخت خرمہ پر لٹک کر اپنے آپ کو زمین پر گرا دیتے اور اُس سے اُنکے کچھ چوٹ نہین لگتی تھی اور ہر سال اور ہر موسم مین بہت مخلوق اُنکے پاس جاتی تھی اور علامہ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی لکھتے ہین کہ سیدی شیخ کبیر محی الدین سلطان العارفین ابو العباس احمد بن الرفاعی کے متعلق نہین معلوم کہ اُنھون نے کوئی اولاد چھوڑی اسی کو اکثر ائمہ نے مانا ہے اور آپ کا سلسلہ نسب صحیح بھی حضرت امیر کرم اللہ وجہہ تک نہین معلوم ہوا اور نہ آپکے کسی صاحبزادہ تک ہونا تحقق ہوا بلکہ جو ام حفاظ کی روایت سے معلوم ہوا اور وہ ہمارے نزدیک بھی صحیح ہے وہ یہ ہے کہ ابو العباس احمد ابن شیخ ابی الحسن علی بن احمد بن یحیی بن حازم بن علی بن رفاعہ مغربی الاصل عراقی بطائحی رفاعی ہین رفاعی نسبت ہے اُنکے جد اعلی کی طرف ان کے والد ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ

بلادِ مغرب سے تشریف لائے اور بطائحِ عراق کے ایک گاؤن مین رہے جسکو ام عبیدہ کہتے ہین پھر
شیخ منصور زاہد بطائحی کی بہن سے اُنھون نے نکاح کیا اور قبل اُن کی ولادت کے انکے والد کا
انتقال ہوگیا جب یہ ماہ محرم سنہ پانچ سو مین پیدا ہوے تو ان کے ماموں نے ان کی کفالت کی اور
انھون نے اُن سے اور ابی الحسن علی قاری زاہد وغیرہما سے علوم اخذ کیے اور قدوۃ العارفین اور اولیاء
مشہورین سے ہوے اور قاضی القضاۃ جمال الدین ابو المحاسن یوسف تاوفی ربیعی انصاری حنبلی
اپنے بعض مؤلفات مین لکھتے ہین کہ ان کا سلسلۂ نسب اس طرح پر ہے کہ احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ
بن حازم بن علی بن ثابت بن علی بن حسین اصغر بن مہدی بن محمد بن قاسم بن موسیٰ بن
عبد الرحیم بن صالح بن یحییٰ بن محمد بن ابراہیم بن موسیٰ الکاظم بن جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی
زین العابدین بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین فتح المبین مین ہے کہ شیخ جمال الدین احمد معروف
بابن عنبہ اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھتے ہین کہ بعضون نے حضرت سید
رفاعی کو منسوب کیا ہے حضرت حسین بن احمد اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف اور اُن کا نسب یون بیان کیا ہے
کہ احمد بن علی بن یحییٰ بن ثابت بن حازم بن علی بن الحسن بن مہدی بن ابی القاسم بن محمد بن حسین مذکور
مگر اور کسی نے علماءِ نسب سے نہین لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ کے کوئی صاحبزادہ محمد نام بھی تھے اور شیخ
تاج الدین نسابہ کا قول ہے کہ حضرت شیخ احمد رفاعی نے اس نسب کا خود دعویٰ نہین کیا بلکہ انکے
مدعی اُن کے اولاد و اولاد ہین واللہ تعالیٰ اعلم علامہ ابن خلکان اپنی تاریخ وفیات الاعیان مین لکھتے
ہین کہ ابو العباس احمد بن ابی الحسن علی بن ابی العباس احمد المعروف بابن الرفاعی مرد صالح اور فقیہ
شافعی المذہب تھے اصل مین یہ مغرب کے رہنے والے تھے پھر بطائح کے ایک گاؤن مین جسکو
ام عبیدہ کہتے ہین آ کر رہے بہت سے فقرا نے ان کی طرف رجوع کی اور معتقد ہوے اور گروہ رفاعیہ
و بطائحیہ انھین کی طرف منسوب ہے اور ان کے کوئی اولاد نہین ہوئی بلکہ ان کے بھائی کی اولاد
ہوئی جو شیخت اور ولایت کی ان سے متوارث ہوئی اور رفاعی بکسر را و فتح فا اور بعد الف کے
عین مہملہ نسبت ہے ایک مرد عربی کی طرف جسکو رفاعہ کہتے تھے اسکو مین نے اُن کے
بعض اہلبیت کی تحریر سے نقل کیا ہے پس اگر شیخ رفاعی کا نسب حضرت حسینؓ تک علامہ ابن خلکان کے
نزدیک ثابت ہوتا تو وہ ضرور لکھتے اور اسکو اُنکے جد امجد ہی تک بیان نہ کرتے بلکہ پورا نسب
اُن کا لکھتے جیسا کہ اور حضرات کے ذکر مین کیا ہے اور اُن کے نسبون کو بھی لکھدیا ہے اور انکے
قبائل و عشائر کو بھی جو اُن سے ملتے ہین بیان کر دیا ہے اور علماء سے جو اختلاف مروی ہے

اُسکو بروجہ ضبط و اعتنا ر کے لکھدیا ہے اُس مین کچھ تخصیص اسکی نہین کی ہے کہ اُنھین کے نسب
لکھے ہون جو اہلبیت نبوی سے ہین بلکہ مطلقاً جنکے حالات اُنھون نے لکھے ہین اُن کے نسب بھی
بیان کردیے ہین تو جب اُن کا یہ حال عموماً انساب کے ساتھ ہے تو اہلبیت کے خاندان والون کے
ساتھ تو ضرور یہی ہونا چاہیے تھا - اب اُن کا یہ قول کہ ان کے اولاد نہین ہوئی بلکہ یہ ان کے بھتیجے
کی اولاد ہے اس مین اور مؤلف عمدۃ الطالب کے قول مین جو اُنھون نے شیخ نقیب سے نقل کیا ہے
کہ سید احمد رفاعی نے اس نسب کا دعوی نہین کیا ہے بلکہ ان کی اولاد الاولاد نے کیا کچھ مخالفت
نہین ہے اس لیے کہ بھائی کی اولاد بھی اپنی طرف منسوب ہوتی ہے اور عرفاً ان پر بھی اولاد ہونیکا
اطلاق ہوتا ہے کیونکہ بھتیجا بیٹے کی جگہ پر ہوا کرتا ہے جیسے چچا باپ کی جگہ پر بعضے علما کہتے ہین کہ کہنے
والا کہہ سکتا ہے کہ شیخ نقیب کا یہ کہنا کہ شیخ رفاعی نے اس نسب کا دعوی نہین کیا ہے بلکہ ان کی
اولاد الاولاد اسکی مدعی ہے یہ کلام موافق اُن کے دعوی کے ہے جو وہ لوگ کہتے ہین کہ ہم سید
رفاعی کی اولاد ہین اور وہ لوگ حسینی ہین تو اُن کا یہ محض دعوی ہی ہے حالانکہ اُنکی اولاد نہین
بلکہ اُنکے بھائی کی اولاد ہین - اور یہ ویسا ہی ہے جیسے کوئی دعوی کرے کہ ہم علوی ہین حالانکہ وہ علوی
نہون اور اسی کے قریب قریب یہ ہے کہ اب اس نسبت کے سبب منتسبین اپنے کو سید رفاعی کبیر کیطرف
منسوب کرتے ہین مگر کوئی اُنکے برادر صغیر کیطرف اپنے آپ کو منسوب نہین کرتا - علامہ حافظ ابن العماد حنبلی اپنی
تاریخ شذرات الذہب مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ مین حضرت شیخ زاہد ابو العباس احمد بن علی بن
یحیی بن حازم بن علی بن رفاعہ شیخ رفاعی بطائحی نے وفات پائی اور بطائح چند مجتمعہ مواضعات کا
نام ہے جو وسط دریا مین درمیان واسط اور بصرہ کے ہین اور یہ فقیہ شافعی المذہب تھے ابن قاضی
شہبہ نے اپنے طبقات مین لکھا ہے کہ یہ مغربی الاصل تھے محرم سنہ پانچسو مین پیدا ہوے اور اپنے
ماموں شیخ زاہد منصور کی صحبت مین رہے پس حافظ ابن عماد کے اس کلام سے یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی کا نسب حضرت امام حسین علیہ السلام تک مرفوع نہ تھا اگر انکی
طرف مرفوع ہوتا تو وہ ضرور لکھتے جیسا کہ اُنھون نے حضرت سلطان الاولیا سید شیخ عبدالقادر رضی اللہ
عنہ اور اور اعیان اکابر کی نسبون کو لکھا ہے اور اُسی کا موید یہ ہے جو اُنھون نے ابن قاضی شہبہ
نقل کیا ہے کہ یہ مغربی الاصل تھے تو اور کچھ جس سے اُنکی سیادت معلوم ہوتی ہو وہ نہین لکھا ہے کیونکہ
اس معلوم کا نہ لکھنا جو مخالف ہو یا کوئی امر زائد لکھنا یہ مغائر موضوع کتاب کے ہے ابن کثیر کا یہ تعیین
کہ ان کے خود کے کوئی اولاد نہین تھی بلکہ ان کے بھتیجے کی تھی یہ دلیل اسکی ہے کہ انکی طرف نسبت

رکھنے والون کا یہ دعویٰ کہ وہ سید احمد کبیر کی اولاد سے ہین یہ ان کی وفات کے بہت زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہے اور علامہ زین الدین عمر بن الوردی حواشی تاریخ ابی الفدا مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ مین ابو العباس شیخ احمد بن علی بن احمد رفاعی نے سواد واسط مین وفات پائی اور یہ مرد صالح صاحب قبولیت عظیمہ تھے اور انکے بہت سے شاگرد تھے اور انھین کا مقولہ ہے کہ اگر آدمی ذات و صفات باری مین کلام کرے تو اُس سے سکوت افضل ہے اور اگر قاف سے قاف تک چلے اس سے بیٹھ رہنا افضل ہے اور اگر پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور پھر سانس لے اور اُسکو جلا ڈالے تو اس سے بھوکا رہنا افضل ہے علاوہ اسکے شعرانی کے کلام سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ ان کا نسب حضرت امام حسین علیہ السلام تک متصل نہین ہے اگر ان کے نزدیک ثابت ہوتا تو وہ ضرور رکھتے جیسا کہ اُنھون نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نسب شریف کو لکھا ہے اور بعضے متاخرین جو قائل اتصال نسب سید احمد رفاعی کے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہین وہ ایک توجیہ اس نسب ذکر نہ کرنیکی یہ بھی کرتے ہین کہ اصلی مقصد امام شعرانی کا اہل اللہ کے ذکر سے اُنکے کلام سے برکت لینا ہے نہ اُن کا نسب بیان کرنا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ شعرانی نے بہت سے حضرات کا ذکر اپنی کتاب مین لکھا ہے مگر اُن کے نسب نہین لکھے حالانکہ وہ سادات سے تھے بلکہ انکی ولادت اور انکی وفات بھی نہین بیان کی ہے لیکن یہ کلام کچھ ٹھیک نہین اسواسطے کہ یہ تو دلیل ہے اُنکے کمال تورع کی کہ اُنھون نے جو بات معلوم نہ تھی یا اُس کی صحت اُنکو نہین ہوئی وہ نہین لکھی تو ویسے ہی اُن لوگون کا حال بلا نسب کے اسوجہ سے لکھا کہ انکو اصلی حال معلوم نہین ہوا اسی طرح حضرت شیخ احمد رفاعی کا نسب بھی ہے اسکے سوا شعرانی نے یہ تو لکھا ہی ہے کہ یہ بنی رفاعہ کی طرف منسوب ہین جو عرب کا ایک گروہ ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہین لکھا اور اتصال کا ذکر نہ کرنا اگر جان بوجھ کر ہے تو یہ مناسب نہین کیونکہ بے محل بیان تھا اور اُس کا نہ بیان کرنا ایک طرح کا نقص ہے جو امام شعرانی جیسے بزرگ سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے علامہ مفسر ابو الثنا شہاب الدین سید محمود آفندی آلوسی اپنی کتاب شجرہ اہلبیت مین امام ابراہیم مرتضی رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھتے ہین کہ بعض لوگ شیخ احمد رفاعی کے سلسلہ نسب کو انھین ابراہیم کی طرف منسوب کرتے ہین اور مختصر عمدۃ الطالب مین ہے کہ خود شیخ اسکے مدعی نہین تھے بلکہ ان کی تیسری پشت نے اس کا دعویٰ کیا ہے اوران لوگون کا مقولہ ہے کہ احمد بن علی بن حسین بن مہدی بن ابی القاسم بن محمد بن حسین بن احمد اکبر بن موسی ابی سبحہ بن ابراہیم مذکور ابو نصر بخاری کہتے ہین کہ ابراہیم مرتضی کی اولاد سوا موسی

اور جعفر کے اور کسی سے نہین ہوئی اور جو اسکے خلاف کہے وہ جھوٹا ہے اور حافظ ابن العماد نے
شذرات الذہب مین بھی شیخ کا نسب جو کچھ لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی ایسا نہین ہے
جیسا کہ لوگ کہتے ہین کیونکہ امام ابراہیم کی طرف بنی الازرق اور آل واقع اور بنو قوسیم اور بنو خرفہ اور
بنو النفیس اور آل رحبک اور بنو طویل الباع کے نسب منتہی ہوتے ہین نہ اور کسی کے واللہ اعلم
بالصواب بالجملہ آپ سید جلیل وصوفی عظیم و نبیل تھے آپ کے والد عراق یہان تشریف لائے اور
ام عبیدہ مین جو ایک گاؤن ہے مضافات بطائح مین وہان آ کر رہے اور وہین ۵۰۰ھ پانسو مین
آپ پیدا ہوئے اور وہین نشو و نما پایا اور علم حاصل کیا اور فقیہ شافعی المذہب ہوئے پھر تصوف
پڑھکر مجاہدہ اور خلق سے کنارہ اختیار کیا اور علوم صوفیہ اور کشف مشکلات منازل مین بہت
مشہور ہوئے اور بڑی مرجعیت آپکو ہوئی اور بہت لوگ آپکے معتقد ہوئے صاحب بہجۃ الاسرار
لکھتے ہین کہ آپ اُن لوگون مین تھے جنکے لیے اللہ نے عوائد کو خرق کیا اور اعیان کو منقلب کر دیا
اور آپکے ہاتھ پر عجیب و غریب چیزین ظاہر فرمائین اور غیبی باتین کھلوائین آپ ارکان تصوف
سے ایک رکن تھے علم اور حال اور تحقیق مین اور ائمہ سادات اور علماء کاملین و اقطاب سے پھر
بہت سے اوصاف بیان کر کے لکھتے ہین کہ آپ ہی کا مقولہ ہے کہ شیخ وہ ہے جو مرید کے نام
کو دفتر اشقیا سے نکال دے نقل ہے کہ ایک شخص بعضے مشائخ بطائح کے پاس آیا جب وہ
چلا گیا تو اُن بزرگ نے حاضرین مین سے ایک شخص سے کہا کہ مین نے اس شخص کی پیشانی
پر شقاوت کی سطر لکھی دیکھی بعد اُسکے وہ شخص انکی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ سے خرقہ پہن کر
پھر انھین شیخ کے پاس جنھون نے اُسکی شقاوت کے بارہ مین فرمایا تھا گیا اُنھون نے دوبارہ
دیکھ کر فرمایا کہ وہ سطر تو اب اس کی پیشانی سے ہٹ گئی اور بجائے اسکے سطر سعادت ببرکت شیخ
احمد بن الرفاعی لکھی گئی نقل ہے کہ ایک بار آپکے یہان ایک شخص آیا اسکے واسطے کھانا منگایا
گیا اُس نے کہا کہ جب میرا وقت آئے گا تب کھاؤن گا آپ نے کہا تمھارا وقت کون ہے کہا
مغرب کے وقت کہا یہ کب سے مقرر ہوا کہا چھ مہینے سے جب مغرب کا وقت آیا اور کھانا رکھا گیا
تو اُس شخص نے آپ سے بھی دستور کے موافق کہا کہ آپ بھی کھائیے آپ نے فرمایا کہ جب میرا
وقت آئے گا مین کھاؤن گا اُس نے پوچھا آپ کا وقت کب ہے فرمایا چھ مہینہ کے بعد اُس نے
پوچھا یہ کتنے دنون سے فرمایا چھ مہینے سے کسی نے اس کا سبب پوچھا فرمایا کہ ایک دن شدت
گرمی مین پیاسا گھر گیا دیکھا کہ پانی رکھا ہوا ہے اور اسمین سفید خمیر ملا ہے میرا ارادہ ہوا کہ پیون پھر

نفس نے کہا کہ دیکھو ٹھنڈا پانی کوزے مین موجود ہے پیو مین نے توقف کیا اور اُسی وقت اللہ
سے عہد کیا کہ اب سال بھر تک کچھ نہ کھاؤن گا اور نہ پیون گا یہ ایک خاص بات تھی کہ جس سے
آپ کا اپنے حالات پر غلبہ پایا جاتا ہے آپ کا ابتدائی حال یہ تھا کہ آپ ایک بار عبد الملک نوبی
کے پاس گئے اُنھون نے کہا اے احمد مین تم سے پہلی بات یہ کہتا ہون کہ ملتفت واصل نہین ہوتا۔
اور شکک کو فلاح نہین ہوتی اور جو اپنے نقص وقت کو نہ جانے تو اُسکے سب اوقات ناقص ہوتے
ہین لہذا اس سے دور رہیو آپ سال بھر تک اسی مقولہ کو رٹا کئے بعد اسکے آکر اُن سے کہا کہ اور
کچھ وصیت کیجیے اُنھون نے کہا ما اقبح الجہل بالالبّاء والعلّة بالاطبّاء والجفاء بالاحبّاء[1]
آپ جب وہان سے واپس ہوے تو سال بھر تک پھر اسی کو رٹا کیے اور اس نصیحت سے بہت منتفع
ہوئے بعضون کا قول ہے کہ یہ تکرار اسوجہ سے تھی کہ گویا خرنوبی نے ان سے تمام طریقت کا خلاصہ
کہدیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجیے آپ نے کہا کہ میرے
پاس ایک دن کے کھانے کا ہے اور جسکے پاس اتنا ہو اسکی دعا نہین سنی جاتی جب یہ ختم ہوجائیگا
تو دعا کرون گا آپ کی عادت تھی کہ آپ کوڑھیون کو نہلاتے اور اُن کے کپڑے دھوتے اور
اُن کے بال سلجھاتے اور اُن کے واسطے کھانا لیجاتے اور اُنھین کے ساتھ کھاتے اور اُنکے
واسطے دعا کرتے اور کہتے کہ ان کی زیارت واجب ہے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک لڑکے کے
پاس ہوکر نکلے اور اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا کیا فضول بکتے ہو آپ بار بار اسی کو کہتے
اور روتے اور فرماتے کہ اے لڑکے تو نے مجھے ادب سکھایا مین تیرا ممنون ہون آپ کے مریدون کا
حلقہ سولہ ہزار کا ہوتا تھا اور صبح و شام اُنکے کھانے کا انتظام آپ خود کرتے ضبط و تحمل اور مکارم اخلاق
مین آپ ضرب المثل تھے آپکے مکارم اخلاق کا ایک قصہ یہ ہے جو شنوانی نے اپنے حاشیہ مختصر
ابن ابی جمرہ مین لکھا ہے کہ ایک کتا کوڑھی ہوگیا تھا اہل شہر اس سے بہت نفرت کرتے تھے اور
اُسکو اپنے دروازون پر نہ آنے دیتے تھے آپ اُس کو جنگل مین لے گئے اور ایک سائبان تان کر
اُسکو اُسمین رکھا اور روزانہ اُسکو اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اور تیل لگاتے تھے یہانتک کہ چالیس دن کے
بعد وہ کتا اچھا ہوگیا آپ نے گرم پانی کرکے اُسکو نہلایا اور شہر مین لائے لوگون نے کہا کہ آپ نے
تو اس کتے کی خوب خدمت کی فرمایا ہان مین اللہ سے ڈرا کہ کہین قیامت مین وہ مجھ سے اس کا
مواخذہ نہ کرے اور فرماے کہ مجھے اُس کتے پر ترس نہ آیا اور تو نہین ڈرا کہ مین تجھے بھی اُس کتے

[1] بہت بُری ہے جہالت عقلمندون کے لیے اور بیماری طبیبون کے لیے اور ظلم دوستون کے لیے ۱۲ منہ

کا سا مبتلائے مرض کرسکتا ہون آپکو اکثر عظمت حق تعالیٰ کی تجلیان ہوا کرتی تھین اور اُس سے آپ پانی کی طرح گھل جاتے پھر تھوڑا تھوڑا جمتے جاتے یہانتک کہ اصلی حالت جسمی پر آجاتے اور اپنے مریدون سے فرماتے کہ یہ اللہ کی رحمت ہے جو مین تمھارے ساتھ پھر ہوجاتا ہون **نقل** شیخ عبدالوہاب ابن السبکی نے طبقات مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بلی ان کے دامن پر سوگئی اور نماز کا وقت آگیا آپ نے دامن پھاڑ ڈالا اور اُس کو نہین جگایا جب نماز پڑھ کے آئے تو دیکھا کہ وہ بلی کھڑی ہوئی ہے اور آپکے دامن کا وہ ٹکڑا جو پھٹا ہوا تھا بقیہ دامن سے مل کر ایسا ہوگیا کہ گویا پھٹا ہی نہ تھا ایک دن شدت کا جاڑا تھا آپ نے وضو کیا اور دیر تک ہاتھ پھیلائے رہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس مین جنبش نہین ہے اتنے مین یعقوب موذن منارہ نے آکر آپکے ہاتھ کو بوسہ دیا آپ نے فرمایا کہ اے یعقوب تم نے اس ضعیف کو کیون پریشان کیا اُنھون نے منبجانہ کہا کیسا آپ نے فرمایا کہ ایک مچھڑ میرے ہاتھ سے اپنا رزق کھا رہا تھا وہ تمھارے ہاتھ چومنے سے بھاگ گیا آپ فرماتے تھے کہ مین ہر راہ پر چلا لیکن کوئی راہ سہل تر اور قریب تر ذلت وانکسار سے نہ پائی

کرامات

آپ کی پہلی کرامت یہ ہے کہ آپ جب کرسی پر قرات کے لیے بیٹھتے تو پاس اور دور والے سب برابر آپ کے کلام کو سنتے تھے یہان تک کہ آپ کے شہر سے متصل جو گاؤن تھے وہان والے بھی آپ کی بات ایسی ہی سنتے تھے جیسے آپ کے زاویہ والے اور جو بہرا ہوتا تھا وہ بھی آپکے کلام کو سُن لیتا تھا **دوسری کرامت** یہ ہے کہ ایک بار کسی نے آپ سے تعویذ مانگا اس طرح کا کہ کاغذ لیکر بلا سیاہی کے اُس کو لکھ بھیجے آپ نے ایسا ہی کیا وہ شخص لیکر چلا گیا اور ایک مدت تک غائب رہا پھر امتحاناً لکھوانے آیا آپ نے جب وہ کاغذ دیکھا تو فرمایا یہ تو لکھا ہوا ہے **تیسری کرامت** یہ ہے کہ آپ کے مریدون مین دو شخص نے باہم للہ دوستی کی ایک دن وہ جنگل کو گئے اُن مین سے ایک کی خواہش ہوئی کہ آسمان سے کوئی ایسا پرچہ کاغذ کا گرتا جسمین لکھا ہوتا کہ مین دوزخ سے آزاد ہوا اتنے مین ایک ورق آسمان سے چمکتا ہوا گرا مگر اس مین کچھ لکھا ہوا دکھائی نہ دیا وہ شخص اُسکو لیکر آپ کی خدمت مین آیا اور وہ قصہ کچھ نہین کہا آپ اُس کو دیکھکر سجدے مین گر پڑے اور فرمایا کہ سب تعریفین اُس اللہ کو ہین جس نے مجھے میرے یار دن کا دوزخ سے آزاد ہونا دنیا ہی مین دکھلا دیا حاضرین نے عرض کیا کہ یہ تو سفید وصاف ہے

اسپر کچھ لکھا نہین ہے آپ نے فرمایا کہ ہان دست قدرت سیاہی سے نہین لکھتا بلکہ نور سے
لکھتا ہے اور یہ نور سے لکھا ہوا ہے اور اس سے قبل والی کرامت کے راوی صاحب
درر الاصداف ہین چوتھی کرامت یہ ہے کہ جب آپنے حج کیا تو قبر مبارک حضرت نبوی
صلے اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ حالت دوری مین تو مین روح
کو بھیجا کرتا تھا کہ وہ میری نیابت مین زمین بوسی کیا کرتی تھی اور اب یہ دولت ملی ہے کہ
مین اس جسم سے حاضر ہوا اب آپ دست مبارک اپنا بڑھایئے تاکہ میرے لب بھی اس سے
حظ اُٹھائین اسیوقت دست مبارک مزار سے باہر نکلا اور سب حاضرین کے سامنے آپنے
اُسپر بوسہ دیا یہ بھی درر الاصداف مین ہے اور حاشیہ جمل مین جو ہمزیہ پر ہی لکھا ہے کہ
شیخ سلیمان جمل کہتے تھے کہ ایسی ہی کرامت شیخ ناظم قطب مرسی کے ساتھ بھی واقع ہوئی ہے
وہ کہتے تھے کہ مینے اپنے اس ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا کئی بار مصافحہ
کیا ہے صاحب نور الابصار لکھتے ہین کہ اس کرامت سے مشہور سیدی علی رفاعی ہی ہوے
جو ابی شباک کی کنیت سے مشہور تھے اور وہ مسجد ذخیرۃ الملک مین رہتے تھے جو بازار سلاح
مین مدرسہ سلطان حسنکے قریب واقع ہے مگر کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کرامت دونون کے
ساتھ واقع ہوئی ہو واللہ اعلم پانچوین کرامت صاحب لطائف المنن لکھتے ہین کہ مجھ سے
شیخ احمد خنازیری[1] نابینا نے بیان کیا کہ مین ایک بار اُن کے اُس مشہد مین رہا کہ جو جنگل مین
ہے وہان خادم نے مجھ سے کہا کہ تم یہان نہین رہ سکتے اور نہ سو سکتے ہو یہان رات مین
بڑی ہیبت ہوتی ہے مین نے کہا خیر مین اللہ پر بھروسہ کرکے لیٹتا ہون اور لیٹ رہا جب عشا
کا وقت آیا تو بوجہ ہیبت کے مجھے کپ کپی شروع ہوئی قریب تھا کہ میرے جوڑ علحدہ علحدہ ہوجائین
اور درندے جانور تمام اُس جگہ باہر بھر رہے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ دروازے کھلتے اور بند
ہورہے ہین اور اُن سے عجیب آوازین نکلتی تھین پھر مین نے آہٹ لی تو دیکھا کہ ایک مرد میرے
پاس بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ یہ رات مبارک ہے اگر قرآن پڑھو تو مین بھی تمھارے ساتھ پڑھون
مین نے کہا اچھا پھر مین نے اور اُس نے سورہ النحل سے سورہ النجم تک پڑھا جب صبح کا وقت
قریب ہوا تو دو روٹیان آئین اور دو برتن کہ جن مین سے ایک مین دودھ تھا اور دوسرے مین
شہد مین نے پیٹ بھر کر کھایا اتنے مین صبح ہوگئی اور وہ شخص غائب ہوگیا بعد اس کے میرے

[1] منسوب بخنازیر جو ایک مقام کا نام ہے یا ہے مین اور ایک پہاڑ کا بھی ۱۲ منتہی الارب

پاس خادم آیا اور کہنے لگا کہ رات بھر میرا دل تجھ مین لگا رہا اس لیے کہ کسی کی مجال نہین جو یہان کبھی رہ سکے تب مین نے سارا قصہ کہہ سنایا اُس نے کہا کہ یہ جس نے تیرے ساتھ قرآن پڑھا اور تجھے کھانا کھلایا وہ سید احمد تھے چھٹی کرامت آپ کو ایک باغ خرید نا منظور ہوا اُسکے مالک نے کہا کہ مین اس شرط پر بیچنا چاہتا ہون کہ مجھے جنت مین گھر ملے آپ کانپنے لگے اور متغیر ہوکر زرد ہوگئے پھر فرمایا کہ اچھا مین اس بدلہ یہ باغ تیرا خریدتا ہون اُس نے کہا کہ قبالہ لکھیئے آپ نے لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم. ھذا ما ابتاع اسمٰعیل من العبد احمد الرفاعی ضامنا علی کرم اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ یحیط بہ حدود الاول لجنۃ عدن الثانی لجنۃ الماوی الثالث لجنۃ الخلد الرابع لجنۃ الفردوس بجمیع حورہ وولدانہ وفرشہ و انھارہ واشجارہ عوضا عن بستانہ فی الدنیا واللہ شاھد علی ذلک وکفیل یعنی یہ وہ چیز ہے جو خریدی اسمٰعیل نے بندہ احمد رفائی نے اللہ تعالی کے کرم کے بھروسہ پر ایک جنت کا گھر جو شامل ان چار حدون پر ہے۔ پہلی حد جنت عدن دوسری حد جنت الماوی تیسری حد جنت الخلد چوتھی حد جنت الفردوس مع تمام حورون اور غلمانون وغیرہ کے اُس کے باغ کے بدلے مین جو دُنیا مین ہے اور اللہ اسپر گواہ اور ضامن ہے جب اسمٰعیل مرے تو وہ قبالہ انکے ساتھ دفن کردیا گیا ایک روز صبح کو لوگون نے دیکھا کہ انکی قبر پر لکھا ہے قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا یعنی ہم نے پایا اُسکو جسکو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا ٹھیک طبقات شعرانی مین ہے کہ سید احمد رفاعی کا قاعدہ تھا کہ جسکو دیکھتے خود ہی ابتدا السلام کرتے چاہے وہ چارپایہ اور کتا ہی کیون نہو اور جب سور کو دیکھتے تو فرماتے انعم صباحا[1] لوگون نے اس کی وجہ پوچھی کہ یہ کیون کہنے لگے کہ مین اپنے نفس کی عبادت کرتا ہون اور جب آپ کسی کو بیمار کسی گانون مین سنتے تو اُسکو دیکھنے جاتے خواہ وہ کتنا ہی دور کیون نہوتا اور ایک دن یا دو دن کے بعد لیٹ آتے اور راستہ پر نکل کر اندھون کا انتظار کرتے جب وہ لوگ آتے تو اُن کا ہاتھ پکڑ کر لیجاتے اور جب کسی بڑے بڈھے کو دیکھتے تو اُن کو کسی اہل رتبہ کے پاس لیجاتے اور اُس سے کہتے کہ اسکی خاطر کرو کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کسی بڈھے مسلمان کی تعظیم و توقیر کرے تو اللہ اسکے بڑھاپے مین اُسکی تکریم کے لیے اور لوگون کو مسخر کریگا اور آپ جب سفر سے واپس آتے اور اُم عبیدہ کے قریب پہونچتے تو کمر باندھ کر پہاڑ پر جاتے

[1] یعنی اچھی صبح کر یہ کلمہ عرب مین زمانہ جاہلیت مین بولا جاتا تھا اسلام کے زمانہ سے موقوف ہوگیا ۱۲ منہ

اور وہان سے لکڑیان جمع کر کے اُن کو سر پر لاد کر لاتے انھین کی دیکھا دیکھی کل فقیرون نے ایسا ہی کرنا شروع کیا اور جب شہر مین آتے تو اُن لکڑیون کو غربا اور مساکین اور لنجون اور اندھون اور بیمارون اور مشائخ کو دیدیتے اور آپکی عادت تھی کہ آپکے ساتھ کوئی کیسی ہی بُرائی کرتا مگر آپ اُسکے عوض مین بُرائی نہ کرتے چنانچہ ایک بار ایک گروہ فقرا سے ملاقات ہوئی اُن سب نے آپ کو گالی دی اور کہا کہ اے اعور اور اے دجال اے حلال کرنے والے حرام چیزون کے اے قرآن مین تبدیلی کرنے والے اے ملحد اے کتے آپ نے اُسی وقت اپنا سر کھول کر زمین بوسی کی اور کہا کہ اے میرے سردار و مجھ سے راضی ہو جاؤ اور تمھارے حلم سے مجھے بھی اُمید ہے اور اُن سب کے ہاتھ پیر چومے جب آپ نے اس خوشامد اور لجاجت سے اُن کو مجبور کیا تو اُن سب نے کہا کہ ہم نے تم سے زیادہ کوئی فقیر متحمل نہین دیکھا کہ اتنا کچھ ہم نے تم کو کہا مگر تم متغیر نہ ہوے آپ نے کہا کہ یہ سب تمھاری برکت اور عنایت ہے پھر اپنے یارون کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ سب کچھ اچھا تھا اسوجہ سے کہ اُنھون نے ہمکو آرام دیا اپنی اُن باتون سے جو اُنکے پاس پوشیدہ تھین اور ہم زیادہ اسکے حقدار تھے یہ نسبت اور و نکے ممکن ہے کہ اگر یہ باتین کسی اور سے کہتے تو وہ اُن کا متحمل نہوتا۔ نقل شیخ ابراہیم بستی نے آپکے پاس ایک خط بھیجا اُسمین آپ کو بہت کچھ سخت باتین لکھین قاصد جب خط لیکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو پڑھو اُس نے پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ اے اعور اے دجال اے مبتدع یہانتک کہ اے کتے اور کتے کے بچے اور اور بہت سی مغلظ باتین جب قاصد پڑھ کر فارغ ہوا تو اُسکو آپنے لے لیا اور پڑھا اور کہا کہ شیخ ابراہیم سچ کہتے ہین اللہ اُن کو نیک عوض دے اور ایک شعر پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے کہ مین اپنے زمانہ والون کی کچھ پروا نہین کرتا اگر وہ شک کرین مین اللہ کے نزدیک مشکوک نہون اور قاصد سے کہا کہ اس کا جواب اس طور پر لکھو کہ اس لاشی احمد کی طرف سے شیخ ابراہیم بستی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو کہ تم نے جو کچھ لکھا اُس کا حال یہ ہے کہ اللہ نے مجھے جیسا چاہا ویسا پیدا کیا اور جو کچھ چاہا مجھ مین رکھدیا تمھاری خوبیون سے امید یہ ہے کہ تم میرے لیے دعا کرو اور اپنی عنایت سے مجھے محروم نہ کرو جب یہ خط شیخ ابراہیم بستی کو پہونچا تو وہ مُنھ کے بھل گر پڑے اور نہ معلوم ہوا کہ کہان چلے گئے اور آپ کی عادت تھی کہ جب آپکو معلوم ہوتا تھا کہ فقرا کسی کو اپنے ساتھیون سے بوجہ اسکے کسی لغزش کے مارنا چاہتے ہین تو آپ اُس جرم سے

سلہ بالضم ایک شہر ہے سجستان مین ۱۲ منتہی الادب

اُسکے کپڑے مانگ لیتے اور اُسکو پہنکر اُسکی جگہ پر خود سو رہتے تاکہ وہ لوگ اُس شخص کو مجھکر انھین
کو مارین اور جب مار چکتے اور مُنھ کھولکر دیکھتے تو ان کو دیکھکر بیہوش ہو جاتے مگر آپ اُن سے کہتے کہ
تم نہ ڈرو تم اجر و ثواب پاؤگے اُسوقت سے بعضے فقرا باہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایسے ہی
اخلاق اختیار کرنا چاہیے ایک دن آپ نے اپنے یاردن سے کہا کہ تم لوگون سے جسکو مجھ مین کوئی
عیب معلوم ہو وہ کہدیا کرے ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ آپ مین ایک بڑا عیب ہے
فرمایا وہ کیا کہا آپ ہمارے ہی ایسے ہین کوئی فوقیت نہین رکھتے اسکو سنکر سب فقرا رونے لگے
یہانتک کہ اُن کی آوازین بلند ہوگیئن اور آپ خود بھی اُنکے ساتھ رونے لگے پھر فرمایا کہ مین تو تمھارا
خادم ہون اور تم سے بھی کمتر ہون نقل ایک شخص آپ کو بُرا کہتا پھرتا تھا اور جب آپ کے کسی فقیر
سے ملتا تو کہتا کہ یہ خط لو اور اپنے شیخ کے پاس لیجاؤ چنانچہ ایک شخص لیگیا اور وہان جاکر کھولا تو اسمین
لکھا تھا کہ اے ملحد اور اے باطلی اور اے زندیق اسی طرح کے اور بہت سے کلمات سخت لکھے
تھے آپ نے فرمایا کہ جس نے تجھ کو یہ خط دیا وہ سچ کہتا ہے پھر قاصد کو چند درہم دیکر فرمایا کہ اللہ
تجھکو نیک بدلہ دے کہ تو باعث حصول ثواب ہوا اسی طرح اُس مرد نے جب کچھ کہا تو ایسا ہی
جواب پایا بالآخر وہ عاجز ہوکر آپ کی خدمت مین آیا جب اُم عبیدہ کے قریب پہونچا تو سر
کھول دیا اور تسمہ اپنی کمر سے باندھکر اُسکو ایک آدمی کو دیا وہ گھسیٹتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ شخص
آپ کے پاس لایا گیا آپ نے اُسے دیکھکر فرمایا کہ اے شخص اس سے تیرا کیا مطلب ہے اُس نے
کہا کہ یہ میرا فعل ہے آپ نے فرمایا اچھا ہے پھر اُس سے عہد لیکر اُسکو اپنے یاروں مین داخل کیا
اور وہ تا دم مرگ وہین رہا۔ ساتوین کرامت بہجۃ الاسرار مین ہے کہ شیخ ابو یوسف یعقوب بن
بدران بن منصور انصاری کہتے تھے کہ مین نے سُنا کہ امام عالم تقی الدین علی بن مبارک بن حسن
بن احمد بن ناسویہ واسطی کہتے تھے کہ سید احمد رفاعی ایک دن دریا کے کنارہ بیٹھے تھے اور اُن کے
اصحاب بھی اُن لوگون نے کہا کہ آج بھونی مچھلی کھانے کو دل چاہتا ہے ہنوز یہ بات ختم نہوئی تھی کہ
سارا کنارہ طرح طرح کی مچھلیون سے بھر گیا اور اُن مین سے چند مچھلیان خشکی کی جانب آگیئن اور اُسوقت
ام عبیدہ کے کنارہ دریا مین وہ مچھلیان نظر پڑین جو کبھی دیکھی ہی نہین گئی تھین آپ نے فرمایا یہ
مچھلیان سب مجھ سے کہتی ہین کہ مین اُن مین سے کچھ کھاؤن اُسی وقت فقرا نے اُن مین سے
بہت مچھلیان شکار کرکے پکائین اور خوب آسودہ ہوکر کھائین اور توے پر اُن مچھلیون سے کسی کا سر
اور کسی کی دم اور کسی کے اور اجزا رہ گئے تھے اسی اثنا مین ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ مرد تمکین

کسکو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ جسکو خداوند تعالی کل خلائق پر قدرت تصرف کی دے پھر اُس نے
پوچھا کہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ وہ ان مچھلیون سے اگر کہے کہ اُٹھو اور دوڑو تو وہ سب اُٹھ بیٹھین
اور دوڑنے لگین پھر آپ نے اُن تودون کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ اے مچھلیو اُٹھو اور اللہ
کے حکم سے دوڑو ہنوز آپ کا یہ ارشاد پورا نہوا تھا کہ وہ سب اچھی بھلی ہو کر پانی مین چلی گئین
آٹھوین کرامت آپکے بھانجے شیخ ابوالفرح عبدالرحیم بیان کرتے ہین کہ ایک دن مین آپ کی
خدمت مین حاضر تھا اور آپ کے ارشادات سن رہا تھا آپ اُسوقت تنہا تھے کہ ایک شخص ہوا سے
اُترکر آپکے روبرو آیا آپ نے فرمایا خوب آئے اے وتدزمین کے پھر اُس شخص نے کہا کہ بیس روز
سے مین نے کچھ کھایا پیا نہین ہے اب مجھکو میری خواہش کے مطابق کھلوایئے آپ نے فرمایا تمھارا
کیا جی چاہتا ہے بعد اُس کے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو پانچ بطین آبی اُڑ رہی تھین وہ
شخص کہنے لگا کہ مین ان مین سے ایک بط بھنی ہوئی اور گیہون کی دو روٹیان اور کوزہ بھر ٹھنڈا
پانی چاہتا ہون آپ نے فرمایا اچھا تجھکو یہی ملے گا پھر آپ نے اُن بطون کی طرف دیکھا اور فرمایا
کہ اس شخص کی خواہش کے مطابق جلد آؤ آپ یہ کہہ نہین چکے تھے کہ ایک بھنی ہوئی بط آکر آپکے
سامنے گری بعد اُسکے آپ نے دو پتھر جو ایک طرف رکھے ہوے تھے بڑھا کر اُن دونون کو اُسکے
روبرو رکھدیا تو وہ دو روٹیان گرم گرم تھین جن سے بھاپ نکلتی تھی اور دنیا کی روٹیون سے کہین
عمدہ پکی ہوئی تھین پھر آپ نے ہوا کی طرف ہاتھ بڑھایا اُس سے چند آبخورے سرخ ٹھنڈے پانی سے
بھرے ہوے لیکر اُس شخص کے سامنے رکھدیے اُس نے وہ سب کھایا اور سوا ہڈیون کے کچھ
نہ چھوڑا اور ہوا مین اُڑکر جہان سے آیا تھا وہان چلا گیا آپ نے وہ ہڈیان لیکر اپنے داہنے ہاتھ
پر رکھین اور اُن پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ ای متفرق ہڈیو اور کٹے ہوے جوڑو چلی جاؤ بحرمت بسم اللہ الرحمن الرحیم
کے وہ بط آبی زندہ ہو گئی اور ہوا مین اُڑکر میری نظر سے غائب ہو گئی۔ نوین کرامت اور آپکے
بھانجے بیان کرتے ہین کہ مین ایک دن آپ کے خلوت خانے کے دروازہ پر بیٹھا تھا اور وہان سوا
آپکے اُسوقت کوئی نہ تھا اتنے مین مین نے محسوس کیا کہ آپکے پاس کوئی ہے دیکھا ایک شخص بیٹھا
ہوا ہے اور آپ سے اُس سے باتین ہو رہی ہین دیر تک باتین ہوا کین بعد اس کے وہ شخص
مکان کے دیوار کی سوراخ سے نکل کر بجلی کی طرح چمکتا ہوا پر چلا گیا مین نے آپ سے پوچھا کہ
یہ کون تھا آپ نے فرمایا کہ تم نے اسکو دیکھا تھا مین نے کہا ہان فرمایا کہ وہ شخص محافظ قطر بحر محیط
کا تھا اور خواص لوگون مین کا ایک شخص تین راتون سے وہ مجبور کیا گیا ہے مگر یہ اُسکو معلوم

نہین ہے مین نے کہا کہ وہ مہجور کیون کیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ وہ جزیرہ بحر محیط مین مقیم ہے اور
وہان تین راتون سے پانی برستا ہے ایسا کہ سارا جنگل بھر گیا ایک وقت اُسکے دل مین یہ خیال
گذرا کہ اگر یہ پانی آبادی مین برستا تو خوب ہوتا اس خیال کے بعد اگرچہ اُس نے استغفار کیا مگر اس
اعتراض کی وجہ سے مہجور ہوگیا تب مین نے کہا کہ آپنے اُس سے یہ کہہ بھی دیا فرمایا نہین مجھے
اُس سے یہ کہتے شرم آئی مین نے کہا اگر فرمایئے تو مین اُس سے کہدون آپ چپ ہو رہے پھر
فرمایا گریبان مین سر ڈالو مین نے تعمیل کی اُسوقت مین نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ
سر اُٹھاؤ مین نے سر اُٹھایا دیکھا تو مین جزیرہ بحر محیط مین ہون متحیر ہوا کہ ابھی مین کہان تھا اور
کہان آگیا خیر مین وہان ٹہلنے لگا استنے مین اُس شخص کو دیکھا اُسکے پاس جاکر سلام کیا اور سب حال کہا
اُسنے کہا فانشدک اللہ کیا مین جو تم سے کہون وہ نہ کروگے مین نے کہا کیون نہین کہا میری
گردن مین کپڑا لپیٹ کر منھ کے بھل مجھے گھسیٹو اور پکارو کہ یہی سزا اللہ پر اعتراض کرنے والے کی
ہوتی ہے مین نے کپڑا اُسکے گلے مین لپیٹ کر گھسیٹا اُسوقت مین نے سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ اے
علی اسکو چھوڑ دے ملائکہ آسمان مُنھ کے بھل گرے رو رہے ہین اور اسکے واسطے دعا کرتے ہین
اور اللہ اس سے راضی ہوگیا پھر مین ایک گھڑی بیہوش رہا جب ہوش آیا تو اپنے آپکو اپنے
ماموں کے پاس پایا جو اُسی خلوت مین تھے اور اللہ کی قسم کہ مجھے نہین معلوم ہوا کہ مین کیونکر گیا اور
کہان گیا آپ فرماتے تھے کہ بندہ کو صفائی سینہ نہین حاصل ہوتی جب تک اُس مین کچھ بھی خبث
باقی ہوتا ہے دشمن سے ہو یا دوست سے یا کسی اور سے اور جب صفائی ہوجاتی ہے تو وحشی اُس سے
اُنس کرنے لگتے ہین اور چڑیان بھی اُس کی تابعدار ہوجاتی ہین اور اُسکو خ اور م کا بھید
کھل جاتا ہے۔ نقل آپ کے ایک شاگرد نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ قطب ہین فرمایا کہ تم اپنے شیخ
کو قطبیت سے منزہ کرو پھر اُس نے کہا کہ آپ غوث ہین فرمایا کہ تم اپنے شیخ کو اس سے بھی منزہ کرو
شعرانی کہتے ہین کہ میرے نزدیک یہ ارشاد دلیل ہے اس امر کی کہ آپ مقامات واطوار سے گذر گئے
تھے کیونکہ قطبیت اور غوثیت مقامات معلوم ہین اور جو شخص مع اللہ اور باللہ ہو تو اُس کے لیے کون
مقام معلوم ہوسکتا ہے اگرچہ اُسکو ہر مقام مین مقام ہوتا ہے واللہ اعلم ابن السبکی طبقات فقہاے
شافعیہ مین لکھتے ہین کہ بعضے اکابر ایک بیمار کو آپ کے پاس لائے تاکہ آپ اُس کے لیے دعا کرین
آپ چند دنون ساکت رہے یعقوب موذن منارہ مسجد نے عرض کیا کہ آپ اس مریض کے لیے

لہ خدا کی قسم تجکو ۱۲ منہ ۔ سہ ان دونون حرفون سے مراد غالبًا حقیقت ومجاز ہے ۱۲ منہ

کیون دعا نہین کرتے فرمایا کہ ای یعقوب قسم ہے عزت عزیز کی کہ میری ہر روز خدا سے سو حاجتین روا
ہوتی ہین اُن مین سے ایک باقی ہے اُنھون نے کہا کہ وہ اس مریض کے لیے غالباً دعاے شفا
ہوگی آپنے فرمایا وہ نہ کراست ہے نہ عزار کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مین بے ادب ہوجاؤن یعنی میرا
ارادہ اور ہو اور ارادۂ حق اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ
رب العالمین اے یعقوب مرد غریب اپنے حالات مین جب کوئی حاجت چاہتا ہے اور وہ روا
ہوجاتی ہے تو اُس کے تمکن کے درجہ مین نقصان آجاتا ہے اُنھون نے کہا کہ آپ بعد نماز کے
دعا کیجیے فرمایا کہ وہ دعا تعبد اور امتثال ہے اور دعاے حاجت کے لیے اور شرطین ہین سوے
اس دعا کے پھر وہ مریض نو دن کے بعد تندرست ہوگیا آپ کبھی مسجد مین یا سجادہ پر بسبب
تواضع کے نہین بیٹھتے تھے اور بہت کم باتین کرتے تھے اور فرماتے کہ مین سکوت کرنے پر مامور
ہون کذا فی طبقات الشعرانی مناوی کا قول ہے کہ آپ کا کلام طریقت مین بہت عالی ہوتا تھا
آپ فرماتے تھے کہ زہد اول مقامات قاصدین الی اللہ ہے جس نے زہد مین اپنی بنیاد مضبوط نہ کی
اُسکے مقامات مین کوئی چیز ٹھیک نہ رہے گی اور فرماتے تھے کہ انس باللہ یہ ہے کہ سوا اولیا
کے تمام عالم سے اُسکو وحشت ہو کیونکہ اولیا سے انس درحقیقت اللہ ہی سے اُنس ہے اور فرماتے
تھے کہ جسے یہ خیال ہو کہ میرا عمل مجھے مقصود کی طرف پہونچا دیگا وہ گمراہ ہے اور اپنے دل کو ذاکرین
کی صحبت سے وابستہ کرنا چاہیے تاکہ غفلت سے نجات ہو اور اقرب چیز بُرائی کی طرف اپنے نفس کا
دیکھنا ہے اور اُسکے حالات اور کامون کا اور اس سے بڑھکر اُسپر عمل کرنا اور اسپر عوض طلب کرنا
اور فرماتے تھے کہ افضل طاعات مراقبہ دوام ہے اور عبودیت سے مراد ہے وعدہ پورا کرنا اور
امر مفقود پر صبر کرنا بھجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ قبل وفات فرماتے تھے کہ مین اُن کا شیخ ہون جنکا
کوئی شیخ نہین اور مین منقطعین کا شیخ ہون نقل ابو عبد اللہ محمد بن شیخ ابی العباس خضر بن عبد اللہ
الحسنی موصلی کہتے تھے کہ مین نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مین ایک دن شیخ محی الدین عبد القادر
جیلی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا میرے دل مین خیال آیا کہ مین شیخ احمد رفاعی کی زیارت
کرتا فوراً آپ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ تمھارا دل شیخ احمد رفاعی کی زیارت کو چاہتا ہے مین نے
کہا ہان تھوڑی دیر آپنے سر جھکایا پھر مجھسے فرمایا کہ اے خضر یہ شیخ احمد ہین پھر دیکھتا ہون تو مین اُسی
جانب تھا مین نے دیکھا ایک بزرگ باہیبت بیٹھے ہین مین نے کھڑے ہوکر سلام کیا آپ نے فرمایا

لہ خبردار اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت ہے اللہ کی جو مالک سارے جہان کا ہے ۱۲ منہ

ای خضر جو شخص عبد القادر سا سید اولیا دیکھ کر مجھ ایسے کے دیکھنے کی آرزو کرے وہ کچھ نہین ہین تو ان کی رعیت ہون پھر آپ غائب ہو گئے بعد وفات شیخ کے مین بغداد سے ام عبیدہ شیخ احمد کی زیارت کو آیا جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ وہی تھے جنکو مین نے شیخ عبد القادر کے یہان اُسوقت دیکھا تھا کوئی نئی پہچان کی ضرورت نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے خضر کیا پہلی بار کی ملاقات تجھے کافی نہ تھی نقل ابو عبد اللہ محمد بطائحی کہتے تھے کہ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات مین مین ام عبیدہ مین آیا تو شیخ احمد کے مکان مین چند دنون ٹھہرا رہا ایک دن مجھ سے آپ نے فرمایا کہ کچھ مناقب شیخ عبد القادر کے بیان کرو اور اُن کے محامد سناؤ مین نے کچھ بیان کیے اس اثنا مین ایک شخص آیا اُس نے مجھ سے کہا چپ رہ ان کے سامنے دوسرے کے مناقب مت بیان کر شیخ احمد نے اسکی طرف غصہ سے دیکھا وہ وہین مر کر گر پڑا اور فرمایا کہ شیخ عبد القادر کے مناقب کون بیان کرسکتا ہے اور کون اُن کے مرتبہ پر پہونچ سکتا ہی وہ ایسے شخص ہین جنکے داہنے طرف دریا شریعت ہے اور بائین طرف دریائے حقیقت وہ جسمین سے چاہتے ہین لے لیتے ہین اور ہمارے زمانہ مین تو اُن کا کوئی ثانی ہی نہین ہے ایک دن آپ اپنے بھائی کی اولاد اور اکابر مریدین کو وصیت فرمارہے تھے ایک شخص بغداد کا جانے والا رخصت ہونے آیا آپ نے اُسے رخصت کیا اور فرمایا کہ جب بغداد جانا تو پہلے شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنا اگر آپ زندہ ہون ورنہ آپ کے مزار کی زیارت کرنا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو صاحب حال بغداد مین جائے اور اُن کی زیارت نہ کرے اُس کا حال سلب ہو جائیگا چاہے وہ مجھسے پہلے ہی کیون نہو اور شیخ عبد القادر وہ ہین کہ جس نے اُن کی زیارت نہ کی اُس کے واسطے یہ سخت حسرت وہ امر ہے ابن خلکان وغیرہ لکھتے ہین کہ اسی طائفہ رفاعیہ کو احمدیہ اور بطائحیہ بھی کہتے ہین ان کے حالات عجیب وغریب ہین یہ لوگ سانپ کھا جاتے ہین اور تنورون مین چلے جاتے اور ایک طرف تنور کے یہ سوتے ہین اور دوسری طرف نان پز روٹی پکاتا ہے اور آگ سلگائی جاتی ہے اُس مین یہ کودتے ہین اور جب گانا ہوتا ہے تو یہ آگ مین رقص کرتے ہین یہانتک کہ وہ آگ بجھ جاتی ہے اور شیر پر سوار ہوتے ہین یعقوب خادم کا بیان ہے کہ جب آپ مرض الموت مین بیمار ہوے تو مین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا اس مرتبہ آپ کو تجلی عروسی ہوئی آپ نے فرمایا ہان مین نے کہا کیون فرمایا چند باتین تھین جن کو مین نے روحون کے بدلہ خریدا منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ خلق خدا پر ایک

بلائے عظیم آنے والی تھی اُس کا مین نے تحمل اُن سب کی طرف سے کرلیا اور اپنا بقیہ حصہ عمر دیکر اُسکو خرید کرلیا یہ آپ کہتے جاتے تھے اور آپ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا اور آپ رو رو کر کہتے تھے العفو العفو اللھم اجعلنی سقف البلاء عن ھؤلاء الخلق[1] آپکی علالت دستون کی ہوئی کہ روزانہ دست آتے تھے ایک مہینہ تک اسمین مبتلا رہے لوگون نے پوچھا کہ آپ نے تو بیس دن سے کچھ کھایا پیا ہی نہین پھر یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ گوشت کٹ کر نکلتا ہے اب وہ سب تو دفع ہوگیا ہے صرف گودا باقی ہے پھر آپ کے پیٹ سے کوئی سفید چیز دو یا تین بار خارج ہوئی اور وفات ہوگئی آخری کلمہ آپ کا یہ تھا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ[2] آپ شیخ یحیی بخاری کے مقبرہ مین دفن ہوے اور علامہ ابن جوزی عبر اخبار من الغبر مین ان کی وفات کا سبب یہ لکھتے ہین کہ انکے روبرو چند اشعار پڑھے گئے جنکو سن کر ان کو بہت وجد ہوا اور اُسی مین یہ بیمار ہوے اور انتقال کرگئے اور وہ اشعار شیخ عبد الغنی ابن نقطہ نے وقت حاضری کے انکے روبرو پڑھے تھے جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

انوح کما ناح الحمام المطوق	اذا جن لیلی ھام قلبی بذکرکم[3]

الی اخرھا تو ابن جوزی کے کلام کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے ہین مگر ابن خلکان لکھتے ہین کہ یہ اشعار اُنھین کے ہین واللہ اعلم اور قلائد الجواہر مین ہے کہ ان کی وفات حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی کی وفات سے تخمیناً سترہ برس کے بعد پنجشنبہ ماہ جمادی الاولی سنہ پانسو اٹھتر مین بطائح مین ہوئی اور المعتبر فی اخبار من الغبر مین ہے کہ انکی وفات پنجشنبہ ماہ جمادی الاولی سنہ پانسو اسی مین ام عبیدہ مین ہوئی اور ان کا سن نوے سال کا ہوا اور نور الابصار مین ہے کہ ان کی وفات پنجشنبہ کے دن ظہر کے وقت بارھوین جمادی الاولی سنہ پانسو ستر مین ہوئی اور مقبرہ شیخ یحیی بخاری مین دفن ہوے اور یہ شافعی المذہب تھے کذا فی طبقات الشعرانی اور اور لوگون نے بھی ان کی تاریخ وفات مین اختلاف کیا ہے اور کہا کہ ان کا انتقال بلدہ ام عبیدہ مین سنہ پانسو اٹھتر مین ہوا اور انھون نے کوئی اولاد نہین چھوڑی ان کے جانشین ان کے بھتیجے ہوے رضی اللہ عنہما بہجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ بطائحی المنشاد تھے اور منسوب تھے اُس

---

[1] اے اللہ معاف کر اور مجھکو بلا کی چھت کردے اور خلق کو اُس سے محفوظ رکھ ۱۲ [2] مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین کوئی معبود ہے سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے بھیجے ہوے ہین ۱۲ [3] جب میری رات اندھیری ہوئی تو میرا دل گھبل گیا بوجہ تمھاری یاد کے اور مین نوحہ کرتا ہون جسطرح نوحہ کرتا ہے کبوتر طوق پڑا ہوا یعنی مین ایسا پھڑکتا ہون جیسے پھنسا ہوا کبوتر پھڑکتا ہی ۱۲

شخص کی طرف جس کا نام رفاعہ تھا اور ام عبیدہ مین رہے جو ایک گاؤن ہے بطائح سے اور وہین سنہ پانچسو اٹھتر مین انتقال کیا اور اسی سال سے آپ کا سن زائد ہوا اور مزار بھی آپ کا وہین ہے۔

تنبیہ۔ صاحب فتح المبین لکھتے ہین کہ حضرت سید احمد رفاعی کی رفعت قدر اور علو ہمت ارشاد اور متقی ہونے مین کوئی شک و شبہ نہین آپ بڑے فقیہ اور عابد اور زاہد بزرگ تھے اور پابند شرع اور بدعت سے سخت محترز اور یہ افعال جو منتسبین طریقہ علیہ رفاعیہ سے صادر ہونے ہین جیسے ہتھیارون کا استعمال یا آگ مین گھس جانا یا سانپ بچھو کھا جانا یا خلاف شرع اعمال کرنا اور انکو عبادت سمجھنا بلکہ اُن کی خوبی کا معتقد ہو کر یہ خیال کرنا کہ ان کے کرنے مین بڑا ثواب ہے یہ سب ان کا خیال ہی خیال ہے جسکی کوئی دلیل شرعی نہین ہے جس سے وہ ان امور مین متمسک ہون لہذا یہ لوگ آپ کے طریقہ مرضیہ ہی پر نہین ہین آپ کے اصحاب متقدمین البتہ آپکے قدم بقدم تھے۔ بعد کو یہ جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے علامہ ذہبی عبر باخبار من الغبر مین لکھتے ہین کہ آپکے اصحاب اور مریدین مین بہت اختلاف پھیلا اور بہت سے حالات شیطنت نئے نئے ظاہر ہوے اور اُسکی ابتدا اُسوقت سے ہوئی کہ جب سے تاتار والون نے عراق لیا یعنی آگ مین گھس جانا درندون پر سوار ہونا سانپون سے کھیلنا وغیرہ پس یہ وہ افعال ہین جنکو نہ شیوخ ہی جانتے ہین نہ اُن کے اصحاب اخیار فنعوذ باللہ من الشیطن الرجیم[1] لہذا اس زمانہ کے اکثر رفاعی لوگ اپنے شیخ کے امر اور فعل کے مخالف ہوتے ہین اگر وہ انصاف کرین تو سمجھ جائین کہ یہ ان کی خرقہ پوشی سراسر ریاکاری ہے اگر بجائے اسکے وہ اپنے نفع والے کامون یا تحصیل امور دینی و تصحیح عقائد مکلفہ مین مشغول ہون تو البتہ فائدہ اُٹھائین اور جن باتون کو یہ لوگ کرتے ہین اُن سے سوا نقصان کے کوئی فائدہ نہین اُن لوگون مین جو بزرگ کہے جاتے ہین اُنھین کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی دینی مسئلہ اُن سے پوچھا جائے تو وہ نہین جانتے بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ نماز پڑھنے سے جی چڑاتے اور واہیات باتون مین مشغول رہتے ہین بعضون نے اس زمانہ مین علاوہ آگ مین گھسنے اور سانپون کے کھانے کے اور چند افعال کو عبادت سمجھ لیا ہے حالانکہ وہ افعال وہ بدعات ہین جو آیت و حدیث سے مردود ہین مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ یہ لوگ محرم مین سات دن خلوت کرتے ہین اور ان دنون مین گوشت نہین کھاتے ہین بلکہ چھوتے بھی نہین ہین پھر ایک

---

[1] پس پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے شیطان راندے ہوے سے ۱۲

خاص روز ایک عید ہوتی ہے جسمین نئی نئی طرح کی عبادتین کرتے ہین اور ہر قسم کے لوگون سے
ملتے جلتے اور مبارک باد دیتے ہین حتی کہ جو لوگ دور رہتے ہین اُنھین مبارک باد کے خطوط بھیجتے ہین
ان کے نزدیک یہ دن وہ ہے جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک حضرت شیخ احمد
پر بوقت اُن کی حاضری مزار اقدس ظاہر ہوا تھا اور اُنھون نے اُسکو بوسہ دیا تھا حالانکہ خوب
سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسے امور کرنا گویا دین مین اضافہ کرنا ہے اور یہی وہ نئی باتین ہین جو خلاف شریعت
ہین اور اُنھین سے اہل کتاب کے افعال کی مشابہت معلوم ہوتی ہے جو اُنھون نے انبیاء
علیہم السلام کے بعد نکالین اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان برائیون سے بچائے اور صالحین کی پیروی
نصیب کرے نیز صاحب فتح المبین لکھتے ہین کہ مین نے حال مین دو رسالے دیکھے جسمین سے
ایک کا نام قواعد المرعیہ فی اصول الطریقۃ الرفاعیہ اور دوسرے کا نام فخر المخلد فی منقبت الید ہے
پہلے رسالہ مین ایک خلوت کا قاعدہ لکھا ہے جو ماہ محرم مین سات روز یون کیا جاتا ہے کہ ہر سال
محرم کی گیارھوین سے سترھوین کی شام تک ہر شخص اس سلسلہ کا منتسب خلوت کرے اور اپنے
واسطے ایک خاص جگہ فرش بچھوائے اور وہان عورتون کو نہ آنے دے اور ہر وقت باوضو رہے
اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً پھر کرلے اور فضول اور ضرورت سے زیادہ باتین نہ کرے اور بعذر
گھر مین بھی رہ سکتا ہے مگر تنہا رہنا اچھا ہے اور کھانے مین کوئی ذی روح چیز نہو بعد اس کے
وہ وظیفے لکھے ہین جو خلوت کرنے والے کو ضروری ہین اور اُن کے سات روز مین پڑھنے کا
طریقہ بھی اور دوسرے رسالہ کے شروع مین لکھا ہے کہ ماہ محرم کی خلوت کے بعد والی عید مین
شب و روز ان وظائف کو پڑھنا چاہیے ادا و جس رات مین چاہے پڑھے مگر ان کے آداب
مشروطہ ملحوظ رکھے اور اللہ سے برکت حاصل ہونیکی مدد چاہے بعد اسکے اشیای مبتدعہ کا بیان
ہے اور اسمین چند روایتین ایسی ہین جن مین بعض تو بالکل غلط ہین اور بعض کم غلط واللہ اعلم
تو اس پہلے رسالہ کی عبارت سے محرم کے سات روز والی خلوت مین گوشت اور دیگر مباح
چیز ذبح نہ کھانا لکھا معلوم ہوتا ہے مگر تعجب ہے کہ ان دنون مین روزہ کو مشروط نہ کیا اور دوسرے
رسالہ کی عبارت سے ساتوین دن محرم کے عید نام رکھنے کی تصدیق ہوگئی اور اس دن مبارکباد
دینا اور ملنا جلنا مثل عیدون کے ثابت ہوتا ہے تو جسکے قلب کو اللہ نے نور اسلام سے منور
کیا اور حلاوت ایمان چکھائی اُسپر واجب ہے کہ وہ ان سب باتون کو خلاف شریعت و طریقت
سلف صالح جانے شاید ان لوگون نے ان احادیث کو نہین سنا جو امام بخاری اپنی سند سے

سلہ یہ حدیث بخاری کی [illegible]

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتی تھین
کہ بریرہ نے آ کے اُن سے بیان کیا کہ مین نے اپنے مالکون سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے
اور ہر سال کے بعد ایک اوقیہ ادا کرنے کو کہا ہے لہذا آپ میری مدد کیجیے حضرت صدیقہ نے
فرمایا کہ اگر وہ لوگ تیرا حق ولا مجھے دینا پسند کرین تو مین کل رقم بدل الکتابت کی ایک مشت دیدون
بریرہ نے اپنے مالکون سے جا کر کہا اُنھون نے نہ مانا بریرہ پلٹ آئین اُسوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گھر مین تشریف رکھتے تھے اُنھون نے حضرت کے سامنے سب حال حضرت صدیقہ سے
بیان کیا جسکو سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو تم لے لو اور آزاد کردو اور ولا کو رہنے
دو حق ولا اُسی کا ہے جو آزاد کرے چنانچہ حضرت صدیقہ نے ایسا ہی کیا بعد اسکے آنحضرت نے
مجمع مین کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اُن لوگون کا کیا حال ہوگا جو ایسی شرطین کرتے ہین
جن مین سے کوئی شرط کتاب اللہ مین نہین پائی جاتی اور ایسی شرط کرنا باطل ہے چاہے وہ
سو شرطین ہون اور اللہ ہی کا حکم احق ہے اور اسی کی شرط زیادہ مضبوط ہے حق ولا اُسی کا ہے جو
آزاد کرے اور دارقطنی ابی ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے تھے کہ اللہ نے جن امور کو فرض کیا اُن کو تم ضائع نہ کردو اور جو حدین مقرر کی ہین اُن سے
نہ ٹلو اور جو چیزین حرام کین اُن کی حرمت واہیات نجا تو اور جن چیزون سے بمقتضاے رحمت
سکوت فرمایا ہے بغیر کسی کے نسیان کے اُس مین بحث نہ کرو اور ابو داؤد اور ترمذی روایت
کرتے ہین بلکہ ترمذی کی راے اسکے متعلق ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے کہ ابی نجیح عرباض ابن ساریہ
کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار وعظ فرمایا اور اسمین ایسی ایسی نصیحتین کین
جن سے قلوب تھرا گئے اور لوگ رونے لگے تو ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ نصیحتین
آپ کے پاس امانت تھین اب اور کچھ بھی فرمائیے آپ نے فرمایا کہ مین تم کو وصیت کرتا ہون اللہ
سے ڈرنے اور اُسکی اطاعت کرنیکی اور اُس سے ڈرو کہ تم پر کوئی غلام امیر بنایا جائے اور جو
تم مین سے زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا اُسوقت تمپر میری اور میرے خلفاء راشدین کی
پیروی بہت سختی سے لازم ہے اور اپنے آپ کو نئی باتون سے بچانا کیونکہ ہر بدعت باعث گمراہی ہے

لہ ابن خزیمہ کہتے ہین کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جو شرط ایسی ہو کہ جسکا جواز اور وجوب اللہ کے حکم مین نہو یہ مطلب نہین ہر کہ جو
ایسی شرط کرو جسپر کتاب اللہ ناطق نہین تو وہ باطل ہے کیونکہ کبھی بیع مین کفیل شرط کیا جاتا ہے تو چاہیے کہ نہ چلا کہ ایسا نہین ہے
یا ثمن مین شرطین ہوتی ہین جو باطل نہین ہین یس شرط اشرح صحیح ہین اور انکے علاوہ باطل کذا فی بعض شروح البخاری ۱۲

اور مسلم اپنی صحیح مین حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی
کہ جب آپ خطبہ پڑھتے تو آپ کی آواز بلند اور آنکھین سرخ ہو جاتین اور غصہ زیادہ ہو جاتا یہ معلوم
ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی لشکر کے آنے سے ڈراتے ہین یعنی فرماتے تھے کہ اپنے صبح وشام کو دیکھو اور
فرماتے کہ مین اور قیامت ایسا بھیجا گیا ہون جیسے یہ اور بیچ والی اور کلمہ کی انگلی پھیلا دیتے پھر فرماتے
کہ بہترین حدیث کتاب اللہ ہے اور بہترین خصلت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلت ہے
اور بدترین امور بدعتین ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی روایت مین اسقدر زیادہ ہے
کہ ہر گمراہی دوزخ مین جانے کا سبب ہے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ
فرماتے تھے کہ جو ایسی بات کرے کہ وہ میرے طریقہ مین نہو وہ مردود ہے اور صحیحین کی روایت
مین ہے کہ جس نے میرے طریقہ مین کوئی ایسی بات نکالی جو دراصل اُس مین نہین ہے وہ مردود
ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک مین فرماتا ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی
تم کو رسول جو دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو یا ام لہم شرکاء شرعوا لہم
من الدین ما لم یأذن بہ اللہ یعنی کیا اُن کے اور بھی شریک ہین جنھون نے ان کے لیے
دین کی ایسی راہ بنائی ہے جسکا حکم اللہ نے نہین دیا تو جو شخص کسی بات کو اپنی پسند سے تقرب
الی اللہ کا باعث خیال کرے اور اُسے محض اپنے قول وفعل سے واجب کرے حالانکہ وہ بات
شریعت مین نہ آئی ہو تو ضرور وہ اسی آیت کا مصداق ہوگا اور وہ اور اُس کا تبع دونون گھاٹے
مین رہین گے کیونکہ دراصل وہی عبادتین مشروع ہین جو اللہ نے مشروع کردی ہین اور عادت
بھی یہی ہے کہ جو دل مین آتا ہے وہی ہوتا ہے جو اللہ دل مین ڈالتا ہے اس کلام کی تفصیل
بہت طویل ہے عاقل کے واسطے اسی قدر مختصر کافی ہے کتاب الفتاوی مین ہے کہ شیخ الاسلام
ابی العباس سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کو گمان ہے کہ وہ شیخ وقت اور مشائخ کی اولاد
سے ہے اور سجادہ پر بیٹھ کر لوگون سے توبہ بھی کراتا ہے مگر فقرا کو سانپ کھانے اور اُن کے
پکڑنے کا حکم دیتا ہے اور وہ لوگ سانپ کو اُسکے سامنے کھاتے ہین ایسا کہ اُس کا خون اُن کی
داڑھیون پر بہتا ہے اور اُن سے آگ مین گھسنے اور اُس کے کھانے کو بھی کہتا ہے اور خود
داڑھیون سے خون اور گھی نچوڑتا ہے اور عورتون سے توبہ کراتا ہے وہ اُسکے پاس سے بہوت
ہکلتی ہین باایں ہمہ لوگون کا گمان ہے کہ وہ سادات صلحا اور واصلین الی اللہ سے ہے اور
یہ امور جو اُس سے سرزد ہوتے ہین یہ سب کرامات ہین پس کیا یہ سارے افعال ربانیہ

خیال کیے جائین یا شیطانیہ اور یہ افعال سلف سے بھی منقول ہین یا نہین اور جو یہ افعال کرے
اُسکی عزت کرنا اور اُس کے پاس بیٹھنا مسلمان کو درست ہے یا نہین ان سب امور کا صاف
صاف جواب دیجیے کیونکہ یہ بدعتین تمام شہرون مین پھیلی ہین اور شیطان ان لوگون پر بہت غالب
ہوگیا ہے شیخ ابی العباس نے اس کا جواب دیا کہ جو شخص لوگون کو سانپ اور بچھو اور بھڑون
کے کھانے کا حکم دے یا ان کے علاوہ اور خبیث باتون کا جن کو اللہ و رسول نے حرام کیا ہے
اور ان باتون کو کرامت سمجھے وہ بدعتی اور گمراہ اور عقوبت کا مستحق ہے کیونکہ سب مسلمان اسپر
متفق ہین کہ سانپ کھانے سے اللہ و رسول نے ممانعت کی ہے اور یہ کرامات اولیا سے
نہین ہین صحیحین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ پانچ چیزین فواسق
سے ہین جنکا حرم اور خارج حرام دونون مین مارنا درست ہے اُن مین سے سانپ اور بچھو
بھی ہین اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے سانپ مارنے کا حکم
دیا ہے اور یہ کسی بزرگ سے منقول نہین ہے کہ اس نے اپنی کسی اپنے مرید یا مسترشد کو سانپ
کھانے کا حکم دیا ہو اور جو فقیر سانپ یا بچھو یا بھڑ یا مردار وغیرہ کھانے تو سمجھ لو کہ اسمین شیطان سرایت
کر گیا ہے اور اسی لیے وہ یہ چیزین کھاتے اور جو باتین اللہ و رسول نے حرام کی ہین وہ سب
کرتے ہین تو یہ لوگ گویا اللہ کے مخالف ہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو انھین باتون کے کرنے کا حکم دیا ہے جنکا حکم رسول دیتے ہین اور
اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اے مسلمانو ان پاک چیزون کو کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہین پھر فرماتا ہے
کہ اے رسول پاک چیزین کھاؤ اور اچھے کام کرو تو یہ لوگ صریحاً اللہ کے حکم کے خلاف کرتے ہین
کہ نہ پاک چیزین کھاتے ہین نہ اچھے اعمال کرتے اسیطرح جو شیخ اپنے مریدون کو آگ مین گھسنے کا
حکم دے وہ بھی گمراہ اور بدعتی ہے انجام یہ ہوگا کہ اسکے تابعین شیاطین ہونگے جو مریدون کی
صورت مین آگ مین گھس جاتے ہونگے اور جہلا اور گمراہ لوگ جنکے نہ ایمان ہے نہ یقین وہ سمجھتے
ہونگے کہ یہی مریدین آگ مین گھستے ہین ایسون کے پاس ملائکہ تو آتے ہی نہ ہونگے جو شیطانون
کو پھٹکار دین اسی وجہ سے جب یہ لوگ علما اور مومنین متبعین ظاہری و باطنی نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جاتے ہین اور وہان جا کر آگ مین گھستے ہین تو جل جاتے ہین کیونکہ وہان شیاطین
اُن کی برکت صحبت سے بھاگ جاتے ہین وہان وہ دھوکہ کیسے دین اور یا جب کوئی بزرگ اُن پر
چند مرتبہ سچے دل سے آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونکتا ہے تو بھی اُن کے شیاطین بھاگ جاتے دین

اور وہ آگ میں جل مرتے ہیں چنانچہ اکثر صلحا سے ایسا واقع ہوا ہے کہ جب ایسے لوگ اُن کی خدمت
میں گئے تو بہت بری طرح سے رسوا ہو کر گئے لہذا سانپ کھانا اور آگ میں گھسنا یہ سب شیطانی
حال ہے اور جو لوگ بہتانی حال میں مبتلا ہیں وہ حیلہ جو ہیں یعنی عجیب عجیب دوائیں بتاتے
ہیں جیسے حجرالطلق یا مینڈک کا تیل یا نارنج وغیرہ کے چھلکے حالانکہ جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بعض
وہ لوگ خون اور زعفران اور لاذن اور رکھی کھاتے ہیں تو کبھی یہ حال شیطانی ہوتا ہے اور کبھی
بہتانی رہا مردوں اور عورتوں اور بچوں کا ایسا گرویدہ کرنا کہ وہ مسلوب العقل ہو کر رہ جائیں
یہ بھی حرام ہے اور ایسا حرام کہ جس کا کرنے والا سخت عذاب کا مستحق ہوگا کیونکہ جو شخص یہ چاہے
کہ کسی کی عقل کسی سبب سے زائل ہو جائے تو وہ سخت گنہگار ہے اسی واسطے اللہ تعالے
نے عقل کے زائل کر دینے والی چیزوں کا استعمال حرام کر دیا ہے جیسے شراب وغیرہ تو تھوڑی
شراب بھی حرام ہے گو وہ حد نشہ کو نہ پہونچاتی ہو اس لیے کہ تھوڑی سے بہت کی طرف رغبت
پیدا ہوتی ہے باانیمہ کہ شراب میں لذت اور منفعت ہے مگر جب اُس سے عقل زائل ہو گئی تو
وہ لذت اور منفعت بالکل بیکار ہے اسی وجہ سے ان لوگوں میں جنکو شیطان دھوکا دیتا ہے
وہ اُس کا فریفتہ ہو جاتا ہے اب اگر وہ اسپر قادر ہوا تو لایعقل نہیں ہوتا اور اگر کسی وقت وہ
گانا سننے میں مصروف ہو جاتا ہے تو اُس وقت مجنون ہو جاتا ہے جیسے کہ بعض اوقات مصروع
ہوتا ہے اس لیے جب اُن کو سماع میں حال آتا ہے تو شیاطین ہی ان کی زبانوں سے
بولتے ہیں جیسے مصروع کی زبان سے جن بولتا ہے اور اگر وہ ایسی واہیات باتیں کرتے ہیں
جو سمجھ میں نہیں آتی پھر جب وہ حال جاتا رہتا ہے اور لوگ اُن سے کہتے ہیں تم نے یہ کہا تھا
تو وہ بالکل نہیں جانتے کہ کیا کہا تھا بعینہ یہی حالت مصروع کی ہوتی ہو کہ اُس سے افاقہ کے وقت
اگر پوچھا جائے کہ تم نے یہ کہا تھا تو وہ نہیں سمجھتا کہ میں نے کیا کہا تھا اور اس حالت کی
شیطانی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ لوگ نمازیں پڑھیں اور شب بیداری و تلاوت کریں
اور اللہ و رسول کے احکام کی تعمیل کریں اور بری باتوں سے بچیں تو پھر اُن سے یہ کچھ بھی نہو سکے
کیونکہ جسمیں جس درجہ کی بُرائی ہوتی ہے اُسی کا حال شیطانی بھی قوی ہوتا ہے بالجملہ جب وہ
لوگ مزامیر سنتے ہیں تو آستین ہلاتے اور مکھیوں کی طرح ادھر سے اُدھر ناچتے پھرتے اور کپڑے
پھاڑتے اور اونٹوں اور بیلوں کی طرح چلاتے ہیں اور خبیث روحیں اور شیاطین اُن کے
پاس آتے ہیں اور وہی اُن کو شیطانی شراب پلا کر ان کا حال ایمانی سلب کر لیتے ہیں ایسا کہ اگر یہ

لوگ قرآن یا خشوع سے نماز پڑھنا چاہین تو کچھ نہین کرسکتے بلکہ ان مین بہت سے تو نماز مین اسطرح روتے ہین جیسے کوئی ناک سے منمناتا ہے یا اونٹ کھانستا ہے اور بیشتر تو وہ لوگ نماز ہی نہین پڑھتے اور اگر پڑھتے بھی ہین تو غافلانہ کھیل کے طور سے اسی لیے اس حدیث کے مصداق ہوجاتے ہین جو صحیح بخاری مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ یہ منافقون کی نماز ہے اور ان مین سے بعض لوگ نجاستون کو اپنے جسم پر ملتے ہین اور گھوڑے اور خراب جگہون اور حامون مین جاتے ہین اور بعض کتے اور سانپ پالتے ہین اور ایسے ہی لوگ اللہ و رسول کے بتائے ہوے طریقہ طہارت حدث اور جنابت ادا کرنے سے قاصر رہتے ہین اور جو لوگ کہ قرآن پڑھتے اور اُسکے معانی پر غور کرتے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہین وہ جانتے ہین کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اے پیغمبر تم کہدو کہ اگر تم لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تم کو دوست رکھے پھر فرماتا ہے کہ کسی کو بغیر کسی نبی کی پیروی کے میری محبت کا دعوی نہ کرنا چاہیے تو جو شخص اس دعوی مین سچا ہوگا وہی اللہ کی دوستی سے بھی مشرف ہوگا اور یہ لوگ تو رسول کی پیروی سے کہین دور ہین اگرچہ بظاہر اولیا سے مشابہ ہین مگر درحقیقت ملحد ہین اور ان لوگون کے اوصاف ذمیمہ صاحب کتاب الفتاوی نے اس قدر بیان کیے ہین جنکے لکھنے کی یہان گنجایش نہین تو جو شخص ایسون کو اولیا متقین سے سمجھے وہ گمراہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان لوگون کے حالات اور لوگون پر مشتبہ ہوگئے ہین کبھی کوئی مکاشفہ اور تصرف خارج عن العادت بھی ہوجاتا ہے لہذا عام لوگ دھوکے مین آجاتے ہین اور کچھ کا کچھ خیال کرنے لگتے ہین حالانکہ یہ بات ہونا اُن مین ایک طرح کی کہانت اور سحر سمجھنا چاہیے جنکا ورود اُن کے قلوب مین بذریعہ شیاطین کے ہوتا ہے حق تعالی فرماتا ہے هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم یعنی کیا بتلاؤن مین تم کو کہ کس کے پاس شیطان آتے ہین وہ ہر بہتان باندھنے والے گنہگار کے پاس آتے ہین اسی وجہ سے ان لوگون سے وہ امور سرزد ہوتے ہین جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوتے ہین اور اگر کبھی ایک مرتبہ کسی مکاشفہ مین کوئی سچا بھی ہوا تو دوسری مرتبہ ضرور جھوٹا ہوگا اگرچہ قصداً وہ جھوٹ کہتے یا کرتے نہون لیکن اُنکے شیطان کا جو اُن کے دل مین القا کرتا ہے یہ کام ہے کہ وہ کبھی سچی بات بتائے اور کبھی جھوٹی جیساکہ عبداللہ بن صیاد کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے متعلق بعضے صحابہ نے دجال ہونے کا خیال کیا حالانکہ وہ دجال نہ تھا البتہ کاہن تھا اس لیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا قد خبئات لک خبیئۃ

یعنی مین نے تجھ سے ایک بات چھپانے والی چھپائی ہے تو وہ کیا ہے اس نے کہا
دخ الی آخرہ یہ قصہ مجملی طور پر یون ہے کہ یہودیون کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو عجیب و
غریب باتین کرتا تھا اور لوگون کے دلون کی باتین بھی بیان کرتا تھا ان لوگون کو گمان ہوا کہ شاید
دجال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسے دیکھنے تشریف لے گئے اور سورۂ دخان اپنے دل مین
مخفی کرکے اُس سے پوچھنے لگے کہ میرے دل مین کیا ہے اُس نے کہا کہ تم نے دُخ چھپایا ہے
وہ چاہتا تھا کہ دُخان کہے مگر کہہ نہ سکا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو ناکارہ
ہے جسکا مطلب یہ تھا کہ تو اُسی قسم کے کاہنون مین سے ہے جسکے پاس شیطان آیا کرتے ہین پھر
پوچھا تو کیا دیکھتا ہے اُس نے کہا کہ مین پانی پر عرش دیکھتا ہون آپ نے فرمایا وہ شیطان کا
عرش ہے پھر فرمایا تیرے پاس کون کون آتا ہے وہ کہنے لگا کہ میرے پاس سچے اور جھوٹے
سب آتے ہین تو یہ لوگ جن کے پاس جن وہ واہیات باتین لاتے ہین کہ جو اللہ و رسول کے خلاف
ہوتی ہین وہ تین طرح کے ہوتے ہین اور یہ تقسیم اُن کے ہمنشینون کی حیثیت سے ہے بعضے
اُن مین وہ ہوتے ہین جن کا جن کافر ہوتا ہے اور شیطان بھی کافر جیسے یونسیہ جو کفریات پھیلاتے
ہین نعوذ باللہ منہا اور بعض وہ ہوتے ہین جنکے جن فاسق ہوتے ہین اور وہ لوگ حرام طریقہ سے
عورتون اور چھوکرون کے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ گاتے اور وجد کرتے ہین اور سیٹیان اور
تالیان بجاتے ہین جیسے کہ بت پرستون کے یہان ہوتا ہے اور بعضی وہ جہال بدعتی ہین جن مین
دیانت اور زہد اور عبادت اور تعظیم دین محمدی بھی ہوتی ہے اور اُسکے مخالف نہین ہوتے اور
نہ دین اور شریعت سے اُن کو خارج ہونا مقصود ہوتا ہے بلکہ اُن پر احوال شیطانیہ مشتبہ ہو جاتے ہین اور
وہ اُسکو کرامات اولیا سمجھنے لگتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ جسمین یہ حالات ہون وہی ولی ہے
اگر وہ لوگ یہ جان جائین کہ یہ افعال اللہ و رسول کے خلاف ہین تو کبھی اُس طرف نہ جائین مگر
اپنی جہل سے مجبور رہین لہذا یہ بھی گمراہ ہین اور انھین لوگون کے تابع وہ لوگ ہین جنکو اُنکے
شیاطین عرفہ کے صبح کو عرفات مین لیجاتے ہین اور اسی رات کو پلٹا لاتے ہین نہ وہ احرام
باندھتے ہین اور نہ لبیک کہتے اور نہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہین اور نہ صفا و مروہ کے
درمیان مین دوڑتے اور نہ مزدلفہ مین اُترتے اور نہ کنکریان پھینکتے ہین بلکہ وہی کپڑے پہنے
ہوئے عرفات مین ٹھہرے رہتے ہین تو ظاہر ہے کہ یہ امر اُن عبادات سے نہین ہے جسکا حکم اللہ
و رسول نے دیا ہو بلکہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو عرفات مین کپڑے پہنے دیکھا

تو آپ نے اُن کو سخت سزا دی اور یہ ویسے ہے جیسے کوئی شخص بمقتضائے شیطنت مسجد مین
جاکر لوگون کے ساتھ بے وضو یا غیر سمت قبلہ نماز پڑھے اگر یہ لوگ دین محمدی کو جانتے اور اُسکے
پیرو ہوتے تو خود ہی سمجھ لیتے کہ عرفات مین اسطرح جانا اولیا متقین کی کرامت سے نہین ہے
بلکہ شیطانی حال ہے اور صاحب فتاوی نے اس بارہ مین بہت کچھ لکھا اور خطا او صواب بھی بیان
کر دیا ہے مختصر یہ ہے کہ جب ایسا ہو تو ایسے لوگون سے توبہ کرانا چاہیئے اور جو توبہ نہ کرین اُنکو
سزا دینا چاہیئے اور کمتر سزا یہ ہے کہ اُسکو اس گروہ سے نکالدین جب تک توبہ نہ کرے آنے
نہ پائے اور جو شخص اُن کی عزت نہ کرے بلکہ اُن کی گمراہی اُن سے بیان کر دے تو وہ اچھا ہے
اور جو اُن کی عزت کرے یا اُن کو ولی سمجھے وہ دین اسلام کے مخالف ہے اُسے واجب ہے کہ
اُس سے توبہ کرے اور اُس امر حق کو پہچانے جسکے لیے اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا
لہذا جو بات اللہ ورسول کے حکم کے مخالف ہے وہ باعث گمراہی ہے اُسپر لازم ہے کہ وہ اللہ و
رسول کے حکم کی پیروی کرے کیونکہ اللہ نے اپنے رسولون کو رہنمائی کے لیے بھیجا ہے اور اس لیے
کہ وہ اس دین کو اور دینون پر غالب کر دین وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا[1] صحیح بخاری مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ اپنے خطبہ مین فرمایا کرتے تھے کہ بہترین کلام کلام اللہ ہے اور بہترین
طرق طریقہ محمدی اور بدتر کام بدعت ہے اور ہر بدعت باعث گمراہی پھر شیخ الاسلام اُسی کتاب
مین دوسری جگہ لکھتے ہین کہ سرون کا کھولنا اور بالون کا بٹنا اور سانپون کا پکڑنا یہ کسی بزرگ کا
طریقہ نہین نہ صحابہ و تابعین نہ شیوخ مسلمین متقدمین و متاخرین اور نہ شیخ احمد رفاعی یا اور کسی
بزرگ کا بلکہ یہ امور تو شیخ کی وفات کے بہت بعد سے پیدا ہوئے ہین اور اُس کا موجد بھی منتسبین
شیخ سے ایک گروہ ہے وہ لوگ اسی سبب سے طرق مسلمین کے مخالف ہو کر حقائق دینی اور طریقہ
عباد صالحین سے علحدہ ہو گئے یہ لوگ بھی دو قسم کے ہین ایک صاحبان حال ابلیسی اور دوسرے
محال بہتانی اہل احوال ابلیسی وہ لوگ ہین جن کے پاس شیطان جاتے ہین جیسا کہ اپنے اور بھائیون
کے پاس جاتے ہین چنانچہ جسوقت وہ لوگ سماع مین جاتے ہین تو ان کو حال آتا ہے اور بہت
بڑبڑاتے اور مُنھ سے کف نکالتے ہین جیسے کہ مرگی والے سے نکلتا ہے اور عجیب قسم کی باتین کرتے
ہین جنکو نہ وہ خود سمجھتے ہین نہ اور حاضرین اور وہ وہی باتین ہوتی ہین جنکو اُنکے شیاطین انکی زبان سے
کہلواتے ہین اور اُسوقت عقلین جاتی رہتی ہین اور اُن کی کیفیت بعینہ ویسی ہو جاتی ہے جیسے کسی پر

---

[1] اور کافی ہے اللہ گواہ ہونے کے لیے ۱۲

جن آتا ہے اور وہ باتین کرتا ہے یا صرع والا شخص اور انھین کی طرح ہندوستان مین بت پرست
ہوتے ہین اور بلاد غرب مین ایک قوم ہوتی ہے جو زنط کہی جاتی ہے وہان دستور ہے کہ جب کسی کو
مرگی کا عارضہ ہوجاتا ہے یا اور کچھ تو وہ ان لوگون کو کچھ دیتا ہے اور یہ لوگ آکر وہان دف بجاتے ہین
اور بہت سی آگ جلاکر اُس مین بڑا بھاری لوہا رکھتے ہین جب وہ سُرخ انگارا ہوجاتا ہے تو اسمین
دانہ دار کانسی گاڑتے ہین اور اُسپر ایک شخص چڑھتا ہے اور اُس لوہے کو لیکر اپنے ہاتھون پر
پھیرتا ہے اور اسی قسم کی باتین ہوتی ہین کبھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پتھر پھینک رہا ہے مگر پھینکنے والا
نظر نہین آتا یہ حرکتین اُن شیاطین کی ہوتی ہین جو اُنکے ساتھ ہونے پر چڑھتے اور یہ تماشے دکھاتے
ہین مگر دیکھنے والے یہی سمجھتے ہین کہ وہی یہ سب کچھ کر رہا ہے جیسے آسیب زدہ کیسا ہی سخت مارا جائے
لیکن اُس کو اس مار کی حس نہین ہوتی جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ مار تو اس جن پر پڑتی ہے اُس کو
اس سے کوئی واسطہ نہین ہوتا یہی کیفیت یہان بھی ہوتی ہے اس لیے جو شخص جن و شیاطین
کے مشابہ ہوگا اُس کا حال بھی اُسی کے قریب ہوگا اور اسکو حال بھی جب ہی آئے گا جب شیطان
پکاریگا یا اُسکے پاس آئے گا اور نماز و ذکر و دعاء و قراءت کے وقت کبھی ان لوگون کو حال نہین
آتا پس ان حالات کا نہ دینی کوئی فائدہ ہے نہ دنیاوی اگر یہ حالات اولیاء صالحین کے ایسے
ہوتے تو اُن کو عبادت کے وقت بھی حاصل ہوتی اور ان کا فائدہ بھی ہوتا جیسے کہ کھانے پانی کا
فاقہ کے وقت بڑھ جانا یا ضرورت کے وقت پانی برسنا یا دشمنون پر فتح پانا پس یہ لوگ صاحب
احوال شیطانیہ ہین جو برکتون کو مٹاتے اور مہلکات کو قوی کرتے ہین اور لوگون کا مال واہیات
طریقون سے کھاتے ہین نہ امر بالمعروف کرتے نہ نہی عن المنکر نہ اللہ کی راہ مین لڑتے بلکہ یہ لوگ انھین کے
ساتھی ہین جو ان کو کھلاتے اور بُرا بناتے ہین چاہے وہ کافر ہی کیون نہون اور یہی لوگ کافرون
کو مسلمانون پر غالب جانتے اور اُنکے مددگار ہوجاتے ہین اُن مین بعض ایسے بھی ہوتے ہین جو
ساحر اور مشرک ہوتے ہین اور اہل محال بہتانی وہ لوگ ہین جو دوائین بناتے ہین جیسے حجر الطلق
اور مینڈک کا تیل اور قشور نارنج وغیرہ اور یہ لوگ بھی ان چیزون کی وجہ سے آگ پر چلتے اور
سانپ پکڑتے اور اُن کو کھا بھی جاتے ہین اور جو چیزین بناتے ہین وہ سب حیلہ و شعبدہ سے
اور بعضی اُن مین ایسے ہوتے ہین جنکے پاس شیاطین شعبدہ کر اپنے کے لیے آتے ہین اور وہ بھی
اہل محال شیطانی ہین علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی مین آیہ کریمہ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا کی تفسیر

سلہ اس ایک شہر کا نام ہے ترمذ کے بلاد مین طوس سے ایکدن کی مسافت پر ۱۲ منہ لارب سلہ کہا ہم نے اے آگ ٹھنڈی ہو جا

ہین ایک کلام طویل کے بعد لکھتے ہین کہ اکثر ایسا بعضے صلحا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی واقع ہوا ہے بوجہ اُن کی کرامت ومتابعت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اب یہ جو اُس کرامت کا وقوع بعضے منتسبین سلسلہ ولی کامل حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پایا جاتا ہے تو وہ لوگ وہ فاسق ہین جو بوجہ کثرت فسق کافر کہے جا سکتے ہین بعض لوگون کی راے ہے کہ وہ لوگ اکثر ایسے کلمات سحر پڑھتے ہین جسکے پڑھنے والے کے کفر اور قتل مین اختلاف ہے کیونکہ وہ جن ناہون کو آگ مین جاتے یا ہتھیار مارتے وقت پڑھتے ہین اُن کے معانی ہی نہین معلوم اور کچھ بعید نہین کہ وہ الفاظ کفریہ ہون اگرچہ ان کے ساتھ اور الفاظ ایسے بھی ہوتے ہون کہ جو کفر نہین کہے جا سکتے

چنانچہ بعضون کا بیان ہے کہ وہ لوگ اُسوقت یہ الفاظ پڑھتے ہین تلسف تلسف هيف هيف

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق اقسمت عليك يا ايها النار وايها السلاح

بحق حي حلی دنور نیجی وحمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تضری او لا تضر غلام هذه الطريقة مگر یہ بات حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ کے وقت مین نہ تھی کیونکہ وہ بڑے تبع سنت اور بڑے متورع اور محترز مواقع بدعت سے تھے اور اُنکے مریدین بھی اُن کے پورے پورے تبع رہے ان کے بعد بعضی منتسبین یہ امور واقع ہونا شروع ہوے تو حق یہ ہے کہ ایسی کسی چیز کا پڑھنا جو یہ لوگ پڑھتے ہین یہ کچھ آگ کے نہ اثر کرنے کے واسطے شرط نہین ہے کیونکہ بہت لوگ اُن مین ایسے بھی ہین کہ جسوقت آگ جلائی جاتی ہے اور دف بجتے تو وہ یا شیخ احمد اور یا رفاعی یا اپنے پیر کا نام لیکر پکارتے ہین اور آگ مین چلے جاتے ہین اور اُن پر آگ بالکل اثر نہین کرتی اور وہ پہلے سے بالکل کچھ پڑھتے ہی نہین ہین اور اکثر اُن مین ایسے ہوتے ہین کہ جسوقت وہ ان نامون کو آگ کی طرف متوجہ ہوکر پڑھتے ہین اور دف نہین بجلتے تو ان کا حال ہی متغیر نہین ہوتا اور وہ ایک چنگی کے چھونے پر بھی قادر نہین ہوتے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان مین سے کوئی ان نامون کو پڑھ لیتا ہے اور دف بجوا کر اور بعضے بزرگون کا نام باواز بلند لیکر آگ مین چلا جاتا ہے اور اُس سے متاثر ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اسکے لیے کوئی قاعدہ مقررہ نہین دیکھا گیا یہ بھی ہے کہ اکثر ان افعال کو وہ لوگ دف بجا کر اور مشائخ سے استغاثہ کر کے کرتے ہین اور کچھ اثر نہین ہوتا اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ شراب کی مشک لیکر مشائخ سے استغاثہ کر کے بڑے تنورون مین جسمین بہت سی آگ دہکتی ہوتی ہے گھس جاتے ہین اور وہان بیٹھکر شراب پیتے ہین اور بیٹھے رہتے ہین یہانتک کہ وہ آگ بجھ جاتی ہے اور وہ سالم نکل آتے ہین نہ ان کے کپڑے جلتے ہین نہ بدن تو ان سب کے متعلق سوا اس کے

اور کیا کہا جاے کہ یہ سب بطور استدراج یا امتحان کے ہو اب اگر یہ کہا جاے کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت شیخ احمد رفاعی کی بزرگی کی وجہ سے اُنکے منتسبین کو بھی جاہے وہ جسطرح کے ہون ایسے
فضیلت دی کہ اُن پر آگ و ہتھیار اثر نہین کرتا ہے جبکہ وہ لوگ اُن کا نام یا اُن کے منتسب کے نام کو
پکارتے ہین تو یہ بھی بعید ہے بلکہ گویا نا جائز ہے اور یہ جو کبھی بعض مومنین کو بعضے حالات مین اتفاق
ہوا ہے تو وہ ان کی مدد کے طور پر ہے اور کبھی بعض لوگ ہاتھ مین آگ لے لیتے ہین اور اُن پر کچھ اثر
نہین ہوتا اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ ہاتھ مین کوئی ایسی دوا مل لیتے ہین جسکی خاصیت سے
آگ اثر نہین کرتی اگرچہ ملنے والا یہ سمجھتا ہے کہ آگ کا اثر نہ کرنا یہ اس کی کرامت ہے علامہ ابن بطوطہ
اپنے سفرنامہ مین لکھتے ہین کہ اُنھون نے ہند کے شہرون مین ایک قوم دیکھی جنکے لیے بہت
سی آگ جلائی جاتی تھی اور وہ باریک کپڑہ پہنکر اس آگ مین گھس جاتے تھے اور پھر ویسے کے
ویسے نکل آتے تھے نہ کسی جگہہ اُن کا بدن جلتا تھا نہ کپڑا الکہ اُنھون نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص ہند
کے بعضی بادشاہون کے پاس دو لڑکے لیکر آیا ان کے سب جوڑ کاٹ کر ادھر اُدھر پھینک دیے پھر
جادو کے زور سے اُن جوڑون کو غائب کر دیا اور چلا کر رونے لگا حاضرین کچھ نہ سمجھ اتنے مین ہر جوڑ
الگ الگ آکر ایک دوسرے مین مل کر جڑنے لگا یہانتک کہ دونون لڑکے صحیح وسلامت زندہ
ہو کر اُٹھ بیٹھے اسی کا مؤید وہ واقعہ ہے جو ہندوستان کے معتبر علماء سے جبکہ وہ بغداد مین آئے
تھے سُنا گیا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک گروہ بُت پرستون کا جیسا کہ قدیم زمانہ مین تھا ویسا ہی بعض
ممالک ہندوستان مین اب بھی موجود ہے اور وہ لوگ سانپ بچھو پکڑتے ہین اور ہتھیار لگاتے
اور آگ مین پھاندتے اور اور بھی اس سے بڑھ کر باتین کرتے ہین کہ ویسے یہ لوگ باوصف نہ ہونے
عرفان کے نہین کر سکتے علاوہ اس کے مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ فرنگیون کا بھی ایک گروہ ان
افعال کا مرتکب ہے اور وہ علانیہ مجمع عام مین یہ باتین کرتے ہین معلوم نہین کہ یہ اُنکی کرامت کہی جائیگی
یا استدراج یا سحر جسکی وجہ سے اُن کو قیامت مین دوزخ نصیب ہوگی اس لیے کہ وہ نہ اہل دین
پہلے سے تھے اور نہ اب ہین لہذا یہ امر تحقق ہوا کہ ایسے اعمال کا ان جاہلون سے صادر ہونا یہ کچھ
باعث شرف ومنزلت طریقہ احمدیہ نہین ہے خصوصاً جبکہ یہ معلوم ہو چکا کہ حضرت شیخ احمد رفاعی نے
ان اعمال کو کیا ہی نہین اور نہ انکے اصحاب متقدمین اہل کمال نے بلکہ ان اعمال کو بعضے جاہلین
قوم نے گدائی کے ذریعہ کی وجہ سے کرنا شروع کیا لہذا یہ افعال انھین منتسبین سے سمجھے جائین گے
اور وہی مستحق تادیب شرعی اور غصہ وملامت ہونگے۔

ذکر حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ

شیخ عدی بن مسافر بن اسمعیل بن موسی بن مروان بن حسن بن مروان الاموی یہ شامی الاصل والمولد
اور ہکاری المسکن تھے اور شیخ عماد الدین بن کثیر اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ شیخ عدی بن مسافر
بن اسمعیل بن موسی بن مروان بن الحسن بن مروان ہکاری یہ سر حلقہ طائفہ عدویہ تھے اصل مین
دمشق کے غرب کی جانب ایک گاؤن ہے کہ جسکو بیت فار کہتے ہین رہنے والے تھے وہان سے
بغداد آے اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ حماد دباس اور شیخ عقیل منبجی اور شیخ ابو الوفا
حلوانی اور شیخ ابی نجیب سہروردی وغیرہم کی صحبت مین رہے پھر سب سے علیحدہ ہو کر جبل ہکار
مین گئے وہین ان کا حجرہ بنا اور اُس نواح والے ان کے بڑے معتقد ہوے یہانتک کہ بعضے اس
اعتقاد مین غلو مفرط کر گئے علامہ ذہبی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ ان کو حافظ عبد القادر نے عدی
شامی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ انھون نے برسون سیاحت کی اور بہت مشایخ کے ساتھ رہے اور
طرح طرح کے مجاہدات کیے بعد اسکے بعضی موصل کے پہاڑون مین جا کر ایسی جگہہ رہے جہان
کوئی نہین رہتا تھا پھر اللہ تعالی نے ان مقامات سے انکو انس دیا اور انکی برکت سے وہ سب
جگہین آباد ہوئین جہان کثرت سے ڈاکہ پڑتے تھے وہ دور ہوے مسافرون کے لیے وہ راہ باامن
ہوئی اور ایک گروہ مفسد اکراد کا انکی برکت دعا سے تائب ہوا اور بہت لوگ ان سے منتفع ہوے
اور ذکر خیر ان کا بہت شایع ہوا یہ امر خیر کے ناصح اور معاملات الٰہی مین سخت تھے اور حق بات
کہنے مین کسی کی کچھ پروا نہین کرتے تھے قریب اسّی برس کے زندہ رہے اور کبھی نہین معلوم ہوا کہ
انھون نے کوئی چیز خریدی ہو یا دنیا سے ان کو کچھ بھی لگاؤ ہوا ہو ان کے پاس ایک زمین پہاڑ
کے سامنے کی تھی جسکو بو لیا کرتے تھے اُس مین جو کچھ پیدا ہوتا اُسی سے کھاتے اور کبھی کوئی پونجی
اُسی سے اپنے لیے کپڑا بنوا لیتے اور کسی کی چیز نہین کھاتے تھے نہ کسی کے گھر جاتے اور پیہم ا
روزہ رکھتے کہ لوگون کو گمان ہوتا کہ یہ اب کچھ نہ کھائین گے جب ان کو یہ معلوم ہوتا کہ لوگون کا گمان
ایسا ہے تو اُنھین کے سامنے کچھ کھا لیتے ابن خلکان لکھتے ہین کہ شیخ عدی بن مسافر صالح ہکاری
مسکن تھے اور عابد زاہد ان کا ذکر بہت مشہور ہے بہت لوگ انکے تبع اور معتقد ہوے اور ان کی
خدمت کو ذخیرۂ آخرت سمجھتے تھے اُس نواح کے لوگ ان سے اسطرح ملتے تھے کہ دنیا کسی سے
ملتے نہین سنا ان کی پیدایش بیت فار نامی گاؤن مین ہوئی جو مضافات بعلبک سے ہے جس

گھر مین یہ پیدا ہوے اُسکی آج تک زیارت ہوتی ہے شیخ ابوالبرکات بن مستوفی تاریخ اربل مین
لکھتے ہین کہ مظفرالدین صاحب اربل کہتے تھے کہ مین نے شیخ عدی کو اپنے صغر سنی مین موصل
مین دیکھا تھا وہ بڑے ہو چکے تھے پھر ان سے بہت سی عمدہ باتین نقل کرکے بیان کین اور قاضی مجیرالدین
حنبلی بھی اپنی تاریخ المعتبر فی ابنا من غبر مین لکھتے ہین کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسمعیل بن موسی
بن مروان الاموی بن حسن بن مروان بن ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی
العاص بن عثمان بن عفان بن ربیعہ بن عبد شمس بن زہرہ بن عبد مناف رضی اللہ عنہم ہکّاریہ کے
رہنے والے ایک مرد صالح مشہور تھے انھین کی طرف طائفہ عدویہ منسوب ہے یہ قریہ بیت فار مضافات
بعلبک مین پیدا ہوے اور ابتک اُس گھر کی زیارت ہوتی ہے کہ جسمین یہ پیدا ہوے تھے شیخ
تقی الدین محمد واعظ بنانی کہتے ہین کہ اُن کی پیدایش کا قصہ یہ ہے کہ انکے والد مسافر بن اسمعیل
غابہ[1] مین گئے اور وہان چالیس برس رہے وہان اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ یہان
سے جاؤ اور اپنی بی بی کے پاس رہو تم سے ایک ولی اللہ پیدا ہوگا جسکا ذکر پورب اور پچھم مین
شایع ہوگا یہ وہان سے چلے اور گھر آکر بی بی سے بیان کیا وہ کہنے لگین کہ مین تمھارے پاس نہین
رہونگی جب تک تم اس منارہ پر چڑھکر یہ نہ کہدو کہ ای اہل شہر مین مسافر ہون مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنی
بی بی کے پاس رہو تو جو شخص آج اپنی بی بی کے پاس رہے گا اسکے یہان ولی پیدا ہوگا چنانچہ
اس پکارنے کے اثر سے تین سو تیرہ ولی پیدا ہوے جب ان کی والدہ حاملہ ہوئین تو شیخ مسلمہ اور
شیخ عقیل ان کی والدہ کے پاس آے وہ اُسوقت لوگون کو پانی پلاتی تھین شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل
سے کہا کہ تم دیکھتے ہو جو مین دیکھ رہا ہون اُنھون نے کہا کیا بولے کہ ایک نور ہے جو اس عورت کے
پیٹ سے آسمان کی طرف جا رہا ہے شیخ عقیل بولے کہ یہ میرا لڑکا عدی ہے اے مسلمہ چلو اسکو
سلام کرین دونون نے کہا السلام علیک یا عدی السلام علیک یا ولی اللہ پھر وہان سے چلے آئے
اور سات برس تک سیاحت مین رہے جب واپس ہوے تو یہ پیدا ہو چکے تھے اور اتنے بڑے ہو گئے
تھے کہ لڑکون کے ساتھ گیند کھیلتے تھے ان دونون بزرگون نے انکو بلا کر سلام کیا انھون نے اُن کو
تین بار جواب سلام دیا تب اُنھون نے کہا کہ ایک سلام کا جواب تین بار کیون آپنے کہا کہ تم نے
دو بار مجھے سلام کیا تھا اُسوقت جب کہ مین ان کے پیٹ مین تھا تو دو بار تو اسکا جواب ہے اور ایکبار اس سلام کا
اگر مجھکو حضرت عیسی علیہ السلام سے شرم ہوتی تو مین ان کے پیٹ سے اُن دونون سلامون کا جواب

[1] غابہ بہائے موحدہ جنگل اور ایک جگہ کا نام ہے حجاز مین اور نشیب زمین کو کہتے ہین

دیتا پھر جب آپ جوان ہوے تو ایک شب کو سنا کہ کوئی کہتا ہو کہ ای عدی اُٹھ اور لاش کی طرف
جا وہی تیرا قیامگاہ ہے اور تیرے ہاتھ سے اللہ تعالی مردون کو زندہ کرے گا **نقل** شیخ ابوالبرکات
کہتے تھے کہ ایک دن میرے چچا شیخ عدی کے پاس تیس فقیر آئے ان مین سے دس فقیرون نے کہا
کہ یا حضرت کچھ اسرار حقیقت بیان فرمائیے آپ نے اُن سے بیان فرمانا شروع کیا اُن کے سنتے ہی وہ
سب پگھل گئے اور ان کی جگہ پر پانی بھرا رہ گیا پھر دس فقرا نے کہا کہ کچھ اسرار محبت بیان کیجیے آپنے
وہ بیان کرنا شروع کیا وہ سب مر گئے پھر بقیہ دس فقرا نے کہا کہ حقیقت فقر بیان کیجیے آپ نے وہ
بیان کی جسکے سنتے ہی اُن سب نے کپڑے اُتار کر پھینک دیے اور برہنہ جنگل کو چلے گئے **نقل**
ایک دن آپکے پاس ایک جماعت نے آکر کہا کہ ہم آپ کی خدمت مین اس غرض سے آے ہین
کہ اولیا اللہ کے کرامات دیکھین آپنے فرمایا کہ بھائیو ہم فقیر کہان ہین وہ بولے کہ یہی امور تو
فقرا مین ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ خیر اب بھی اللہ کے ولی ایسے پڑے ہین کہ اگر وہ ان درختون سے
جو سامنے لگے ہین کہین کہ اللہ کا سجدہ کرو تو وہ سجدہ کرنے لگین آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ درختون
نے سجدہ کیا اور یہ تو اب بھی ہے کہ ان درختون مین جو درخت اوگتا ہے وہ آپکے حجرہ کی جانب
جھکا ہوا ہوتا ہے رضی اللہ عنہ قلائد الجواہر مین ہے کہ شیخ عدی بن مسافر اجلہ مشائخ بلاد مشرق
سے تھے بہت عظیم القدر اور جلیل المرتبت بلکہ ایک رکن ارکان طریقت سے اور اعلم علما زمانہ ابتدا
حال مین بہت سخت ریاضتین کین جو اب اکثر مشائخ سے نہین ہو سکتی ہین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ
عنہ بھی آپ کی بہت تعظیم و تعریف کرتے تھے آپ کا اُنکے بارہ مین ارشاد ہے کہ ان کو اولیا پر سلطنت
حاصل ہے اور اگر نبوت مجاہدہ سے ملتی ہوتی تو انھین کو ملتی آپ نے ابتدا حال مین غارون
اور پہاڑون اور جنگلون مین تنہا بہت سیر کی اور مدت دراز تک اپنے نفس کو طرح طرح کے مجاہدات
مین رکھا جس سے آپکا یہ حال ہو گیا کہ سانپ اور حشرات الارض اور درندے جانور آپ سے
بہت مانوس تھے بلاد مشرق مین تربیت و تعلیم مریدین و عارفین کے واسطے آپ ہی زیادہ متوجہ
ہوے اور اکثر اولیا اللہ آپکے شاگرد ہوے اور بہت سے صاحب حال آپ کی صحبت سے
فیضیاب ہو کر نکلے آپ ہی نے شیخ تاج العارفین کو ان کی وفات کے بعد غسل دیا تھا آپ کا کلام
بہت نفیس ہوتا تھا فرماتے تھے کہ شیخ وہ ہے جو طالب کو اپنے سامنے رکھے اور غیبت مین اُسکا
نگہبان رہے اور اپنے اخلاص سے اُسکو مہذب اور اپنے طریقون سے اسکو مودب اور اُس کے
باطن کو اپنے انوار سے منور کر دے اور مرید وہ ہے جسکی روش فقرا کے ساتھ انس اور انبساط کے

ساتھ ہو اور صوفیہ کے ساتھ ادب اور انحطاط اور حسن الخلق اور تواضع سے اور علما کے ساتھ بحسن
استماع اور اہل معرفت کے حضور مین سکون اور اہل مقامات سے توحید کے ساتھ ہو اور فرماتے تھے
کہ اے ابدالو تم کھانے پینے سونے جاگنے سے ابدال نہین ہوے بلکہ بدولت مجاہدات اور ریاضت
اس رتبہ کو پہونچے کیونکہ جو شخص مرتا نہین وہ زندگی نہین پاتا اور جو اللہ کے لیے مٹتا ہے تو اللہ اس کا
عوض بھی دیتا ہے اور جو اپنے نفس کو میٹ کر اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے تو اللہ بھی اُسکے نفس کو اچھا
پھل دیتا ہے نقل ابو اسرائیل یعقوب بن عبد المقتدر سائح تین برس پہاڑون مین تنہا رہے
یہانتک کہ اُنکے دوسری کھال نکل آئی ایک بار بھیڑیا اُن کے پاس آیا اور سونگھکر چلا گیا تو بھیڑیے
نے غصے ہو کر اُن کی طرف دیکھا اور اُن پر پیشاب کر دیا وہ اپنے دل مین سوچے کہ اگر اللہ میرے لیے
کسی ولی کو بھیجدیتا تو خوب ہوتا اتنے مین دیکھا کہ شیخ عدی اُن کے پاس کھڑے ہوے ہین مگر
انھون نے انکو سلام نہین کیا تب اُنکے دل مین آیا کہ یہ کیسے شخص ہین جو سلام نہین کرتے
شیخ عدی نے کہا کہ مین اُسکو سلام نہین کرتا جسپر بھیڑیا پیشاب کرے بعد اسکے انھون نے جو کچھ
واقعہ ہوا تھا وہ بیان کیا اور اُن سے خواہش کی اللہ پر بیٹھ رہنے کی اُسی وقت اُنھون نے
پیر سے ایک پتھر کو ٹھکرایا اُس سے چشمہ پانی کا جاری ہوگیا پھر دوسرے پتھر پر مارا اُس سے انار
کا درخت پیدا ہوا اور فرمایا کہ مین عدی ہون اللہ تجھ سے ایک دن میٹھا اور ایک دن کھٹا پھل
پیدا کرے اُس کے بعد اُن سے کہا کہ اے ابو اسرائیل یہان ٹھہرو اور اس درخت سے کھاؤ
اور اس چشمہ سے پانی پیو اور جب مجھے یاد کروگے تو مین آجاؤنگا پھر آپ اُن کو چھوڑکر چلے گئے
اور وہ اُسی حالت مین دو برس رہے نقل شیخ عمر قیلمی کہتے تھے کہ مین نے شیخ عدی کی سات
برس خدمت کی اور بہت کرامتین دیکھین ایک روز اُنھون نے مجھ سے کہا کہ تم جاؤ جزیرہ
بحر محیط مین وہان تم کو ایک مسجد ملے گی اُس مین تمکو ایک بزرگ ملین گے اُن سے کہیو کہ عدی
نے تم سے کہا ہے کہ اعتراض سے بہت پرہیز کرو اور اپنے نفس کے لیے اس بات کو کہ جس کا
تمھارا ارادہ ہوا اختیار نکرو پھر میرے دونون کندھے ہلاے مین نے اسی جگہ ایک بزرگ کو دیکھا اور
اُن سے اپنا پیام کہا وہ شخص کے رونے لگے اور اُن کو دعا دینے لگے پھر مجھ سے کہا کہ سات
خواص مین سے اسوقت ایک شخص نزع مین تھا تو میرے دل مین آیا کہ مین اگر اسکے مقام پر ہوجاتا

[1] قیلہ بفتح قاف بکسر یا و سکون یا در ایک گاؤن کا نام ہے پورب جانب قریب موصل کے اور نیز ایک گاؤن کا
نام ہے قریب سُرّ من رائے کے ١٢ منتہی الارب

تو اچھا تھا پھر مجھے رخصت کیا مین نے اُسی وقت اپنے آپکو ان کے حجرہ مین پایا نقل شیخ رجا بن تقی[1]
کہتے تھے کہ ایک دن شیخ عدی اپنے حجرہ سے نکلے اور کھیت کی طرف چلے اور میری طرف دیکھکر کہا کہ اے
رجا سُنتا ہے یہ قبر والا شخص مجھ سے فریاد کرتا ہے اور اپنے ہاتھ سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا مین نے
دیکھا تو اُس سے دُھوان نکلتا تھا پھر آپ قبر پر جاکر ٹھہرے اور اللہ سے سوال کرنے لگے یہانتک
کہ وہ دھوان نکلنا موقوف ہو گیا پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے رجا اللہ نے اس قبر والے شخص کو
بخشدیا اور اُس سے عذاب اُٹھالیا پھر آپ ایک روز قبر کے قریب گئے اور پکارنے لگے یا حسین
خوشنا خوشنا یعنی تو خوش ہے وہان سے آواز آئی ہان خوش ہون اور مجھ سے عذاب اُٹھالیا گیا
ہے مین یہ سنکر حجرہ مین چلا آیا نقل ابو اسرائیل کہتے تھے کہ مین نے ایک مرتبہ عبادان جانے کی
شیخ سے اجازت لی اور رخصت ہوا آپ نے فرمایا کہ ای ابو اسرائیل اگر راستہ مین تجھے کوئی شیر
ڈرائے تو اُس سے کہنا کہ عدی ابن مسافر نے تجھ سے کہا ہے کہ میرے پاس سے چلا جا وہ چلا جائیگا
اور اگر دریا کی موجون سے خوف معلوم ہو تو اُن سے کہنا کہ اے امواج تم سے شیخ عدی نے کہا ہے
کہ رک جاؤ وہ رُک جائینگی مین نے یاد رکھا راہ مین جب کوئی جانور ملتا تو شیخ کا ارشاد کہدیتا وہ
سب مجھ سے الگ ہو جاتے ایک روز مین دریاے بصرہ مین سوار ہوا تو ہوا کی شدت ہوئی اور
موجون کا تلاطم ہوا ایسا کہ سب لوگ مشرف بہلاکت ہو گئے مین نے پھر وہی شیخ کا ارشاد کہنا شروع
کیا ہوا فوراً رُک گئی اور پانی رک گیا نقل شیخ عمر کہتے تھے کہ مین ایک دن شیخ عدی کے پاس
حاضر تھا آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور حدی خوان سے اشارہ کیا وہ کچھ پڑھنے لگا ایک جماعت
فقرا موجود تھی شیخ عدی کو وجد ہونے لگا مغرب کے وقت تک یہی حالت رہی اتنے مین ایک
شخص نے اُٹھکر اذان دیدی شیخ کانپنے لگے اور سینہ پر ہاتھ مارکر موذن سے فرمانے لگے کہ تو نے
اس اذان دینے سے کیا مقصود رکھا تھا ہم تو عرش پر تھے تو نے زمین پر لا ڈالا نقل اور شیخ عمر کہتے
تھے کہ مین ایک روز آپ کی خدمت مین حاضر تھا کہ ایک جماعت اکراد اور زبوریہ سے آپکی خدمت
مین آئی اُس مین ایک شخص تھا جسکو خطیب حسین کہتے تھے آپ نے اُس سے کہا کہ اے حسین اُٹھ
اور اپنے ساتھیون کو میرے ساتھ لیکر چل پتھر اُٹھانے کے لیے باغ کی دیوار بنانے کے واسطے
چنانچہ آپ خود اُٹھے اور آپ کے ساتھ وہ سب لوگ اُٹھے آپ پہاڑ پر چڑھ گئے اور پتھر کاٹ کاٹکر
ڈھلکانے لگے اور وہ لوگ اٹھا اٹھا کر اُسکو دیوار کی بنیاد پر جمع کرنے لگے اسی اثنا مین ایک

[1] منسوب بہ ارض پارستق ۱۲ قلائد

شخص ایک پتھر پر ایسا گرا کہ جس سے اُسکے ایسی سخت ضرب پہونچی کہ وہ اُسیوقت مرگیا خطیب حسین نے
پکار کر کہا کہ شیخ فلان شخص تو اللہ کے یہان پہونچ گیا آپ یہ سنتے ہی پہاڑ سے اُترے اور اُسکے
پاس جا کر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی وہ اُسی وقت زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ نقل ایک دن
آپ کی خدمت مین امیر ابراہیم مہرانی مالک قلعہ جراحیہ آئے اور اُن کے ساتھ ایک گروہ فقرا کا
تھا اور یہ امیر آپ کا بڑا معتقد تھا اور یون تو وہ عموماً ہر فقیر کا معتقد تھا لیکن آپکے برابر کسی کو نہین
سمجھتا تھا اور وہ گروہ فقرا امیر ابراہیم کے پاس آیا تھا اُن سے امیر نے حضرت شیخ کے فضائل بیان
کیے اُن سب نے سُنکر کہا کہ ہم بھی ضرور اُن سے ملین گے اور کچھ مسائل پوچھین گے چنانچہ جب وہ سب
آپکے پاس آکر بیٹھے تو ایک نے آپ سے باتین کرنا شروع کین آپ خاموش رہے وہ سمجھا کہ آپ
جواب دینے سے عاجز ہین آپ کو اُس کا خطرہ معلوم ہو گیا فوراً اُس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا
کہ اللہ نے ایسے بھی بندے پیدا کیے ہین کہ اگر دونون پہاڑون سے کہین کہ مل جاؤ تو مل جائین
چنانچہ سب نے دیکھا کہ دونون پہاڑ ملکر ایک ہو گئے یہ دیکھتے ہی وہ سب آپکے قدمون پر گر پڑے
پھر آپ نے پہاڑون کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا وہ علٰحدہ ہو گئے اُن سب نے آپکے ہاتھ پر توبہ
کی اور آپکے مرید ہوے اور رخصت ہو کر چلے گئے۔ نقل شیخ عمر کہتے تھے کہ ایک دن مین آپ کے
پاس حاضر تھا کچھ نیک بندون کا ذکر چلا اور اُن کے حالات بیان ہونے لگے آپ نے فرمایا کہ یہان
ایک شخص ہے جو مادر زاد اندھے اور کوڑھی اور جذامی کو اچھا کر دیتا ہے لیکن نبوت کا دعوی نہین
کرتا میرے نفس پر یہ گران گذرا مین آپکے پاس سے رخصت ہو کر آیا چند دنون کے بعد پھر آپ کی
زیارت کو گیا تو مجھ مین اُس پہلی بات کا اثر باقی تھا جب مین نے پہونچکر سلام کیا تو مجھ سے فرمایا
کہ اے عمر بھلا تم میرے ساتھ ایک سفر مین چل سکتے ہو اس شرط سے کہ کچھ زبان سے نہ کہنا مین نے
کہا بہت اچھا یہ کہکر آپ کے ساتھ ہو لیا اور چلا چلتے چلتے ایک بڑے جنگل مین پہونچا مجھے بہت بھوک معلوم
ہوئی مین نے آپ سے علٰحدہ ہونا چاہا آپ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ کیا تھک گئے مین نے
کہا نہین مجھے بھوک بہت معلوم ہوتی ہے اس سبب سے پیچھے رہ گیا تھکا نہین ہون آپ نے
خرنوب خشک جنگلی مجھے دیئے مین نے جو کھانے تو انھین تر پایا جب کچھ کھا چکا تو طاقت آئی
آپ چل کھڑے ہوے مین نے بھی چاہا کہ اور اُٹھا کر کھاؤن پھر جو ایک اُٹھا کر مُنھ مین ڈالا تو وہ کڑوا
تھا مین نے تھوک دیا آپ نے میری طرف دیکھکر کچھ فرمایا اگر مین نہین سمجھا پھر چلتے چلتے ایک

لہ خرنوب بالضم وخروب بالفتح وتشدید را ایک درخت ہے جنگلی کانٹے دار کہ اس کا پھل سیب کا سا ہوتا ہے ۱۲ منتخب

گانون مین پہونچے جسکے قریب ایک چشمہ تھا اُس کے پاس ایک درخت لگا تھا اور اُس کے نیچے
ایک جوان اندھا کوڑھی لنجا بیٹھا ہوا تھا مجھکو اُس کو دیکھ کر شیخ کا قول یاد آیا مین نے اپنے دل مین
کہا کہ اگر اُن کا دعوی صحیح ہے تو اسکو اچھا کر دیتے فوراً آپنے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے عمر تیرے دل مین
کیا آیا مین نے کہا قسم ہے آپ کے قلب کے اُس مقام کے حرمت کی جو اللہ کا مقام ہے اور حرمت
شیخ عقیل منبجی اور شیخ مسلمہ کی کہ میرے دل مین اور کوئی خیال نہین آیا سوا اسکے کہ آپ اس اندھے
کوڑھی لنجے کو اچھا کر دین آپنے فرمایا کہ ہمارا راز نہ کھولنا مین نے قسم کھائی آپ چشمہ پر اُترے اور
وضو کر کے قبلہ رُخ ہو کر دو رکعتین پڑھین اور مجھ سے فرمایا کہ جب مجھے سجدہ مین جاتے اور دعا
مانگتے دیکھنا تو تم بھی آمین کہنا چنانچہ آپ نے دعا کی اور مین نے آمین کہی پھر آپ نے اُٹھ کر اُس
جوان پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اُٹھ اللہ کے حکم سے وہ صحیح و تندرست اُٹھ بیٹھا معلوم ہوتا تھا کہ اُسکو کوئی
عارضہ ہی نہ تھا پھر اُس نے گانون والون سے جا کر بیان کیا کہ دو شخص میری طرف ہو کر گذرے
ان مین سے ایک نے میرے اوپر ہاتھ پھیرا مین اچھا ہو گیا اُسوقت سب گانون والے آکر جمع ہو گئے
جب آپ نے اُن کو دیکھا تو مجھے ردبرد ٹھلا کر اپنی آستین سے ڈھانپ لیا ایسا کہ اُن مین سے کسی نے
مجھے نہین دیکھا جب وہ چلے گئے تو آپ بھی اُٹھکر چلے تھوڑی دور مین بھی ساتھ چلا تھا کہ کیا دیکھتا
ہون کہ حجرہ مین موجود ہون **نقل** پھر وہی بیان کرتے ہین کہ مین دروازہ زاویہ جامع بارستق مین تھا
اور بہت سے لوگ تھے آپ نے ایک حُدی خوان کی طرف اشارہ کیا اُس نے شعر پڑھا تمام فقرا اُسکے
سننے کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوے اور بہت محظوظ ہوے آپ وہان سے اُٹھ کر حجرہ مین آئے اور کمر باندھکر
نیزہ لیکر جامع سے نکلے اور اور لوگ بھی آپکے ساتھ ہوے چلتے چلتے ایک مقبرہ مین پہونچے جو زوق
بنی فضل کے نام سے مشہور تھا اور وہ چھوٹا سا گانون ہے بارستق کے قریب وہان ایک قبر پر آپنے
کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور سر کھول کر دعا مانگنے لگے سب ساتھیون نے بھی سر کھولا اور آمین کہنے لگے
تھوڑی دیر بعد آپ نے سر بند کر لیا اور بارستق واپس آئے اور جو لوگ آپکے ساتھ گئے تھے وہ بھی
جامع مین آکر ایک گوشہ مین بیٹھ گئے سب نے وہان جانے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ جب
مین سماع مین تھا تو ایک شخص آیا جسکو مین پہچانتا تھا وہ قریہ بنی فضل کا تھا اور وہ مر چکا تھا اور
نہایت پریشانی تھا مین نے اپنے دل مین کہا کہ فقرا اِس مردہ کو دیکھینگے تو سماع کی حالت مین
خرابی ڈالدینگے پھر جب مین نے دیکھا کہ تم کچھ متغیر نہین ہوے تو مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اُسے نہین
دیکھا تو اُس مردہ نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ کل میرے قریب لوگون نے ایک اور مردہ دفن کیا ہے جو

کردی تھا اور اُس کا نام داود تھا جسوقت سے وہ دفن ہوا ہے مجھکو بہت کلفت ہے اور
مجھ سے وہ عذاب نہین دیکھا جاتا ہے جو اُسپر ہو رہا ہے تو آپ یا تو اُسکو ہمارے پاس سے
نکلوا لیجے یا دعا کیجیے کہ اللہ اُس سے عذاب کو ہٹا لے یہ سنکر مجھسے کچھ ممکن نہوا مین اُٹھ کھڑا ہوا اور
وہان جا کر مین نے اللہ سے اُسکے بارہ مین عرض کیا اور اُمید ہے کہ اُس نے میری شفاعت قبول
فرمائی نقل شیخ اسمعیل تونسی کہتے تھے کہ مین ایک گروہ تونسیہ کے ساتھ آپکی زیارت کو حاضر ہوا جب
سب لوگ آپ کی خدمت مین پہونچے تو سلام کیا اور بیٹھ گئے اور کرامات و مراتب اولیا مین خوض
کرنے لگے آپنے فرمایا کہ جو شیخ یہ نہ جانتا ہو کہ اُس کا مرید رات مین کے پلٹے کھاتا ہو چاہے وہ مشرق
مین ہو یا مغرب مین تو وہ شیخ نہین ہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو بہت سخت بات ہے کہ
اپنی بی بی کے پاس ہو اور شیخ اُس کا حال دیکھتا ہو جب اپنے گھر آیا تو پورے مہینہ بھر اپنی بی بی
کے پاس نہین گیا آپ میرے اس خیال سے واقف ہو گئے آپنے ایک گروہ فقرا سے فرمایا کہ جب تم
اپنے گھر جاؤ تو تمھین مین سے کوئی شخص تونسیہ چلا جائے اور اسمعیل سے کہے کہ وہ میرے پاس چلے
آئین چنانچہ وہ لوگ جب رخصت ہوے تو اُن مین سے ایک شخص نے آپ کا پیام مجھسے آکر بیان کیا
مین فی الفور مکان سے چل کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا جب آپ کو سلام کیا تو آپ نے بہت
جھڑکا اور فرمایا کہ تمھاری یہ کیا حرکت ہے تم اپنی بی بی کے پاس کیون نہین جاتے یہ تو شیخ کا
کام ہے جسطرح اُسے پسند آوے وہ اپنے مرید کی حال کی نگرانی کرے کہ وہ حلال مین مصروف ہے
یا حرام مین تجھ کو اس سے کیا مین سخت محجوب ہو کر اپنے گھر واپس آیا۔ نقل شیخ عمر قصی کہتے تھے
کہ ایک دن مین آپ کی خدمت مین بیٹھا تھا آپ کے پاس اُسوقت امراء شہر موجود تھے اُن مین ایک
نے دوسرے سے کہا کہ جب منکر نکیر علیہما السلام آئینگے تو کیا کہوگے وہ بولا کہ مین اُن سے کہونگا
کہ شیخ عدی کے پاس جاؤ آپ یہ سنکر مسکرا دیے اور فرمایا سچ کہتے ہو نقل شیخ محمد بن رشا کہتے تھے
کہ ایک روز مین آپ کے پاس حاضر تھا آپ اپنے بھتیجے ابی البرکات کی بی بی کو زوق بوریہ سے لینے
چلے مین بھی چلا چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچا وہان کانٹے بہت تھے مین نے اپنے دل مین کہا کہ
بعضے تو سوار چلتے ہین اور بعضے پیادہ مگر وہ جوتے ایسے پہنے ہوتے ہین جنمین کانٹے نہین گھُس سکتے
اور آپ ننگے پیر چلتے ہین مجھکو بُرا معلوم ہوا اور اس خیال سے مین رونے لگا کہ ان کے کانٹے
ضرور لگینگے یا اللہ ان کے پیر مین جوتا تک نہین یہ کیا ہے اسی خیال مین تھا کہ اللہ نے میری
چشم باطن کھولدی مین نے دیکھا کہ آپ ایک نور کا جوتا پہنے ہین نقل شیخ عمر قصی کہتے تھے کہ ایکبار

مین اور شیخ علی متوکل اور شیخ محمد بن رشا آپکی خدمت مین حاضر ہوے تو شیخ محمد آپ کے داہنے
جانب شیخ علی متوکل کی جگہ بیٹھ گئے یہ شیخ علی کو گران گذرا تھوڑی دیر سب چپ بیٹھے رہے
کسی نے کوئی بات نہین کی آپ کو یہ معلوم ہو گیا اُسوقت شیخ علی نے آپ سے عرض کیا کہ اگر
آپ اجازت دیجیے تو مین بھائی شیخ محمد سے کوئی مسئلہ پوچھون آپ نے اجازت دی تب اُنھون نے
پوچھا کہ اے شیخ محمد تم شب گذشتہ کو درکات مین تھے کہا ہان پوچھا وہان کتنے لوگ اور تھے
اور کس گروہ کے تھے اُنھون نے کہا کہ مستعربون کے سترہ ہزار آدمی تھے اور کُرد کے پچیس ہزار
اور ترکمان کے سات اور ہندوؤن کے تین آدمی اور نوریہ کے کہ وہ بھی از قسم ہنود ہین تین
آدمی تب شیخ علی نے کہا کہ سچ کہتے ہو آپ بھی اُس سے مسرور ہوے اور آپ کی عادت تھی
کہ جب اپنے خاص یارون مین بیٹھے ہوتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے آپ نے شیخ علی سے
فرمایا کہ کتنے دنون تم کھانے اور پینے سے صبر کر سکتے ہو اُنھون نے کہا کہ ایک سال تک کھاؤنگا
مگر کچھ پیونگا نہین اور ایک سال تک پیونگا مگر کچھ کھاؤنگا نہین پھر ایک برس تک کچھ کھاؤنگا
نہ پیونگا آپ نے فرمایا تم قوی ہو پھر شیخ محمد سے پوچھا کہ تم اُنھون نے کہا کہ مین بھائی شیخ علی
سے کم ہون مین نو مہینہ کر سکتا ہون جو یہ سال بھر کر سکتے ہین پھر آپنے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے عمر تم
مین نے کہا کہ چھ مہینہ ایسا کر سکتا ہون آپنے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے میرے یارون مین
تم سا شخص بھی رکھا ہے اتنے مین شیخ رشا اُٹھے اور بہت عاجزانہ کہنے لگے کہ مین آپ سے بحرمت
اُس مقام کے کہ جو اللہ عزوجل کا ہے اور بحرمت شیخ عقیل اور شیخ مسلمہ کے پوچھتا ہون کہ آپ کا
اللہ کے ساتھ کیا حال ہے آپ نے فرمایا بیٹھو تم تو فضول کہتے ہو پھر فرمایا کہ مین تم سے کہے دیتا ہون
لیکن تم کو قسم دلاتا ہون کہ اور کسی سے نہ کہنا میری حیات تک پھر آپ نے اُن سے قسم لیکر فرمایا کہ اے
ابن رشا میرا حال یہ ہے کہ مجھے اللہ ہی کھلاتا اور پلاتا اور پرورش کرتا ہے جیسے ماں اپنے اکلوتے
بچہ کو پرورش کرتی ہے نقل اور شیخ عمر کہتے تھے کہ ایک دن مرغ عرش کی جو اوقات نماز مین
عرش کے نیچے اذان دیتا ہے صفت بیان کی مین نے کہا کہ مجھے اسکی آواز سنوا دیجیے جب
ظہر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ آؤ اور میرے کان کے پاس اپنا کان رکھو مین نے کان
لگایا تو آواز مرغ کی سُنی مگر فوراً بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بیہوش رہا پھر افاقہ ہو گیا۔ کذا فی قلائد الجواہر
ان کی وفات سنہ پانسو ستاون و بقولے پانچ سو پچپن مین شہر ہکاریہ مین ہوئی اور اپنے
حجرے مین دفن ہوے نوے برس کی عمر ہوئی رضی اللہ عنہ۔

ذکر حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ

آپ اکابر مشائخ عراق اور اعیان عارفین اور ائمہ محققین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ و افعال
خارقہ و احوال جلیلہ و مقامات سنیہ و اوصاف شریفہ و اخلاق رضیہ اور بیان معارف و اشارات
لطیفہ و حقایق مین عالی مرتبہ تھے اور علم و عمل و حال اور زہد و تحقیق مین رکن خاص اور اعلام علماء
اور صدور سادات سے اور آپ کا شمار اُن چار بزرگون مین تھا جو اندھے اور مادرزاد کوڑھی کو اچھا
کردیتے تھے بلکہ آپ کی دعا سے مردہ زندہ ہو جاتے تھے آپ ہی کے پاس وہ دونون خرقے تھے
جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شیخ ابوبکر بن ہوارا کو خواب مین پہنائے تھے جسے بعد
بیداری کے اُنھون نے اپنے پاس موجود پایا تھا پھر وہ اُنھون نے شیخ شنبکی کو دیے اُنھون نے
شیخ ابوالوفا کو اور اُنھون نے آپ کو پھر آپ نے شیخ علی بن ادریس کو عنایت کیے بعد اسکے
وہ کھوگئے آپ ہی کو غیب سے خطاب ہوا تھا کہ اے علی میرے ملک مین تصرف کر مشہور ہے کہ
آپ کی عمر اسّی برس کی ہوئی مگر نہ خلوت کی نہ یکا رہے فقرا کے ساتھ رہتے تھے اور اکثر سوتے
رہتے اور آپ بھی اُن لوگون مین سے تھے جنکو اللہ نے دنیا مین قبولیت عظیمہ قلوب خلائق مین دی اور
غیبی باتین آپ سے کہلوائین اور خرق عادات عطا کیے اور حجت اور پیشوا قرار دیا حضرت سیدنا
شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے اور نہایت تعظیم و احترام کرتے اور فرماتے
کہ اولیاء اللہ مین سے جو شخص بغداد مین عالم غیب و شہادت سے آتا ہے وہ ہمارا مہمان ہے اور
ہم شیخ علی بن ہیتی کے مہمان ہین اور شیخ علی خباز کا قول ہے کہ مین نے کسی بزرگ معاصر
شیخ عبدالقادر جیلانی کو بہت آنے جانے والا آپ کی خدمت مین شیخ علی بن ہیتی سے زائد نہین
دیکھا اور یہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کا قصد کرتے تھے تو اول
معہ اپنے سب اصحاب کے دجلہ مین غسل کرلیتے اور اپنے یارون سے فرماتے کہ اپنے دلون کو
پاک کرو اور خطرون سے محفوظ رکھو کیونکہ تم بادشاہ کی خدمت مین جا رہے ہو پھر جب مدرسہ مین
پہونچتے تو دروازہ پر کھڑے رہتے یہانتک کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ پکارتے کہ آؤ تب
آپ اندر جاتے وہان حضرت اُن کو ایک طرف بٹھلا دیتے تو آپ بیٹھے کانپا کرتے تھے اُس وقت
حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے کہ کیون ڈرتے ہو تم تو عراق کے کوتوال ہو یہ اسکے

؎ بکرہ ایک شہر کا نام ہے عراق مین ۱۲ قاموس

جواب مین عرض کرتے کہ آپ بادشاہ ہین آپ اگر مجھے بے خوف کردین تو مین بے خوف ہو جاؤن
حضرت فرماتے کہ تم کو خوف نہ کرنا چاہیے تم رئیس الفقرا ہو اور تربیت مریدین صادقین اور اُن
سب کی حل مشکلات تم سے ہوگی آپ کی صحبت سے بہت اکابر مستفیض ہوئے جیسے شیخ ابی محمد علی
بن ادریس الیعقوبی اور ایک بڑی جماعت صاحب الاحوال آپکی شاگرد تھی اور ایک جم غفیر خلائق کے
آپ مرجع تھے تمام علما و مشائخ آپکی عزت کرتے تھے خود آپکے پیر حضرت تاج العارفین ابوالوفا آپکی
بہت تعریف فرماتے تھے اور سب پر آپکو مقدم کرتے تھے آپ کا کلام علم حقائق مین بہت نفیس اور
عالی ہوتا تھا فرماتے تھے کہ شریعت کہتی ہین اُس چیز کو جسکی تکلیف دی گئی اور حقیقت وہ ہے
جس سے تعریف حاصل ہوئی تو شریعت موئدہ حقیقت ہوئی اور حقیقت موئدہ شریعت شریعت
کہتے ہین وجود افعال کے ثبوت کو اللہ کے لیے اور حقیقت کہتے ہین شہود احوال کے ثبوت کو اللہ
تعالیٰ کے لیے قلائد الجواہر مین ہے کہ ایک شخص آپکے پاس آیا اُسوقت آپکی خدمت مین صاحب
دیوان بیٹھے تھے آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور کمر باندھنے لگے صاحب دیوان نے عرض کیا کہ کیون
یہ کون ہین کیونکہ خلیفہ نے صاحب دیوان سے کہدیا تھا کہ آپ جب کچھ حکم دیا کرین تو اُسکی تعمیل
کیا کرو اسی واسطے اُس نے آپ سے پوچھا کہ جو کہیے وہ مین پورا کردون آپ کو تکلیف کی کیا
ضرورت ہے آپنے فرمایا کہ میرے پاس حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا حکم لیکر حضرت خضر
علیہ السلام آئے کہ وہ حمام کے واسطے دو بیل طلب کرتے ہین لہذا انکی ارشاد کی تعمیل کیواسطے
مین اُٹھ کھڑا ہوا کیونکہ وہ اسوقت مین خلیفۃ الاولیاء والمشائخ اور سلطان الوجود ہین نقل ایک مرتبہ
آپ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آئے حضرت اُسوقت سو رہے تھے اُنھون نے
انکو اوبا نہین جگایا اور فرمایا کہ مین اللہ کے یہان گواہی دونگا کہ حوارئین مین کوئی انکی مثل
نہین ہے جب حضرت بیدار ہوے تو فرمایا کہ مین تو محمدی ہون اور حوارئین عیسوی تھے نقل
شیخ ابو محمد حسن حورانی اور ابو حفص عمر بن مزاحم دیشوی بیان کرتے ہین کہ آپ ایک مرتبہ
سوار نہر الملک کے کسی مقام پر مجھے لے وہان جس شخص کے مکان مین آپ اُترے تھے اُسنے
آپ کی دعوت کی آپ نے اُس سے اشارہ سے کہا کہ اس مرغی کو ذبح کرو جو تمھارے ہاتھ مین ہے
اُس نے وہی ذبح کی اُسکے پیٹ مین سونے کے ٹکڑے نکلے وہ حیران ہو گیا اور غور کرنے لگا
کہ یہ کہان سے آیا اتفاق سے اُسکی بہن کا سونے کا ایک زیور رکھو گیا تھا اور ملتا نہ تھا اور
اُسکو وہ مرغی نگل گئی تھی لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ اُس نے بہانہ کیا ہے اسکی وجہ سے وہ لوگ اسکے

مار ڈالنے کی فکر مین تھے آپ نے اُس شخص سے فرمایا کہ مجھے اللہ نے بتلادیا کہ تمھاری بہن بری النیۃ
ہے اور جو تمھارے خیالات اُسکی طرف سے تھے وہ بھی مجھے معلوم ہوگئے تھے اور جو اس کے حمل
کے پیٹ مین تھا وہ بھی لہذا مین نے خداوند عالم سے اجازت مانگی کہ مین اس قصہ کو تم سے بیان
کرکے تم کو اس مواخذہ سخت سے بچاؤن چنانچہ مجھے اجازت ملی اور مین نے بیان کردیا۔ نقل
ایک دن آپ بغرض شرکت مجلس سماع بمقام زریران[1] مین گئے وہان جب مشائخ سماع سے
محظوظ ہو چکے تو جو فقہا اور قرا موجود تھے اُن کے دلون مین فقرا کی اس حالت کا انکار پیدا ہوا
آپ پر یہ سب منکشف ہوگیا آپ اُٹھے اور اُن سب کے گرد پھرنے لگے جسکے پاس آپ جاتے
جسکی طرف دیکھتے اُس کے دل مین جو کچھ قرآن یا علم ہوتا وہ سب مٹ جاتا یہانتک کہ سب
کورے ہوگئے اور ایک مہینہ تک ایسے ہی رہے بعد اسکے وہ سب آپکے پاس آکر پیرون پر
گرے اور معافی چاہی آپنے دسترخوان بچھوایا اور ان سب کے ساتھ کھانا کھایا اور ایک ایک
لقمہ اپنے ہاتھون سے بھی اُن کو کھلایا ہر شخص جو لقمہ کھاتا جاتا تھا وہ عالم و قاری ہوتا جاتا تھا
یہانتک کہ جو جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہوگیا نقل ایک مرتبہ آپ نہر الملک کے کسی گاؤن مین تشریف
لے گئے دیکھا تو وہان دو گاؤن والے تلوارین لیے ہوے آپسمین لڑنے کو موجود ہین اور ایک
گاؤن کا آدمی مرا ہوا پڑا ہے جس کے قاتل کا پتہ نہین اس گاؤن کے لوگ دوسرے گاؤن
والون کو اُسکے قتل کی تہمت لگاتے ہین آپ جاکر مقتول کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور اُسکی
پیشانی کے بال پکڑکر فرمایا کہ اے بندہ خدا تجھکو کس نے مارا ہے وہ مردہ اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا
کہ فلان بن فلان نے اور پھر مرگیا نقل شیخ ابو الحسن جوسقی کہتے تھے کہ ایک دن مین نے
آپ کو ایسی جگہ بیٹھے دیکھا کہ مین سمجھا کہ آپنے مجھے نہین دیکھا آپ اُسوقت ایک درخت کے
نیچے بیٹھے تھے مین نے دیکھا کہ وہ درخت اسقدر پھلا اور ایسا جھکا کہ اُس سے پھل توڑے
جاسکتے تھے اُس زمانہ مین عراق مین کہین پھل کا نام نہ تھا آپ جب وہان سے اُٹھ آئے تو مین
وہان پہونچا ایک پھل مجھے بھی ملا مین نے اُسکو کھایا تو اُس کا مزہ بالکل مشک کا سا تھا۔
نقل شیخ ابو محمد مسعود حارثی کہتے تھے کہ آپ کے پاس ایک خادمہ تھی جسکا اصلی نام ریحانہ تھا
اور وہ ست بہار کرکے مشہور تھی وہ مرض الموت مین مبتلا ہوئی اُس نے آپ سے کہا کہ میرا دل
تر خربزہ کھانے کو چاہتا ہے اور اُس زمانہ مین قریہ زریران مین ترخربوزا تھا ہی نہین قطعًا گاؤن مین

---

[1] ایک شہر کا نام ہے عراق مین ۱۲

البتہ ایک شخص عبد السلام کے یہان ایک درخت تھا جسمین چھوہارے لگے تھے آپ نے
اُس طرف منھ پھیر کر فرمایا اے عبد السلام ریحانہ کو اپنے رطبون مین سے ایک رطب دیجاؤ
اللہ تعالیٰ نے اتنی دور سے آپ کی آواز عبد السلام کو سنادی وہ رطب لیکر آئے ریحانہ کو دیا
اُنھون نے کھالیا تب عبد السلام نے اُن سے کہا کہ تمھارے سامنے تو وہ چیز ہوگی جو اس سے
بھی اطیب ہے ریحانہ کو ان کا یہ کہنا کچھ بھلا نہ معلوم ہوا اُنھون نے کہا او عبد السلام مین شیخ
علی بن ہیتی کی خادمہ ہون اور یہ تھوڑی سی خواہش میری دنیا وی جو مین نے ظاہر کر دی
اسپر تم اعتراض کرتے ہو خیر جاؤ نصرانی ہو جاؤ گے بعد اسکے وہ مر گئین عبد السلام وہان سے
بغداد آئے راستہ مین نصرانی عورتون کو دیکھا ایک پر اُن کا دل آگیا اُسے نکاح کا پیغام دیا
اُس نے کہا اگر نصرانی ہو جاؤ تو مین نکاح کر لون اُنھون نے قبول کر کے نکاح کر لیا اور اُسکے
شہر مین گئے وہان رہے اور اُس سے اولاد بھی ہوئی پھر وہ سخت بیمار ہوے آپ سے لوگون
نے اُنکا حال بیان کیا آپ نے فرمایا اے پروردگار مین ریحانہ کی ناخوشی کی وجہ سے خفا
تھا اب مین راضی ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہون کر تو اسے میرے پاس پہنچا دے مجھے یہ اچھا
نہین معلوم ہوتا کہ وہ نصاری کے زمرہ مین اُٹھایا جائے اور عمر بزاز سے کہا کہ فلان قریہ مین جا کر
عبد السلام سے ملو اور اُن پر چند قطرے پانی کے چھڑک کر اُن کو یہان لے آؤ وہ گئے تو اُنکو سخت
بیمار پایا اُنھون نے اُن پر پانی چھڑکا وہ اُٹھے اور مسلمان ہوے اور اُن کی بی بی اور اولاد
وغیرہ سب مسلمان ہوے اور اچھے ہو گئے اور سب آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عبد السلام
کی جو نیکیان تھین وہ بھی اُن کو مل گئین آپ زریران مین رہے جو مضافات نہر الملک سے ایک
شہر ہے اور وہین سنہ پانسو چونسٹھ مین آپ کا انتقال ہوا عمر آپ کی ایک سو بیس برس کی ہوئی اور
وہین آپ کا مزار بھی ہے۔

ذکر حضرت شیخ ابو العز المغربی رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشائخ مغرب اور صنادید اولیا سے تھے اور بہت صاحب کرامات و تصرفات و
مقامات سنیہ و اوصاف و احوال جلیلہ اور منجملہ اوتاد مغرب و اجلاے عارفین و عظماء زہاد
محققین بلکہ ارکان طریقت اور اعلام علما سے تھے اور دائم المراقبہ و شدید المناقشہ و قوی المجاہدہ تھے

لہ زریران بروزن تعفران بزا معجمہ بعد اسکے را مہملہ مکسور اور یا اور بعد اسکے را مہملہ اور الف و نون کذا فی بہجۃ الاسرار

آپ کی صحبت سے بہت سے اکابر فیضیاب ہوئے جیسے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور
بہت لوگ آپکے مرید و معتقد ہوے اہل مغرب کا آپکے ساتھ یہ حال تھا کہ وہ آپ سے استفسار کرتے
تھے اور اُمور مشکلہ مین بھی آپ ہی سے رجوع کرتے تھے اور اللہ اُنکی مشکلین سب رفع کر دیتا تھا
حقائق و معارف مین آپ کا کلام بہت عالی ہوتا تھا فرماتے تھے کہ احوال بتدیون کے مالک
ہوتے ہین اور اُنھین مین اُن کا تصرف ہوتا ہے اور منتہیون کے خود حالات مملوک ہوتے
اور وہ احوال مین خود تصرف کرتے ہین اور جو حقیقت کہ بندہ کے رسوم اور آثر کو نہ مٹا دے وہ
حقیقت نہین اور فرماتے تھے کہ جو حق کو بذریعہ اُسکے فضل کے طلب کریگا وہ ضرور فائز ہوگا اور
ولی ولی نہین ہوتا جب تک اُسکے لیے قدم اور مقام اور حال اور منازلہ نہین ہوتا پس قدم وہ
ہے جس سے سالک حق کی طرف چلے اور مقام وہ ہے جسپر علم ازلی سالک کو سابق جان کر
ٹھہرا دے اور حال وہ ہے جو سالک کو فوائد اصول سے معلوم ہو نہ نتائج سلوک سے اور منازلہ وہ ہے
جسپر سالک مخصوص ہو حضور حق سے بصفت مشاہدہ نہ بوصف استتار اور سر وہ ہے جو سالک کو
امانتین لطائف ازل سے ملے ہون بر وقت ہجوم جمیع وجوہ ماسوا بلکہ خود اسکی ذات کی بہ حفاظت
حکم قدم کرنے سے طریقت مین انسان فقیہ ہوتا ہے اور حفاظت حکم مقام سے امور مخفیہ پر اطلاع
ہوتی ہے اور حفاظت حکم حال سے تصریف للعبد و باللہ مین بساطت بڑھتی ہے اور حفاظت حکم
منازلہ سے فتح لدنی حاصل ہوتی ہے اور حفاظت حکم سر سے قدرت اطلاع امور مکنونات پر
وسیع ہو جاتی ہے اور حفاظت وقت مورث مراقبہ ہے اور حفاظت حکم انفاس موصل ہے مقام
غیبت کی طرف حالت حضور مین آپ ابتدا احوال مین پندرہ برس جنگل مین رہے خبازی کے دانہ
کھایا کرتے تھے اور شیر اور اور جانور سب آپکے پاس آیا کرتے تھے بلکہ شیر جب کوئی شکار مارتا یا
راہ روکتا تھا تو آپکے منع کرنے سے رُک جاتا اور آپکے پاس آکر گڑگڑاتا تھا آپ اُس سے فرماتے
کہ اے اللہ کے کتے یہان سے چلا جا پھر نہ آنا وہ چلا جاتا تھا اور پھر وہان نہین آتا تھا نقل شیخ محمد
افریقی کہتے تھے کہ ایک بار چند لکڑی والون نے آکر شیرون کی شکایت کی کہ جس جنگل مین ہم
لکڑی کاٹتے ہین وہان شیر بہت ہین اور آدمیون پر چوٹ کرتے ہین آپ نے خادم سے کہا کہ اس
جنگل مین جاؤ اور بلند آواز سے کہدو کہ اے شیر کے گروہ تم سے ابو یعزا کہتے ہین کہ یہان سے
چلے جاؤ اُس نے جاکر ایسا ہی کیا سب شیر وہان سے نکل بھاگے ایسا کہ پھر وہان اُن کا پتہ
بھی نہ رہا نقل شیخ ابو مدین کہتے تھے کہ جب بلاد مغرب مین قحط پڑا اُسی زمانہ مین آپ کی

خدمت مین حاضر ہوا آپ جنگل مین بیٹھے ہوے تھے اور آپکے گرد شیر اور سب وحشی جانور آپسمین
ملے ہوے بیٹھے تھے اور کوئی کسی کو نہین ستاتا تھا اور آپکے سر پر بہت سی چڑیان بیٹھی تھین
بعض جانور آپکے پاس آئے اور کچھ بولنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ آپ سے شکایت کرتے
ہین آپ نے اُن سے کہا کہ تمھارا رزق فلان جگہ ہے یہان نہین ہے وہ آپکے پاس سے چلے
گئے اسیطرح ایک ایک بار سب کو کہکر رخصت کر دیا پھر سب سے آخر اُن مین جو تھا وہ آیا
اُسکو بھی رخصت کر دیا مین نے عرض کیا یا حضرت یہ کیا تھا آپنے فرمایا کہ وحشی جانور اور چڑیان میرے
پاس آئی تھین اور شدت بھوک اور قحط کی شکایت کرتی تھین اور کہتی تھین کہ ہم آپکی محبت کی
وجہ سے بلاد مغرب سے کہین اور جانا نہین چاہتے مگر سخت بھوک کی وجہ سے مری جاتی ہین چونکہ
مجھے اللہ تعالی نے فرما دیا تھا کہ اُن کی روزی فلان جگہ ہے وہی مین نے ان سب سے
کہدیا اب وہ سب وہین اپنی روزی کی فکر مین چلے گئے **نقل** حضرت شیخ ابو مدین کے اصحاب
سے ایک شخص آپ کی خدمت مین اُسی زمانہ قحط مین حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میری ایک زمین ہے
جسکے محاصل سے میرا اور میرے اہل وعیال کا کھانا پینا چلتا ہے اب قحط پڑ گیا اُسمین کچھ پیدا
نہو گا تو اب کیا ہو گا اور کیونکر ہم سب زندہ رہین گے آپ اُسکے ساتھ اُٹھے اور اُس زمین پر
جا کر چلے آپ کے قدم کی برکت سے خاص اُس قطعۂ زمین پر اتنا پانی برسا کہ وہ سینچ گئی اور خوب
غلہ پیدا ہوا اور سوائے اُس قطعۂ زمین کے بلاد مغرب مین کہین اور پیداوار ہی نہین ہوئی۔
کذا فی قلائد الجواھر بہجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ باعت مین رہے جو ایک قصبہ ہے مضافات
فاس ہے اور وہین انتقال فرمایا اور آپ کی عمر بہت ہوئی اور آپ کا مزار بھی وہین ہے اہل مغرب
آپ کو وُدُ کہا کرتے تھے اور وُدُ کے معنی اُن کی زبان مین بڑے باپ کے ہین بوجہ آپکی بزرگی
اور کبر سنی کے غالبًا وہ لوگ آپکو یہ کہتے تھے **نقل** شیخ ابو حفص عمر ابن معمر صنہاجی[1] رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے تھے کہ میرے اصحاب سے ایک شخص نے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر بغداد جانیکی
اجازت چاہی آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ جب بغداد جانا تو وہان ایک مرد شریف عجمی
کہ جنکا نام عبد القادر ہے ضرور زیارت کرنا اور اُن سے میرا سلام کہنا اور میرے واسطے
دعائے خیر کی درخواست کرنا اور کہنا کہ ابو عزا کو اپنے دل سے نہ بھولیے گا خدا کی قسم عجم مین
کوئی اُن کا مثل ہے نہ عراق مین اُنھین کی وجہ سے مشرق نے مغرب پر فضیلت پائی اور وہ

---

[1] منسوب بہ صنہاجہ جو ایک قوم ہے مغرب مین صنہاجہ حمیری کی اولاد سے ۱۲ قاموس

علم ونسب دونون حیثیتون سے اولیا مین خاص طور سے ممتاز ہین حضرت شیخ اکبر فتوحات کے
باب چار سواٹھتیوین مین لکھتے ہین کہ شیخ ابو یعزا مغربی موسوی المشرب تھے اللہ تعالی نے
اُن کو یہ کرامت عطا فرمائی تھی کہ جو شخص اُن سے آنکھ ملاتا تھا وہ فوراً اندھا ہوجاتا تھا اور جو شخص
اُن کی طرف دیکھتا اور اُنکے کپڑہ کو لیکر اپنی آنکھون پر لگا لیتا تو اُسکی گئی ہوئی بینائی پھر آتی تھی
چنانچہ ایک مرتبہ شیخ ابو مدین رح نے انکو دیکھا تھا تو انکی بینائی جاتی رہی اُنھون نے اُن کا کپڑہ
فوراً اپنی آنکھون پر لگا لیا اس کی برکت سے اللہ نے اُن کی بینائی پھیر دی اور ان کی اور
کرامتین بلاد مغرب مین بہت مشہور ہین ـ

ذکر حضرت شیخ ابو نعمہ مسلمہ بن نعمۃ السروجی رضی اللہ عنہ

آپ شیخ المشائخ رئیس الاصفیا زعیم[1] الاتقیا صاحب قدم راسخہ وہمم شامخہ وکرامات ظاہرہ واحوال
باہرہ وافعال خارقہ وانفاس صادقہ تھے آپ کا شمار اُن لوگون مین تھا جنکو اللہ تعالی نے
متصرف فی الوجود والعالم کیا تھا اور قلوب خلائق مین قبولیت اور ہیبت تامہ عنایت فرمائی تھی
آپ اہل علم وعبادت وکرم وسخاوت سے تھے ضعیفون پر مہربانی غربا کی پرورش فقرا کی طرف
رغبت اور مسکینون کے حال پر رحم وشفقت خاص طور پر کرتے تھے آپکے وقت مین ریاست علم
وعمل حال ومقام آپ ہی پر منتہی تھی اکثر مشائخ مثل شیخ عقیل منبجی وغیرہ اعیان وقت نے
آپسے استفادہ کیا اور ایک جم غفیر ارباب حال آپکے مرید ومعتقد اور بہت سے شاگرد تھے تمام
علما ومشائخ آپکی عزت واحترام پر متفق تھے اور آپ کی زیارت کو آتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ
مین نے چالیس آدمیون کی تربیت کی اُن سب مین ایک مرتبہ کمال کو پہونچا یعنی شیخ عقیل منبجی
شیخ عقیل کے چالیس مرید تھے اُنھین مین شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسی زولے اور شیخ
رسلان دمشقی اور شیخ شبیب شطی فراتی بھی تھے مولف کتاب الارواح لکھتے ہین کہ مجھ سے آپ
خود بیان کرتے تھے کہ آپکے ایام حیات مین کفرہ فرنج یا ارمن نے شہر سروج پر قبضہ کرنا چاہا اور
سروج والون کو ماریٹ کر قید کیا بعد اُسکے اُن سب نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا
وہان کے لوگون کو جب یہ خبر ملی تو سب نے آکر آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت دشمن تو آگیا آپنے
فرمایا صبر کرو پھر اُنھون نے کہا کہ بالکل قریب ہی آگیا آپ نے اُٹھ کر اپنے دست مبارک سے انکے

[1] زعیم ضامن اور پیشوا اور رئیس قوم ۱۲

پلٹنے کا اشارہ کیا سب کے گھوڑے خود بخود پلٹنا شروع ہو گئے اور باوجود روکنے کے نہین رُکتے تھے چنانچہ بہت سے لوگ مارے گئے اور گھوڑے بھی مرے اور بُری طرح سے شہرپناہ تک پہونچے پھر وہان سے وہ لوگ مودبانہ سر جھکائے ہوئے آپکے حجرہ کی طرف آئے اور ہمراہیون کے ذریعہ سے معذرت چاہی بلکہ معافی بھی مانگی آپنے اُن قاصدون سے فرمایا کہ جاکر کہو کہ تمھارے فعل کا جواب کل صبح کو انشاءاللہ تعالیٰ ملیگا مگر اُن کو کچھ احساس ہی نہین ہوا صبح کو مسلمانون نے آکر اُن سب کو بالکل ختم کر دیا۔ **نقل** وہی لوگ پھر ایک بار آپکے بیٹے فخر کو پکڑ لے گئے اور وہ ایک مدت اُن کے پاس رہے اتفاقاً عید کی شب مین اُن کی مان رونے لگین آپنے وجہ دریافت کی کہنے لگین کہ وہ کیونکر نہ روے جسکا لڑکا قید ہو آپنے کہا پھر کیا چاہتی ہو کہنے لگین کہ آپ کے تصدق مین اگر وہ آجاتا تو بہت اچھا ہوتا فرمایا کہ خیر کل صبح کو انشاءاللہ آجائے گا جب صبح ہوئی تو آپ نے لوگون سے کہا کہ نل حرمل پر جاکر اسکو لے آؤ لوگون نے جاکر دیکھا تو وہ صاحبزادہ بیٹھے تھے اور ایک شیر اُنکے پاس موجود تھا سب نے اُن سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر آئے اُنھون نے کہا کہ اس شیر نے جاکر مجھے اپنی پیٹھ پر لادا اور قیدخانہ سے لاکر یہان ڈالدیا شیر توان لوگون کو دیکھتے ہی بھاگ گیا اور لوگ اُن کو آپکے پاس لے آئے بعضون کا قول ہے کہ تل حرمل ایک گانون کا نام ہے پورب مین جو شیخ مسلمہ کے گانون سے ایک گھڑی کی مسافت پر ہے **نقل** ایک شخص آپکے یہان کے حاضرین سے حج کو گیا جب عیدالاضحیٰ کی رات آئی تو اُس کی مان نے کہا کہ مین نے قرص[1] اور کعک پکائے ہین اور بار بار میرے دل مین آتا ہے کہ اگر میرا بیٹا موجود ہوتا تو وہ بھی کھاتا آپنے فرمایا کہ اُس کا حصہ مجھے دیدو مین اُس کو پہونچا دونگا وہ لے آئی آپ نے اُسکو کپڑہ مین رکھ لیا اور صبح کو اُس شخص کو پہونچا دیا جب وہ شخص پلٹ کر آیا تو اُس کی مان نے پوچھا کہ تم کو کاک پہونچے تھے اُس نے کہا ہان مین نے شب جمعہ کو ایک کپڑا پایا جسمین کعک اور قرص رکھے تھے اور خوب گرم گرم تھے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تنور سے نکلے ہین آپ کی وفات ماہ رجب سنہ چارسو چھ ہجری مین ہوئی اپنے گانون مین جو شہر سروج[2] کے متعلقات سے ہے اور وہان سے ڈیڑھ گھنٹہ کی راہ پر پورب کی طرف واقع ہے اور وہین آپ دفن ہوئے

---

[1] قرص بالضم روٹی اور کعک بالضم نان تنک معرب کاک کذافی المنتخب ۱۲

[2] سروجی بفتح سین مہملہ نسبت ہے شہر سروج کی طرف نہ مل سرج کی طرف کیونکہ جو زین بناتا ہے اسکو سرجی بضم سین کہتے ہین واللہ اعلم کذافی قلائدالجواہر ۱۲

ذکر حضرت شیخ عقیل منبجی رضی اللہ عنہ

آپ اکابر مشائخ شام اور عظماء عارفین سے تھے اور صاحب کرامات ظاہرہ و احوال خارقہ و مقامات عالی تھے اور علم و عمل و حال و زہد مین ارکان طریقت بلکہ تمکین و ریاست و جلالت مین رؤسای وقت سے تھے اکثر اکابر آپکی صحبت سے مستفید ہوے بلکہ اس امر پر اجماع ہے کہ آپ حل مشکلات و واردات مین فرد تھے شیخ عدی بن مسافر اموی اور شیخ موسی بن ماہین زولی اور شیخ ابو عمر اور شیخ عثمان بن مرزوق قرشی اور شیخ رسلان دمشقی سب آپ ہی سے فیضیاب تھے آپ کا نام طیار بھی تھا اس سبب سے کہ آپ ایکبار اپنے سکونت گاون کے منارہ سے اڑکر بلاد شرق کی طرف آئے جب لوگون نے تلاش کی تو معلوم ہوا کہ آپ منبج[1] مین موجود ہین چنانچہ وہین پھر ملے اور آپ کا نام غواص بھی تھا یہ آپکے مرشد شیخ مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عطا کیا تھا اس لیے کہ آپ ایکبار جماعت مریدین شیخ مسلمہ کے ساتھ انکی زیارت کو چلے جب فرات پر پہونچے تو ہر شخص نے پانی پر اپنا مصلے بچھا دیا اور اُسی پر بیٹھکر چلا اُنھون نے اپنا مصلی بچھایا اور بیٹھ کر غوطہ مارا کسی کو معلوم نہوا کہ کہان گئے پھر جو دیکھا تو آپ دوسری طرف خشکی مین بیٹھے تھے اور کوئی کپڑا آپکا تر نہ تھا جب سب لوگ شیخ مسلمہ کی خدمت مین پہونچے تو سارا حال بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ شیخ عقیل غواص ہین تب سے آپ کا یہ نام بھی ہو گیا آپ کا شمار ان چار اولیا مین ہے جن کے بارہ مین شیخ علی قرشی کا قول ہے کہ مین نے چار مشائخ کو انکی قبرون مین زندون کی طرح تصرف کرتے دیکھا ایک شیخ عبد القادر جیلانی رح دوسرے خواجہ معروف کرخی تیسرے شیخ عقیل منبجی چوتھے شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ عنہم آپ کے ارشادات معارف مین بہت اعلی ہوتے تھے فرماتے تھے کہ معرفت موثرہ چیز مین ہوتی ہے اور عبودیت ماثور مین اور خوف خلاصہ و نتیجہ امر ہے عارفین کا خوف یہ ہے کہ انکی ارادت افعال حق عز و جل مین پائی جائے اور اولیا کا خوف یہ ہے کہ انکی خواہشین امر الٰہی مین پائی جائین اور فرماتے تھے کہ طریقہ تصوف جد و کد ہے اور لزوم جد تاکہ جو حاصل ہو وہ نقد حاصل ہو اور فرماتے تھے کہ جو اپنے نفس کے لیے حال و مقام ڈھونڈھے وہ معارف کے راستون سے دور ہے

نقل شیخ عثمان بن مرزوق کہتے تھے کہ آپ ایک روز ابتداء حال مین

---

[1] بفتح میم و سکون نون و کسر با و سکون جیم منسوب بہ منبج ایک مقام کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب

ستره مریدین شیخ مسلمہ کے ساتھ ایک غار مین بیٹھے تھے ہر ایک نے اس غار مین اپنا نیزہ
رکھدیا ہوا ہے چند آدمی اُتر کر اُن نیزون کو اُٹھانے لگے جب آپ کا نیزہ اُٹھانے کی نوبت
آئی تو اُسکو نہ وہ تنہا اُٹھا سکے اور نہ کسی کی مدد سے اُسکو چھوڑ کر شیخ مسلمہ کے پاس آے اور یہ
حال بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ وہ اولیاء اللہ اسوقت کے ہین جن کے نیزہ تم نے اُٹھا لیے اور
وہ مقام مین شیخ عقیل سے کم ہین اور وہ سب سے اعلیٰ ہین انکے نیزہ کی اُٹھانے کی طاقت تم کو
کیونکر ہوتی نقل شیخ ابو المجد کہتے تھے کہ مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا کہ مین ایک بار منبج کے
باہر شیخ عقیل کے پاس آیا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے اور اُنکی خدمت مین ایک جماعت صلحا
کی بیٹھی تھی اُن مین سے ایک نے آپ سے کہا کہ سچے کی پہچان کیا ہے آپ نے کہا کہ اُس کی
پہچان یہ ہے کہ اگر وہ اس پہاڑ سے کہے ہلنے لگ تو وہ ہلنے لگے اتنے مین واقعی پہاڑ ہلنے لگا پھر
پوچھا کہ متصرف کی پہچان کیا ہے آپنے کہا متصرف وہ ہے کہ جو دریا اور جنگل کے جانورون
کو اگر بُلاے تو وہ اُسکے پاس چلے آئین یہ بات آپکی پوری نہین ہوئی تھی کہ پہاڑ سے جانور
اُترنا شروع ہوے ایسا کہ میدان بھر گیا اور شکاریون نے بیان کیا کہ اُسوقت فرات کے کنارہ
مچھلیان بھر گئی تھین پھر آپ سے پوچھا کہ زمانہ مین مبارک شخص کی پہچان کیا ہے فرمایا یہ کہ اگر وہ
پتھر کو ٹھکرادے تو اُس سے چشمے بہنے لگین چنانچہ یہ فرما کر پیر سے ایک پتھر کو ٹھکرادیا اُس سے چشمہ جاری
ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد جیسا وہ پتھر تھا ویسا ہی ہو گیا آپ منبج مین چالیس اور کئی برس بقول صاحب
بہجتہ الاسرار رہے اور صاحب قلائد الجواہر لکھتے ہین کہ اپچاس برس رہے اور وہین انتقال فرمایا اور آپکا
سن بہت ہوا مزار بھی وہین زیارتگاہ خلائق ہے اور مین نے اپنے شباب مین آپکی زیارت کی ہے اور آپکی
برکت سے بہت امور خیر مجھے حاصل ہوے فقط بہجتہ الاسرار مین شیخ ابو سلیمان داؤد بن یوسف بن علی بن
محمد المنبجی شافعی سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایک دن مین آپ کی خدمت مین حاضر تھا
کسی نے بیان کیا کہ بغداد مین آج کل ایک جوان عجمی شریف عبد القادر نام کا بہت شہرہ
ہے آپ نے فرمایا کہ اُن کا نام یہان سے زیادہ آسمان مین ہے اور اُس جوان رفیع الشان کو
عالم ملکوت مین باز اشہب کہتے ہین اور عنقریب وہ اپنے زمانہ مین منفرد ہونگے اور اُن سے
عجیب وغریب باتین سرزد ہونگی تمام لوگ اُن کی زیارت کو جائین گے اور آپ ہی نے سب سے
پہلے شام مین حضرت غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے باز اشہب ہونے کی خبر دی رضی اللہ عنہ۔

ذکر حضرت شیخ علی بن وہب ربیعی سنجاری رضی اللہ عنہ

آپ اجلائے مشائخ عراق اور عظمائے عارفین اور ائمۂ صادقین سے تھے اور صاحب کرامات ظاہرہ وافعال خارقہ واحوال جلیلۂ وانفاس نفیسہ آپ کا شمار بھی اُن اولیاء اللہ مین تھا جن کو اللہ نے عالم مین تصرف کا اختیار دیا اور مغیبات پر گویا کیا تھا آپ سے خوارق عادات بہت ظاہر ہوے اور قلوب مین بھی قبولیت تامہ وہیبت وافرہ حاصل تھی اور پیشوائے اہل طریق تھے اور تربیت مریدین مخلصین سنجار اور اُسکے نواح کی آپ ہی کے سپرد تھی ایک جماعت صلحا واکابر کی آپ کی شاگرد تھی جیسے شیخ سوید سنجاری اور شیخ ابی بکر بن عبد الحمید شیبانی خباری اور شیخ قیس شامی وغیرہ اور اہل مشرق کے بہت لوگ آپکے منتسبین مین تھے نقل ہے کہ جسروز آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے مریدین صاحب حال اکہتر آدمی اُسوقت موجود تھے سب ایک باغ مین آپ کے حجرہ کے قریب جاکر جمع ہوے اور ہر ایک نے اُس سے گھاس کا مٹھا لیکر اُس پر کچھ پھونکا تو اُس سے ہر طرح کے پھول زرد و سبز سرخ نیلے سفید نکلے آپ ہی کا قول ہے کہ اللہ نے مجھے وہ خزانہ دیا ہے جسپر اُسکی حول وقوت کی مہر لگی ہوئی ہے اور آپ ہی کا نام دال الغائب تھا یعنی پھیر دینے والے غائب کے توجسکا حال جاتا رہتا تھا وہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ کی برکت سے اُس کا حال مع اور زیادتی کے اُسکو پھر ملجاتا تھا آپ ہی اُن دو صاحبون مین سے تھے جنھون نے خواب مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خرقہ پہنا اور بعد بیداری کے وہ ٹوپی اپنے سر پر پائی ایک بار آپ اور شیخ عدی اور شیخ موسی زولی ایک بڑے پتھر کے قریب جبل شکریہ مین جو پورب کے شہرون مین ہے بیٹھے تھے اُن دونون نے آپ سے پوچھا کہ توحید کیا ہے آپ نے کہا یہ اور ہاتھ سے اللہ اکبر کہکر اُس پتھر کے طرف اشارہ کیا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے چنانچہ یہ قصہ بہت مشہور ہے اور لوگ اُسی پتھر کے دونون ٹکڑون کے درمیان مین نماز پڑھتے ہین۔ **نقل** عمر ابن عبد الحمید کہتے تھے کہ مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے نقل کرکے بیان کیا کہ مین نے شیخ علی بن وہب کے ساتھ چالیس برس نماز پڑھی ایک بار مین نے اُن سے اُنکا ابتدائی حال پوچھا اُنھون نے کہا کہ پہلے مین نے قرآن سات برس کے سن مین یاد کیا پھر تیرہ برس کے سن مین بغداد آیا اور وہان کے علماء سے پڑھکر وہین پڑھانا شروع کیا اور اپنی مسجد مین کہ جو شہر کے باہر تھی عبادت کرتا تھا ایک رات کو سو رہا تھا کہ مین نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور آپنے فرمایا کہ مجھے
حکم ہوا ہے کہ مین تم کو یہ طاقیہ پہناؤن پھر وہ اپنی آستین سے نکال کر میرے سر پر دیدی پھر
چند دنون کے بعد حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے علی اب
لوگون کو نفع پہونچاؤ مین متوقف رہا پھر خواب مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے
مشرف ہوا آپ نے بھی وہی فرمایا جو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا تھا پھر مین متوقف ہوا
دوسری شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضرت نے بھی وہی فرمایا جو حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ فرما چکے تھے مین جب جگا تو مستعد ہوا کہ نکلون آخر شب کو پھر سو گیا تو حق تعالی شانہ
کو خواب مین دیکھا کہ اُس نے مجھ سے فرمایا کہ مین نے تجھکو زمین مین برگزیدہ کیا اور تجھے تیرے
حالات مین اپنی رحمت سے مدد دی اور تجھکو رحمت اپنی خلق کے لیے کیا تو اُن کی طرف جا اور
جو کچھ جانتا ہے وہ اُن کو سکھا اور جو کرامتین تجھے عطا ہوئی ہین وہ سب ان کو دکھا مین جب خواب
سے جگا اور باہر نکلا تو لوگون نے میری طرف آنا شروع کیا تمام علما اور مشایخ آپ کی عزت کرتے
تھے نقل آپکے صاحبزادہ شیخ محمد فرماتے تھے کہ میرے والد کے زمانہ مین اہل ہمدان مین ایک
صاحب تھے جنکو شیخ محمد بن احمد ہمدانی کہتے تھے ایک بار اُن کا حال گم ہو گیا اور اُن کا حال یہ تھا
کہ اُن کی بصیرت اس درجہ تھی کہ وہ ملکوت سے عرش تک دیکھتے تھے وہ بعد اس حال کے
گم ہو جانے کے شہرون شہرون پھرے مگر کہین اُن کا کشود کار نہوا تب وہ آپ کی خدمت مین
حاضر ہوے آپ نے اُن پر بہت عنایت کی اور فرمایا کہ اے شیخ محمد ہم نے تمہارا حال معہ اور
زیادتی کے تم کو پھیر دیا اور فرمایا کہ آنکھین بند کرو اُنھون نے آنکھین بند کین تب ملکوت اعلی سے
عرش تک دیکھ لیا پھر اُن سے فرمایا یہ تمہارا حال تھا اب مین اسکو دوگنا کر دون گا پھر آنکھین بند
کرائین تب ملکوت اسفل سے سموات تک دیکھا آپنے فرمایا کہ یہ ایک ہے دوسرا یہ ہے کہ مین
تم کو قدم دیتا ہون کہ اُس سے تمام عالم مین پھرو اسکے بعد سے اُنکا یہ حال ہو گیا تھا کہ اُنھون نے
ایک پیر اٹھایا تو آپ کے پاس تھے اور دوسرا پیر اُٹھایا تو ہمدان پہونچے ایک بار آپکے پاس
ایک جماعت فقرا کی آئی اُن لوگون نے آپ سے حلوی کی خواہش کی آپ گھر مین گئے اور انار
کے چھلکے لے آئے اور اسکو ایک برتن مین رکھکر آگ پر رکھدیا تھوڑی دیر کے بعد اُن کے
سامنے لاکر اُن سب کو کھلایا تو حلوا ایسا تھا جو کسی اور قسم کے حلوون سے کچھ مناسبت نہین رکھتا
تھا ایک بار ایک شخص معمر مسمی عبدالرحمن نامی آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اس نے آپکے

سامنے ایک چاندی کی ڈبیہ رکھکر کہا یا حضرت یہ مین نے فقرا کے واسطے بنائی ہے آپ نے
اپنے ساتھ کے فقرا سے فرمایا کہ تم لوگون مین سے جسکے پاس تانبے کی ڈبیہ ہو لاؤ وہ لوگ
بہت سے برتن لے آئے اور حجرہ مین لاکر رکھدیے آپ اُٹھکر اُن پر چلے آپکی قدم کی برکت سے
بعض سونے کے ہوگئے اور بعضی چاندی کے گرد وطاس جیسے تھے ویسے ہی رہے
بعد اُسکے آپنے برتن والون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اپنے اپنے برتن اُٹھا لیجاؤ سب لوگ وہ
برتن اُٹھا لے گئے تب آپنے عبدالرحمن سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم نے دیکھا کہ اللہ نے مجھے
سب کچھ دیا ہے مگر مین نے سب چھوڑ دیا اور مجھے کچھ اس کی پروا نہین رہی تم اپنی ڈبیہ
بھی لیجاؤ اُس وقت اور لوگون نے پوچھا کہ یہ جو بعضے برتن چاندی کے ہوگئے اور بعضے
سونے کے اس کا کیا سبب آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا برتن بغیر کسی تذبذب کے لے آیا
اُس کا برتن سونے کا ہوگیا اور جسکے دل مین کچھ ذرا سا بھی تذبذب رہا اُسکا چاندی کا ہوگیا
اور جسکی نیت مین بالکل فتور رہا اُس کا برتن ویسا ہی رہا نقل آپ ایک ہل کی کھیتی کیا کرتے
تھے مگر بیلون کو کبھی اپنے ہاتھ سے نہین چھوتے تھے جب اُن سے کہتے چلو تو وہ چلنے لگتے اور
جب کہتے رُک جاؤ تو وہ رُک جاتے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو بوتے تھے وہ فوراً اُگ آتا تھا
اتفاق سے ایک بیل مرگیا آپ نے اُس کا سینگ پکڑکر کہا کہ اُٹھ اسکو میرے لیے جلا دے
وہ اُسی وقت زندہ ہوگیا آپ بڑے عالم اور فاضل اور فصیح اور متواضع تھے کبھی قسم نہین کھاتے
تھے نہ شرم سے آسمان کی طرف سر اُٹھاتے اور اھل مین بدوی تھے بنی ربیعہ شیبانی کے قبیلہ
سے صاحب قلائد الجواہر کہتے ہین کہ آپ ہمارے قبیلہ بنی ربیعہ سے تھے مگر آپ کا ذکر میرے
چچازاد بھائی علامہ محقق رضی الدین محمد حنفی نے اپنی تالیف موسوم بہ الآثار الرفیعہ فی مآثر بنی ربیعہ
مین نہین لکھا اور بہجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ ربیعی شیبانی موسوی تھے بدریہ مین
رہے جو ایک گاؤن ہے قنا مضافات سنجار سے اور اُسی مین آپ کا انتقال ہوا اور
سن شریف اسّی اور چند برس کا ہوا اور مزار بھی اُسی گاؤن مین زیارتگاہ خلایق ہے
نقل شیخ ابی الحسن بن علی بن وہب سنجاری کہتے تھے کہ شیخ عبدالقادر اعیان دنیا اور افراد اولیا
سے ہین اور تمام عالم کے واسطے تحفہ وجود اور ہدیہ الٰہیہ ہین خوشا نصیب اُسکے جس نے اُن کو
دیکھا یا اُن کے پاس بیٹھا یا اُن کے دل مین گذرا رضی اللہ عنہ

ذکر حضرت شیخ موسی بن ماہان زولی و لیقولے ابن ماہین رضی اللہ عنہ

آپ بھی اجلہ مشائخ عظیم المرتبت سے تھے اور صاحب کرامات ماثورہ و مناقب مشہورہ و افعال خارقہ و احوال نفیسہ و مقامات جلیہ و حقائق سنیہ اور اُن لوگون مین سے تھے جنکی ہیبت و قعت اللہ نے اپنے بندون کے قلوب مین دی اور امور غیبیہ اور خرق عادات اُن سے ظاہر کرائے بلکہ آپ ارکان طریقت اور اعیان علماء اور اعلام سادات سے حال اور قال اور تحقیق اور تمکین و مہابت و ریاست مین ممتاز تھے اور حلم اور تواضع اور قرب مین آپ کو ید طولی تھا بہت سے مشائخ بلاد مشرق آپ سے مستفید ہوکر نکلے اور ایک جماعت صاحب حال آپکے شاگردون مین تھی اور بہت مرجعیت آپکی طرف تھی حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ آپ کی بہت تعریف فرماتے اور با دب یاد کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بغداد والو عنقریب تم پر ایک آفتاب طالع ہوگا کہ ویسا کبھی طالع نہوا ہوگا لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون فرمایا شیخ موسی زولی رضی اللہ عنہ بہت لوگ حضرت کے حکم سے ان کی زیارت کو دودن کی راہ سے جاتے تھے اور جب آپ حضرت غوث الثقلین کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی آپ کا کلام معارف مین بہت علی ہوتا تھا اور آپ مستجاب الدعوات بھی تھے جس اندھے کو دعا دیتے تھے وہ بینا ہوجاتا تھا اور جس بینا کو اندھا فرماتے وہ اندھا ہوجاتا تھا جس محتاج کو دعا دیتے وہ تونگر ہوجاتا اور جس تونگر کو بد دعا دیتے وہ محتاج ہوجاتا اور جس چیز مین برکت کی دعا کرتے اسمین برکت ہوتی اور جس بیمار کو دعا دیتے وہ تندرست ہوجاتا غرض جو بات کہتے وہ فی الفور ہوجاتی تھی نقل احمد ماردینی کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد سے سُنا کہ وہ اپنے والد سے نقل کرکے کہتے تھے کہ شیخ موسی زولی کو اکثر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جمال با کمال سے مشرف فرمایا کرتے تھے آپ جب کبھی لوہا ہاتھ مین لیتے تھے تو وہ پانی کی طرح پگھل جاتا تھا ایک مرتبہ قصبہ ماردین مین آگ لگی اور تمام قصبہ مین پھیل گئی لوگ شور مچاتے آپکے پاس حاضر ہوئے آپ نے اُن کو اپنا نیزہ دیا اور فرمایا کہ اس کو جاکر آگ مین ڈالدو وہ لوگ لے گئے اور آگ مین ڈال دیا وہ آگ ایسی بجھ گئی کہ گویا کبھی لگی ہی نہ تھی بعد اُس کے جب وہ نیزہ نکال کر دیکھا گیا تو اسمین آنچ کا نشان بھی نہین آیا تھا لاکر آپ کو دیا آپنے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے

سلہ بالفتح منسوب بہ زول جو ایک مقام کا نام ہے یمن مین ۱۲ منتہی الارب

کہ جس پر تمہارا ہاتھ لگ جائیگا وہ چیز آگ مین کبھی نہ جلے گی آپ کا کشف بہت بڑھا ہوا تھا جس بات
کی آپ خبر دیتے تھے وہ فوراً ہو جاتی تھی اور جسطرح آپ فرماتے ویسی ہی واقع ہوتی ایک مرتبہ
ایک عورت آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اُسکے پاس چار مہینہ کا ایک لڑکا تھا اُس نے
عرض کیا کہ یہ فلان کا بیٹا چار مہینہ کا ہے آپنے اُسکو اپنے قریب بلاکر فرمایا کہ قل ہو اللہ پڑھ اور
خود پڑھی اُسکے بعد اُس نے بھی پوری سورت بزبان فصیح پڑھ دی اور اُسی وقت سے اچھی طرح
بولنے لگا یہانتک کہ جوان ہوا ابو الفدا اسمعیل بن زرع بن ابی الحسن مندری جو اس حکایت
کے اپنے والد سے ناقل ہین وہی اپنے والد سے پھر نقل کرکے کہتے تھے کہ مین نے اُس لڑکے کو
شیخ موسی کے تیس برس کے بعد دیکھا تو بھی ویسا ہی فصیح پایا جیسا کہ شیخ کے سامنے دیکھا تھا
اس مین نہ کچھ زیادتی ہوئی نہ کمی اور اس لڑکے کی کنیت ابو مسرور رکھی یا ماسوا آپ ماردین مین
رہے اور وہین آپ کا انتقال ہوا اور وہین آپ کا مزار زیارتگاہ خلائق ہے نقل آپ جب
قبر مین اُتارے گئے تو آپ نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور لحد مین بہت وسعت ہوگئی جو شخص آپکے
مزار مین اُترا تھا وہ یہ حال دیکھ کر بیہوش ہوگیا۔ نقل شیخ حسین تکریتی[1] کہتے تھے کہ ایک بار
آپ بارادۂ حج بغداد آئے تو مین اور میرے والد آپکے ہمراہ تھے جب آپ شیخ عبد القادر رضی اللہ
عنہ کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپنے اُنکا ایسا ادب کیا کہ کسی کا ویسا ادب کرتے مین نے
آپ کو نہین دیکھا جب وہان سے واپس ہوے تو آپ سے اُس کا سبب پوچھا گیا آپنے فرمایا
کہ شیخ عبد القادر ہمارے وقت مین سب سے بہتر ہین اور اب وہی سلطان الاولیا اور سید العارفین
ہین اور جن کا ادب ملائکہ کرتے ہون تو مین کیسے اُن کا ادب نہ کرون رضی اللہ عنہ۔

ذکر حضرت شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ عنہ

آپ اکابر مشایخ شام اور اعیان عارفین سے تھے صاحب اشارات عالیہ و ہمم سامیہ و انفاس
صادقہ و کرامات خارقہ و مقامات جلیلہ و مکانات رفیعہ آپ کا طریقہ حقایق و معارف مین بہت
اعلی تھا اور اللہ تعالی نے آپ کو قبولیت تامہ و ہیبت وافرہ عنایت فرمائی تھی اور تصرف
فی الوجود دیا تھا آپ سے عجیب و غریب امور ظاہر ہوتے تھے ملک شام مین تربیت مریدین آپ سے
بڑھکر کوئی نہین جانتا تھا ایک جماعت اہل شام آپکے منتسبین سے تھی بہت لوگون نے آپ سے

[1] تکریت بفتح تا و سکون کاف عراق مین ایک مشہور شہر ہے ۱۲ تہذیب الاسماء و اللغات

استفاضہ کیا تمام مشائخ اور علما آپکو سنارالیہ سمجھتے اور دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کو آتے تھے آپ ظریف جمیل متادب خاشع جامع شرایف اخلاق و عادات تھے اور آپ کا کلام حقائق مین بہت اعلی ہوتا تھا شیخ عارف ابو محمد ابراہیم بن محمود بعلبکی کہتے تھے کہ ایکدن آپ دمشق کے ایک باغ مین گرمیون کے زمانہ مین بیٹھے تھے اور آپکے ساتھ ایک گروہ آپ کے اصحاب کا بھی تھا کسی نے پوچھا کہ ولی صاحب تمکین کون ہوتا ہے فرمایا وہ کہ جس کو اللہ نے عالم مین تصرف کی اجازت دیدی ہو اُس نے پھر پوچھا کہ اسکی پہچان کیا ہے آپ نے چار شاخین لین ایک پر اشارہ سے کہا کہ یہ گرمیون کی ہے اور دوسری کو فرمایا کہ یہ خریف کی ہے اور تیسری کو فرمایا کہ یہ جاڑون کی ہے اور چوتھی کو فرمایا کہ یہ ربیع کی اور لا گرمیون والی کو اپنے ہاتھ مین دابا تو گرمی بڑھ گئی پھر اُسکو پھینک کر خریف والی کو لیکر دابا تو خریف کی کیفیت ظاہر ہوئی پھر اُس کو بھی پھینک دیا اور جاڑون والی کو دابا تو جاڑون کی ہوا چلنے لگی اور سخت جاڑا معلوم ہونے لگا۔ درختون کی پتی خشک ہوگئی پھر اُس کو پھینک کر ربیع والی کو لیکر خوب دابا تو تمام درخت سرسبز ہوگئے اور ربیع کی ہوائین چلنے لگین پھر درختون پر جو چڑیان تھین اُن کی طرف دیکھا اور ایک درخت کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور اسکو خوب ہلایا اور جو چڑیا اسپر تھی اُس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تسبیح کر اپنے خالق کی وہ نہایت خوش آوازی سے چہکنے لگی پھر دوسرے درخت کی طرف جاکر یہی کہا پھر اور درختون پر آئے اور چڑیون کو یونہی ہلایا ایک چڑیا رہ گئی جو نہین بولی آپنے فرمایا کہ تو مرجا وہ فی الفور مر کر گر پڑی نقل ایک مرتبہ آپ کی خدمت مین پندرہ آدمی آئے آپکے یہان اُسوقت صرف پانچ روٹیان تھین اور کچھ نہ تھا آپ نے اُن روٹیون کو اُن سب کے سامنے رکھدیا اور فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم بارك لنا فیما رزقتنا وانت خیر الرازقین سب نے کھایا اور سب سیر ہو گئے صرف ایک ٹکڑہ اُسمین سے بچ رہا وہ آپ نے پھر ان سب مین تھوڑا تھوڑا تقسیم کردیا سب لوگ بغداد جاتے تھے راستہ بھر وہی ٹکڑہ کھاتے چلے گئے نقل ابو احمد بن محمد کردی کہتے تھے کہ مین نے ایک مرتبہ آپ کو ہوا مین دیکھا کبھی چلتے ہوے اور کبھی مربع سیر کرتے ہوے اور ایسے چلتے جیسے تیر اور کبھی پانی پر چلتے پھر مین نے آپکو عرفات مین دیکھا اور کل مقامات حج مین پھر آپ

سلہ منسوب بہ بعل جسکے معنے مطلقاً زمین بلند کے ہین اور ایک بت کا نام بھی ہے اور بعلبک ایک شہر ہے شام مین ۱۲ منتہی الارب سلہ شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحم والا ہے اے اللہ ہم کو برکت دے اس چیز مین جو تونے ہم کو روزی دی اور تو ہی بہتر رزق دینے والون کا ہے ۱۲

غائب ہو گئے جب میں دمشق میں آیا تو میں نے وہان لوگون سے آپ کو پوچھا اُنھون نے کہا کہ
آپ تو یہین رہتے ہین کبھی یہان سے کہین نہین جاتے سواے عرفہ کے دن یا بعض دن یوم نحر
اور ایام تشریق کے اور مین نے ایک دن دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوے ہین اور شیر آپکے قدمون پر سر
رگڑنا چاہتا ہے اور آپ اُسکو اپنے پاس نہین آنے دیتے تھے پھر ایک دن دیکھا کہ دمشق کے
باہر آپ کنکڑیان پھینک رہے ہین مین نے پوچھا کہ یہ کیون آپنے فرمایا کہ افرنج پر تیر پھینکتا ہون اور
وہ لوگ اُس زمانہ مین ساحل کی طرف گئے تھے اور اُن کے ساتھ مسلمانون کا لشکر تھا پھر لوگون نے
بیان کیا کہ ہمنے کنکڑیون کو آسمان سے ہوا مین اترتے افرنج کے سرون پر دیکھا اُن مین بہت
سے ہلاک ہوے اور وہ کنکڑیان وہی تھین جو آپ پھینکتے تھے ان مین سے ایک کنکڑی ایک
سوار کے لگی تھی وہ معہ اپنے گھوڑے کے ہلاک ہو گیا آپ دمشق مین رہے اور وہین وفات پائی
وہین آپ کا مزار زیارتگاہ خلایق ہے نقل جب آپ کی نعش اُٹھی تو سبز چڑیان بہت اُسپر اترین
اور لوگون نے سوارون کو اشہب گھوڑون پر دیکھا کہ وہ جنازہ شریف کو گھیرے ہوے تھے پھر
کبھی کسی نے اُن کو نہین دیکھا نقل شیخ اسمعیل بن احمد نیشاپوری کہتے تھے کہ مین نے آپ کو
کہتے سُنا کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی مین شیوخ مقربین کے سردار اور فرد الوجود
ہین اللہ نے اُن سے کوئی بات حکمت سے خالی نہین کہلوائی اور انھین کو اُن کے زمانہ والونکے
ہر قریب و بعید کے احکام تصریف یعنی اخذ و عطا و قبول و رد وغیرہ سپرد کیے اور وہی اسوقت نائب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین رضی اللہ عنہ

ذکر حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبد اللہ البصری رضی اللہ عنہ

آپ صاحب کرامات ظاہرہ و حالات باہرہ و افعال خارقہ و انفاس صادقہ تھے اور منازل
قرب مین بہت عالی مرتبہ اللہ تعالی نے آپ کو متصرف فی الوجود و العالم کیا تھا اور قبولیت عظیمہ
قلوب خلایق مین بھی دی تھی آپ کا شمار اُن علماء عاملین مین تھا جو جامعین بین الشریعت و الحقیقت
تھے مذہب آپ کا مالکی تھا اور اپنے شہر اور اُسکے نواح کے مفتی بھی آپ ہی تھے آپکی صحبت سے
بہت لوگ اصحاب احوال ہو کر نکلے تمام علما اور مشایخ آپ کی بہت تعظیم کرتے اور آپ کے قول
کو مانتے تھے بصرہ مین ایک بڑی کرسی پر بیٹھکر آپ شریعت اور حقیقت کے مسائل بیان فرماتے
تھے اور آپ کی مجلس مین مشایخ اور علما کا بہت مجمع ہوتا تھا اور آپ کے ارشادات بھی حقایق

مین بہت نفیس ہوا کرتے تھے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے
کہ مین ایک بار بغرض آپ کی زیارت کے بصرہ گیا راستہ مین بہت سے آپ کے جانور
اور کھیت اور درخت ملے میرے دل مین گذرا کہ یہ تو بڑے امیر ہین فقیر کیسے جب مین بصرہ
پہونچا تو سورۂ انعام پڑھتا تھا اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جو آیت پڑھتا ہوا وہان پہونچون وہی
میرے واسطے فال ہوگی اسی خیال مین جب مین نے آپکے دروازہ پر قدم رکھا تو یہ آیت
میری زبان پر تھی کہ اُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ دروازہ پر پہونچتے ہی
سب سے پہلے آپ کا خادم مجھے ملا اور کہنے لگا جایئے حضرت آپ کو یاد کرتے ہین مین فوراً آپ کی
خدمت مین حاضر ہوا دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ اے عمر جو کچھ زمین پر ہے وہ زمین ہی پر ہے
اس مین سے میرے دل مین کچھ نہین ہے مجھے آپ کے اس انکشاف سے نہایت تعجب ہوا
کہ یہ تو سوائے میرے اور خدا کے کوئی جانتا ہی نہ تھا ان کو کیسے علم ہوگیا نقل شیخ علی جناز
کہتے تھے کہ میرے دوستون مین سے ایک شخص کا باغ بصرہ مین تھا اور مین بھی اُسکے یہان
گیا ہوا تھا وہان ایک روز ایک فقیر ژولیدہ بال آیا اور مالک باغ سے کہنے لگا کہ مجھے پیٹ بھر
انجیر کھلا دو وہ تھوڑے انجیر لیکر آئے اور اُس فقیر کے سامنے رکھدیے فقیر نے اُن کو کھا کر کہا
اور لا دو وہ اور لائے پھر اُن کو کھا کر کہا اور لا دو وہ اور لائے یہانتک کہ ایک ہزار رطل کے
مقدار لائے وہ سب اُس نے کھا لیے بعد اسکے اُسی مقام پر ایک نہر تھی وہان جا کر بہت سا
پانی پیا اور چلا گیا بعد مدت کے صاحب باغ نے مجھ سے کہا کہ جب سے اُس نے وہ انجیر کھائے
اُس سال سے اسکی دونی میرے یہان پیداوار ہوتی ہے اسی سال مین نے حج کیا ایکدن
مین تنہا ایک جماعت سوارون کے آگے چلا جاتا تھا میرے دل مین اُس شخص کے متعلق
خیال گذرا کہ غالباً وہ شخص کوئی ذی وجاہت آدمی تھا پھر اسکو دیکھنا چاہیے یہ خیال آیا ہی تھا
کہ دیکھا کہ وہ میرے داہنے جانب موجود ہے فوراً میرے دل مین اُس کا رعب پیدا ہوا مین
سلام کرکے اُس کے ساتھ ہولیا اور مین اور وہ اُسی جماعت کے ساتھ چلا جاتا تھا جب
وہ ٹھہرتا تو ساری جماعت ٹھہر جاتی اور جب وہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو سب اُٹھ کھڑے ہوتے اسی اثنا
مین ایک بڑے حوض کے پاس پہونچے جسکا پانی تہ نشین ہوگیا تھا وہ شخص اُسکی مٹی اٹھا کر
کھانے لگا اور اسمین سے تھوڑی مجھے بھی دی مین نے جو کھائی تو اُسمین مشک اذفر کی خوشبو

سلہ وہ لوگ وہ ہین جنکو اللہ نے سیدھی راہ بتائی تو تو بھی اُنھین کی خصلتون اور راہون کی پیروی کر ۱۲

تھی پھر اُس شخص نے اُس حوض سے سیر ہو کر پانی پیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے علی یہ کھانا
مین نے اُس روز کے بعد کھایا ہے جو تو نے وہان باغ مین دیکھا تھا مین نے پوچھا کہ یہ دولت
آپ کو کہان سے ملی کہنے لگے کہ ایک بار شیخ ابو محمد بن عبد اللہ البصری نے ایک نظر میری طرف
دیکھا تھا اُس کا یہ اثر ہوا کہ میرا دل اپنی محبت سے بھر کر مجھے اللہ سے ملا دیا اب تمام دنیا بری
ہو گئی اور اُن کی اس نگاہ کرم سے میرا مطلب حاصل ہو گیا پھر اپنا لباس پہنا دیا جسکی برکت
سے مجھے کھانے پینے سے بے پروائی ہو گئی صرف جب کسی وقت بشریت کا تقاضا ہوتا ہے
تو کچھ کھا لیتا ہون یہ کہکر وہ شخص غائب ہو گیا اور پھر نہین دکھائی دیا نقل شیخ ابو عبد اللہ بلخی
کہ جو بزرگان دین سے تھے اور اکثر ویرانہ مین رہا کرتے تھے اور معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ کھاتے
پیتے کہان سے ہین اور بڑے صاحب عرفان و قدم راسخ تھے کہتے تھے کہ مین کئی برس
حرم مین رہا ایک روز چاشت کے وقت مقام ابراہیم مین بیٹھا تھا کہ شیخ ابو محمد بن عبد اللہ البصری
وہان تشریف لائے اور آپکے ساتھ چار شخص اور تھے اُن کے ساتھ آپنے چند رکعتین پڑھین
پھر سات مرتبہ طواف کیا بعد اسکے دروازہ بنی شیبہ سے نکلے مین بھی اُن کے ساتھ ساتھ چلا
ایک شخص نے اُن مین سے مجھے روکا مگر شیخ ابو محمد نے فرمایا کہ آنے دو بعد اسکے ایک جگہ
ٹھہر کر اُنھون نے اُس جماعت کی پانچ صفین کین اور ایک کے آگے ایک کو کھڑا کیا مین اُن مین
سب سے آخر رہا پھر سب سے حکم دیا کہ جس جگہ سے ایک شخص قدم اُٹھائے اُسی جگہ پیچھے
والا شخص اپنا قدم اُٹھا کر رکھے یہ کہکر آپ چلے اور ہم سب بھی اسی طرح چلے جسطرح کہ آپ نے
حکم دیا تھا اُس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین ہمارے پیرون سے گویا لپٹتی تھی تھوڑا چلے تھے
کہ مدینہ طیبہ پہونچ گئے وہان پہونچکر زیارت کی اور وہین نماز ظہر پڑھی پھر آپ وہان سے چلے
اور عصر جا کر بیت المقدس مین پڑھی پھر وہان سے چلے اور نماز مغرب سد یاجوج و ماجوج مین
جا کر پڑھی پھر عشا جبل قاف مین وہان آپ پہاڑ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھ گئے اور ہم سب آپ کے
ساتھ رہے کہ اس اثنا مین لوگ آپکے پاس آنا شروع ہوئے کہ جن مین ہیبت مثل شیرون کے
تھی اور انوار آفتاب اور ماہتاب سے بھی زائد اُنھون نے آپکو سلام کیا اور روبرو بیٹھ گئے
پھر جو آسمان سے چند آدمی مثل چمکتی بجلی کے اُترے اور آپ سے کہنے لگے کہ کچھ فرمایئے
آپ نے باتین کرنا شروع کین اُن مین سے بعض بیہوش ہونے لگے اور بعض کانپنے لگے
اور بعض رونے لگے یہانتک کہ اُسی حال مین صبح ہو گئی پھر آپنے اُن کے ساتھ نماز پڑھی

بعد اُسکے وہان سے اُترے اور ایک ایسی زمین پر پہونچے کہ جو نہایت روشن تھی اور خوشبو اُسکی مشک کی سی تھی اُس مین بہت سے آدمی خوبصورت عمدہ آوازون سے ذکر کرتے ملے آپ بھی کنارہ بیٹھکر تسبیح کرنے لگے کبھی وہ داہنے بائین جاتے تھے کبھی بیچ مین اور کبھی کہتے تھے ارحم یا من ازمۃ امور ناقی بیدیک[1] پھر آپ وہان سے چلے اور چلتے چلتے ایک ایسے شہر مین پہونچے جو سونے چاندی کا تھا اور اُس مین بہت نہرین بہتین اور پھل تھے وہان سب نے کھایا پیا اور آپکے حکم سے ایک ایک سیب بھی لے لیا آپنے فرمایا یہ تو اولیا کا شہر ہے اس مین سوائے ولی کے کوئی نہین آسکتا پھر وہان سے مکہ شریفہ کی طرف آئے اور نماز ظہر وہین پڑھی اور سب سے اس قصہ کے مخفی رکھنے کا عہد لیا اور فرمایا کہ میری زندگی بھر کسی سے یہ قصہ نہ کہنا بعد اسکے آپ مع اپنے ہمراہیون کے وہان سے غائب ہو گئے پھر ایک مدت کے بعد مجھے آپ کے دیکھنے کا شوق ہوا تو مین بصرہ آیا اور آپکی خدمت مین چند دنون حاضر رہا ایک دن آپ شہر سے باہر گئے مین بھی آپکے ساتھ تھا وہان حضرت طلحہ بن عبیدہ انصاری صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر تھی آپنے دور سے اُن کی قبر دیکھی تو الٹے پیرون پھرے تھوڑی دیر کے بعد پھر اُس قبر کے قریب جاکر کمال ادب سے اُسکی زیارت کی جب واپس ہوے تو مین نے پوچھا کہ یہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ جب مین پہلے اُن کی قبر کی طرف چلا تو دیکھا کہ وہ حلہ سبز پہنے ہوے اور تاج مرصع موتیون اور جواہرات کا دیے ہوے بیٹھے ہین اور اُن کے پاس دو حورین بیٹھی ہوئی ہین مجھے شرم معلوم ہوئی اور مین اُلٹے پیرون پھرا اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسم دی کہ پھر پلٹ تب مین پھر پلٹ گیا راوی کہتے تھے کہ مین نے واللہ کسی سے یہ قصہ آپ کی زندگی بھر نہین کہا آپ بصرہ ہی مین رہے اور وہین ۵۰۰ھ پانسو اسی مین انتقال کیا آپ کا سن بہت ہوا بصرہ کے بیرونی حصہ مین آپ کا مزار ہے نقل جب آپکی نماز جنازہ شروع ہوئی تو آسمان سے لوگون نے نقارون کی آوازین سنین اور یہ اسوقت کہ جب لوگ تکبیر کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تھے اور اُسی روز ایک جماعت یہود و نصاری مسلمان ہوئی رضی اللہ عنہ

ذکر حضرت شیخ ابو الحسن جوسقی رضی اللہ عنہ

آپ اجلائے مشائخ عراق اور عظماء عارفین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ و اسرار باھرہ

[1] رحم کر اے وہ شخص کہ ہمارے کامون کی باگین تیرے ہاتھون مین ہین ۱۲

و احوال خارقہ و مقامات سنیہ تمکین مین آپ کا قدم راسخ تھا آپ کا شمار بھی اُن لوگون مین تھا جنکو
اللہ نے متصرف فی الوجود کیا تھا خوارق عادات بھی بہت آپ سے ظاہر ہوئے اور زبان سے
حکمت آمیز ارشادات بھی تمام قلوب آپکی محبت اور ہیبت سے بھرے تھے آپ علم و عمل اور زہد و
تحقیق مین ارکان تصوف اور اعیان سادات سے تھے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی صحبت مین رہے
اور اُن کی بہت خدمت کی اور اُنھین سے انتساب بھی رکھتے تھے اور حضرت غوث الثقلین کی خدمت مین
حاضر ہوا کرتے تھے اور آپکی خدمت بھی ایک مدت تک کی تھی شیخ بقا ابن بطو اور شیخ عبد الرحمن طفسونجی اور
شیخ ابا سعید قیلوی وغیرہ سے بھی آپنے ملاقات کی آپکی صحبت سے ایک جماعت علما کا بر مستفیض ہوئی شیخ ابو محمد
عبد الرحمن بن حبیش آپ ہی کے منتسب اور آپ ہی سے فیضیاب تھے علاوہ ان کے ایک
جماعت صلحا آپکی شاگرد تھی حقائق و معارف مین آپ کا کلام بہت عالی ہوتا تھا فرماتے تھے
کہ علما مین فساد دو چیزون سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ جو جانتے ہین اُسپر عمل نہین کرتے دوسرے یہ کہ
جو نہین جانتے ہین وہ کرتے ہین اور جس بات سے لوگون کو منع کرتے ہین اُس سے خود باز نہین
رہتے اور فضول باتون مین بحث کیا کرتے ہین اور شقاوت کی تین علامتین ہین ایک یہ کہ علم ہو
عمل نہو دوسرے یہ کہ عمل ہو اور اخلاص نہو تیسری یہ کہ عارفین کی صحبت ہو اور دل مین اُن کی
توقیر و تکریم نہو اور علم بمنزلہ پناہ کے ہے اور جہل بمنزلہ فریب کے اور جھوٹ عاجزی ہے اور
سچ قوۃ اور اُس شخص کے پاس نہ بیٹھنا چاہیے جسمین تحفظ نہو یا وہ آداب شریعت نہ سکھلا سکے
یا غفلت کے وقت دوسرے کے حال کو محفوظ نہ رکھ سکے آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے

اللھم[1] یا من لیس فی السموات من قطرات ولا فی الارض من حبات ولا فی ھبوب الریاح
من دلجات ولا فی قلوب الخلق من خطرات ولا فی اعضائھم من حرکات ولا فی اعینھم
من لحظات الا وھی لک شاھدات وعلیک دالات وبربوبیتک معترفات وفی قدرتک
متحیرات فاسألک یا اللہ بالقدرۃ التی تحیر بھا من فی السموات والارض ان تصلی علی
محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ۔ جو حاجتمند ہو اُسکو یہ دعا پڑھکر حاجت عرض کرنا چاہیئے انشاء اللہ تعالی

[1] اے اللہ اے وہ شخص کہ جسکے لیے نہ آسمانون کے قطرے اور نہ زمین کے دانے اور نہ آخر شب کی ہوائین اور نہ دلون مین
جو خطرات آتے ہین اور نہ جو اُن کے اعضا مین حرکت ہوتی ہے اور نہ آنکھین پلک مارتی ہین مگر وہ سب تیرے گواہ اور تیرے
راہ بتانے والے اور تیری پرورش کے اقرار کرنے والے ہین اور تیری قدرت مین حیران ہین اے اللہ مین تجھسے
سوال کرتا ہون تیری اُس قدرت سے کہ جسمین یہ سب چیزین جو آسمان اور زمین مین ہین حیران ہین کہ تو رحمت بھیج محمد اور اولاد
اور اصحاب محمد اور ذریۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ۱۲

روا ہو گی نقل شیخ ابو حفص عمر البزار کہتے تھے کہ ایک مرتبہ شیخ علی بن ہیتی بیمار ہوے انکی عیادت
کو حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ زریران تشریف لائے وہان شیخ بقا بن بطو اور
شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ ابو العباس احمد بن علی جوسقی صرصری بھی موجود تھے شیخ علی بن الہیتی
نے اپنے خادم یعنی شیخ ابو الحسن جوسقی سے دسترخوان بچھانے کو فرمایا اُنھون نے بچھایا اور سوچنے
لگے کہ کس شخص کی طرف سے روٹیان رکھنے کی ابتدا کرین پھر ایک بار بہت سی روٹیان لا کر رکھدین
اور وہ ایکبارگی سب دسترخوان کے کنارون پہ ہر شخص کے سامنے پھیل گئین اور کسی شخص مین
تقدیم و تاخیر نہین ہوئی حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے شیخ علی بن ہیتی سے فرمایا کہ یہ آپکا خادم
بہت شایستہ اور قرینہ کا ہے کیا اچھی طرح سے اُس نے دسترخوان بچھایا اور سب کو کھانا کھلادیا
شیخ ابن ہیتی نے عرض کیا کہ مین اور وہ دونون آپکے خادم ہین اور یہ کہکر اُن سے فرمایا کہ تم جا کر
حضرت شیخ عبد القادر کی خدمت کرو یہ سنکر رونے لگے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
غالباً یہ چاہتے ہین کہ جہان سے اب تک پرورش ہوئی ہے وہین اب بھی پرورش پائین تو بہتر ہے
کہ تم شیخ علی ابن ہیتی ہی کی خدمت کرو۔ نقل شیخ مسعود حارثی کہتے تھے کہ مین اور شیخ عبد الرحمن
بن حبیش اور عمران بریدی اور دارانی ان کی ملاقات کو گئے جب اُس حصہ دجلہ پر کہ جو جوسق کے
مقابل ہے پہونچے تو دیکھا کہ اُس مین ایک شخص بدصورت سخت بدبو دار طوقون اور زنجیرون مین
جکڑا ہوا ہے اُس نے ہم کو پکارا ہم سب اُس کے پاس گئے اُس نے کہا کہ جب تم شیخ ابو الحسن
کے پاس جانا تو میری رہائی کے لیے بھی کچھ کہنا اُنھون نے مجھے یہان اس حالت سے قید کر رکھا
ہے کہ مجھے جنبش کی بھی طاقت نہین ہے جب ہم سب وہان سے آپکے پاس گئے تو ہم نے
چاہا کہ کچھ اُس شخص کے بارہ مین کہین مگر آپ نے پہلے ہی فرما دیا کہ اُس شخص کے بارہ مین کچھ
نہ کہنا کہ وہ شیطان ہے اور فقراے تارکین دنیا کہ جو میرے پاس بیٹھتے ہین اُن کو وہ پریشان کرتا
تھا اور جب اُنکی کسی حالت مین فساد ڈالنا چاہتا تھا تو مین روکتا اور ڈرا دیتا تھا جب اُس نے
کسی طرح نہ مانا تو مین نے اُسکو زنجیرون مین قید کر دیا نقل شیخ ابو الحسن علی جناز کہتے تھے کہ
مین اپنے چند دوستون کے ساتھ ایک بار اُنکی ملاقات کو گیا جب وہان پہونچا تو آپنے ہم سب
پر جو حالات راستہ مین گذرے تھے وہ سب بیان کر دیے اور جو جسکے دل مین تھا وہ بھی سب
کہدیا اور اُن کے جوابات بھی دیدیے پھر سب لوگون نے اُس روز قیام کیا رات کو وہان بہت پسو
نکلے ہم مین سے ہر شخص اُن کو مارنا چاہتا تھا مگر کسی کو اتنی قدرت نہین ہوئی تھی کہ مار پاے جب

صبح ہوئی تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت جو شخص اللہ کا مقرب ہوتا ہے وہ کیا اپنے
شہر والون مین عالم آدمی سمجھا جاتا ہے آپنے کہا ہان بلکہ وہان کے چارپایون اور حشرات الارض حتیٰ کہ پودون مین
بھی نقل شیخ ابو محمد عبد الرحمن بن حبیش بغدادی کہتے تھے کہ مین ایکبار آپکے ساتھ جوسق مین ایک جگہہ
مجلس سماع مین گیا وہان بہت سے مشایخ اور علما اور طلبا اور فقرا بھی تھے قوال نے اشعار گائے وہ اشعار سنکر
آپ بہت خوش ہوئے اور ایک کبڑے شخص کو جو وہان موجود تھا گلے لگایا اُسکا قد بالکل سیدھا ہوگیا
اور کبڑا پن بالکل جاتا رہا چنانچہ یہ واقعہ جوسق مین بہت مشہور رہا۔ نقل شیخ یحییٰ بن محفوظ دبیقی[۱]
کہتے تھے کہ ایک زمانہ مین مین جوسق گیا دوپہر کے وقت وہان پہونچا دیکھا کہ آپ میدان مین
تنہا کھڑے ہوئے وجد کر رہے اور کچھ اشعار پڑھتے جاتے ہین بعد اُس کے دیر تک آپ
رویا کیے اور اور اشعار پڑھے (چنانچہ وہ اشعار بہجۃ الاسرار مین منقول ہین) اُس کے بعد ایک
بہت زور سے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو اور اشعار پڑھے اور وہ بھی اُسی
کتاب مین ہین بعد اسکے کمال خوشی سے لا الہ الا اللہ پڑھکر اور اشعار پڑھے اس مقام پر دو درخت
تھے جن مین سے ایک پھلتا تھا اور دوسرا خشک تھا پھل دار درخت نے پکار کر آپکو قسم دی
کہ میرے پھل آپ کھا لیجیے آپنے ہاتھ بڑھا کر اسمین سے پھل توڑ کر کھائے بعد اس کے
خشک درخت سے آواز آئی کہ تم کو اللہ کی قسم میرے پاس آکر وضو کرو پھر اسی درخت کے
نیچے ایک چشمہ نکلا آپ نے اُس سے کچھ پانی پیا اور وضو کیا وہ درخت خشک بھی اُسی وقت
سرسبز ہو گیا اور اُسی وقت پھلا پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا آپ وہان سے کہتے ہوئے چلے کہ اے
میرے مالک جسے تو مخاطب کرتا ہے اُس سے سبھی چیزین مخاطب ہوتی ہین راوی کہتے تھے کہ
مین اُس دن سے اُس جگہ کو متبرک سمجھکر اُس درخت کے پھل کھانے لگا اور اُس کے پھل
تمام عراق کے پھلون مین بوجہ آپکی برکت کے عمدہ ہوتے تھے جوسق ایک گاؤن ہے نہرید
اور ایک پہاڑ کا نام بھی ہے جو عراق مین ہے وہین آپ رہے اور وہین آپ کا انتقال ہوا اور
وہین آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے آپ کی وفات قبل وفات شیخ بکارم نہر خالصی کے
ہوئی اور آپکے لنگ تھا اسی واسطے آپنے اپنی کنیت ابی العراج رکھی تھی نقل شیخ ابو الفضل
اسحق بن احمد علثی[۲] کہتے تھے کہ مین نے شیخ ابو الحسن جوسقی کو بارہا کہتے سنا کہ میرے کان بہرے

---

[۱] دبیق بفتح دال و کسر با ایک شہر کا نام ہے مصر مین ۱۲ منتہی الارب [۲] بفتح عین و لام ایک گاؤن کا نام ہے
دجلہ کے پورب طرف جو قوم علویہ پر وقف تھا ۱۲ منتہی الارب

ہون اور آنکھین اندھی اگر مین نے سیدی شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کا مثل دیکھا ہو
رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین

ذکر حضرت شیخ عبد الرحمن الطفسونجی الاسدی رضی اللہ عنہ

آپ اعیان اکابر مشائخ سے تھے اور بڑے صاحب تصرفات وکرامات وخوارق عادات واشارات
لطیفہ ومعارف شریفہ تھے غیبی باتین بہت بیان کیا کرتے تھے اور جو بات جس طرح سے
فرماتے وہ ویسی ہی ہوتی تھی خواہ چالیس برس کے بعد ہوتی اور بہت نافذ التصرف تھے
ایکبار آپکے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ یا حضرت میرا ایک درخت ہے جو گیارہ برس سے
نہین پھلتا ہے اور چند گائین جو تین برس سے بچے نہین جنتین آپ دعا فرمایئے آپنے
دعا کی آپ کی برکت دعا سے اُسی سال وہ درخت پھلے اور اُسی مہینہ مین اُن گایون کے
بچے پیدا ہوے ایسا کہ وہ شخص اُسی سال مالدار ہو گیا نقل ایک بار ایک شخص نے عرض
کیا کہ آپ کا فلان مرید کہتا ہے کہ مجھے بھی وہی ملا جو میرے پیر کو ملا آپ نے فرمایا
بیشک جس نے مجھے دیا وہی اُسکا بھی دینے والا ہے مگر میرا اتنا اُسے نہین ملا ہے مین عنقریب
اُسے تیر سے مار کر گرا دیتا ہون یہ کہکر فرمایا کہ مین نے مارا وہ اُسکے لگا از راب اور پھینکتا
ہون اور گراتا ہون اسی طرح تین بار کہکر فرمایا کہ وہ مر گیا لوگون نے جا کر دیکھا تو اُسکو اُسکے گھر
مین مرا ہوا پایا آپکی عادت تھی کہ آپ ہمیشہ مریدین کو درجہ بدرجہ ترقی دیتے تھے یہانتک کہ
فرما دیتے تھے کہ تو کل اپنی مراد کو پہونچے گا اور جب وہ مقام وصول کو پہونچتا تھا تو فرماتے تھے
کہ اب تو اپنے رب کے ساتھ رہ نقل ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات جسکی تسبیح
وحشی جانور کرتے ہین فوراً آپکے سامنے اسقدر جانور وحشی آکر جمع ہو گئے کہ میدان بھر گیا اور
وہ سب اپنی بولیان بولتے تھے اور آپس مین کھیلتے تھے یہانتک کہ شیر خرگوش اور ہرنون
سے کھیلتے تھے اور بعض بعض آکر آپکے قدمون پر گرے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ پاک ہے وہ
ذات جسکی تسبیح چڑیان اپنے گھونسلون مین کرتی ہین فوراً اس قدر چڑیان ہر قسم کی آپ کے
سر پر اڑنے لگین کہ تمام میدان اُن سے بھر گیا اور وہ سب اپنی بولیان بولنے لگین اور آپ کے
سر پر آکر ٹھہر گئین پھر فرمایا پاک ہے وہ ذات جسکی تسبیح مضبوط پہاڑ کرتے ہین فوراً جس پہاڑ کے
نیچے آپ تھے وہ جنبش کرنے لگا اور اُس کے بہت سے پتھر گر پڑے نقل ایک دن آپنے

جمعہ کی نماز کا ارادہ کیا سواری مین سوار ہونے کے ارادہ سے رکاب مین پیر رکھا تھا کہ فوراً کھینچ لیا اور ایک گھڑی بھر ٹھہر کر پھر سوار ہوئے کسی نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیون آپنے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادرؓ اس وقت بغداد مین سوار ہونے کو آمادہ تھے مجھکو اچھا نہ معلوم ہوا کہ مین اُن سے پہلے سوار ہو جاؤن آپ کا اصلی نام حبیب تھا لیکن غیب سے ارشاد ہوا کہ مرحبا بعبدالرحمٰن تب سے آپ کا نام عبدالرحمٰن ہی ہو گیا طفسونج ایک شہر ہے عراق مین اُسی مین آپنے مسن ہو کر انتقال کیا اور وہین مزار بھی ہے رضی اللہ عنہ نقل جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے صاحبزادہ نے آپ سے وصیت چاہی آپ نے فرمایا کہ تم سے وصیت یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی حرمت و اطاعت خدمت گذاری کے ساتھ کرتے رہنا چنانچہ بعد آپ کی وفات کے آپکے صاحبزادہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپ نے اُن کی بہت تکریم کی اور اُن کو خرقہ دیکر اپنی صاحبزادی سے اُن کا نکاح کر دیا وہ بیشتر علما کا لباس پہنتے تھے ایک دن وہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسہ مین تھے کہ ایک فقیر آیا اور اُن کے قریب بیٹھکر اپنی آستین چڑھانے لگا اور کہنے لگا کہ یہ آستین شیخ عبدالرحمٰن کے بیٹے کی ہے اور یہ آستین بہیر وذیہ کے بیٹے کی ہے وہ اُٹھے اور گھر مین جاکر سب کپڑے اُتار ڈالے اور کمل اوڑھ کر کسی طرف چلے گئے عرصہ کے بعد حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اُنکو یاد کیا اور اسی وقت دو آدمیونکو عبادان بھیجکر اُنکو بلوایا اور اپنا خرقہ عنایت کرکے وہین اقامت کے لیے حکم دیا چنانچہ وہ پھر گھر ہی پر رہے رضی اللہ عنہ

ذکر حضرت شیخ بقا بن بطوؒ[1] رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشائخ عراق اور اجلہ عارفین اور اکابر صدیقین سے تھے صاحب احوال نفیسہ و مقامات جلیلہ و کرامات باہرہ و افعال خارقہ ظاہرہ و معارف سنیہ و حقائق علیہ اور مراتب تمکین و قرب مین بڑے عالی مرتبہ بلکہ آپ کا شمار ارکان تصوف و اوتاد طریقت مین تھا اور اُن لوگون مین کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے قوت تصریف فی العالم اور قبولیت تامہ اور ہیبت وافرہ عنایت کی تھی۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ آپ کی بہت تعریف اور تعظیم کرتے

[1] بفتح با و تشدید طاء حملہ مضمومہ بر وزن مدو مشددہ و واو ساکن ۱۲

تھے کہ ہر بزرگ کو جو چیز ملی وہ ایک اندازہ اور مقدار سے ملی سوا شیخ بقا کے کہ ان کو جو کچھ ملا وہ
بے اندازہ ملا آپ کی صحبت سے اہل طریق فیضیاب ہوے اور بہت صاحبان حال آپ سے
انتساب رکھتے تھے اور بہت سے صلحا اور مشائخ اور علما آپکی زیارت کو جاتے اور نذرین دیتے
تھے شیخ ابوزکریا یحیی بن یوسف صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے قصیدہ مین آپ کا ذکر کیا
ہے نقل شیخ ابوالفتح بن احمد وقوقی کہتے تھے کہ مین نے اپنے شیخ حضرت یحیی بن محمد دوری
مرتعش سے پوچھا کہ آپ مرتعش کیون ہین یہ کوئی مرض ہے یا کوئی سبب اُنھون نے فرمایا
کہ مین ایک دن ہوا مین جارہا تھا کہ شیخ بقا کے گاؤن مین پہونچا وہان دیکھا کہ ایک شخص مزبلہ
پر بیٹھا ہے مین نے اُس سے کہا اے شخص یہان سے اُٹھ کیونکہ مزبلون پر وہی بیٹھتا ہے
جو صاحب مرتبہ ہوتا ہے اُس نے سر اُٹھا کر میری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیخ بقا بن بطو ہین
میرے جسم مین اُن کی ہیبت سے کپکپی پڑگئی جب سے میری یہ حالت ہوگئی نقل ایک دن آپ
اولیا کی کرامتون کا ذکر کرتے تھے ایک شخص وہان چپ بیٹھا تھا اُس نے پوچھا کہ اب اس
زمانہ مین بھی کوئی ایسا ہے کہ جس وقت اسکو پیاس لگے تو فی الفور کوئین سے سونیکا ڈول
پانی بھرا ہوا نکل آئے یا جس جانب وہ دیکھے وہ سمت کی سمت سونے کی ہو جائے یا جب
نماز پڑھے تو کعبہ کو اپنے سامنے دیکھ لے حالانکہ یہی حال خود اُس شخص کا تھا یہ سنتے ہی آپنے
اُسکی طرف دیکھا وہ گر پڑا اور اُس کا سارا حال سلب ہوگیا یعنی جو کچھ اسکو نظر آتا تھا وہ سب
جاتا رہا پھر اُس نے آپ کی خدمت مین آکر توبہ کی مگر آپنے فرمادیا جو ہوچکا وہ ہوچکا اب وہ
پھر نہین ملے گا۔ نقل ایک بار آپ کی خدمت مین تین فقیہ آئے اُنھون نے آپ کے ساتھ
عشا کی نماز پڑھی آپ سے قراۃ اُن کی مرضی کے موافق ادا نہوسکی وہ بدظن ہوے اور راتکو
آپ کے حجرہ مین رہے تینون شخصون کو نہانے کی ضرورت ہوگئی اور اُس نہر پر جو حجرہ کے
دروازہ پر تھی نہانے اُترے نہارہے تھے کہ ایک بڑا شیر آیا اور اُن کے کپڑون پر آکر لیٹ گیا
اُس رات کو جاڑا بہت تھا وہ سمجھے کہ اب ہم سب مرے کیونکہ کپڑے تو یہ شیر چھوڑے گا نہین
ہم سنگے کہانتک سردی کھائین اسی اثنا مین آپ حجرہ سے نکلے شیر آکر آپکے قدمون پر
سر رگڑنے لگا آپ اُسکو اپنی آستین سے مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے مہمانون کو نہ
چھیڑ اُنھون نے اگر مجھسے بدگمانی کی تو کی شیر یہ سنکر چلا گیا وہ لوگ پانی سے نکلے اور سب نے

سلہ بفتح دال وضم قاف ایک شہر کا نام ہے جو بغداد اور اربل کے درمیان ہے ۱۲ منتہی الارب

بحل کر توبہ کی آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنی زبانین درست کی ہین اور ہم نے اپنے دل نقل
شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی کہتے تھے کہ ایک بار آپ کے گانون مین بہت سخت
آگ لگی آپ مکان سے وہان آئے اور اُس مقام پر جو آگ سے محفوظ رہا تھا کھڑے ہوکر فرمانے
لگے کہ اے مبارکہ بس یہانتک پہونچ گئی اب بجھ جا وہ آگ وہین پر پہونچکر بجھ گئی نقل ایک مرتبہ
آپ اپنی زمین سینچنے چلے اُسوقت آپکے ساتھیون مین سے کوئی ہمراہ نہ تھا اور نہ آپکو ضعف سے
اتنی طاقت تھی کہ خود نہر سے پانی کھینچتے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو وہ بالکل صاف تھا
کہین ابر نہ تھا کہ دفعتاً پچھان سے ابر اٹھا اور آپکے سر پر آکر خاص آپ کی زمین پر
برسنے لگا جب پوری زمین سینچ گئی تو بدلی جاتی رہی اور پانی موقوف ہوگیا نقل ایک دن آپ
نہر الملک کے کنارہ بیٹھے تھے ایک کشتی آئی اُس مین ایک لشکر سوار تھا اُن لوگون کے پاس
شراب تھی اور میوہ اور عورتین اور بچے وغیرہ بھی وہ سب نہایت لہو ولعب مین مشغول تھے
آپ نے ملاح سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور خشکی مین ان کو اتار دے کسی نے آپ کی بات نہ سُنی
تب آپنے فرمایا اے نہر توان بدکارون کو نہین لیتی یہ کہنا تھا کہ پانی مین ایسی طغیانی ہوئی کہ
کشتی کے اوپر تک چڑھ آیا اور سب کشتی والے قریب بہلاکت ہوگئے اُسوقت وہ سب آپکو
پکارنے لگے کہ بچایئے فی الفور وہ پانی جتنا تھا اُتر گیا اور وہ لوگ سب اترکر تائب ہوئے
اور پھر اکثر آپکی زیارت کو آیا کیے۔ نقل شیخ احمد بن ابی الغنائم اسحق بن بطو نہر ملکی کہتے تھے کہ
مین نے والد سے سُنا وہ کہتے تھے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اور میرے بھائی
شیخ بقا کی ملاقات کو آیا کرتے تھے اور جب آتے تھے تو شیخ بقا کی ہیبت سے کانپ اُٹھتے
تھے پھر سال بھر کے بعد یہ ہوگیا کہ میرے بھائی جو حضرت کی زیارت کو جاتے تھے
تو یہ اُن کی ہیبت سے کانپنے لگتے تھے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم[1]
نقل شیخ ابو محمد عبد الغنی بن ابی بکر بن نقطہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے شیخ ابو عمر عثمان صریفینی
سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ علی بن ہیتی اور شیخ ابو سعید قیلوی حضرت
غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسہ مین جب جاتے تھے تو اُس کے دروازہ پر جھاڑو دیا
کرتے تھے اور پانی چھڑکتے اور بغیر آپ کی اجازت کے مدرسہ کے اندر نہین جاتے تھے
اور جب جاتے تو کھڑے رہتے یہانتک کہ حضرت اُن صاحبون سے فرماتے بیٹھو تو یہ لوگ

[1] یہ بخشش اللہ کی ہے وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بڑا صاحب بخشش ہے ۱۲

عوض کرتے کہ ہم کو امان ہو آپ فرماتے کہ تم لوگون کو امان ہے اُس وقت یہ سب مودب بیٹھ جاتے
تھے اور جب حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سوار ہوتے تھے تو اُن حضرات مین سے جو اُس وقت
موجود ہوتا تھا وہ زین پوش کندھے پر رکھکر ضرور چند قدم دوڑتا آپ اُس وقت منع بھی
کرتے اور فرماتے کہ یہ کیا کرتے ہو مگر یہی کہتے تھے کہ اس سے ہم کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے
اور بہت سے مشائخ عراق مین نے دیکھے کہ جو حضرت کے زمانہ مین تھے وہ جب حضرت کے
مدرسہ کے دروازہ یا خانقاہ پر پہونچتے تھے تو اسکی چوکھٹ کو پہلے ضرور چوم لیتے تھے آپ
مدۃ العمر اب نوس[1] مین رہے جو ایک گاؤن ہے اور وہین آپ کا مزار بھی ہے نہر الملک کے
اطراف مین اور وہین تقریباً سنہ پانسو ترپن مین وفات پائی اُسّی برس سے آپ کا سن تجاوز ہوا۔

ذکر حضرت شیخ ابو سعید قیلوی[2] رضی اللہ عنہ

بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو سعید بھی آپ اعیان مشائخ عراق سے تھے اور اکابر عارفین و
ائمہ محققین سے صاحب انفاس صادقہ و افعال خارقہ و احوال فاخرہ و کرامات ظاہرہ و
حقائق زاہرہ و معارف باہرہ آپکا شمار بھی اُن چار بزرگون مین تھا جو اندھے مادرزاد اور
کوڑھیون کے اچھا کرنے مین مشہور تھے آپ فقہائے معتبرین اور علما مفتیین مین سے تھے
اور گروہ فقرا مین او تاد سے تھے آپکی صحبت بابرکت سے اکثر اکابر مستفیض ہوے جیسے شیخ
ابی الحسن علی قرشی اور شیخ ابی عبد اللہ محمد بن احمد مدینی اور شیخ خلیفہ بن موسی اور شیخ مبارک
بن علی جمیلی اور شیخ محمد بن فیدی وغیرہم رضی اللہ عنہم اور سب آپکے احترام و اکرام اور حجت
و امام اہل طریق ہونے پر متفق تھے قیلویہ مین آپ علم شرایع اور حقائق کا وعظ کہتے تھے
اور تمام مشائخ و علما آپ کے وعظ مین حاضر ہوتے تھے بلکہ اور دور دراز سے مشائخ و علما آپکی
زیارت کو آتے اور تحف و ہدایا لاتے تھے علم حقائق مین آپکے بہت کچھ ارشادات ہین آپ
فرماتے تھے کہ فقیر وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہو اور نہ وہ خود کسی کی ملک ہو اور دل اُس کا
ہر نجاست سے صاف اور ہر گناہ سے پاک رہتا ہو اور نفس اُس کا بذل اور عطا مین جوانمرد ہو اور

[1] نوس بضم نون و واو ساکن و سین مہملہ کذا فی بہجۃ الاسرار ۱۲ [2] قیلوی بفتح قاف و سکون یا و فتح لام نسبت ہے
قیلویہ کی طرف اور قیلویہ ایک گاؤن ہے اطراف نہر الملک مین قریب بغداد کے اور قیلویہ بفتح قاف و سکون یا و لام
مضموم و واو ساکن و یائے مفتوحہ و ہاء تانیث ساکنہ بروزن حمدویہ کذا فی بہجۃ الاسرار امام یافعی خلاصۃ المفاخر
مین لکھتے ہین ابی سعید قیلوی بفتح قاف و سکون یا و فتح لام ہے انتہی ۱۲ منہ

فرماتے تھے کہ تصوف سے مراد ہے غیر حق سے بیزار رہنا اور ما سوا سے خالی ہونا اور حسن الارادہ
اور خوش خلق ہونا اور ہر بُری صفت سے پاک رہنا اور احوال کی حفاظت اور التزام ادب
ہر سانس مین رکھنا اور اللہ کی طرف بلا تکلف متوجہ رہنا اور توکل سے مراد ہے اعتماد کرنا اُس
چیز پر جسکا اللہ ضامن ہو چکا ہے اور اُسکے احکام پر قائم رہنا اور مراعات سر رکھنا اور کونین سے
فارغ ہونا اور خدا سے ہمیشہ سچا رہنا اور خلق سے اپنے کو مخفی رکھنا بلکہ تمام عالم سے پوشیدہ رہنا
اس طرح پر کہ اُن کے ساتھ متوسطانہ اخلاق رکھے اور توحید سے مراد ہے خلق کو نہ دیکھنا بلکہ
خالق کو دیکھنا اور ہمارا احوال تین خصلتون پر ہے ایک تو فقر و افتقار اختیار کرنا دوسرے بذل
و ایثار کرتے رہنا تیسرے کسی امر مین تعرض نہ کرنا تو جو شخص اُس راہ مین سچا ہوگا اُسکی علامت یہ ہے
کہ وہ حالت غنا مین مفتقر ہو اور حالت عزت مین اپنے کو ذلیل سمجھے اور بحالت شہرت مخفی رہے
اور جو شخص جھوٹا ہوگا اُسکی علامت یہ ہے کہ ان صفتون کے مخالف اس مین صفتین ہون
اور جب کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ طمع کو زیادتی سمجھے اور بے ادبی کو اخلاص اور بد خلقی کو صولت
اور بخل کو حلاوت اور خلق سے مانگنے کو عمل تو سمجھ لو کہ اُس نے ارکان تصوف پیٹ دیے یعنی
اُسکی رسمون اور راہون کو بدل دیا اور اُسکے معانی متغیر کر دیے اور اپنے کو اللہ کی نظر سے گرا دیا
نقل شیخ ابی الخیر سعید بن شیخ ابی سعید قیلوی کہتے تھے کہ میرے والد ایک دن قیلویہ مین وعظ
فرما رہے تھے کہ اتنے مین چند آدمی دو صندوق بھرے ہوئے لائے آپ نے وعظ موقوف
کر کے اُن سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم رافضی ہو اور میرا امتحان کرنا چاہتے ہو اور پوچھنا
چاہتے ہو کہ ان دونون مین کیا ہے پھر آپ نے اُتر کر اُس مین سے ایک صندوق کھولا تو
اُسمین ایک لڑکا لنجا تھا اُس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اُٹھ وہ اچھا بھلا اُٹھ بیٹھا پھر دوسرا صندوق
کھولا اُسمین ایک اچھا بھلا لڑکا تھا اُس نے اُٹھنا چاہا آپ نے اُسکی پیشانی پکڑ کر فرمایا کہ بیٹھ وہ
لنجا ہو گیا اُن لوگون نے یہ حال دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس عقیدہ باطلہ سے
باز آئے اور وہ قسم کھاتے تھے کہ اس حال کو اللہ کے سوا اور کوئی نہین جانتا تھا
نقل اور وہ فرماتے تھے کہ ایک قوم نے آپ کی دعوت کی آپ معہ اپنے یارون کے
وہان تشریف لے گئے مین بھی اُن مین تھا سب کے سامنے ہر قسم کا بہت سا کھانا رکھا
گیا۔ میرے والد نے سب کو منع کر دیا کہ کچھ نہ کھاؤ اور خود سب کھا کر واپس آئے جب سب لوگ
قیلویہ کے باہر پہونچے تو ٹھہر گئے آپنے فرمایا کہ مین نے تمکو وہان کھانے سے اس لیے منع کیا تھا

وہ کھانا حرام کا تھا اُس کے بعد آپ نے سانس لی تو آپ کے مُنھ یا ناک سے بہت سا دھوان
نکلا اور وہ مابین آسمان اور زمین کے جاکر چھا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد نظرون سے غائب
ہوگیا پھر ناک اور مُنھ سے ایک آگ کا ستون نکلا اور جو آسمان مین جاکر نظرون سے غائب ہوگیا
آپ نے فرمایا کہ یہ سب وہی کھانا تھا جو تم نے مجھے کھاتے دیکھا تھا نقل شیخ ابو محمد طلحہ ابن مظفر
علثی کہتے تھے کہ شیخ ابو سعید اجلہ مشائخ اور صاحب تصرف خارقہ تھے جس بات کی دعا کرتے
وہ ہوجاتی تھی اور جس مریض کو دیکھ لیتے تھے وہ اُسی دن اچھا ہوجاتا تھا اور جس خراب جگہ کو بہ نظر
رحمت دیکھ لیتے تھے وہ آباد ہوجاتی تھی اور جس آباد جگہ کو بنظر عتاب دیکھ لیتے تھے وہ خراب ہوجاتی
تھی ایک بار مین اُن کے ساتھ زوال کے وقت قیلویہ کے باہر ایک جگہ پر تھا کہ وہ اُٹھے
اور ایک بڑے پتھر پر کھڑے ہوکر اذان دینے لگے جب اللہ اکبر کہا تو پتھر کے پانچ ٹکڑے ہوگئے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُن کی ہیبت سے زمین کانپنے لگی پھر ایک بار مین اُن کی خدمت مین قیلویہ مین
حاضر تھا کہ ایک شخص کھٹے اور میٹھے انار لایا آپنے حاضرین کو تقسیم کیے ایک مجھے بھی دیا مین نے
توڑا تو وہ کھٹا تھا مین نے اپنے دل مین کہا کہ اگر میٹھا ہوتا تو اچھا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے دو
مین نے دیدیا آپنے اُس کو اُلٹا پلٹا اور کچھ دانے اُس مین سے کھائے اور فرمایا لو یہ تو میٹھا
ہے مین نے جو لیکر کھایا تو نہایت شیرین تھا نقل شیخ ابو الحسن علی قریشی کہتے تھے کہ ایکدن
آپ پاخانے جاتے تھے اور مین لوٹا پانی بھرا ہوا آپکے ساتھ لیے جاتا تھا لوٹا میرے ہاتھ سے
گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور وہان کوئی لوٹا موجود نہ تھا نہ پانی تھا آپنے بڑھ کر اُس ٹوٹے لوٹے
کو اُٹھا لیا تو وہ صحیح و سالم تھا اور پانی بھی بھرا ہوا تھا نقل شیخ محمد بن مدینی کہتے تھے کہ ایکبار
مین نے آپ سے دمشق جانے کی اجازت مانگی آپنے اجازت دی اور دو سیب دیکر فرمایا کہ ایک
جاتے مین کھانا دوسرا آتے مین ان کے سوا اور کچھ نہ کھانا ویسا ہی ہوا کہ ایک تو میرا توشہ راہ
عراق سے دمشق تک ہوا جب مین بھوکا ہوتا تھا تو اُس کا ایک ٹکڑہ کھا لیتا تھا اور پیٹ بھر جاتا
تھا کبھی پورا نہ کھا سکا جب پھر دیکھتا تو ویسے کا ویسا ہی پاتا تھا جب دمشق پہونچ لیا تو ایک
پورا ہوا پھر دوسرے کا پلٹتے وقت یہی حال ہوا آپ کی خدمت مین حضرت خضر علیہ السلام
بھی آیا کرتے تھے قیلویہ مین آپ بہت رہے اور وہین تقریباً سنہ پانسو ستاون مین آپنے
انتقال فرمایا اور وہین آپکا مزار ہے آپ کا سن بہت ہوا آپ نسباً حضرت امام حسین علیہ السلام
کی اولاد مین تھے علما کا سا لباس پہنتے تھے اور چادر بھی اوڑھتے تھے آپکے صاحبزادہ

فرماتے تھے کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت قریب آیا تو مین نے عرض کیا کہ کچھ وصیت کیجئے
آپ نے فرمایا کہ تم سے صرف وصیت یہ ہے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی حرمت کا خیال
رکھیو شیخ محمد ابن الدینی نے عرض کیا کہ اُن کا حال کچھ بیان فرمایئے آپ نے فرمایا کہ اے محمد وہ
اسوقت ریحانہ اسرار اولیا اور مقرب ترین اور محبوب ترین حق ہین آپکے صاحبزادہ فرماتے تھے
کہ مین آپ کی وفات کے بعد حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے
میرے حال پر بہت عنایت و نوازش کی اور اپنا خرقہ مجھے پہنایا یعنی کرتہ عمامہ وچادر
نقل حضرت شیخ حسن موصلی کہتے تھے کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ مین نے اجلاء مشائخ
عراق یعنی شیخ ابو سعود مدینی اور شیخ عمر بزاز اور شیخ ناصر الدین ابن القائد سے سنا کہ وہ فرماتے
تھے کہ ایک بار باب ازج والے گھر مین شیخ عبد القادر اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابو سعید قیلوی اور
شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے تھے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے شیخ علی سے
فرمایا کہ کچھ کہیے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ کے سامنے کیا کہون پھر حضرت نے شیخ بقا سے
فرمایا کہ آپ کچھ کہیے اُنھون نے بھی وہی جواب دیا پھر حضرت نے شیخ ابی سعید سے فرمایا کہ آپ
جو کچھ کہیے وہ کچھ بولے اور چپ ہو گئے اور عرض کیا کہ آپ کے ارشاد کی تعمیل مین نے کر دی
اب اس سے زیادہ کچھ کہنے کی طاقت مجھے نہین ہے پھر حضرت نے علوم حقائق بیان فرمانا
شروع کیے کہ جو حاضرین کو بہت عجیب و غریب معلوم ہوئے پھر آپکی اجازت سے قوال بلایا گیا
اُس نے چند اشعار پڑھے (جو بہجۃ الاسرار مین مذکور ہین) لوگون کا بیان ہے کہ حضرت
شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ہوا مین اُڑے اور دور کرنے لگے یہانتک کہ اُس گھر کے میدان
سے نکل گئے اُسوقت سب لوگ وہان سے اُٹھ کر آپکے مدرسہ مین حاضر ہوے تو حضرت کو
وہان موجود پایا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ذکر حضرت شیخ مطر البادرانی رضی اللہ عنہ

آپ اجلاء مشائخ عراق اور سادات عارفین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ
و افعال خارقہ و مقامات سنیہ آپکے مرشد شیخ تاج العارفین ابو الوفا آپکی بہت تعریف کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ شیخ مطر میرے حال اور رجال کے وارث ہین آپ اُنکے اخص اصحاب اور
خدام سے تھے آپ کا لقب آپکے مرشد نے جبل راسخ رکھا تھا اور فرماتے تھے کہ اے شیخ مطر

تیری ذات پریشان تصوف اور باذرا اور اسکے نواح کے مریدین محققین کی تربیت ختم ہے
شیخ احمد ہروی کا قول ہے کہ شیخ سطر کی نظر جس گنہگار پر پڑی وہ مطیع ہوگیا اور جس سوتے پر
پڑی وہ بیدار ہوگیا اور جو یہودی اور نصرانی آپکی خدمت مین آیا وہ مسلمان ہی ہوکر گیا اور
جس خشک زمین پر آپ گزرے وہ سرسبز ہوگئی اور جو دعا فرمائی وہ قبول ہوگئی ایک مرتبہ مین
آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو میرے ساتھ پانچ آدمی تھے آپ مرحبا کہکر تین رطل دودھ لائے
وہ ہم سب نے پیا یہانتک کہ سیراب ہوگئے پھر سات آدمی اور آئے وہ بھی سیراب ہوگئے
پھر دس آدمی اور آئے وہ بھی سیراب ہوگئے اور خدا کی قسم دودھ پہلے سے بھی مقدار مین
زائد رہ گیا آپکی صحبت سے بہت سے شیوخ عراق مستفید ہوے جیسے شیخ ابی الکرم اور شیخ
علاوی اور شیخ ابی العز ہرکلی وغیرہم اور ان شیخ ابوالکرم نے شیخ ابوالوفا کا بھی زمانہ پایا تھا مگر
اُنھون نے انکو شیخ سطر ہی کے سپرد کیا علاوہ ان کے ایک جماعت کثیرہ اہل طریق آپ کی
شاگرد تھی اور گروہ صلحا آپ سے انتساب رکھتا تھا اور تمام مشائخ اور اولیا آپکی تعظیم کیا کرتے
تھے اور آپ کی بزرگی کے مقر تھے آپ بہت ظریف وجمیل متواضع کریم متادب تھے اکثر آپ پر
سکر غالب رہتا تھا آپ نے اپنے شیخ تاج العارفین کے وقت مین ایک خواب دیکھا تھا
ایک بڑا درخت ہے باذرا کے قریب اُس کی بہت سی شاخین ہین صبح کو آپ نے شیخ
تاج العارفین کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ خواب عرض کیا اُنھون نے فرمایا مین ہی وہ درخت
ہون جو شب گذشتہ کو تم نے خواب مین دیکھا تھا تم باذرا جاؤ اور وہین رہو اور باذرا ایک
گاؤن کا نام ہے مضافات بحرے زمین عراق مین وہین آپ رہے اور وہین آپ کی وفات
ہوئی قبل وفات شیخ بقا بن لطو کے کذا فی قلائد الجواہر نقل شیخ عوض بن سلامہ عراد بغدادی
صوفی کہتے تھے کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ مین ایک بار باذرا مین گذرا دیکھا تو ٹیڑیان
اس کثرت سے آئی تھین کہ افق آسمان بند ہوگیا تھا اور اُنکے آگے ایک شخص ٹیڑی پر سوار
بلند آواز سے پکارتا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ[1] جو نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے
اور سب ٹیڑیان اُسکے ساتھ ساتھ تھین جدھر وہ جاتا تھا اُدھر وہ بھی جاتی تھین شیخ سطر اپنے حجرہ
سے نکلے اور پکار کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے لشکر یہان سے پلٹ اور جہان سے آیا ہے
وہین جا وہ ٹیڑیان پلٹ گئین اور وہ شخص ہوا سے مثل عقاب شیخ کے روبرو گرا آپ نے

[1] نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوسے ہین ۱۲

پوچھا کہ تم میرے شہر مین بغیر میری اجازت کے کیون آئے اُس نے آپ کے پیرون پر گر کر بوسہ
دیا اور معذرت کر کے خواہش ظاہر کی کہ میرا حال سلب شدہ مجھے پھر ملجائے آپ نے فرمایا
جا وہ شخص فوراً ہوا مین اڑگیا پھر وہ ٹیڑی جا کے عراق مین گری جسے لوگون نے پکڑکر مدت
تک کھایا آپ نے فرمایا کہ اس ٹیڑی نے چاہا تھا کہ کھیتی اور درختون کو کھا کر تباہ کردے مین نے
اللہ سے اجازت لیکر اسکو واپس کر دیا۔ نقل شیخ ابو ہاشم احمد بن مسعود ہاشمی بغدادی کہتے تھے
کہ مین نے شیخ ابو احمد عبد الباقی بن عبد الجبار ہروی صوفی حرصی سے سنا وہ کہتے تھے کہ شیخ
مطر باذرائی اجلائے مشائخ عراق سے تھے مین ایک مرتبہ اُن کے پاس حاضر ہوا اُسوقت
ایک شخص اُن کے یارون سے آکر کہنے لگا کہ میرے کھیت مین اس سال سرسبزی اچھی تھی مگر
سوا ساٹھ کارہ غلہ کے کچھ نہ نکلا حالانکہ ہر سال تین سو نکلا کرتے تھے اور مین سترکارون کا
قرضدار ہون آپ اُس کی زمین پر جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اب اندازکرو اُس نے پھر اندازہ کیا
تو تین سو کارہ نکلے۔ نقل شیخ ابو طاہر خلیل بن احمد صرصری[1] اپنے والد سے نقل کرتے تھے کہ ایک روز
صبح کے وقت باذرا مین مین نے ایسی تیز خوشبو سونگھی کہ قریب تھا کہ اُس خوشبو سونگھنے کی وجہ سے
بدنون سے روحین نکل جائین پھر مین نے دیکھا کہ ایک بجلی سی کوندھی جسکے نور سے افق روشن
ہوگیا کسی نے مجھ سے کہا کہ حق تعالی نے اس شب کو شیخ مطر کے قلب پر تجلی کی پھر وہ پوشیدہ
ہوگئی اس مشاہدہ کے ختم ہو جانے کی حسرت مین آپ سانسین لینے لگے تو یہ خوشبو انھین
سانسون کی تھی اور وہ چمک انھین کے لفظ حیرت کی تھی۔ یہ حال دیکھکر مین آپ کی زیارت کو
گیا دیکھا تو گھاس سوکھی دروازہ حجرہ پر تھی وہ سرسبز ہے اور آپکے حجرہ مین دو آدمی ہین ایک
اندھا تھا دوسرا بیمار نابینا بینا اور بیمار اچھا ہوگیا آپ قبیلہ اکراد سے تھے باذرا مین رہے جو
اطراف نحف متعلقات عراق مین ایک گاؤن ہے اور یہ ذال معجمہ اور الف تانیث ممدودہ سے
ہے آپ کے صاحبزادہ شیخ ابو الخیر کرم کا بیان ہے کہ جب میرے والد کا وقت وفات
قریب ہوا تو مین نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ مین آپکے بعد کس کی اقتدا کرون آپنے فرمایا
کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ غلبہ مرض کی وجہ سے
ایسا کہتے ہین۔ لہذا مین نے پھر پوچھا آپ نے پھر فرمایا کہ اے بیٹے ایک وقت وہ ہوگا کہ شیخ عبد القادر
ہی مقتدا ہونگے اور اور بہت تعریف فرمائی رضی اللہ عنہ کذا فی بھجۃ الاسرار۔

---

[1] یہ نسبت ہے ایک خاندان کی طرف جو بغداد مین تھا ۱۲ منتہی الارب

ذکر حضرت شیخ ماجد کردی رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشایخ عراق اور اکابر عارفین اور صدور مقربین اور ائمہ محققین سے تھے صاحب کرامات
ظاہرہ وحالات فاخرہ ومقامات جلیلہ ومراتب سامیہ ومواہب حسیمہ قلائد الجواہر مین ہے کہ آپ
اصل مین قوسان کے رہنے والے تھے جو مضافات عراق مین ایک قصبہ ہے آپ کی شہرت بہت
ہوئی۔ نقل ایک بار ایک شخص نے غیر موسم حج مین آکر آپ سے عرض کیا کہ مین حج کو جاتا ہون
اور میرا ارادہ ہے کہ بالکل تنہا حج کرون یعنی نہ کسی کو ساتھ لون اور نہ کچھ زاد راہ لون آپ نے اُسکو
اپنا کوزہ دیا اور فرمایا کہ اس مین پانی ہوجائیگا جب تم وضو کا ارادہ کروگے اور یہی دودھ ہوجائیگا
جب تم پیاسے ہوگے اور یہی ستو ہوجائیگا جب تم بھوکے ہوگے اور تمھارا یہ بڑا سفر ہے
یعنی جبل حمرین سے مکہ تک چنانچہ جب تک وہ وہان رہا اور وہان سے پلٹا تو یہی حال رہا جب وہ
وضو کا قصد کرتا تھا تو کھاری پانی اُس سے نکلتا تھا اور جب پینا چاہتا تھا تو میٹھا نکلتا تھا فرات
کے پانی سے بھی زیادہ عمدہ اور دودھ اور شہد بھی ہوجاتا تھا دنیا کے دودھ اور شہد سے
کہین بڑھکر اور جب کھانے کو چاہتا تھا تو اُس سے ستو شکر ملے ہوے نکلتے تھے نقل شیخ ابو
محمد عباس بن ابی النجات سلمان آپکے پوتے کہتے تھے کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ
مین ایک روز اپنے والد کے ساتھ خلوت مین تھا اور وہان کوئی چیز کھانے کی نہ تھی اور
نہ پینے کی کہ ایکبار وہ نکل کر دروازہ پر آکر بیٹھ گئے مین بھی اُن کے ساتھ چلا اتنے مین بیس
آدمی آے آپنے مجھ سے کہا کہ اے سلمان خلوتخانہ مین جا اور کھانا لے آ مجھ سے یہ ممکن نہ ہوا
کہ مین کہون کہ وہان کھانا نہین ہے مین گیا اور میرے ساتھ دو شخص اور بھی گئے دیکھا تو
وہان کھانا برتنون مین بھرا ہوا رکھا ہے مین اُن کو اُٹھا لایا سب لوگون نے کھایا اور ذرا بھی نہین
چھوٹا پھر پندرہ آدمی اور آئے والد نے پھر مجھ سے فرمایا کہ جا کھانا لے آ پھر مین مع اُن دونون
شخصون کے گیا اور کھانا اُٹھا لایا اب کی بار اور قسم کا کھانا تھا ان آنے والون نے سب کھا لیا
اور ایک ٹکڑا بھی نہ بچا پھر تیس آدمی اور آئے آپ نے فرمایا کھانا لاؤ مین اُنھین شخصون کے
ساتھ پھر گیا اور کھانا اُٹھا لایا مگر اب کی مرتبہ کھانا اور ہی قسم کا تھا پہلی اور دوسری بار کا ایسا
نہ تھا ان سب نے کھایا بعد اس کے والد نے خادمون کی طرف دیکھا تو وہ بیہوش ہوکر زمین
پر گرے اور اپنے اپنے گھر اُٹھا گئے اور اسی طرح چھ مہینہ پڑے رہے اُن کے باپ آپ کی

خدمت مین روتے ہوے دوڑے آے اور اپنے بیٹون کا حال بیان کیا اُس وقت مجھ سے
مخاطب ہو کر ارشاد ہوا کہ اے سلمان جا اور اُن دونون کو لے آ مین نے سب سے پہلے
شخص سے جا کر کہا کہ میرے والد تم کو بلاتے ہین تو وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا ایسا کہ گویا کچھ بیماری
نہ تھا اور ایسا ہی دوسرے کے ساتھ ہوا مین دونون کو لیکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا
وہ دونون دیر تک آپ سے معافی مانگا کیے بعد اسکے مین نے اُن لوگون سے واقعی حال
پوچھا ایک نے کہا کہ جب مین تیسری بار کھانا لایا تھا تو میرے دل مین گزرا تھا کہ یہ جادو ہے
دوسرے نے کہا کہ میرے دل مین یہ خطرہ آیا تھا کہ یہ کھانا کوئی جن لاتا ہے اور دونون نے
قسم کھائی کہ اسکو سواے خدا کے کوئی نہین جانتا تھا۔ اسی شامت سے ہمارا یہ حال ہوا
اب ہم توبہ کرتے ہین کہ ایسا خطرہ کبھی نہ لاوینگے نقل اور آپ کے صاحبزادہ کہتے تھے کہ
ایک دن مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ اے سلمان پہاڑ پر جا وہان تین آدمی ملینگے اُن
کہیو کہ میرے والد بعد سلام کے کہتے ہین کہ جو تمھاری خواہش ہو کہو تم کو دیا جاے مین نے
اُن سے جا کر کہا ایک نے کہا کہ مجھے خواہش انار کی ہے دوسرے نے کہا کہ مجھے خواہش
سیب کی ہے تیسرے نے کہا کہ مجھے خواہش انگور کی ہے مین نے آکر یہ سب آپ سے
عرض کر دیا آپ نے فرمایا فلان درخت کے پاس جاؤ اور وہ درخت میرے پڑوس مین
خشک لگا ہوا تھا گر مین ادباً کچھ کہہ نہ سکا درخت کے پاس چلا گیا دیکھا تو وہ سرسبز ہے اور اس مین
انار سیب اور انگور لگے ہوے ہین اور وہ سب ایسے عمدہ کہ ویسے نہ کبھی دیکھے نہ سنے مین توڑ کر
اُن کو آپکے پاس لایا آپنے فرمایا کہ ان کو اُن لوگون کو دے آؤ مین نے جا کر اُن کو دیدیا انار اور
انگور والے نے تو کھا لیا مگر سیب والے نے کہا کہ یہ مین تم کو دیتا ہون اور نہین لیا میرے
دل مین خیال ہوا کہ اس نے کیون نہین لیا مگر مین نے زبان سے کچھ نہین کہا مین اُنھین کے
پاس تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ دونون ہوا مین اُڑ گئے مگر جس نے سیب مانگا تھا وہ زمین سے
اُٹھ ہی نہ سکا اُس کے وہ دونون ساتھی پھر اُسکے پاس اتر کر کہنے لگے کہ یہ اسوجہ سے ہے
کہ تم نے سیب پھیر دیا وہ سب نہایت پریشان آپ کی خدمت مین حاضر ہوے آپ نے اُس
شخص سے فرمایا کہ تم نے میری عطیہ چیز کیون نہین لی اور اپنے دونون یارون کا ساتھ کیون کھو دیا
وہ شخص آپکے قدمون پر گرا اور معذرت کرنے لگا آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین پھر مجھ سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ سیب کہان ہے مین نے پیش کر دیا آپ نے اُس کے چند ٹکڑے

کیے ایک ٹکڑا خود کھایا اور ایک مجھے دیا اور اور ہر شخص کو ایک ایک ٹکڑا دیا بعد اس کے
اُس شخص کے دونون شانون کے بیچ مین ہاتھ مارا وہ فوراً اپنے ساتھیون کے ساتھ ہوا مین
اُڑ گیا مین نے آپ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے آپ نے فرمایا کہ یہ رجال الغیب تھے سیر کرتے
پھرتے ہین اور مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی بھر یہ کسی سے نہ کہنا بعضون کا قول ہے کہ آپ قبیلہ
اکراد سے تھے جبل حمرین مین جو عراق کے تعلقات سے ہے مدۃ العمر رہے اور وہین وفات
پائی بعد سنہ پانسو اکسٹھ کے اور آپ کا سن زائد ہوا مزار بھی وہین زیارتگاہ خلائق ہے اور قلائد
الجواہر مین ہے کہ آپ کی وفات ماہ جمادی الاول سنہ پانسو چونسٹھ مین ہے بہجۃ الاسرار مین ہے
کہ ابن الدبیقی کہتے تھے کہ مین نے شیخ ابی یحیی سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین عبد القادر
جیلانی امام اہل زمین اور امام طریقت ہین اور اس زمانہ کے شیخ الشیوخ اور انھین کے نور سے
اہل قلوب کے قلوب منور ہونگے اور اہل حقائق و معارف علوم مواجید مین فیضیاب ہون گے
مین نے اُن سے اُسکی وجہ پوچھی کہنے لگے کہ وجہ یہ ہے کہ اُن کا قلب بمنزلہ نور کے ہے اور
اُسکے مثل کسی قلب کا نور ہے ہی نہین تو کوئی قلب قلبی حیثیت سے اُن کا مقابلہ نہین کر سکتا
اور نہ ٹھہر سکتا ہے اور وہ نور ایسا ہے کہ جو سر مین قلبی حالت سے کہین اعلیٰ ہے اُس کے
سامنے سوا نور کے دوسری چیز ٹھہر نہین سکتی اور وہ نور منور ہے نور نبوت سے اور اُس کی
قوت اور بہجت مستفیض ہے اصل نبوی سے اور اُسی سے اُس کا قوام اور قیام ہے۔
رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

ذکر حضرت شیخ ابو البرکات صخر بن صخر بن مسافر اموی رضی اللہ عنہ

آپ بلاد مغرب مین اجل مشائخ عراق سے تھے اور علماء عارفین صاحب کرامات ظاہرہ واحوال فاخرہ
ومقامات جلیہ وانفاس روحانیہ سے آپ کا شمار بھی اُن لوگون مین تھا جن کو اللہ نے عالم وجود
مین مالک اسرار کیا اور اُن کی زبان سے ارشاد حکمیہ کھلوائے اور قدوۃ سالکین وحجت صادقین
کیا آپ اپنے چچا شیخ ابو الفضائل عدی بن مسافر کی صحبت مین رہے اور اپنے وطن بقاع عزیز کے
قریہ بیت فار کی سکونت ترک کرکے جبل ہکار مین اکر رہے اور بعد اُن کی وفات کے لاش مین
اُن کے خلیفہ وقائم مقام ہوئے بہت سے مشائخ مشرق سے آپ نے ملاقات کی ریاست تصوف
اور تربیت مریدین آپ ہی کی ذات پر جبل ہکار اور اُسکے نواح مین ختم تھی بہت سے صلحا آپ کی

صحبت سے مستفیذ ہوے اور اُن سب مین نامور آپ کے صاحبزادہ شیخ عدی تھے آپ
کریم الشمائل ظریف المعانی صاحب صورت وسیرت تھے اور محب اہل دین ومکرم اہل علم اور
وافر العقل وشدید التواضع **نقل** شیخ ابو الفتح نصر بن رضوان بن مروان دارانی کہتے تھے
کہ مین فصل خریف مین ایک روز آپ کے ساتھ آپ کے حجرہ سے نکل کر پہاڑ کی طرف چلا۔
اور آپ کے ساتھ ایک گروہ فقرا کا بھی تھا اُس مین سے ایک نے کہا کہ ہم کھٹا اور میٹھا انار
کھانا چاہتے ہین ہنوز وہ کہہ نہین چکے تھے کہ جنگل کے تمام درختون مین انار پیدا ہوگئے آپنے
فرمایا کہ جتنے چاہو لے لو لوگون نے بہت سے انار توڑے اور درخت مختلف تھے یعنی کوئی
درخت سیب کا تھا اور کوئی کشمش کا مگر پھل سب مین انار کے تھے اور ایک ہی درخت
کے انار ترش اور شیرین دونون تھے سب نے آسودہ ہو کر کھاے پھر تھوڑی دیر کے بعد
جب وہان سے چلے تو آپ وہان موجود نہ تھے نہ اُس وقت اُن درختون پر کہین انار کا پتہ تھا
نقل شیخ نصر اللہ بن علی حمیدی شیبانی ہکاری کہتے تھے کہ مین ایک دن ہولے شدید مین
پہاڑ کے کنارہ جاتا تھا کہ ایک بار پہاڑ کو جنبش ہوئی اور ہوا بہت زور سے چل رہی تھی مین پہاڑ
کے اوپر سے گرا تو آپ پہاڑ کے مقابل بیٹھے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے پہاڑ کی طرف
اشارہ کیا وہ ٹھہر گیا اور مین ہوا مین لٹکا رہا مجھکو داہنے بائین جنبش ہی نہ ہوئی معلوم
ہوتا تھا کہ کوئی مجھکو روکے ہے پھر آپ نے ہوا کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہوا ان کو
پہاڑ پر چڑھا لے جا وہ مجھ کو آہستہ آہستہ چڑھا لے چلی یہانتک کہ پھر سطح پہاڑ پر پہونچ گیا
نقل شیخ ابو الفضل معالی بن نبہان تیمی موصلی کہتے تھے کہ مین آپکے ساتھ سات برس تک رہا
اور کھانے کے بعد ہاتھ دھلایا کرتا تھا ایک بار آپ نے پوچھا کیا چاہتے ہو مین نے عرض
کیا کہ قرآن شریف آسانی سے یاد ہو جاے آپ نے فرمایا کہ اللہ تم پر اُس کا حفظ آسان کردے
اور اسکی تلاوت اور دور مین تمھاری مدد کرے آپکے ارشاد کی برکت ایسی ہوئی کہ اللہ نے مجھپر
اُسکو آسان کر دیا ایسا کہ آٹھ مہینہ مین مین نے قرآن یاد کر لیا پہلے یہ تھا کہ ایک آیت تین دن
تک رٹا کرتا تھا اور یاد نہین ہوتی تھی **نقل** آپکے صاحبزادہ شیخ ابو المفاخر عدی کہتے تھے کہ
ایک بار میرے والد نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُسی حال مین دونون ہاتھون سے
فعل عبث بعد نماز کرتے ہوے پایا آپ نے منع کیا اُس نے نہ مانا بلکہ اور زیادہ کرنے لگا

لہ منسوب بدارانیہ جو ایک گاؤن کا نام ہے قریب دمشق کے ۱۲ منہ

انہی غصہ ہو فرمایا کہ تنبل عبث ہو کیا اور نہ اللہ تیرے ہاتھون کو روک دے گا اُسی وقت اُسکے ہاتھ رہ گئے
بعد چند دنون کے وہ آپ کے پاس روتا چلاتا آیا آپ نے فرمایا کہ تو اچھا ہو گا مجھکو تیرے
اوپر خدا کے لیے غصہ آیا تھا اُس کا تیر لگ گیا چنانچہ اسی حال مین وہ مرگیا آپ جبل ہکاریہ کے
قریب مقام لالش مین رہتے تھے اور وہین مسن ہو کر انتقال فرمایا اور اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر
کے مزار کے قریب دفن ہوئے آپ کا مزار زیارتگاہ خلائق ہے بہجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ
اصل مین قریہ بیت فار کے رہنے والے تھے جو ایک گاؤن مشہور ہے دامن جبل لبنان مین
بعلبک کے قریب اور لالش مین رہے جو جبل ہکار کے مضافات سے ہے اور وہین بڑی عمر پاکر
انتقال کیا **نقل** شیخ ابی العشائر آپکے خادم بیان کرتے تھے کہ مین نے آپ کو فرماتے سنا کہ حضرت
شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت کے ہر ولی سے عہد لیا ہے کہ وہ کسی حالت ظاہری
و باطنی مین بلا انکی اجازت کے تصرف نہ کرے اور آپ کا شمار ان لوگون مین ہے جو بحکم خدا
مجالس قدس مین متکلم ہوتے تھے اور بعد وفات کے بھی دنیا مین ویسے ہی متصرف رہے گئے
جیسا کہ حیات مین تھے رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین

ذکر حضرت شیخ ابو المفاخر عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر اموی شامی الاصل والہکاری[1] المولد والدار رضی اللہ عنہ

آپ مشائخ معتبرین عراق سے تھے جامع کرامات وحالات وصاحب مقامات جلیلہ وانفاس
روحانیہ وکشف جلی وفتح سنی مراتب تمکین وتصرف واحکام ولایت مین آپ کا قدم راسخ تھا
اور آپ کا شمار بھی اُن لوگون مین تھا جنکو اللہ تعالی نے متصرف فی الوجود کیا تھا اور اُن کی زبان
سے ارشادات حکمت آمیز صادر کرائے آپ نے اپنے والد کی صحبت اُٹھائی اور انھین سے
علوم اخذ کیے اور بہت سے مشائخ عراق سے ملاقات کی اپنے وقت مین آپ تربیت مریدین مین
بے مثل تھے جبل ہکاریہ اور اُسکے نواح مین اور آپ کی صحبت سے بہت سے لوگ کامل ہو کر
نکلے آپ کریم ظریف صاحب صورت وسیرت وحیا ومحب اہل دین واہل علم تھے اور بہت دانشمند
شدید التواضع تمام علماء ومشائخ آپ کی تعظیم اور احترام پر متفق تھے اور آپ کو شہرت بھی بہت

[1] نسبت بہ ہکاریہ جو ایک قبیلہ کا نام ہے اکراد سے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک شہر کا نام ہے شام مین ۱۲

حاصل ہوئی آپ کی تاریخ ولادت اور وفات معلوم نہین ہوئی۔ کذا فی قلائد الجواہر

ذکر حضرت شیخ جاگیر کردی رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشائخ اور اکابر عرفاء مقربین وائمہ محققین سے تھے صاحب فتح طالع وکشف لامع وبصیرت خارقہ وسریرۃ مشرفہ وکرامات باہرہ واحوال فاخرہ ومقامات جلیلہ وحقائق نفیسہ ومعارف سنیہ ومنازل رفیعہ آپ کا شمار اُن لوگون مین تھا جنکو اللہ نے متصرف فی الوجود کیا تھا اور آپ کے ہاتھ سے عجائب وغرائب ظاہر کرائے اور غیبی امور اور ارشادات حکمت آمیز زبان سے کہلوائے حضرت شیخ تاج العارفین آپ کی بہت تعریف کرتے تھے اور اُنھون نے اپنا طاقیہ شیخ علی بن ہیتی کو دیکر کہا کہ تم اسکو لیجا کر میری طرف سے نیابۃً اُن کے سر پر رکھدو اور ان کو خود اپنے پاس آنے کی تکلیف نہین دی اور فرمایا کہ مین نے اللہ سے دعا کی تھی کہ جاگیر میرے مرید ہون تو اُس نے اُن کو مجھے بخش دیا مشائخ عراق کہا کرتے تھے کہ شیخ جاگیر اپنے نفس سے ایسے علیحدہ ہوے جیسے سانپ اپنی کینچل چھوڑتا ہے آپ کہا کرتے تھے کہ مین نے کسی مرید کو نہین کیا جبتک کہ اُس کا نام لوح محفوظ مین اپنے مریدون کے گروہ مین لکھا نہین دیکھ لیا اور فرماتے تھے کہ مجھے ایک تیز تلوار دی گئی ہے جس کا ایک کنارہ مشرق مین ہے اور دوسرا مغرب مین اگر اُس سے پہاڑون کی طرف اشارہ کردون تو وہ بھی اُڑ جائین زمرہ متصوفین مین آپکی شان بہت اعلی تھی آپکے شہر اور اسکے نواح کے لوگ آپ سے بہت منتفع ہوتے تھے اور بہت سے صلحا آپ کی طرف انتساب رکھتے تھے اور تمام مشائخ آپ کی تعظیم اور بزرگی کے معترف تھے آپ ظریف الشمائل کامل الادب شریف الصفات لطیف المعانی تبع کامل آداب شریعت وحافظ قانون عبودیت تھے آپ کا کلام بر طرز محققین بہت عالی ہوتا تھا۔ **نقل** شیخ صالح ابو محمد حسن حمیدی ساربشی کہتے تھے کہ آپ کا نفقہ غیب سے تھا ایک دن مین آپ کی خدمت مین حاضر تھا چند گائین اُدھر سے معہ اپنے چرواہون کے نکلین آپ نے ایک گائے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اسکے پیٹ مین بچہ سُرخ رنگ کا ہے فلان دن فلانے مہینہ مین پیدا ہوگا اور اس نے اس بچہ کو میرے نذر کیا ہے فلان دن وہ ذبح ہوگا اور فلان فلان کھائے گا پھر دوسرے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس کے پیٹ مین بچھیا ہے اس طرح اور اس قطع کی

نہ منسوب ہے ایک گاؤن کی طرف جو نواح مدینہ مین ہے ۱۲ منتہی الادب

فلان روز اور فلان مہینہ مین پیدا ہو گی یہ بھی میرے نذر کی گئی ہے فلان فقیر اسکو ذبح
کرے گا اور فلان فلان اسے کھائے گا اور ایک سرخ کتا بھی اسے کھائیگا راوی کہتے
تھے کہ خدا کی قسم جیسا کچھ آپ نے فرمایا وہی پورا حال دیکھنے مین آیا کہ ایک سرخ کتا حجرہ مین
آیا اور ایک لوتھڑا گوشت کا لیکر چلا گیا **نقل** ایک دن آپکے یہان ایک مسافر نے آکر کہا کہ یا
حضرت میری خواہش ہے کہ آپ مجھے ہرن کا گوشت کھلائے وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ہرن آپکے
سامنے آکر کھڑا ہو گیا آپنے فرمایا کہ اسکو اس مسافر کے لیے ذبح کرو وہ ذبح ہوا اور پکا
اور اُس نے کھایا سات برس مین آپ کی خدمت مین رہا مگر مین نے سوا اُس ہرن کے
کوئی اور ہرن کبھی حجرہ کے قریب آتے نہین دیکھا آپ عراق کے ایک جنگل مین جو قریب
قنطرة الرصاص کے ہے اور سامرہ سے ایک دن کی راہ پر رہتے حالانکہ آپ کردی تھے اور
وہین مسن ہوکر انتقال فرمایا اور دفن ہوے مزار آپ کا زیارتگاہ خلائق ہے لوگون نے وہین ایک
گانون آباد کیا ہے بغرض طلب برکت کے کذا فی قلائد الجواہر و بہجة الاسرار **نقل** بہجة الاسرار
مین ہے کہ شیخ عارف عزیز آپ کے صاحبزادہ کہتے تھے کہ ایک تاجر واسط کا رہنے والا میرے
والد کی خدمت مین آیا اُسکو آپ سے نہایت عقیدت تھی آپ سے اُس نے اجازت مانگی کہ
مین تجارت کے لیے بحر ہند کی طرف جانا چاہتا ہون آپنے اجازت دی اور جب اُسکو رخصت
کیا تو فرمایا کہ جسوقت تم کو ایسی سختی پیش آئے کہ جو تمھارے دفع کئے دفع نہو تو میرا نام لیکر پکارنا
چنانچہ وہ چلا گیا چھ مہینہ کے بعد ایک روز اُس نے دفعتہً آپ کو آواز دی اُسوقت ہم سب
آپ کی خدمت مین حاضر تھے آپ نے دونون ہاتھ اپنے دے مارے اور فرمایا سبحان الذی[1]
سخرلنا ہذا وما کنا لہ مقرنین بعد اُسکے چند قدم داہنے بائین چلے اور آکر بیٹھ گئے سب نے
اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ تاجر واسطی قریب تھا کہ ڈوب جاتا مگر اللہ نے بچا لیا مین نے
وہ تاریخ یاد رکھی سات مہینہ کے بعد وہ تاجر آکر آپ کا قدمبوس ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت
اگر آپ اُس دن نہوتے تو مین مر ہی جاتا آپ ہنسنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ آپ سے رخصت
ہوا تو ہم نے علیحدہ جاکر اُس سے حال پوچھا اُس نے بیان کیا کہ مین ایک قعر دریا مین جو چین کے
اطراف مین تھا ڈوبتا تھا اور مجھکو اور سارے کشتی والون کو یقین ہو گیا تھا کہ اب اس سے
بچنا محال ہے پھر فلان دن فلان تاریخ کہ جو مین نے یاد رکھی تھی ایک ہوا شمال سے چلی اور

[1] پاک ہے وہ جس نے بس مین دیا ہمارے یہ اور ہم نہ تھے اسکے مقابل ہونے والے ۱۲

دریا مین موجین اُٹھنے لگین اور عظیم تلاطم ہوا اور یقین ہوگیا کہ اب سب ڈوبے اور پانی کشتی
مین بھرا اُسوقت مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا مین فوراً کھڑا ہو کر عراق کی جانب پکارنے لگا کہ اے
شیخ جاگیر ہماری خبر لیجیے مین یہ کہہ ہی رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہون کہ آپ کشتی مین کھڑے اور اپنی
آستین سے شمال کی طرف اشارہ کر رہے ہین اس اثنا مین ہوا رُک گئی اور آپ نے کشتی سے
کود کر دریا مین دونون ہاتھ دے مارے اور فرمایا سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین
اور پانی پر چند قدم داہنے بائین چلے دریا کا اضطراب اور تلاطم سب جاتا رہا پھر آپ نے جنوب
کی طرف اشارہ کیا تو باد موافق چلی اور اُس نے ہم سب کو وہان سے نکال کر سیدھے رستہ
پر لگا دیا پھر آپ پانی پر چل کر کچھ دیر مین غائب ہوگئے اللہ نے آپ کی برکت سے ہم کو اُس
بلا سے نجات دیدی تب مین نے کہا کہ آپ تو اُس روز یہین تھے کہین ہماری نگاہون سے
غائب بھی نہ ہوے اور ہم سب اُسوقت آپ کی خدمت مین حاضر تھے تاجر نے قسم کھائی
کہ نہین آپ وہان ہمارے ساتھ تھے اگر آپ نہوتے تو ہم کبھی اس بلا سے نجات نہین
پاسکتے تھے **نقل** شیخ مسعود حارثی کہتے تھے کہ مین آپ کی خدمت مین ایک بار حاضر ہوا تو آپ
اور شیخ علی بن ادریس رضی اللہ عنہما دونون بیٹھے بزرگان دین کا ذکر کر رہے تھے اور جو فوائد
کہ اُن کی صحبت سے آپ کو اور اُن کو حاصل ہوے تھے وہ بھی ذکر کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ
شیخ تاج العارفین ابو الوفا کے بعد کوئی شخص نافذ التصرف وقوی التمکین وعالی مقام حضرت
سید عبد القادر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر نہین ہوا پھر ان سے قطبیت منتقل ہو کر شیخ علی بن ہیتی کو ملی
اور حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ نے مقام قطبیت مین بہت بڑا مرتبہ پایا آنا میری کسائے
مین اور کسی نے نہین پایا ابدا سکے مین ایک موقع پر شیخ علی بن ادریس کے پاس گیا تو مین نے
اُن سے شیخ جاگیر کا وہ قول ذکر کرکے پوچھا انھون نے فرمایا کہ شیخ جاگیر نے اپنا دیکھا کہا یا وہ جو اللہ نے
انھین بتایا اور وہ بہت عادل اور پسندیدہ شخص اپنے کل اقوال و افعال مین تھے رضی اللہ عنہ

ذکر حضرت شیخ سوید سنجاری[1] رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشائخ مشرق اور صدور عارفین اور اکابر محققین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ

[1] منسوب بہ سنجار بالکسر ایک شہر کا نام ہے جو تین روز کے راستہ پر ہے موصل سے اور ایک گاؤن کا نام
ہے مصر مین ۱۲ منتہی الارب

واحوال فاخرہ ومقامات سنیہ وافعال خارقہ واشارات علیہ وہمم فخیہ مراتب قرب مین آپ بہت
عالی مرتبہ تھے آپ کا شمار بھی اُن لوگون مین تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے تصرف فی الوجود والعالم
اور حالات پر قادر اور احکام تصریف کا مالک کیا تھا اہل نہایات کی شکل بھی آپ سے حل ہوتی
تھین اور امور غیبیہ اور فنون عجیبہ حکمیہ پر آپ مطلع تھے اور تمام قلوب مین آپ کو قبولیت تامہ و
ہیبت وافرہ حاصل تھی اور آپ امام سالکین اور جامع علوم شریعت وحقیقت تھے ریاست
تصوف علماً وعملاً وتحقیقاً وزہداً وجلالتہ آپ کی ذات پر ختم تھی اور اُسوقت مین سنجار اور اُس کے
نواح مین تربیت مریدین صادقین مین آپ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا آپ کی صحبت سے بہت سے
اکابر مثل شیخ حسن تلعفری اور شیخ عثمان بن عاشور سنجاری وغیرہما مستفید ہوئے اور آپ کی ارادت
کے قائل ایک جماعت صلحا تھی اور بہت سے علماء بھی انتساب رکھتے تھے تمام علماء اور مشائخ آپکی تعظیم
وتبجیل پر متفق تھے۔ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ بھی آپ کی تعریف بہت فرماتے
تھے دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کو آتے تھے آپ ظریف جمیل کامل متادب خاشع
شریف الاخلاق ومحمود الصفات تھے آپکے ارشادات علوم حقائق مین بہت اعلیٰ ہوتے تھے
فرماتے تھے کہ علم کی چند قسمین ہین علم من اللہ اور علم مع اللہ اور علم باللہ اور علم ظاہر اور علم باطن
اور علم الحکم علم من اللہ سے مراد امر ونہی واحکام وحدود کا جاننا اور علم مع اللہ سے مراد علم خوف ورجا
اور محبت اور شوق کا جاننا اور علم باللہ سے مراد صفات حق کا علم اور علم ظاہر سے مراد علم طریق اور علم
باطن سے مراد علم منزل اور علم الحکم سے مراد علم شرع ہے اور جو ظاہر کہ باطن سے درست نہ ہو وہ
باطل ہے اور عقل کی اصل سکوت ہے اور باطن اُس کا کتمان اسرار اور ظاہر اس کا اتباع سنت اور
جو اپنے علم کے حجاب مین چھپا ہو وہ اپنے عیبون کو نہین دیکھ پاتا اور جب ہوا وہوس کا غلبہ
ہوتا ہے تو عقل چھپ جاتی ہے اور مقامات عارفین سات اصول پر ہین ایک قصد الی اللہ سے
دوسرے اعتصام باللہ مین اور اُسی پر قائم ہو جانا اور خیر وخواہی بندگان حق کی ظاہر وباطن
مین کرنا اور اسرار الٰہی مخفی رکھنا اور علم کے ساتھ خیال پر ثابت رہنا صبر سے اور آیۂ کریمہ
لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین[1] کا ذکر کرنا تو جب عارف ان حالون کو قطع کرتا ہے اور اپنے
افعال کی رویت سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ قصد الی اللہ بالستر مین اس کے واسطے
دروازہ نفس کا کھول دیتا ہے جسکی علامت یہ ہے کہ قلب کو انوار تجلی سے بسرور نفس استراحت

[1] نہین کوئی معبود ہے سوا اللہ کے جو بادشاہ ٹھیک کھلا ہوا ہے ۱۲

معلوم ہوتی ہے اور چراغ اُنس اُسکے مشکوٰۃ کشف مین روشن ہوجاتا ہے اور یہ حالت نفس کی
حضرت شہود مین ہوتی ہے جب کہ ارواح معارج احوال مین غائب اور اسرار مدارج روح اقدس
مین مستغرق ہوجاتے ہین کیونکہ وہان جتنین کوئی باقی نہین رہتی ہین اور علم متحد ہوجاتا ہے اور
رسوم مٹ جاتے ہین اور یہی عارف کا سب سے اول ملبوس ہوتا ہے اور راحت نفس
تجلی روحی وہ چیز ہے کہ جس کا نور شہود نور وجود کو نہین مٹاتا اور نہ نور وجود حقیقت شہود کے
حاجب ہوتی اور قصد الی اللہ بالستر کی حقیقت ظہور حقیقت کا صاف صاف ہوتا ہے حجاب علم
مین تب اسکے اللہ تعالی عارف پر اُس حالت مین دروازہ معائنہ کھول دیتا ہے جس کی
علامت یہ ہے کہ اللہ تعالی اُس کی چشم بصیرت کے تین حصہ کردیتا ہے جنمین ایک سے وہ
انوار معرفت[1] اور دوسرے سے انوار حقائق اور تیسرے سے انوار عرفان[2] ادراک کرتا ہے
جیسے کہ آنکھین تین ہوتی ہین ایک بصر دوسری بصیرۃ اور تیسری روح کی تو بصر کی آنکھ محسوسات کا
ادراک کرتی ہے اور بصیرت معقولات[3] کا اور روح مکنونات[4] کا پھر اللہ تعالی عارف کے واسطے اس
حالت جلوس مع اللہ مین دروازہ استغراق بحالت عین تفرید کھولتا ہے جسکے پانچ رکن ہین
ایک فنا و قرب عین مشاہدہ مین دوسرے اضمحلال علم بحر جمع مین تیسرے استہلاک فانی چیزون کا
بحر ازل مین چوتھے استغراق وجود حق قدم مین پانچوین فنای ہستی تجلی ابد مین تو فنا و قرب
عین مشاہدہ مین مرسلین کے لیے یہ ہے کہ اُن کو اسرار سے دیکھی ہو اور مقربین کے لیے عنایات
انوار اور اُن کے علم کا مضمحل ہونا بحر جمع مین اور یہی صدیقون کے واسطے رویت ہے اور ابرار کے
واسطے مشاہدہ کیونکہ رویت ذات کے لیے ہے اور مشاہدہ انوار صفات کے لیے اور استہلاک فنا

---

[1] معرفت کے معنی لغت مین جاننے اور پہچاننے کے ہین اور اصطلاح حضرات صوفیہ مین اس سے مراد اسماء و صفات الہی کا جاننا ہے اور اصطلاح پر کہ اپنی کل معاملات و حالات مین حق کے ساتھ سچا اور ظاہرا اور باطنا اُسی کی طرف متوجہ اور تمام اوصاف و عادات ردیہ سے پاک و صاف رہے تو جسقدر نفسانیت سے اجنبیت ہوگی اسی قدر حق کی معرفت حاصل ہوگی اس حالت مین جو نورانیت معلوم ہوگی وہ انوار معرفت کہے جاینگے ۱۲ منہ [2] عرفان کے معنے بھی لغت مین پہچاننے کے ہین لیکن زیادہ اس کا استعمال حق کی معرفت پر آتا ہے اور وہ اصطلاح پر ممکن ہے کہ حق کی وحدانیت کی معرفت اسکے اسماء و صفات کے ذریعہ سے حاصل کرے کیونکہ ذات کی معرفت من حیث الذات ممکن نہین اس حالت مین جو نورانیت معلوم ہوگی وہ انوار عرفان کہے جاینگے تو ان دونون مین گویا عام و خاص کا فرق ہے ۱۲ منہ [3] معقولات جمع معقول لغت مین اسکے معنے مقصود کے ہین اور اصطلاح مین اس چیز کو کہتے ہین کہ جو کسی چیز سے قصد کی جائے یا مراد لی جائے تو معقولات سے وہ امور مراد ہونگے جو مقصود دل ہون یا ذہن اور دیکھے مین نہ آوین ۱۲ منہ [4] مکنونات جمع مکنون اسکے معنے لغت مین پوشیدہ چیز کے ہین اور اصطلاح مین وہ امور مراد لیے جاتے ہین کہ جو خارج مین موجود ہون لیکن ظاہر نہون اور ان کا ادراک بغیر کشف کے نہو ۱۲ منہ

بحر ازل مین مرسلین کے واسطے حقیقتاً ہے اور مقربین کے لیے طریقتاً اور استغراق وجود علی مین صدیقون کے لیے تفرید توحید ہے اور ابرار کے واسطے تحقیق تجرید اور فناے ہستی تجلی ابد مین شہدا کے لیے باعث حیات قرب اور استدامت رزق ہے اور صلحا کے واسطے نسیم روح تو قرب کی بنا عین مشاہدہ مین عقل ہوتی ہے اور بوجہ علم کے بحر جمع مین مضمحل ہوجانے کے وہ روح ہو جاتی ہے اور بوجہ دریاے ازل مین فنا ہو جانے کے وہ سر ہو جاتی ہے اور بوجہ وجود کے استغراق کے علی قدم مین وہ ذرہ ہو جاتی ہے اور بوجہ فناے ہستی کے تجلی ابد مین ذات کاملتہ الوجود ہوجاتی ہے تو عقل سے ایمان ثابت ہوتا ہے اور روح سے خطاب اور سر سے فہم امر اور ذر سے فہم حکم اور ذات سے حرکت واقع ہوتی ہے اور حرکت ظاہر الحکم ہے اور حکم ظاہر الامر اور امر ظاہر الخطاب اور خطاب ظاہر الایمان اور ایمان ظاہر الصفات اور صفات ظاہر الذات تو ایمان بصیرت عقل ہے اور سر بصیرت روح اور امر بصیرت حکم اور حکم بصیرت حرکت اور یہی حقیقتاً وہ چیز ہے جو عارف منتہی کو درجہ معرفت مین مکشوف ہوتی ہے **نقل** شیخ ابو الفرج حسن تلعفری[1] بیان کرتے تھے کہ ایک شخص اشراف اہل سنجار سے بزرگون کو بلا وجہ بُرا بھلا کہا کرتا تھا وہ بیمار رہا جب مرنے لگا تو اوراد مین تو کرتا تھا لیکن کلمہ نہین پڑھتا تھا جب اُس سے کہا جاتا کہ لا الہ الا اللہ کہہ تو وہ کہتا کہ مجھے اسکی اجازت نہین ہے سب لوگ پریشان ہوکر آپ کی خدمت مین دوڑے آئے آپ تشریف لے گئے اور اُسکے سرہانے دیر تک سر جھکائے رہے پھر اُس سے فرمایا کہ کہہ لا الہ الا اللہ اُس نے کئی بار باآواز کلمہ پڑھا آپ نے فرمایا کہ چونکہ سلف صالح کو یہ بُرا کہا کرتا تھا اُس کا یہ عذاب تھا جب مین نے اسکی شفاعت کی تو مجھ سے کہا گیا کہ تمھاری شفاعت قبول کی جاتی ہے اگر میرے اولیا راضی ہون تب مین نے حضرت قدس قرب مین جاکر حضرت معروف کرخی اور سری سقطی اور جنید و شبلی اور ابی یزید وغیرہم سے ملکر کہا جب اُن سب نے معاف کیا اب اُس نے کلمہ شہادت پڑھا پھر اُس شخص سے پوچھا گیا کہ تم کلمہ پہلے کیون نہین پڑھتے تھے اُس نے کہا کہ میرا حال یہ تھا کہ جب مین کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا تھا تو میرے منہ پر کوئی کالی سی چیز آپڑتی تھی اور اُس کا بوجھ میری زبان پر ایسا ہوتا تھا جس سے میری زبان نہین چلتی تھی اور وہ چیز مجھے کہتی تھی کہ مین تیرا اعتراض ہون اولیاء اللہ پر بعد اسکے ایک روشنی آئی کہ جس نے اُس

[1] عفر بالفتح نام ایک شہر کا ہے بیان کے قریب اور تل بالفتح کے معنے ٹیلہ کے ہین تو اس لفظ مرکب کے یہ معنی ہوے کہ عفر کے ٹیلہ پر کے رہنے والے ۱۲ منتہی الارب

سپاہی کو ہٹا کر کہا کہ مین اللہ کی صفت رضا ہون بوجہ اولیاء اللہ کے تجھ سے راضی ہونے
کے مین آئی ہون پھر مین نے دیکھا کہ نور کے بونڈلے آسمان و زمین سے آتے ہین ایسا کہ
اُن سے آسمان و زمین کا درمیانی حصہ بھر گیا ہے اور اسمین سوار نظر آئے کہ جو کہتے تھے
سبوح[1] قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح پھر وہ شخص کلمہ ہی پڑھا کیا یہانتک کہ انتقال کر گیا
نقل شیخ ابو عمرو عثمان بن عاشور سنجاری کہتے تھے کہ ایک بار مین آپکے ساتھ سنجار کے ایک
راستہ پر گذرا آپ نے دیکھا کہ ایک مرد ایک عورت کی طرف بہ نگاہ بد دیکھ رہا ہے آپ نے
اُسکو منع کیا وہ باز نہ آیا آپ نے فرمایا کہ یا اللہ اُسکی بینائی لے لے وہ فی الفور اندھا ہو گیا پھر
سات دن کے بعد آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی آنکھون کی شکایت کرنے لگا اور توبہ
کرنے کا اقرار کیا اور بہت گڑگڑایا تب آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یا اللہ اسکی بینائی اسکو پھیر دے
فی الفور اسکی بینائی ہو گئی لیکن جب حرام کی طرف دیکھتا تھا تو اسکو نظر نہین آتا تھا پھر جب وہ
اُدھر سے نگاہ پھیر لیتا تھا تو بینائی ہو جاتی تھی نقل ایک دن آپ مسجد مین تھے کہ ایک اندھا
نماز پڑھنے کی غرض سے آیا اور سمت قبلہ سے بہک گیا آپنے دعا کی کہ یا اللہ اسکو بینا کر دے وہ
مسجد سے جو لوٹا تو اُسکی آنکھون مین روشنی تھی بیس برس تک وہ زندہ رہا اور اُسکی بینائی قائم
رہی نقل شیخ تاج الدین ابو الحسن علی بن احمد بقاعی حنفی نے موصل مین بیان کیا کہ مین نے
شیخ عارف مستجاب الدعوات ابو سعید سلامہ بن نافل مفروقی ملقب بردیج سے سنجار مین سنا کہ
وہ کہتے تھے کہ ایک شخص کی ناک کٹ گئی آپ کو اُس پر ترس آیا آپ نے وہ ٹکڑا ناک کا اپنے
ہاتھ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر رکھدیا اُسکی ناک اچھی بھلی جیسے تھی ہو گئی اور وہی بیان کرتے
تھے کہ ایک مرتبہ آپ چلے جاتے تھے ایک کوڑھی کو دیکھا جسکے بدن سے کیڑے گرتے اور خون
اور پیپ بہتا تھا اور اطبا اُسکے علاج سے عاجز ہو گئے تھے کیونکہ کئی برس سے اس کا یہی
حال تھا آپ نے فرمایا کہ یا اللہ تو بے نیاز ہے اسکی تکلیف سے تو اُسکو معاف کر دے وہ اُسی وقت
اچھا ہو گیا نقل شیخ ابو ثنا احمد بن عبد الحمید سنجاری زرعی کہتے تھے کہ ایک مرتبہ مین آپ کے ساتھ
حج کو گیا جب بعض جنگلون مین پہونچا تو پانی ختم ہو گیا اور پیاس کے مارے دم نکلنے لگا آپ
راستہ سے ایک طرف کو چڑھ گئے اور جا کر دو رکعتین نماز پڑھین آپ کے پاس ایک برتن بھی تھا

[1] بہت پاکیزہ اور پاک ہے پروردگار ہمارا کہ جو پروردگار فرشتون کا اور روح کا بھی ہے ۱۲ سبوح بالضم ایک
جگہ کا نام ہے شام مین ۱۲ منتہی الارب

آپ نے اپنا ہاتھ ایک سخت پتھر پر دے مارا جس سے نہایت عمدہ میٹھے پانی کا چشمہ نکلا مین نے
خوب سیر ہوکر پیا پھر آپ نے ایک چلو لیکر پلایا وہ جب پیا تو ستو گھلے ہوے معلوم ہوے
پھر دوسرا چلو لیا اور پیا بعد اسکے اُس پتھر پر ہاتھ پھیرا تو وہ جیسا تھا ویسا ہوگیا کہین اُسمین
تری کا نام بھی نہ تھا اور پھر مجھکو سات روز تک بھوک پیاس ہی نہین معلوم ہوئی **نقل**
شیخ ابی الحسن علی زنجانیؔ کہتے تھے کہ آپکے یار دن مین ایک شخص شیخ فرج بن عبداللہ حسنی نام تھا
جو بڑا صاحب حال تھا ایک مرتبہ اُسپر تجلیات عظمت سے ایک تجلی وارد ہوئی جس سے اُس کا
جسم مثل لستہ پانی کے ہوگیا آپ سے اُس کا یہ حال کہا گیا آپ نے تشریف لاکر تھوڑی دیر غور
کیا اور فرمایا کہ چند خوبصورت عورتین لاؤ وہ اُس کے پاس بیٹھکر چلا چلا کر باتین کرین مگر اس کا
بدن نہ چھوین جب اسکی توجہ امور عادتی کی طرف ہو جائے تب وہ سب چلی جائین چنانچہ
ایسا ہی کیا گیا ایک عورت نے اُس کی ران پر انگلی سے چھو دیا اُسکی انگلی اسی ران مین غائب
ہوگئی اور فوراً وہ بشریت مین آگیا تب سب عورتین پردہ مین ہٹ گئین آپ سے اسکی وجہ
پوچھی گئی آپ نے فرمایا کہ مین کل ملکون مین رو چکا پھر امین نے دیکھا کہ اس شخص کی ہمت کو
کہین لگاؤ نہین مگر اسکے نفس مین خوبصورت عورتون کا خیال ہے مین نے چاہا کہ اپنے جذب
سے اُس کے نفس کو اس میلان کی طرف کھینچون لہذا یہ تدبیر کی اور اگر یہ حال اسپر کچھ دیر اور رہتا
تو وہ مرجاتا پھر اُس شخص کے ران مین اُس عورت کی انگلی کا سوراخ باقی رہا اُس کے وقت
وفات تک اور وہی بیان کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے کہ مین نے ابتدا رحال مین مجاہدہ
کیا اور اپنے نفس کو مدت تک پانی سے روکا ایک سفر مین حوض پر پہونچا تو میرے نفس کو پانی
پینے کی خواہش ہوئی مین نے روکا اُسی وقت مجھ مین سے ایک سیاہ چیز نکل کر پانی مین
گر پڑی خیال کیا تو وہ نفس تھا جو میرے سامنے پانی مین سے صورت بنکر آیا اور مجھ سے کہنے لگا
کر ابتو مجھپر اس سختی کو کم کرو مین نے کہا بخدا مین مجاہدہ وعزم سے باز نہ آؤنگا **نقل** آپ کے
پوتے فرماتے تھے کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بادشاہ سنجار نے آپ کے بلانے کا
حکم دیا مصاحبین شاہی کو اس کا ڈر ہوا آپ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر فرمایا خیر کچھ مضائقہ
نہین ہے مجھسے ارشاد ہوا ہے کہ تم ست ڈرو مین تمھارے ساتھ ہون یہ کہکر آپ چلے جب
شاہی ڈیوڑھی پر پہونچے تو بادشاہ کے شدید درد قولنج اُٹھا جب آپ دہلیز پر پہونچے تو ایسا

سلہ بر فتح زا معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون کسورہ منسوب بہ شہر زنجان ۱۲ منہ

بڑھا کہ غش آگیا عورتیں رونے پیٹنے لگیں اور سمجھیں کہ یہ اُس بے ادبی سے بلانے کا نتیجہ ہے
سب ننگے پیر آکر آپکے قدموں پر گر پڑیں اور عذر کرنے لگیں آپ وہاں سے پلٹ آئے اور درد
اُسی وقت جاتا رہا۔ **نقل** ایک مرتبہ کسی نے قاضی سنجار سے کچھ آپ کی طرف سے جا کر کہدیا
اُس نے آپ کو طلب کیا جب آپ وہاں جانے کو اُٹھے تو اُسی وقت قاضی اور اُن کے حاضرین
مجلس کو بخار آگیا آپ جب دروازہ پر پہونچے تو بخار اور زیادہ ہوا لوگوں نے معذرت کرکے آپکو
واپس کردیا آپ وہاں سے جیسے پلٹے اُسی وقت قاضی کا بخار اتر گیا آپ نے فرمایا کہ اگر میں اتنی دیر
اسکے پاس چلا جاتا تو اس کا مرض اور بڑھ جاتا اور درد اور بیماریاں بھی طرح طرح کی پیدا
ہوتیں آپ قدیم سے سنجار میں رہے اور وہیں انتقال فرمایا آپ کا سن بہت ہوا آپ کا اصلی نام
نصر اللہ تھا اور لقب سوید مگر لقب ہی زیادہ مشہور رہا۔ **نقل** شیخ ابو عمر عثمان بن عاشور کہتے
تھے کہ میں نے اکثر آپ کو فرماتے سُنا کہ شیخ عبد القادر خدا و رسول کی طرف سے ہمارے شیخ اور
سردار اور امام اور پیشوا ہیں اور آپ خدا کے نزدیک تمام اہل زمانہ سے علم حال اور مقامات
ثبوت میں مقدم ہیں **نقل** شیخ ابو البرکات یونس بن سالم بن علی بکری اربلی[1] کہتے تھے کہ میں نے
شیخ ابو محمد عبد اللہ بن شیخ ابی احمد اسمٰعیل بن شیخ سوید سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میرے والد
اکثر شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ پر کانپ اُٹھتے تھے اور اُن کا تذکرہ اکثر مجالس میں
کرتے تھے یہانتک کہ بہت لوگ اس تذکرہ سے اُن کے دیکھنے کے مشتاق ہوگئے اور دیگر مرتبہ
اُنھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ صدر نشین اہالیان حضرت قدس
ہیں رضی اللہ عنہ وعنہم

ذکر حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی[2] رضی اللہ عنہ

آپ اجلائے مشائخ اور عظماء عارفین محققین سے تھے صاحب کرامات خارقہ واحوال فاخرہ و
مقامات رفیعہ و حالات جسیمہ و فتح سنی و کشف جلی آپ کا طور حقائق و درجات تمکین میں بہت
عالی تھا آپ ارکان بلکہ ائمہ متصوفین میں سے تھے آپ سے امور عجیبہ و غریبہ ظاہر ہوتے تھے
اور برابر امور غیبیہ کی خبریں دیتے تھے آپ کا شمار بھی اُن چار بزرگوں میں تھا جن کے

[1] منسوب بہ اربلیہ جو ایک قلعہ ہے اندلس میں ۱۲ منتہی الارب [2] منسوب بہ حران بالتشدید جو ایک شہر
ہے شام میں ۱۲ منتہی الارب

متعلق شیخ قرشی کا قول ہے کہ مین نے چار مشائخ کو دیکھا جو اپنے مزارون مین زندون کیطرح
تصرف کرتے ہین ایک شیخ معروف کرخی دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی تیسرے شیخ عقیل منبجی
چوتھے شیخ حیات بن قیس حرانی حران اور اسکے نواح مین علم وعمل اور زہد اور حال وجلالت و
تربیت مریدین مین آپ رئیس المتصوفین تھے آپ کی صحبت سے بہت سے مشائخ فیضیاب
ہوئے اور ایک بڑی جماعت اصحاب احوال فاخرہ کی آپکی شاگرد و مرید تھی تمام مشائخ آپکے
احترام وتعظیم پر متفق تھے اور آپ کے قول پر عمل رکھتے اہل حران آپ سے استسقا کرتے تھے
اور آپ کی برکت سے پانی برستا تھا غرضکہ آپ کے کمالات وحالات حد تحریر وتقریر سے
کہین بڑھکر ہین تصوف مین آپ کا کلام بہت عالی ہوتا تھا فرماتے تھے کہ محبت سے مراد
قلب کا تعلق ہے مابین ہیبت اور انس کے اور یہی علامت طائفہ صوفیہ کی ہے اور عنوان
طریقہ کا تعلق محبوب اور لقاے مطلوب سے ہے جو عقل کو مغلوب اور موت کو لذیذ کر دیتا ہے پھر
نہ رحمت کی خواہش ہوتی ہے اور نہ کسی امید کے قبول کی یعنی کچھ باقی ہی نہین رہتا ہے
اُس وقت حق تعالیٰ قلب پر بروز فرماتا ہے حال کی صولت سے یعنی اس کے حال کو علم پر
غالب کر دیتا ہے اور وجد کو طاقت پر اور کشف کو ہمت پر اور جمع کو رسم پر اور سبق کو
وقت پر اور مشاہدہ کو روح پر اور اتصال کو لطف عطیہ پر اور نور قرب کو نور عطف پر اور شوق
عیان کو شوق خبر پر اور فرماتے تھے کہ چھلکون کی قیمت اُن کے مغزون سے ہوتی ہے اور
مردون کی قیمت اُن کی عقلون سے اور مکانون کی قیمت اُن کے مکین سے اور غلامونکی عزت
اُن کے مالکون سے اور دوستون کو فخر اپنے دوستون سے ہوتا ہے اور محبت کے آثار جب
پھیلتے ہین تو ایک گروہ کو مار ڈالتے ہین اور ایک کو زندہ کر دیتے ہین اور اسرار کو فاش
کر دیتے ہین اور آثار مختلف ظاہر کرتے ہین **نقل** شیخ ابو حفص عمر آپکے صاحبزادہ کہتے تھے کہ
ایکبار شیخ زغیب رحبی میرے والد کی ملاقات کو آئے صبح کی نماز کے بعد آپ چوکھٹ پر بیٹھے
ہوئے تھے اور آپکے سامنے تکیہ رکھا ہوا تھا اُنھون نے پہونچکر سلام کیا اور ایک طرف
بیٹھ گئے دیر تک بیٹھے رہے مگر میرے والد کچھ نہین مخاطب ہوئے تب شیخ زغیب نے اپنے
دل مین کہا کہ مین تو رحبہ سے ان کے پاس آیا اور یہ تکیہ مین مشغول ہین کچھ بات ہی نہین
کرتے آپ نے فوراً اُن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے زغیب مین مامور ہون اس امر پر کہ تم مین جو
یہ عادت اعتراض کرنے کی ہے اسکی تمکو کچھ سزا دون تو بتاؤ کہ تمکو ظاہری نقصان منظور ہے

یا باطنی اُنھون نے کہا کہ ظاہری آپ نے انگلی سے اشارہ کیا فوراً اُنکی ایک آنکھ بہہ کر رخسارہ پر آگئی اُنھون نے اُٹھکر زمین بوسی کی اور رحبہ چلے گئے بعد دو برس کے مین نے اُن کو کہ مین دیکھا تو اُن کی دونون آنکھین اچھی تھین مین نے پوچھا کہ یہ کیا کہنے لگے کہ مین اپنے وطن مین ایک جگہ مجلس سماع مین تھا وہان ایک شخص تمھارے والد کا مرید تھا اُس نے میری آنکھ پر اپنا ہاتھ رکھدیا جب سے وہ اچھی ہو گئی اور جب تمھارے والد نے انگلی سے میری آنکھ کی طرف اشارہ کیا تھا اور وہ بہہ کر رخسارہ پر آگئی تھی تو اللہ نے میری چشم بصیرت کھولدی جس سے مین نے اسرار و عجائب قدرت الٰہی دیکھے **نقل** شیخ ابی الفرج محمد بن علی حرانی معروف بابن القبیطی کہتے تھے کہ آپکے زمانہ مین حران مین مسجد بنائی گئی لوگون نے جب محراب بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مہندس سے پوچھا کہ قبلہ اسطرف ہے اُس نے کہا نہین بلکہ اُس طرف آپنے فرمایا کہ دیکھ کعبہ تو تیری طرف دیکھ پڑتا ہے اُس نے جو دیکھا تو اسی طرف اسکو کعبہ دکھائی دیا۔ کوئی حجاب نہ تھا صاف نظر آتا تھا مہندس بے ہوش ہو کر گر پڑا **نقل** شیخ ابو الفتح نصر اللہ بن قاسم حرانی آپکے خادم بیان کرتے تھے کہ مجھ سے شیخ ابو المعلی عالم بن یعلی تکریتی تاجر کہتے تھے کہ مین نے ایک مرتبہ یمن سے دریائے شور مین سفر کیا جب بحر ہند کے وسط مین پہونچا تو ایک بار ہوا تیز چلی اور ہر طرف سے موجین تھپیڑے مارنے لگین اور کشتی کی لکڑیان ٹوٹ گئین مین ایک تختہ پر بیٹھا ہوا ایک جزیرہ مین آلگا وہان اترا تو دیکھا کہ نہایت پرفضا جگہ ہے اور اسمین ایک مسجد بنی ہے اندر جو گیا تو دیکھا کہ چار آدمی بیٹھے ہین مین نے اُن سے سلام علیکم کی اُنھون نے جواب سلام دے کر میرا حال پوچھا مین نے اُن کے پاس بیٹھ کر سب بیان کیا وہین بیٹھا رہا دیکھا تو اُن کو اللہ کی طرف نہایت متوجہ پایا جب عشاء کا وقت ہوا دیکھا کہ آپ تشریف لائے وہ سب لوگ مودبانہ اُٹھے اور سلام کیا آپ نے امام ہو کر نماز پڑھائی اور سب لوگ طلوع فجر تک وہین رہے اُسوقت مین نے آپ کو مناجات کرتے اور روتے پایا دیکھا کہ اس قدر بارش انوار ہے کہ جس سے سارا مکان روشن ہے پھر آپ مسجد سے یہ شعر پڑھتے ہوئے نکلے ؎

سَیْرُ الْمُحِبِّ اِلَی الْمَحْبُوبِ اِعْجَالُ	وَالْقَلْبُ فِیْہِ مِنَ الْاَھْوَالِ بَلْبَالُ
اَطْوِی الْمَھَامِہَ مِنْ قَفْرٍ عَلٰی قَدَمٍ	اِلَیْکَ یَدْفَعُنِیْ سَھْلٌ وَّاَجْبَالُ

لے عاشق کی سیر معشوق کی طرف دوڑنا ہے اور دل بوجہ ہولون کے سخت بیقرار ہے لپٹتا ہون بیابانون کے میدانون کو اپنے قدم سے گر تیری طرف مجھ کو سب بھگتے ہین نرم زمین اور پہاڑ ۱۲

مجھ سے وہان لوگون نے کہا کہ تم حضرت کے ساتھ چلے جاؤ مین بھی چل کھڑا ہوا آپ
دریا اور خشکی اور پہاڑ و آبادی طے کرتے ہوئے جا رہے تھے اور ہر قدم پر مین نے سنا کہ
آپ کہتے تھے یارب حیات کن لحیات جب حران مین پہونچے تو صبح کی نماز کا وقت تھا
نقل شیخ عبدالمنعم بن علی بن نقیل حرانی کہتے تھے کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ ایک بار
آپ حج کو گئے اثناء راہ مین آپ اور سب لوگ ایک ببول کے درخت کے سایہ مین جا کر ٹھہر گئے
آپ کے خادم نے عرض کیا کہ اگر اسوقت رطب یعنی تر چھوارے ملتے تو بہت اچھا ہوتا فرمایا اس
درخت کو ہلاؤ اُس نے کہا یہ تو ببول کا درخت ہے اس مین کانٹون کے سوا چھوارے
کہان آپ نے فرمایا ہلاؤ تو اُس نے ہلایا تو چھوارے گرے اور سب نے خوب کھائے اور
چل کھڑے ہوئے۔ **نقل** شیخ احمد بن محمد انصاری حرانی حنبلی کہتے تھے کہ میرے والد بیان
کرتے تھے کہ مین ایک بار آپ کی خدمت مین حاضر تھا کہ اتنے مین وہان شیخ ابوالفرج عبدالوہاب
بن عبدالعزیز موصلی آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ مین موصل کے ایک جنگل مین تھا پانی برسنے
لگا مجبور ہو کر ایک خراب قبہ مین چلا گیا دیکھا تو اُس قبہ کے مقابل ایک گھر بالون کا بنا ہوا ہے
اُس مین جو گیا تو دیکھا کہ ایک شیخ کردی ہے اور ایک بوڑھیا انھون نے مجھ سے کہا مرحبا
یا ابوالفرج مین نے کہا تم نے مجھے کیسے پہچانا کہنے لگے کہ مین تم کو پہچانتا ہون اُس بوڑھیا کو
پردہ مین کر دیا اور مجھ سے کہا بیٹھو مین اس رات کو وہین رہا دیکھا تو نہ وہ شخص سویا نہ اُس نے
کھانا کھایا اور نہ وضو کیا بلکہ رات بھر نماز مین پڑھتا رہا اور جب مجھے کوئی خطرہ آتا تو وہ چیخ پڑتا کہ
اے ابوالفرج اس خطرہ کو چھوڑ اور ذکر مین مشغول ہو مین نے اُس کے ساتھ مغرب اور عشا
پڑھی جب صبح ہوئی تو مین نے کہا کہ نماز پڑھائیے اُنھون نے بڑھ کر نماز پڑھائی مگر سورہ فاتحہ
جیسی میرا دل چاہتا تھا ویسی نہ پڑھ سکے جب نماز سے فراغت ہوئی تو مین نے کہا اگر آپ سورۂ فاتحہ
ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تو خوب ہوتا انھون نے کہا مین نہین جانتا تم کیا کہتے ہو اللہ تعالیٰ ہر شب کو مجھ سے
صبح تک فرماتا ہے کہ اے میرے دوست تو میرا ہو جاتا کہ مین تیرا ہو جاؤن اور مجھ سے الگ
نہ ہٹ ورنہ مین کھو جاؤنگا مین اُن کے اس بیان پر رو دیا اور واپس آیا پھر کئی مرتبہ وہان
گیا مگر نہ وہ گھر ملا نہ وہان کوئی آدمی آپ حران مین رہے اور وہین شب چارشنبہ سلخ ماہ جمادی الاخری
کو سنہ پانسو اکاسی مین انتقال فرمایا اور حران کے بیرونی حصہ مین دفن ہوئے وہین آپکا مزار ہے

سلہ اے رب حیات کے تو حیات کے لیے ہو جا ۱۲

صاحب[۱] اسیح سران نے آپ کی بہت سی حکایات لکھی ہین نقل شیخ ابو الحسن کہتے تھے کہ مین نے آپ کو کہتے ہوے سُنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اس وقت سلطان العارفین ہین اور شیخ ابو العباس احمد یحیی بن برکت بغدادی مشہور با بن الدبیقی کہتے تھے کہ مین نے آپ سے سُنا کہ اسوقت اللہ تعالی حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی برکت سے پانی برساتا اور بلا دفع کرتا ہے اور وہ اس وقت سید الاولیاء والمقربین ہین رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین

ذکر حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق القرشی البطائحی رضی اللہ عنہ

آپ بطائح کے اکابر مشائخ واعیان عارفین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ واحوال فاخرہ و فتح موفق وکشف مشرق آپکے ابتدائی حالات ایسے تھے جو کمتر کسی کے سنے گئے اور حالات انتہائی ایسے جو بیان مین نہین آسکتے تمام مشائخ آپکی تعظیم واحترام کرتے تھے آپ نہایت متواضع و مودب اور محب اہل علم اور زاہد و متورع شریف الاخلاق جمیل الصفات تھے آپکے ارشادات بہت نفیس ہوتے تھے فرماتے تھے کہ ایمان سے مراد توحید کا اقرار کرنا ہے جسکی علامت یہ ہے کہ موحدین کا طریقہ پسند کرے اور عقد اس کا بیچون کے دلون مین ہوتا ہے اور معرفت اسکی عارفون کے اسرار مین اور جب قلب قدرت دیکھنے کے لیے کھلتا ہے تو زبان وحدانیت کے ذکر سے متحرک ہوتی ہے کیونکہ عارف کی نظر اُس دل کی طرف ہوتی ہے جسمین شوق کی آگ روشن ہوتی ہے یا عارف کی روشنیان چمکتی ہین اور فرماتے تھے کہ اولیاء کے قلوب معرفت کے ظروف اور عارفین کے قلوب محبت کے ظروف اور محبین کے قلوب شوق کے ظروف ہین اور مشتاقین کے قلوب انس کے اور مستانسین کے قلوب مشاہدہ کے اور مشاہدین کے قلوب فوائد الہیہ کے اور ان مین سے ہر ایک کے آداب ہین جو شخص اُن کا خیال نہین رکھتا ہے وہ ہلاک ہوجاتا ہے اور فرماتے تھے کہ غافلین عیش کرتے ہین اللہ کے حلم مین اور ذاکرین رحمت حق مین اور عارفین لطف حق مین اور صادقین قرب حق مین اور محبین بساط انس حق مین وہی اُنھین کھلاتا اور پلاتا ہے اور فرماتے تھے کہ محبت وہ دریا ہے جس کا کنارہ نہین اور وہ رات ہے جسکی سحر نہین اور وہ غم ہے جس مین خوشی نہین اور وہ بلا ہے جسمین صبر نہین اور وہ مراقبہ ہے جسمین محافظت نہین اور وہ یاد ہے جسمین فراموشی نہین اور وہ شغل ہے جس مین

[۱] بہجۃ الاسرار مین مرزوق ہے ۱۲ منہ

فراغت نہین اور وہ رنج ہے جسمین راحت نہین اور وہ وجد ہے جسمین آہ و نالہ نہین اور وہ
شوق ہے جسمین قرار نہین اور وہ بیماری ہے جسکی دوا اور شفا کوئی سوا دیدار معشوق کے نہین
اور حب وہ ہے جسکی ابتدا غم ہے اور فائدہ اُس کا بیماری اور انتہا اُسکی موت جس نے اُسے
چکھا اُس نے پہچان لیا اور جس نے پہچانا اُس نے اُس سے الفت کی اور جس نے الفت کی
اُس نے تعریف کی اور عشاق قائم بحق ہین ایک مقام مین اگر ایک قدم بڑھین تو ڈوبین اور اگر
ہٹین تو حجاب مین پڑین **نقل** شیخ ابوحفص عمر بن صدق بیجی واسطی[1] بیان کرتے تھے کہ آپ
ابتدا حال مین بطائح مین گیارہ برس تک سیر کرتے رہے نہ کسی سے آپ سے دوستی
تھی نہ کسی کے یہان رہتے تھے مباح چیز کبھی کچھ کھا لیتے تھے ہر شروع سال مین ایک
شخص آکر آپ کو صوف کا ایک جبہ پہنا جاتا تھا سال بھر تک وہی آپ پہنے رہتے تھے ایک
رات کو آپ تہجد پڑھتے تھے کہ آپ پر تجلی جلالی ہوئی اُسی وقت آپ آسمان سے نگاہ لڑا کر
گر پڑے اور بیہوش ہو گئے سات برس تک اسی حال مین پڑے رہے نہ کھایا نہ پیا نہ
کسی بات کی ہوس ہوئی پھر جب اس سے افاقہ ہوا اور احکام بشریت کی طرف پلٹے تو آپ کو
حکم ہوا کہ اپنے مکان جاؤ تمھاری بیٹھک مین ایک لڑکا ہے اب اُس کے ظہور کا وقت آگیا ہے
آپ اپنے گاؤن آئے اور دروازہ کھٹکھٹا کر بی بی کو پکارا اُنھون نے پوچھا کیون آئے
اُنھون نے سبب بتایا اُنھون نے کہا کہ اگر تم نے ایسا کیا اور پھر چلے گئے تو خوف ہے کہ لوگ
مجھے زانیہ کہین گے کسی کو کیا معلوم ہو گا کہ تم آئے تھے اور لڑکا تمھارا ہے یہ اپنے گھر کی چھت
پر چڑھ گئے اور بآواز بلند گاؤن والون سے کہا کہ اے لوگو مین عثمان بن مرزوق ہون مین سوار
ہوتا ہون تم بھی سوار ہو اللہ نے وہ آواز اُن کی گاؤن بھر مین پہنچا کر اُن کا مطلب سبکو سمجھا دیا
اُس گاؤن مین جو شخص اُس رات کو اپنی بی بی سے ہم بستر ہوا اُس کے یہان لڑکا صالح پیدا ہوا
پھر آپ وہان سے اپنے مکان مین جو بطیحہ مین تھا چلے گئے اور آسمان کی طرف مُنھ کیے سات
برس تک کھڑے رہے اس عرصہ مین آپ کے بال اسقدر بڑھ گئے کہ پیرون تک آگئے بلکہ انکے
گرد گھانس اُگ آئی سب درندہ اور جانور وحشی ان سے الفت کرتے تھے اور چڑیان بھی آکر
جمع ہوتی تھین جب ان کو اس حالت سے بھی افاقہ ہوا تو اتنی مدت یعنی چودہ برس کے
فرائض ادا کیے اکثر گئے ان کے پاس اور جانورون درندون کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور

[1] من ایک قبیلہ ہے بنی اسد سے اور واسط ایک شہر ہے عراق مین ۱۲ منتہی الارب

وہ جانور کتون کو ستاتے نہ تھے **نقل** ایک شخص اہل بطائح سے ایک دبلا بیل گھسیٹتا ہوا شیخ
احمد رفاعی کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ یا حضرت میری اور میرے بچون کی روزی اسی
بیل کی کمائی سے ہے اور اب یہ کمائی کے قابل نہین رہا دعا کیجیے کہ اس مین قوت آوے
اور اسکی کمائی مین برکت ہو شیخ احمد نے اُس سے آپ کا نام لیا کہ اسکو اُن کے پاس لیجاؤ
اور میری طرف سے سلام کہکر اُن سے اپنا مطلب کہو وہ شخص اُس بیل کو گھسیٹتا آپ کے
پاس لے آیا دیکھا کہ آپ بیٹھے ہین اور چند شیر آپ کے سامنے سر ڈالے ہوے بیٹھے ہین وہ
شخص ڈر کر سامنے آنے سے رُکا آپ نے اس سے فرمایا کہ چلے آؤ وہ آپ کے پاس گیا
آپ نے پہلے ہی فرمایا وعلیٰ اخی الشیخ احمد السلام ختم اللّٰہ لی ولہ بالخیر[1] بعد اس کے
آپ نے شیر سے للکار کر کہا کہ اُٹھ اور اس بیل کو شکار کر شیر اُٹھا اور شکار کرکے کھا لیا پھر آپنے
دوسرے شیر سے کہا پھر تیسرے شیر سے کہا غرضکہ ایک شیر کے بعد دوسرے کو آپ کھلاتے
تھے یہانتک کہ وہ ختم ہوگیا اتنے مین بطیحہ کے اندر سے ایک فربہ بیل آکر آپ کے سامنے کھڑا
ہوگیا آپنے اُس شخص سے فرمایا کہ اُٹھ اور یہ بیل اسکے عوض لیجا اُس نے لے لیا مگر دل مین
کہنے لگا کہ خدا جانے یہ کس کا ہو اور ایسا نہ ہو کہ راستہ مین اس کا کوئی مالک پیدا ہو اور
وہ مجھ سے باز پرس کرے پھر دیکھا کہ ایک شخص نے آکر آپ کا ہاتھ چوما اور کہا کہ یا حضرت
مین نے منت مانی تھی کہ ایک بیل آپ کے نذر کرون گا وہ لایا تھا اور بطیحہ مین تھا مگر اب
معلوم نہین کہان چلا گیا آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے پہونچ گیا دیکھ وہ یہ ہے وہ یہ دیکھ کر آپکے
قدمون پر گر پڑا اور بوسہ دیکر کہنے لگا کہ خدا کی قسم اللہ نے آپ کو ہر چیز کی معرفت دی ہے
اور ہر چیز آپ کو دوست رکھتی ہے یہانتک کہ جانور بھی آپنے فرمایا کہ دوست اپنے دوست
سے کوئی چیز چھپاتا ہی نہین اور جس نے اللہ کو جان لیا اُس نے ہر چیز کو جان لیا پھر آپنے
اُس شخص سے جو بیل لیے جاتا تھا فرمایا کہ تجھے یہ خیال آتا تھا کہ میرا بیل تو ہلاک ہوگیا خدا
معلوم یہ بیل کس کا ہے کہین کوئی دعوی نہ کردے وہ یہ سُن کر رونے لگا آپ نے فرمایا کہ
تجھ کو نہین معلوم کہ مین تیرے دل کی بات کو بھی جانتا ہون لے جا اللہ اس بیل مین تجھے
برکت دے گا وہ لیکر چند قدم چلا تھا کہ اُسے پھر خطرہ آیا کہ کہین مجھے یا اس بیل کو راستہ مین
شیر نہ ملے آپ نے پکار کر اُسکے متعلق پھر ٹوکا اُس نے عرض کیا کہ بے شک مجھے یہ خطرہ

[1] اور میرے بھائی شیخ احمد پر سلام خاتمہ بخیر کرے اللہ میرا اور اُن کا ۱۲

آیا ہے آپنے اپنے سامنے والے شیر سے فرمایا کہ اسکو جاکر پہونچا دے اُس شخص کا بیان ہے کہ وہ
شیر میرے داہنے بائین چلتا تھا اور جو جانور سامنے آتا تھا اسکو ہٹاتا جاتا تھا یہانتک کہ جس
مقام سے مین گیا تھا وہانتک مجھے پہونچا گیا پھر اُس شخص نے شیخ احمد رفاعی کی خدمت مین آکر
یہ سارا قصہ بیان کیا وہ یہ ذکر فرمانے لگے کہ اب ایسے لوگ کاہے کو پیدا ہونگے پھر اللہ تعالیٰ نے
اُس شخص کو اُس ہیل سے ایسی برکت دی کہ وہ تھوڑے عرصہ مین مالدار ہوگیا **نقل** شیخ ابو محمد
عبد اللطیف بن احمد بن محمد ترشی بغدادی کہتے تھے کہ ایک بار بطیحہ مین سات شکاری آئے
وہان آپ بھی موجود تھے لوگون نے بہت سی چڑیان ماربن وہ سب آپکے سامنے جمع ہوگئین
اور ہر چڑیا شدت ضرب سے مر کر گرتی تھی کسی کی ذبح کی نوبت نہین آتی تھی آپ نے اُن
لوگون سے فرمایا کہ یہ چڑیان تو تم کو کھانا حلال نہین ہین اور نہ تم مین سے کسی کو کھانا چاہیئے
اُنھون نے کہا کیون آپ نے فرمایا کہ یہ مردہ ہین ذبح نہین ہوئی ہین سب نے تمسخرًا کہا کہ
پھر تم ان کو جلا دو آپ نے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا یا اللہ ان کو جلا دے تو ہی گلی ہوئی ہڈیون کا جلانیوالا
ہے وہ سب زندہ ہو کر اڑ گئین شکاری دیکھتے رہ گئے اور سب نے توبہ کی کہ اب ایسا خیال کبھی
کسی بزرگ کے متعلق نہ کرینگے **نقل** آپ کی خدمت مین بطائح سے دو شخص ایک اندھا اور دوسرا
مجذوم اس غرض سے آئے کہ آپ ان کے واسطے دعائے صحت کرین اُن سے ایک شخص
تندرست سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا کہان جاتے ہو اُنھون نے بیان کیا اُس نے کہا
کہ یہ صاحب کیا اپنے وقت کے حضرت عیسیٰ ہین واللہ اگر تم اچھے ہوگئے تو مجھے بھی یقین آئیگا ورنہ
سب ڈھکوسلا ہے یہ اعتراض کر کے وہ شخص انکے ساتھ آپ کی خدمت مین آیا جب وہ تینون شخص
آپ کی خدمت مین پہونچے تو آپ نے فرمایا اے نابینائی اور اے جذام تم ان دونون سے
منتقل ہو کر اس شخص کو ہو جاؤ اُسی وقت اندھا بینا اور مجذوم تندرست ہوگیا اور وہ اندھا اور
جذامی ہوگیا آپ نے فرمایا کہ اب چاہے سچا کہو یا جھوٹا وہ سب وہان سے واپس آکر ہر ایک
اسی حال مین مرگئے آپ قدیم سے بطائح مین رہے اور وہین بڑی عمر پاکر انتقال کیا اور
وہین دفن ہوئے حالت حیات مین آپ فرماتے تھے کہ میری روح مجھے بلاتی ہے لہذا
قبول کر اور وفات کے قریب لبیک کہکر انتقال کیا بعضے مشائخ نے آپکو وفات کے بعد خواب
مین دیکھکر پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا کیا پوچھتے ہو جب میری موت قریب ہوئی تو

سلہ بالضم منسوب ہے سپر بنانے والے کی طرف ۱۲ منتہی الارب

مجھ سے اللہ نے فرمایا کہ اے میرے بندہ مین نے کہا لبیک اور لبیک کہتے ہی میری روح نکل گئی نقل شیخ ابو الغنائم المقدام بن صالح بطائحی بیان کرتے تھے کہ ایک شخص اصحاب حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے بغداد سے بطائح مین آپ کی ملاقات کو آیا آپ نے اُس سے پوچھا تم کہان سے آئے اُس نے کہا بغداد سے اور مین حضرت شیخ عبد القادر کے خادمون مین ہون آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اس وقت بہترین اہل زمین ہین رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین

ذکر حضرت شیخ ابو الثنا محمود بن عثمان بن مکارم النعال البغدادی الازجی[1] رضی اللہ عنہ

آپ بڑے صالح اور اخیار زمانہ سے تھے نہایت زاہد اور متورع اور بڑے باہیبت وبااخلاق صائم الدہر تھے ہر رات ودن مین ایک قرآن ختم کرتے تھے اور اپنی پھوپھی کے کاتے ہوے سوت سے گذر کرتے تھے آپ سے بہت لوگون نے نفع اُٹھایا حافظ ابن رجب اپنے طبقات مین لکھتے ہین کہ آپکی کنیت ابو الثنا رتھی اور بعضی ابو الشکر کہتے تھے اور لقب ناصر الدین تھا آپ سنہ پانسوتئیس مین بغداد مین پیدا ہوے اور وہین قرآن پڑھا اور حدیث سنی شیخ ابی الفتح بن البطی سے اور مختصر خرقی یاد کیا اور شیخ ابی الفتح بن المنی سے بھی پڑھا اور مدتون حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹھائی اور انھین سے ادب سیکھا آپ کی عادت تھی کہ آپ فقہ وتفسیر اکثر دیکھا کرتے تھے اور اپنی خانقاہ مین جہان اہل دین اور فقہا اور فقرا اور صلحا وغیرہ کا مجمع رہتا تھا وعظ کہتے تھے شیخ ابو الفرج بن الحنبلی کہتے تھے کہ سنہ بہتر مین جب مین بغداد آیا تو خانقاہ مین اُترا اُس مین کوئی جگہ خالی نہ تھی مین نے وہین ایک گھر بنوایا اور رہا آپ اور آپکے اصحاب امور منکر کو منع کرتے تھے اور شراب پھینکدیتے اور پینے والون کو بہت تنبیہ کرتے یہانتک کہ ایک گروہ امراد کو ایکبار بہت تنگ پکڑا اور ان مین اور اُن مین اسی سبب سے ایسا فساد ہوا کہ کئی مرتبہ مار پیٹ کی نوبت آئی غرضکہ آپ امور دین مین بہت سخت تھے بہت لوگ آپ کو شحنۃ الحنابلہ بھی کہتے تھے آپ کی وفات شب چارشنبہ دسوین صفر سنہ چھ سو نو مین ہوئی اور اُسی شب مین اپنی خانقاہ مین دفن ہوے رضی اللہ عنہ

---

[1] بالفتح باب الازج ایک محلہ ہے بغداد مین ۱۲ منتہی الارب

ذکر حضرت شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بن ابی العز البزاز رضی اللہ عنہ

آپ بغداد مین اعیان اصحاب حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ
واحوال فاخرہ تمام لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور آپ کے فیض صحبت سے
ایک گروہ مقامات زہاد وعباد پر پہونچے آپ خود کثیر العبادت والمجاہدہ سلیم الباطن والظاہر تھے
چہرہ سے انوار طاعت تابان تھے جب محبت کا بیان کرتے تو دانتون کے بیچ سے نور نکلتا
اور رخسارون پر سرخی ظاہر ہوجاتی تھی اور جب خوف کا بیان کرتے تو رنگ روتغیر
ہوجاتا اور عبرت سے کانپنے لگتے آپ نے حدیث شیخ ابی القاسم سعید بن البنا اور شیخ
ابی الفضل محمد بن ناصر الدین حافظ اور شیخ عبد الاول سجزی وغیرہم سے سنی اور بہت وجیہہ الصورت
اور ملیح الخلق تھے علامہ محب الدین بن النجار اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ عمر بن مسعود بن ابی العز البزاز ابی
ابو القاسم البزاز اعیان اصحاب حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ سے تھے حضرت
کی صحبت بابرکت مین مدت دراز تک رہے اور آپ ہی سے فقہ پڑھی اور حدیث سنی آپکے
ساتھ ایک جماعت نے اور آپ ہی کے اخلاق وآداب سے متخلق ہوے اور آپ ہی کے
تبع رہے آپ کی ایک دوکان خان صفہ منگل بازار مین تھی جسمین کپڑا بیچا کرتے تھے اور کسب
حلال کی کوشش زیادہ رکھتے پھر سب چھوڑکر حجرہ غربی مسجد مین جو قریب جامع عقیبہ تھا
بیٹھ گئے اور مریدین وطالبین کی زیادتی شروع ہوئی اور بہت نام آور اور مشہور ہوے بہت
لوگ برابر نذرین اور فتوحات لاتے تھے اور آپکے یہان کے فقرا کو دیجاتے تھے آپ کے
ہاتھ پر بہت سے غلامان خلیفہ نے توبہ کی اور خرقہ پہن کر اپنے طریقون کو درست کیا اور بہت
لوگ اُن مین سے مقام زہاد وعباد پر پہونچے آپکی وفات سینچر کے دن چودھوین ماہ رمضان سنہ
چھ سو آٹھ مین ہوئی اور پیدایش سنہ پانسو بتیس یا تینتیس مین اور اپنے زاویہ مین غرب جانب
دفن ہوے حافظ ذہبی کا قول ہے کہ ان سے بہت لوگون نے روایت حدیث بھی کی ہے رضی اللہ عنہ

ذکر حضرت شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی[1] رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشائخ واجلاے عارفین مشہورین عراق سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ و

[1] منسوب نہر خالص کی طرف جو عراق مین ایک شہر ہے ۱۲ قلائد

افعال خارقہ واشارات علیہ کشف مشکلات ومعرفت منازل مین آپ کو ید طولی تھا آپکے متعلق یہ
مشہور ہے کہ آپنے بہت سے ایسے مشائخ سے ملاقات کی ہے جن سے اُن کے زمانہ والون اور
کسی فقیر نے ملاقات نہین کی حضرت شیخ علی ابن الہیتی آپ کے مرشد آپکی بہت تعریف فرماتے
اور اورون پر مقدم کرکے اُن پر فضیلت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اخی شیخ مکارم بن ادریس مرد کمل ہین
لیکن اُن کا کمال میرے مرنے کے بعد ظاہر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا عراق کے بلاد نہر خالص اور
اسکے نواح مین تربیت مریدین انھین پر ختم تھی آپ کی صحبت سے آپکے دو بھتیجے شیخ ابو محمد
عبد المولی اور شیخ ابو الفرج عبد الخالق اور اور بہت سے صلحا ومشائخ مستفید ہوے آپکا کلام
حقائق مین بہت نفیس ہوتا تھا فرماتے تھے کہ مرید صادق وہ ہے جو اپنے دل مین نیستی کا
مزہ پائے اور اپنے دل سے رنج کو دور کرکے جس چیز پر قلم قدرت چل گیا ہے اُسپر ساکن رہے
اور فقیر وہ ہے جسکو صبر ہو اور لالچ کم ہو اور مودب ہو اور اخلاق عمدہ ہون اور اپنے رب کا مراقب
ہو اور اسرار چھپاے اور خدا سے ڈرے اور اپنا حال پوشیدہ رکھے اور خدا پر بھروسہ رکھے اور
اپنے حالات مین اللہ ہی کی طرف تضرع رہے اور زاہد وہ ہے جو راحت وریاست کو چھوڑے
اور نفس کو شہوات اور خواہشات سے روکتا رہے اور اپنے سر سے سواے حق کے کسی طرف
متوجہ نہو اور مجاہد فی اللہ وہ ہے جو سستی سے دور رہے اور تفکر اور خشوع اور استقامت اور
حسرت کو لازمی سمجھے اور حقیقت پر عامل رہے اور امور قضا وقدر پر ساکت اور ایذا دہی سے
بچتا رہے اور ملک اعلی سے شرم کرے اور آرام کو ترک کرے اور کوشش سے نہ تھکے اور
مراقب وہ ہے جسکا حزن بہت ہو اور احسان دائم اور غصہ ضبط کرے اور خدا سے ڈرتا رہے
اور مخلص وہ ہے جو اللہ کی رحمت کی بدولت خلق سے نجات پائے اور اپنے سر مین کائنات سے
خالی ہو اور رسید مخلوقات کے احکام کا مطیع ہو اور شاکر وہ ہے جو حاجت کے وقت صبر کرے
اور خاص وعام مین کسی کی طرف رجوع نہ کرے اور دل اُس کا تدبیر واہتمام سے فارغ ہو
نقل شیخ ابو الحسن جوسقی کہتے تھے کہ مین ایک بار آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپ محبت و
شوق کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ اسرار محبین جب وقت ظہور سلطان ہیبت وجلال
کے پراگندہ ہوتے ہین تو اُن کی روشنی سے وہ نور جو اُنکے انفاس کے مقابلہ مین ہوتے
ہین سب بجھ جاتے ہین یہ کہکر آپنے سانس لی تو جس مسجد مین وعظ کہتے تھے اُسکے سب چراغ
بجھ گئے اور وہان اُسوقت تیس اور چند قندیلین روشن تھین پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر کہنے لگے کہ جب

اُنکے اسرار تروتازہ ہوتے ہین تو انوار انس اور جلال کے ہر اندھیرے کو جو اُن کی سانسون کے مقابل ہین ہوتی ہین روشن کردیتے ہین یہ کہکر پھر آپنے سانس لی توسب قندیلین جل اُٹھین **نقل** ایک دن آپ اپنے یارون سے دوزخ اور دوزخیون کے عذاب کو بیان کرنے لگے توسب کے دل ہل گئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے حاضرین مین سے ایک شخص نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سب ڈراتا ہے آگ واگ کچھ بھی نہین ہے تب آپنے یہ آیت پڑھی [۱] ولئن مستھم نفحۃ من عذاب ربك لیقولن یا ویلنا انا کنا ظالمین اور پڑھکر چُپ ہوگئے حاضرین بھی سب خاموش تھے کہ وہ شخص چلا اٹھا کہ غوث غوث اور شدت سے مضطرب ہوگیا دیکھا گیا کہ دُھوان اُسکے مُنھ سے نکلتا تھا اور اُسکی بدبو ایسی تھی کہ جو سونگھتا تھا وہ گر پڑتا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی [۲] ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون فوراً اُس کا اضطراب جاتا رہا اور وہ اُٹھکر آپکے قدمون پر گر پڑا اور نئے سرے سے مسلمان ہوکر اپنا اعتقاد درست کیا اور کہنے لگا کہ مین نے اپنے دل مین ایک آگ کی ایسی دھک پائی کہ قریب تھا کہ میری جان پر آبنے اُسکا دھوان میرے دلمین اُٹھا اور ایسی بدبو آئی کہ قریب تھا کہ میری روح نکل جاوے اور مین نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے [۳] ھذہ النار التی کنتم بھا تکذبون افسحر ھذا ام انتم لا تبصرون واقعی اگر آپ کی برکت شامل حال نہوتی تو مین مر ہی چکا تھا **نقل** شیخ ابو المجد مبارک بن احمد کہتے تھے کہ مین آپ کی خدمت مین حاضر تھا میرے دل مین آیا کہ اگر مین آپ کی کوئی کرامت دیکھتا تو اچھا ہوتا آپنے مسکراکر میری طرف دیکھکر فرمایا کہ عنقریب میرے پاس پانچ آدمی آتے ہین جو ایسے ایسے ہین اُن کی تعریف کی اور جو کچھ اُن پر گذرا وہ بیان کیا اور یہ بھی کہ اُن کی اتنی عمرین ہین اور فلان فلان خواہشین چنانچہ ویسا ہی بعینہ واقع ہوا کہ وہ لوگ آئے اور ویسے تھے آپ ایک شہر مین جو نہر خالص پر بھا رہے وہ مقام مشہور اور اراضی عراق سے ہے وہین مقیم ہوکر انتقال فرمایا اور مزار بھی وہین زیارتگاہ ہے کذا فی قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار مین ہے کہ شیخ ابو محمد رجب بن ابی منصور داری کہتے تھے کہ مجھسے قاضی ابو صالح نصر بن حافظ ابی بکر عبد الرزاق نے بغداد مین بیان کیا کہ مین نے آپ کو کہتے سُنا کہ میری ان آنکھون نے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا سا کسی کو نہین دیکھا رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین

---

[۱] اور اگر پہونچے ان کو ایک بھاپ تیرے رب کے آفت کی تو ضرور کہنے لگین کہ افسوس بیشک ہم گنہگار تھے ۱۲ [۲] اے رب کھولدے ہمسے آفت کو ہم یقین لاتے ہین ۱۲ [۳] یہ وہ آگ ہے جسکو تم جھوٹ جانتے تھے اب بھلا یہ جادو ہے یا تمکو سوجھتا نہین ہے ۱۲

ذکر حضرت شیخ خلیفہ بن موسی النہر ملکی رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشائخ عراق اور عظما رعارفین سے تھے صاحب مقامات فاخرہ وکرامات ظاہرہ اور
رکن صوفیہ ملکہ ائمہ سادات سے علم وعمل اور حال مین آپکے وقت مین آپکے شہر اور اطراف مین
تربیت مریدین آپ ہی کی ذات پر ختم تھی آپ کی صحبت سے بہت سے صاحبان حال فیضیاب
ہوے اور ایک جماعت سلحا آپ سے انتساب رکھتی اور آپکے کلام سے منتفع ہوتی اور برابر
ملاقات کو آتی اور نذرین پیش کرتی تھی۔ آپ کی ذات جمیل الصفات کریم الاخلاق وافر العقل
تبع سنت معظم ارباب علم تھی معارف مین ارشادات آپکے بہت عالی ہوتے تھے فرماتے تھے
کہ آخر قدم زاہدین اول قدم متوکلین ہے اور ہر شے کا ایک حلیہ ہوتا ہے تو صدق کا حلیہ خشوع
ہے اور ہر چیز کی کان ہوتی ہے تو سچائی کی کان زاہدون کے قلوب مین اور ہر چیز کی ایک
علامت ہوتی ہے اور خذلان کی علامت قلب حزین سے نہ رونا ہے اور ہر چیز کا ایک مہر ہوتا
ہے تو جنت کا مہر دنیا ومافیہا کا ترک ہے اور جو اللہ سے توسل اپنے نفس کو مٹا کر کرتا ہے تو اللہ
اُسکے نفس کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اُسکو اپنی طرف واصل کر لیتا ہے اور افضل الاعمال مخالفت
ہوا نفس ہے اور رضا بقضا و قدر ذریعہ ہے درجات معرفت کے حاصل ہونیکا اور جبوقت وادی قلب
مین خوف قائم ہوتا ہے تو وہ شہوتون کو جلا دیتا ہے اور ہر شے کی ایک ضد ہوتی ہے اور نور
قلب کا ضد پیٹ بھر کھانا ہے اور جو شخص انقطاع الی اللہ ظاہر کرے اسپر ما سوا اللہ کا چھوڑ دینا
واجب ہے اور جبکا وسیلہ صدق ہو تو اللہ کی رضا اُس کا جائزہ ہوگی اور ہر چیز پر ایک شاہد
ہوتا ہے اور یقین کا شاہد خوف ہے اور قوی تر سبب اللہ اور بندے کے درمیان مین محاسبہ
و ورع ہے اور مراقبہ تعلیم و ادب و اتباع اور جو چیز انسان کو اللہ کی یاد سے مشغول کردے چاہے
وہ مال ہو یا اولاد یا گھر بار وہ سب اُس کا دشمن ہے اور انسان جو کام ایسا کرے کہ دنیا مین اُسکا
کوئی ثواب نہو تو اُسکی آخرت مین بھی کوئی اجر نہین اور جب بندہ بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے تو
صاف ہوتا ہے اور جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو اندھا ہوتا ہے اور جو اپنے نفس کی قیمت چاہے
اُسکو مناجات کی لذت نہین ملتی اور قناعت رضا کے ساتھ بجائے ورع کے ہے زہد کے ساتھ
اور جو شخص قیمتی عبائین پہنے اور اُسکے دل مین اس سے زاید کی خواہش ہو تو اُس کا باطن ظاہر
کا مخالف ہوگا اور جب دل مین شہوت نہ رہی تو اُس شخص کو زاہدون کا لباس پہننا درست ہے

اور جسوقت ذرا وسواس کی آہٹ ہو تو اُسکو فوراً دفع کرنا چاہیے کیونکہ ابغض الاشیا شیطان کے نزدیک مسلمان کا سرور ہے اور دل کی خوبی چار خصلتوں مین ہے ایک تو تواضع للہ کرنا دوسرے فقر الی اللہ اختیار کرنا تیسرے اللہ سے خائف رہنا چوتھے اللہ سے امید رکھنا اور عجب و خودبینی نفس کی یاد سے پیدا ہوتی ہے اور خوف انسان کو اللہ تک پہونچاتا ہے اور عزور اُس سے قطع کرلیتا ہے اور تفویض کہتے ہین کسی چیز کے علم کو رد کرنا اُس کے جاننے والے کی طرف تو تفویض مقدمہ رضا اور رضا باب اعظم ہے اور طاعت پر صبر چاہیے تاکہ اُسپر ندامت فوت نہو اور غصہ پر صبر چاہیے تاکہ اُس پر اصرار سے نجات ملے اور اصل تعلق اور نیک کے ساتھ فضل الٰہی ہے اور جس نے اپنے نفس کی مصاحبت کی اُس نے عجب کو اپنا مصاحب کیا اور توفیق کی علامت یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے اور مردود ہونے سے ڈرتا رہے اور خذلان کی علامت یہ ہے کہ نافرمانی کرے اور مقبولیت کی امید رکھے **نقل** شیخ ابو الحسن علی قرشی کہتے تھے کہ مین نے شیخ ابو سعید قیلوی کو کہتے سنا کہ ایک بار مین توحید کے ایک مقام پر پہونچا اُس مین مجھے قرار نہوا اور ایک ایسا نازلہ حکمی نازل ہوا جسکی قطع کی قدرت نہ رہی اور نہ یہ شعور رہا کہ یہان مجھے کیا کرنا چاہیے تب مین نے شیخ خلیفہ کے نفس سے استغاثہ کیا اور اپنی اور اُنکی ہمت کو اپنے نفس سے ملاکر اُس نازلہ اور مقام کو قطع کیا اُسوقت سب احکام توحید مجھے کھل گئے اور یہ میرے اصحاب مین بہت عالی ہمت اور باکرامت اور جدید النظر ہین پھر مین نے آپ سے اُس کے متعلق پوچھا تو آپ نے بھی کہا کہ جب میری ہمت اُن کی ہمت سے ملی اور اُن کے سر نے میرے سر کو جذب کیا تو ایک دروازہ کھل گیا جسکی وسعت مین نہین کہہ سکتا کہ کتنی تھی تو جب مجھکو اور کوئی بات غیبی مشکل معلوم ہوتی ہے یا درجات عالیہ کی سیر مین کہین توقف ہوتا تو اس استناد اور جذبہ کی طرف رجوع سے میری تنگی رفع ہوجاتی ہے اور اور مشکلات حل ہوجاتے ہین **نقل** ابن فوقا کہتے تھے کہ مجھ سے میرے بعضے اصحاب صلحاء بغداد نے بیان کیا کہ وہ ایک شب سحر کے وقت جاگے اور اللہ سے معاہدہ کیا کہ مین جامع رصافہ مین متوکلانہ اسطرح سے بیٹھونگا کہ کسی کو علم نہوگا چنانچہ تین روز تک وہان بیٹھا مگر اتفاق سے کوئی نہ آیا اور نہ کچھ کھانے پینے کی نوبت آئی شدت سے بھوک لگی اور خوف ہوا کہ کہین گر نہ پڑون اور یہ کچھ اچھا نہ معلوم ہوا کہ محض نفس کے واسطے مسجد سے باہر جاؤن اور خواہش یہ ہوئی کہ اگر بھنا ہوا گوشت اور گیہون کی روٹی اور حلوا سے ملتے تو اچھا تھا اسی خیال مین تھا کہ محراب کی دیوار شق ہوئی اور اس سے

ایک شخص نکلا جسکی قطع بالکل اہل سواد کی سی تھی اُسکے ہاتھ مین ایک کپڑا تھا وہ اُس نے
میرے سامنے رکھدیا اور کہا کہ تم سے شیخ خلیفہ کہتے ہین کہ اپنی خواہش کی چیز کو کھاؤ اور یہان سے
نکل جاؤ تم متوکل نہین ہوا اور یہ کہکر وہ شخص غائب ہوگیا مین نے وہ کپڑا کھولا تو اُسمین جو کچھ
مجھے مطلوب تھا وہی موجود پایا مین نے کھایا اور وہان سے اُٹھکر نہر الملک مین آپ کی خدمت
مین حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی آپ نے کہا کہ کسی شخص کو متوکل بن کر بیٹھنا نہین چاہیے جب تک
کہ اُس کا ظاہر اور باطن تعلقات سے فارغ نہو ورنہ وہ ترک اسباب مین عاصی ہوگا
آپ اصل مین ایک گانون کے رہنے والے تھے جسکو قریۃ الاعراب کہتے ہین اور وہ نہر الملک
کے اطراف سے ہے پھر نہر الملک مین آکر رہے اور وہین مُسن ہوکر انتقال فرمایا مزار بھی وہین ہے
اور وہان آپ کی شہرت بہت ہوئی **نقل** جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو پہلے التحیات
پڑھی اور کلمہ پڑھا بعد اُس کے بہت خوش ہوکر فرمایا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین
اور یہ اُن کے اصحاب اور سب حضرات مجھے بشارت دیتے ہین کہ اللہ مجھ سے راضی ہے پھر
فرمایا کہ ملائکہ مجھے اللہ کے پاس لے جانے مین عجلت کرتے ہین پھر ہنس کر فرمایا کہ جب
اللہ تعالی بندہ مسلمان پر اُسکی قبض روح کے وقت تجلی فرماتا ہے تو وہ بشاش ہوتا ہے
پھر یہ آیت یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ[1] پڑھکر انتقال فرمایا
نقل جب آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کا تہیہ ہوا تو ایک آواز بلند سب طرف سے سنی گئی جسکا
پکارنے والا معلوم نہوا اور وہ آواز یہ تھی کہ اے مسلمانون کی جماعت نماز پڑھو حبیب قریب
پر اور وہ جمعہ کا دن تھا **نقل** شیخ ابن دبیقی کہتے تھے کہ مین نے خود آپ کی زبان سے
سنا کہ ایک مرتبہ مین بلاد سواد مین گیا وہان ایک شیخ وقت کو ہوا مین بیٹھا دیکھا مین نے
بعد سلام اُن سے پوچھا کہ آپ ہوا مین کیون بیٹھے ہین فرمایا کہ مین نے چونکہ ہوا کی مخالفت
کی اور تقوی اختیار کیا اس واسطے ہوا مین بیٹھا وہان سے پھر مین حضرت شیخ عبد القادر
رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گیا دیکھا تو وہ بھی قبلہ ہوا مین بیٹھے تھے اور وہی شخص
جسکو پہلے مین نے ہوا مین دیکھا تھا حضرت کے روبرو مودب بیٹھا ہے آپ نے اُس سے
باتین کین اور اُس نے کچھ احکام حقائق آپ سے پوچھے پھر معارف مین دونون نے کچھ
باتین کین جو میری سمجھ مین نہین آئین بعد اسکے حضرت اُٹھکر باہر چلے گئے اور وہ شخص تنہا رہا

[1] اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ۱۲

تب مین نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو تو مین نے ابھی وہان دیکھا تھا اُنھون نے کہا کہ یہ خدا کے
حبیب مقرب ہین مین ان کے پاس استمداد کے لیے آتا ہون مین نے کہا کہ اسوقت جو آپ سے
اور ان سے باتین ہوئین وہ مین کچھ نہین سمجھا اُنھون نے کہا ہان ہر مقام کے احکام ہوا کرتے
ہین اور ہر حکم کے معنی خاص اور ہر معنی کی عبارت خاص جس سے وہ معنی تعبیر کیے جاتے ہین
تو عبارت وہی شخص سمجھتا ہے جو معنی سمجھتا ہو اور معنی بھی وہی سمجھتا ہے جو اُسکے حکم مین ہو اور حکم
مین بھی وہی متحقق ہوتا ہے جو اُسکے مقام کو پہونچا ہو مین نے کہا کہ ایسا ادب جو آپنے حضرت شیخ
عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا کیا ایسا تو مین نے کسی کو کسی سے کرتے نہین دیکھا کہنے لگے کہ مین کیسے
ادب نہ کرتا آپ ہی نے تو مجھے ولی اور متصرف بنا دیا مین نے کہا یہ کیسے کہنے لگے کہ مجھے حضرت
ہی نے سو مردان غیبی کا جو ہوا مین رہتے ہین اور اُن کو کوئی اور نہین دیکھتا سو اُن لوگون کے
جنکو اللہ دکھا دے پیشوا کیا اور اُن کے احوال پر متصرف کر دیا جا ہے اُن کو مین قبض دون یا بسط
اور یہ آیت پڑھی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ابن دیبقی کہتے تھے کہ آپ کا قول ہے کہ شیخ
عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے امر کو اولیا و ابرار و ابدال مین مقید کر دیا تو جو زمانہ والے اُن سے
کمتر ہین وہ اُن کے مقلد ہین اور اُنھون نے اطراف زمین سے جسطرف دیکھا اُسکے رہنے والے
انتہا تک مشرق اور مغرب مین اُن کی ہیبت سے ڈر اُٹھے اور اُن کو اُمید ہے کہ اُن کی برکت نظر
سے اُن کے احوال مین زیادتی ہوگی اور اُن کے غلبہ ہیبت سے اُن کے احوال سلب
ہو جائین گے **نقل** شیخ ابوالمسعود حریمی کہتے تھے کہ آپ کو اکثر خواب و بیداری مین جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوا کرتی تھی چنانچہ ایک رات مین آپ نے سترہ مرتبہ
زیارت کی اور انھین زیارتون مین سے ایک مرتبہ کی زیارت مین حضرت نے اُن سے ارشاد فرمایا
کہ اے خلیفہ یہ تیرا ہی نصیب ہے ورنہ بہت سے اولیا میرے دیکھنے کی حسرت مین مر گئے اب
مین تجھے ایک استغفار بتاتا ہون تو اس کو پڑھکر دعا مانگا کر اللّٰھمّ ان حسناتی من عطائك
وسیاتی من قضائك فجد بما انعمت علی ما قضیت وامح ذلك بذلك جلیت ان تطاع
الا باذنك او تعصی الا بعلمك اللھم ما عصیتك حین عصیتك استخفافا بحقك ولا استھانة بعذابك
لكن بسابقة سبق بھا علمك فالتوبة الیك والمعذرة لدیك اور یہ استغفار حضرت امام

لے اور ہم نہین اُترتے ہین مگر تیرے رب کے حکم سے ۱۲ ترجمہ اے اللہ بیشک میری نیکیان تیری بخشش کی بدولت ہین
اور میرے گناہ تیرے حکم سے تو زیادہ کر اپنی نعمتون کو میرے واسطے اور چیزون پر اور اُسکو (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹۵ پر دیکھیے)

زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے بھی مطولاً مروی ہے **نقل** شیخ ابو محمد حسن بن
ابی الحسن علی بن محمد بن احمد تنوخی[1] عراقی نہر ملکی کہتے تھے کہ میرے والد میرے دادا سے نقل
کرکے بیان کرتے تھے کہ ایک سال میرا ایک بھائی حج کرنے کو گیا مجھے اُس سے بہت محبت
تھی اور اسکی جدائی شاق تھی ایک مہینہ اُس کو گئے ہوچکا تھا میرے دل مین آیا کہ خدا جانے
وہ کہان اور کس حال مین ہوگا اس سے تکلیف ہوئی مین آپ کی خدمت مین نہر ملک مین حاضر
ہوا تو وہی اس کا شوق دیدار مجھپر غالب تھا آپ نے فرمایا کیا تم اپنے بھائی کو دیکھنا چاہتے ہو
مین نے کہا کہ ہان مگر وہ کہان ہے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ سے نکالدیا مین نے
دیکھا کہ چند سوار مجھ سے بیس قدم کے فاصلہ پر جاتے ہین ایسا کہ مین اُن کو صاف دیکھتا ہون
اُن مین وہ بھائی بھی موجود ہے اور اپنے اونٹ پر سوار ہے مین کودپڑا کہ اُس کے پاس جاؤن
آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو وہان نہین پہونچ سکوگے اتنے مین دیکھا کہ
وہ بھائی اونٹ پر سے اونگھ کر گرا آپ نے کود کر اسکو زمین پر پہونچنے کے پہلے ہی ہاتھ سے
گونچ لیا اور اونٹ پر بٹھا دیا اور میرے پاس چلے آئے جب سب سوار نگاہ سے غائب
ہوگئے تو آپ اُن سوارون کے راستہ پر آئے اور ایک مندیل اور کوزہ اٹھا کر دونون چیزین
مجھے دین اور فرمایا کہ یہ دونون تیرے بھائی کے گرتے وقت گر گئین تھین اُن کو مین نے
اُٹھا لیا اور تیرے پاس لے آیا مجھے اس واقعہ سے اطمینان ہوا اور وہ دن اور تاریخ مین نے
یاد کر لیا جب وہ حج سے واپس آیا تو مین نے اُس سے پوچھا کہ فلان دن وفلان تاریخ کیا
گذرا تھا اُس نے کہا کہ مین اپنی سواری سے گر پڑا تھا اگر اللہ تعالی رحم نہ کرتا اور حضرت
مجھے پکڑ کر سواری پر نہ بٹھا دیتے تو مین خدا جانے مر جاتا یا کیا ہوتا میرے ذرا بھی چوٹ
نہین لگی آپ مجھکو بیچ ہی سے پکڑ کر سواری پر بٹھا گئے اور پھر خدا جانے خود کہان چلے گئے
اور کہان سے آئے تھے صرف اُس حالت مین دو چیزین ایک مندیل اور کوزہ کھو گیا وہ نہین
ملا خدا جانے کیا ہوا مین نے وہ دونون چیزین نکال کر دکھلائین اُسے بڑا تعجب ہوا پھر مینے
سارا قصہ اپنے اوپر جو گذرا تھا بیان کیا بعد اسکے مین اور وہ نہر خالص مین شیخ مکارم کی

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ (۳۹۴) اس سے محو کردے تو بزرگ ہے اس امر سے بھی کہ تیری اطاعت بغیر تیرے حکم کے کی جائے یا نافرمانی
بلا تیرے علم کے اے اللہ جب مین نے گناہ کیا تو بھی تیرے حق کو خفیف سمجھ کر نہین کیا مگر تیرے عذاب کو ذلیل خیال کرکے
لیکن بوجہ اُس سابقیت کے کہ جو تیرا علم سابق ہوچکا تو یہ بھی تجھ سے ہے اور معذرت بھی تجھ سے ہے ۱۲ منہ

[1] بفتح تا منسوب بہ تنوخ جو یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۲ منتہی الارب

خدمت مین حاضر ہوے اور سب قصہ بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ شیخ خلیفہ بہت بڑے ہین
جب اقامات اُن کے روبرو شل کرہ کے ہین تو زمین کی کیا وقعت ہے جو وہ اُن کے سامنے ذرہ سے
زائد ہو اور جب یہ قصہ گزرا تھا تو اُسوقت آپکے گھر سے اور حاجیون کی منزل سے ایک مہینہ کے
فاصلہ کا راستہ تھا اور ایک شخص اور ربعقوبا مین تھے اُن کا نام بھی شیخ خلیفہ تھا وہ شیخ
علی ابن ادریس رح کے اصحاب سے تھے اُن کا انتقال اپنے شیخ کے پہلے ہوا اور ربعقوبا
مین دفن ہوے اور جب شیخ علی ابن ادریس پر کوئی حال وارد ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ یا اللہ خلیفہ
کے لیے بھی ایسا حال ہونا چاہیے وہ ان شیخ خلیفہ کے بعد تھے رضی اللہ عنہما۔ کذا فی بہجۃ الاسرار

ذکر حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ

آپ اجلاے مشائخ مشہورین اور عظماء عارفین اور اعلامی محققین سے تھے صاحب کرامات
ظاہرہ و احوال فاخرہ و افعال خارقہ و انفاس صادقہ و اشارات روحانیہ و محاضرات قدسیہ
آپ کا طریقہ مراتب قرب مین ارفع اور ادراک قدس مین اعلی تھا اور قدم راسخ تصریف مین آپکا
شمار بھی اُن لوگون مین تھا جنکو اللہ نے متصرف فی الوجود والعالم کیا اور خرق عادات ظاہر
کرایے اور امور عجائب و غرائب اور احکام و فوائد زبان سے کھلوائے اور عامہ خلائق کے قلوب
آپ کی محبت اور ہیبت سے بھر دیے آپ شریف ہاشمی قرشی تھے آثار ولایت و انوار ہدایت
آپ کے چہرہ سے نمایان تھے جو آپ کو دیکھتا تھا اُس کا یہی دل چاہتا تھا کہ آپ ہی کو دیکھے جائے
نقل جب آپ بازار مین جاتے تھے تو آوازین سب کی پست ہو جاتی تھین اور کرنا دھرنا سب
چھوٹ جاتا تھا اور سب لوگ آپ کی زیارت مین مصروف ہو جاتے آپ فرماتے تھے کہ مین نے
قیامت کو دیکھا اور مراتب خلق اور مقامات انبیا اور صور اعمال کو کہ وہ کرنے والون پر کیسے
ظاہر ہوتی ہین اور عالم برزخ دیکھا اور یہ کہ لوگون کے حالات وہان کیا ہو گئے اور ایک ملاقاتی
کو دیکھا اُس نے شکایت کی کہ میرا برا حال ہے اور مجھے اُسکے مرنے کا علم نہ تھا مجھ سے کہا گیا
کہ یہ مر گیا ہے اور فرماتے تھے کہ دنیا جس صورت مین مجھے دکھلائی گئی ہے اُن صورتون مین
سب سے عمدہ صورت وہ تھی کہ وہ ایک عورت کی صورت مین جھاڑو لیکر آئی اور مین جس مسجد
مین تھا جھاڑو دینے لگی مین نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا کہ مین آپ کی خدمت کو آئی
ہون مین نے کہا کہ نہین کہنے لگی ضرور مین نے لاٹھی سے اُسکو مارنا چاہا وہ بڈھیا ہو گئی اور

مسجد مین جھاڑو دینے لگی مین اُس سے غافل ہوگیا پھر دیکھا تو وہ ویسی جوان ہوگئی مین نے پھر قصد کیا کہ اُسکو نکال دون پھر وہ بڑھیا ہوگئی اُسوقت مجھے رحم آگیا مین پھر بھول گیا پھر وہ اسیطرح جوان بن گئی مجھکو پھر اسپر غصہ آیا اُس نے کہا کہ اب جا ہے بڑھاؤ چاہے گھٹاؤ مین تمھاری اور تمھارے اصحاب کی خدمت کرون گی مین چپ ہوگیا اُس روز سے کوئی چیز اسباب مین مجھے دشوار نہین رہی اور فرماتے تھے کہ مجھپر باطن حقائق کلام اللہ مکشوف ہوا ورا سکے اسرار بھی آپنے بہت سے اعیان مشائخ مغرب و مصر کی صحبت اُٹھائی اور بہت سی اُن کی کرامتین دیکھین اور اُن کے ہدایات و واقعات بھی روایت کیے خود آپ کا قول ہے کہ مین نے تقریباً چھ سو مشائخ سے ملاقات کی اور اُن مین سے چار کا متبع ہون ایک شیخ ابو زید قرطبی دوسرے شیخ ابو الربیع سلیمان بن عمر الکتانی مالقی تیسرے شیخ ابو العباس خزرجی چوتھے شیخ ابو اسحق ابراہیم بن طریف رضی اللہ عنہم اور شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ سے بھی ملازمت کی اور اُن کے پاس رہے اور اُن کے مناقب روایت کیے ہین فرماتے تھے کہ بجایہ مین شیخ ابو مدین سے مین ملا اور اُن کے پاس رہا اور اُن کی مجالس مین شریک ہو کر اُن کا کلام سنا اور سب مشائخ آپ کا کلام بھی سنتے تھے اور اُس کی توقیر کرتے تھے شیخ ابو اسحق بن طریف کہتے تھے کہ لوگ قرشی کو میری طرف منسوب کرتے ہین اور اللہ کی قسم مین نے اُن سے زیادہ نفع اُٹھایا اتنا کہ شاید اُنھون نے مجھسے نصف پایا ہوا ور اُن کے سبب سے بہت باتین مجھے مکشوف ہوئین اور شیخ ابو ربیع مالکی کہتے تھے کہ قرشی کے دیکھنے نے مجھے وہ باتین یاد دلادین جو چالیس برس سے مین بھولا ہوا تھا اور مین نے جسطرح قرشی کو ذاکر پایا دنیا کسی کو نہین پایا اور شیخ ابو العباس احمد قسطلانی کہتے تھے کہ مین نے بعضے متبعین قرشی کو کہتے سنا کہ مشائخ قرشی اُس طریقہ کو نہین جانتے تھے جس طریق پر قرشی تھے آپ کے وقت مین ریاست تصوف مصر مین آپ ہی کی ذات پر منتہی تھی اور آپ کی صحبت سے بہت سے اکابر مثل قاضی القضاۃ عماد الدین السکری اور شیخ بہاء الدین ابی الحسن علی ابن ابی الفضائل ہبۃ اللہ المعروف بابن الحریمی اور شیخ ابی الطاہر محمد بن الحسین انصاری خطیب اور شیخ ابی العباس احمد بن علی محمد القسطلانی وغیرہ فیضیاب ہوے اور بہت سے اصحاب حال آپ کے شاگرد تھے اور ایک جماعت صلحا آپ سے انتساب رکھتی تھی اور بہت سے علماء و فقرا آپ کے پاس آتے اور مستفید ہوتے تھے اور دور و دراز کے لوگ بھی آپ کی

ل منسوب بہ مالقہ جو ایک شہر ہے اندلس مین ۱۲ منتہی الارب

زیارت کو آتے تھے کرامتین آپ کی تمام عالم مین مشہور ہوئین اور آپ ظریف کریم جمیل سخی متادب
متواضع محب اہل علم اکرم الشیم شرف الصفات اور شریف قرشی ہاشمی تھے قبل انتقال کے
مدتون مرض جذام مین مبتلا اور اُس سے پریشان رہے شیخ ابو العباس احمد قسطلانی نے آپکے
مناقب مین ایک کتاب جمع کی ہے جس سے اکثر حالات آپکے معلوم ہوتے ہین آپ کا کلام تصوف
اور شریعت مین عالی ہوتا تھا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے کامون مین باادب نہوگا اسکو ان کامون
سے مطلوب نہین ملے گا اور فرماتے تھے کہ ادب کو عبودیت مین لازم رکھنا چاہیے اور کسی چیز سے
تعرض نہ کرنا چاہیے اگر وہ چاہے گا تو تجھے اُسپر ہو پہنچا دیگا اور جو متوکل نہو وہ توحید مین ناقص ہے
اور جو متصوفین کے حالات دیکھ کر کوئی زیادتی نہ پائے تو اُس کا عمل قاصر ہے اور جو حقوق اخوان
کی رعایت اپنے حقوق ترک کر کے نہ کرے وہ برکت صحبت سے محروم ہے اور فرماتے تھے کہ خواطر
کا انسان مالک نہین ہو سکتا مگر اُس پر واجب ہے کہ جو احکام اُسپر آوین اُن پر قائم رہے اور
جو عقد فسخ کرے یا عہد توڑے اُس نے گویا اپنے آپ کو فاسد کر دیا اور اپنے اوپر مطالبہ
باقی رکھا کیونکہ عقد ترک کرنے سے ترک نہین ہوتا اور نہ ساقط کرنے سے ساقط بلکہ وہ تو ایک
حق ہے جو باقی ہے اور عالم وہ ہے جو اپنے یارون کو لوح محفوظ سے لے اور جس نے نہین
لیا تو اُس کا مخاصمہ اُن سے بڑھا رہا اور جو اپنے وقت مین اُس چیز کو کرے جو اُس وقت کے
لیے نہو وہ متکلف ہے اور فرماتے تھے کہ اس قبلہ کو پکڑ لو کیونکہ جسپر جو کچھ کھلا ہے وہ اسی سے
کھلا ہے اور جو شخص کہ شریعت مین ٹھیک ہوگا وہ اُسکے اسرار پر بھی مطلع ہوگا اور اہل حقیقت وہ
ہین جو متحقق بشریعت ہون اور جس نے آداب شریعت کا حفظ کیا وہی امام متقین ہے اور جو اپنے
مرید کو اُسکے اُس حال سے نکالے جسپر واپس لانے پر قادر نہو وہ ظالم ہے اور جو مشائخ کو معصوم سمجھے
وہ محجوب ہے اور فرماتے تھے کہ شیخ کو مناسب نہین کہ وہ اپنے مرید کو اسباب سے
نکلنے کا حکم دے مگر اُسوقت کہ جب وہ اُسکے تحمل پر قادر اور اُسکے حفظ مین مضبوط ہو اور جب
شیخ مریدون سے اخلاص کا طالب ہوگا تو اُن کے اعمال پراگندہ ہونگے اور جب اعمال
پراگندہ ہونگے تو اُن کی محتاجی اور فاقہ بڑھے گا اور ہر چیز سے بیزاری بھی اور ولی کی علامت
یہ ہے کہ جب اُسکی عمر بڑھے تو عمل بھی بڑھے اور جب فقر بہت ہو تو سخاوت بڑھے اور جب
علم بڑھے تو تواضع بڑھے اور جو توحید مین سنت کا پابند نہو وہ مبتدع ہے اور فقر ایک راز
ہے جسکو سوا انبیا علیہم السلام کے کوئی نہین جانتا یا بعضے صدیق اور جو واردات کے وجد کے

بعد کوئی زیادتی نہ پائے تو وہ فریب ہے یعنی ان کو واردات نہ سمجھے اور عمل غیر سنت مین طالبت
ہے اور جو اس امر کی تصدیق کرے وہ ولی ہے اور جو اس مقام یا حال کو پائے وہ بدل ہے
اور فرماتے تھے کہ تدبیر و اختیار علامات غفلت ہین اور جس کے حجابات عادت نہ اٹھ جائین
اُسکے واسطے کوئی دروازہ آخرت نہ کھلے گا اور مرید صادق وہ ہے جسکو اسکی ارادت الاے
اور ہمت محل نظر ہے اور جسکو احکام مشائخ سے تہذیب نہ آئے وہ مقتدائی کے لائق نہین اور
ہر مقام کا خاص علم ہوتا ہے اور ہر حال کا خاص ادب جو اُس کے لیے لازمی ہے اور جب اللہ
تعالی کسی مرید مین حسن ظن نظر آ رکھدیتا ہے تو یہ اسکی علامت ہے کہ اللہ نے اُسے اپنے
ہاتھ مین لے لیا اور تصوف کے متعلق سوا اہل اشراق کے اور کسی سے بات نہین کرنا چاہیے
کیونکہ اور لوگ کچھ نہین سمجھین گے اور جب نہین سمجھین گے تو وہ بے فائدہ ہوگا اور فرماتے
تھے کہ ارادہ ابتدا مین صولت و رعونت ہوتا ہے جو شخص کرتا ہے وہ حال جاتا ہے تو جب
اُسکو زیادتی کی خواہش ہوگی تو جسقدر ہوگا وہ بھی فتنہ ہوجائے گا اور جس نے ایک مقام
کی حقیقت جان لی اُسے کل مقامات کا حال ضمناً حاصل ہوگا اور ریاضت سے مقصود تہذیب
اخلاق ہے نہ ورود حالات اور ہر دقتون پر اُن کے انوار حاصل کرنا چاہیے تا کہ خاص و عام
بھی اُن سے نفع پائیں اور جسکی ضرورت اللہ سے نہین ہوتی اُسکو اللہ نہین ملتا اور خوف طریقہ
اہل علم ہے اور رجا طریقہ اہل عمل کا اور جب مرید کوئی ایسا علم سُنے کہ وہ اُسکے حال تک نہ پہنچا ہو
اور نہ اُسکے منازلہ کو اور منازلت کے پہلے وہ اُسکو بیان کرنے لگے تو اُس سے اُسکو اس امر کا
صرف دعوی پیدا ہو جاتا ہے اور جسکو منازلہ کا علم و ذوق ہو وہ مقتدائی کے قابل نہین اور اس
کی علامت یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کی طرف دیکھتے ہین تو وہ چیز اُن پر حاضر ہو جاتی ہے اور جب
کسی چیز کو نگاہ اُٹھا کر دیکھتے ہین تو اُسکو محترم کردیتے ہین اور جسکو علم معرفت حرکات و سکنات کا
نہو وہ مقتدائی کے لائق نہین اور شیخ دقت کو چاہیے کہ مرید سے اُسکے مفید باتین کرے
ورنہ وہ تباہی مین پڑجائے گا اور مرید کو چاہیے کہ اُس چیز کا علم حاصل کرے جو اُس کے حال
کے موافق ہو اور واردات اللہ کی نعمتین ہین جب انسان اُن کی قدر نہین کرتا تو وہ جاتی رہتی
ہین اور جب جاتی رہتی ہین تو کم واپس آتی ہین اور ہمتین بمقدار علم بلند ہوتی ہین اور زاہد پر
غصہ اس وجہ سے غالب ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کھو چکتا ہے اُس کو بار بار یاد کرتا ہے اور
عارف کو حلم ہوتا ہے کیونکہ وہ آفات کو جانتا ہے اور عبودیت سکھتے ہین ٹھہرنا محل اقدار مین

اور کھو دینا آرزو اور اختیار کا اور جو الہام اور وسوسہ مین فرق نہ کر سکے اُسکو سماع مباح
نہین اور عارف وہ ہے جسکی نظر مین تصریف قدرت اور تدبیر حکمت دونون برابر ہون
اور احوال اعمال کے ثمرات ہوتے ہین اور علوم احوال کے ثمرات جسکا علم اُسکے حال سے
نہو گا وہ ناقل ہے اور اصل علم کی توفیق ہے اور الہام اور اس کا مادہ آگاہی و احاطہ اور اللہ
کا ہاتھ علما کے موہنون پر ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ سوائے امر حق کے کچھ نہین کہتے اور
سالک کے آداب مین یہ ہے کہ وہ جس وقت کسی امر کا ترک یا عمل یا تہذیب خلق یا تخلق چاہیے
تو اس بات کو پہلے خود سختی سے اختیار کرے چاہے اُسکے سوا اور باتون مین آسانی کرے
اسواسطے کہ نفس کو جب آرام نہین ملتا تو عاجز اور رنجور و سُست ہو جاتا ہے اور جو توکل
کرنا چاہے تو اُسکو غیر کی وجہ سے اسباب کے لیے نکلنا مباح ہے مگر اسوقت تک کہ جبتک
نہو اُس متوکل کے کسی فرض مین خلل نہ آتا ہو ورنہ درصورت خلل آنے کے وہ مباح نہو گا اور
فتوت کہتے ہین اپنی کسی چیز کا چھوڑ دینا اور اُس چیز پر جو اپنے ذمہ ہے مستعد ہونا اور سخت تر
تکلیفون مین یہ ہے کہ انسان مین نقصان وارد ہو اور وہ اُسے نہ سمجھتا ہو اور جس کے دل مین
کوئی شاہد نہو کہ جس سے وہ اپنی حرکات مین حیا کرے تو اُس کا کام پورا نہو گا اور وہ ورثہ
اعمال پر نہ پہونچے گا جو سنت پر عامل نہو گا اور فقر کے فوائد اور ثمرات سے بے بہرہ ہو گا اور رنگا
ہونا اور اُس سے باوجود تکلیف کے لذت پانا اور ان دونون مین زیادتی اور تاخیر پانا آپ
اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے اللھم[1] امنن علینا بصفاء المعرفة وھب لنا تصحیح المعاملة فیما بیننا و
بینك علی السنة وارزقنا صدق التوکل علیك وحسن الظن بك وامنن علینا بکل ما
یقربنا الیك مقرونا بالعوافی فی الدارین برحمتك یا ارحم الراحمین اور یہ بھی
اللھم[2] انا نستغفرك من کل ذنب اذنبناہ استعمدناہ او جھلناہ ونستغفرك من کل ذنب

[1] یا اللہ ہمپر احسان کر صفائی معرفت کے ساتھ اور بخش تو ہمارے لیے درستی اُس معاملہ کی جو ہمارے اور تیرے درمیان مین ہے
سنت نبوی پر اور دے ہمکو سچا توکل اپنے اوپر اور نیک گمان اپنے ساتھ اور احسان کر ہمپر اُن چیزون کے ساتھ جو ہمکو تیری طرف نزدیک
کرین اور دونون جہان مین نزدیک کی گئی ہون آسایش کے ساتھ بدولت اپنے رحم کے اے ارحم الراحمین ۱۲ منہ [2] یا اللہ
تجھسے بخشش چاہتے ہین ہر گناہ سے جو ہمنے کیا ہو قصداً یا نادانی سے اور تجھ سے پناہ مانگتے ہین اُن سب گناہون سے کہ جس سے ہمنے توبہ
کی تھی اور پھر اُس گناہ کو کیا اور اُن گناہون سے بھی کہ جنکو تیرے سوا دوسرا نہین جانتا ہے اور سوا تیرے بردباری کی وجہ سے اُنکی سمائی
نہین کر سکتا ہے اور پناہ مانگتے ہین اُن سب چیزون سے جنکی طرف ہمارا نفس ہمکو بلائے اور ہم سمجھین کہ وہ چیزین منجملہ خصلتون کے ہین اور
بہرہ ہو گا ہو اور اصل مین وہ چیزین تیرے نزدیک حرام ہون اور تجھ سے ہم پناہ مانگتے ہین اُن چیزون سے جنکو ہمنے خاص تیرے لیے کیا اور

تنبالك منه ثم عدنا فيه ونستغفرك من الذنوب التي لا يعلمها غيرك ولا يسعها الا حلمك

ونستغفرك من كل ما دعت اليه نفوسنا من قبل الرخص فاشتبه ذلك علينا وهو عندك

حرام ونستغفرك من كل نعمة عملناه لوجهك فخالطه ما ليس لك فيه رضى لا اله الا انت

یا ارحم الراحمین اور یہ بھی اللھم امتنا عنا قبل الموت واحینا بك حیاة طیبة[1] اور فرماتے

تھے کہ ایک دن میں شیخ ابی محمد بغدادی کے پاس گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اے شریف میں

تم کو ایک ایسی چیز بتا دوں کہ تم اُسکے ذریعہ سے وقت ضرورت کے استعانت کیا کرو میں نے

کہا اچھا اُنھوں نے فرمایا کہا کرو یا واحد یا احد یا جواد انفحنا بنفحة خیر منك انك علی کل شیء قدیر

چنانچہ میں نے جبدن سے سُنا ہے اسکو برابر پڑھتا ہوں کذا فی بھجة الاسرار اور قلائد الجواہر میں ہے

کہ علامہ کمال الدین دمیری نے اپنی کتاب حیوة الحیوان کے باب حرف شین معجمہ میں لکھا ہے کہ

مجھ سے میرے شیخ امام عارف ابو عبد اللہ بن اسعد الیافعی نے فرمایا کہ مجھے روایت پہونچی ہے

سیدنا ابی عبد اللہ محمد قرشی سے اُن کو اپنے شیخ ابی الربیع مالقی[2] سے اُنھوں نے کہا کہ میں تم کو

خزانہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر اُس میں سے خرچ کروگے تو بھی وہ نہیں ختم ہوگا میں نے کہا

بتائیے فرمایا کہو[3] یا اللہ یا واحد یا موجد یا جواد یا باسط یا کریم یا وھاب یا ذا الطول

یا غنی یا مغنی یا فتاح یا رزاق یا علیم یا حی یا قیوم یا رحمن یا رحیم یا بدیع السموات

والارض یا ذا الجلال والاکرام یا حنان یا منان انفحنی منك بنفحة خیر تغنینی بها عمن سواك

ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح انا فتحنا لك فتحا مبینا نصر من اللہ وفتح قریب اللھم یا غنی یا حمید یا

مبدئ یا معید یا ودود یا ذا العرش المجید یا فعال لما یرید اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی

بفضلك عمن سواك واحفظنی بما حفظت به الذکر وانصرنی بما نصرت به الرسل انك علی

کل شیء قدیر اور جو کوئی اسکو بعد ہر نماز کے اور خصوصاً بعد نماز جمعہ کے پڑھا کرے تو اللہ اُس کو

---

[1] اے اللہ مار ہمکو ہماری خودی سے مرنے کے پہلے اور زندہ کر ہمکو اچھی زندگی کے ساتھ ۱۲ [2] ای تنہا ای یکتا ای بخشش کنندہ ہمکو نیک بخشش اپنی طرف سے بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے [3] منسوب بہ میرہ بفتح دال و کسر میم جو دو گاؤن کا نام ہے منودیہ کے مضافات سے ۱۲ منتہی الارب [4] اے اللہ یکتا پیدا کرنے والے سخی فراخی دینے والے بخشش کرنے والے صاحب قدرت بے نیاز اور بے نیاز کرنے والے کھولنے والے روزی دینے والے جاننے والے زندہ قائم رحمت والے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمینوں کے اور صاحب بزرگی اور بخشش کے اور برکت دینے والے احسان کرنے والے بخش ہم پر نیک بخششیں کہ ہمکو بے نیاز کر دے تیرے سوا سب چیزوں سے اسے کہنے والے اس قول کے کہ اگر فتح چاہو تو تمکو ملے اور اس قول کے کہ بیشک کھولدیا ہمنے تمہارے لیے فتح مبین (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۲ پر دیکھیے)

ہر خوف سے محفوظ رکھے اور دشمنون پر مدد دے اور امیر کردے اور وہان سے روزی پہونچاے جہان سے گمان بھی نہو اور اُسپر اُسکی معیشت آسان کرے اور اُس کا قرضہ ادا کردے **نقل** شیخ ابوالعباس احمد قسطلانی کہتے تھے کہ مین نے آپ کو کہتے ہوے سنا کہ مین شیخ ابراہیم بن ظریف کے پاس حاضر تھا اُن سے ایک شخص نے آکر پوچھا کہ کیا انسان کو جائز ہے کہ وہ اپنے نفس پر ایسی بندش کرے جو بغیر مطلوب کے پاے ہوے نہ کھول سکے اُنھون نے کہا ہان جائز ہے اور دلیل مین ابی امامہ انصاری کی حدیث قصہ بنی النضیر والی اور حضرت کے ارشاد کی کہ اگر وہ میرے پاس آتے تو مین معاف کردیتا مگر جب اُنھون نے خود ہی یہ کہا تو اے رہنے دو اب اللہ ہی کوئی حکم فرمادیگا بیان کی جب سے مین نے یہ سُنا تو اپنے نفس پر عقد کرلیا کہ جب تک خدا ہی کچھ نازل نہ فرماے گا تب تک مین اپنے آپ کو نہ کھولونگا تین دن تک اسی مین گذر گئے اور اُس زمانہ مین ایک دوکان پر کام بناتا تھا ایک دن کرسی پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اُسکے ہاتھ مین ایک برتن تھا اُسمین کوئی چیز تھی اُس نے مجھ سے کہا کہ عشا کے وقت تک صبر کر پھر اسے کھا لینا یہ کہکر وہ تو غائب ہوگیا مین مابین مغرب اور عشا کے وظیفہ مین تھا کہ یکایک دیوار پھٹی اور اُس مین سے ایک حور نکلی ہاتھ مین برتن لیے ہوے جسمین کوئی چیز مشابہ شہد کے تھی اُس نے اُسے میرے سامنے رکھدیا اور مجھے تین لقمہ کھلاے مین نے چیخ ماری اور بیہوش ہوگیا جب مجھے افاقہ ہوا تو پھر کوئی کھانا اچھا ہی نہ معلوم ہوا اور نہ اُس کے دیکھنے کے بعد کوئی شخص بھلا معلوم ہوا اور نہ کسی کی بات اچھی معلوم ہوئی مدت تک اسی حال مین رہا اور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ منیٰ مین مجھے پیاس معلوم ہوئی اور میرے پاس کچھ نہ تھا جس سے پانی مول لیتا ایک کنوئین پر گیا کہ وہان عجمی لوگ پانی پلاتے تھے مین نے ایک شخص سے کہا کہ اس آبخورہ مین ذرا سا پانی دیدو اُس نے مجھے مارا اور آبخورہ لیکر دور پھینکدیا مین شکستہ دل آبخورہ اُٹھانے چلا وہ ایک حوض مین پڑا ملا اور اُس کا پانی نہایت شیرین تھا مین نے خوب پیا اور اپنے ساتھیون کے لیے لے آیا اُنھون نے بھی پیا اُن سے سب قصہ کہا وہ سب بھی چلے کہ ہم بھی اُس سے

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ (۴۰۱) یا اس قول کے کہ مدد اللہ سے ہے اور فتح قریب اے اللہ اے بے نیاز اے تعریف کیے گئے اے پیدا کرنیوالے اور اے پھیر لانیوالے اور اے دوستی رکھنے والے اور اے صاحب عرش بزرگ اے کرنیوالے اپنے ارادہ کے بازرکھ مجھکو حلال کے ساتھ حرام سے اور اپنے فضل سے مجھکو بے نیاز کردے اپنے سواے اور محافظ ہو میرا اس چیز کے ساتھ کہ جس سے تو نے قرآن کی حفاظت کی اور مدد دے مجھکو اُس چیز سے کہ جس سے تو نے اپنے رسولون کی مدد کی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ منہ

پانی لے آئین وہان جو پہونچے تو نہ وہان پانی تھا نہ اُس کا کوئی نشان **نقل** آپ فرماتے تھے
کہ ایکبار مین اپنے ایک دوست کے ساتھ بحر جدہ پر تھا اُسکو پیاس معلوم ہوئی مین نے پانی
بیچنے والے کو پکار کر پانی پلادے بعوض اس شملہ کے کہ جو میرے پاس ہے اور سوا اُس شملہ
کے میرے پاس کوئی دوسرا شملہ نہ تھا کسی نے نہ سنا مین نے دوست سے کہا کہ یہ شملہ لو اور
رئیس مرکب کے پاس جاؤ وہ وہان گیا اور آبخورہ لیے گیا جب وہان پہونچا تو اُس نے اُس کو
للکارا اور آبخورہ ہاتھ سے لیکر پھینکدیا وہ میرے پاس نہایت خفیف اور ذلیل واپس آیا مین نے
آبخورہ لیکر اُسکو دریا سے پانی بھردیا اُس نے خوب سیر ہو کر پیا بعد اُسکے مین نے خوب آسودہ
ہو کر پیا پھر اور میرے قریب جتنے پیاسے بیٹھے تھے اُنھون نے بھی پیا پھر دوبارہ بھر کر
اُس سے آٹا گوندھا گیا جب ضرورت نکل گئی اور پانی بھرا تو وہ نمکین معلوم ہوا اُسوقت مین نے
خیال کیا کہ ضرورت کے وقت اعیان بھی منقلب ہوجاتے ہین **نقل** آپ کہتے تھے کہ مین ابتدار
حال مین آٹا خریدتا تھا اور راستہ بھر جو مانگتا تھا اُسے دیتا آتا جب گھر پہونچتا تو یہان جو اُس کو
دیکھتا تو اُتنے کا اُتنا ہی پاتا **نقل** آپنے ایک بار ایک درم کا آٹا لیا ایک سائل آگیا وہ سب
اُسکو دیدیا جب وہ چلا گیا تو آپنے اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا پایا اُسکو جو کھولا تو اُس مین ایک درم
تھا اُس سے پھر آٹا خریدا تب اپنے گھر آئے **نقل** ایک شخص کا لڑکا اسقدر روتا تھا کہ
اُسکے رونے سے چار برس تک اُسکے گھر والون مین سے کوئی سویا نہین اُس لڑکے کو آپکے
پاس لائے آپ نے فرمایا اے یوسف جا آجکی رات نہ رونا پھر وہ اُسکے بعد سے رویا ہی نہین
یہ تو قلائد الجواہر مین ہے اور بہجۃ الاسرار مین یہی قصہ یون منقول ہے کہ شیخ ابو طاہر
محمد بن حسین انصاری کہتے تھے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اسکے دوست کے
ایک لڑکا تھا وہ چار برس سے اسقدر رویا کرتا تھا کہ سب کو رات کا سونا مشکل ہو گیا تھا۔
اُس سے کہا کہ آپکے پاس جاکر دعا کراو وہ بولا کہ اسمین دعا کیا نفع کرے گی پھر اُسکے دل مین
خیال آیا کہ جانا چاہیے اسمین ہرج ہی کیا ہے چنانچہ جامع مسجد مین جمعہ کی نماز کے بعد وہ
آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سارا قصہ عرض کیا اور دعا چاہی آپ نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے
اُس نے کہا یوسف آپنے اُس لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے یوسف آج کی رات
سے نہ رونا وہ شخص کہتا تھا کہ میرے دل مین یہ بات بڑی رہی اور مجھے تعجب ہوا مین اُسکو
گھر واپس لایا اُس رات کو صبح تک سویا کیا مین نے اُسکی مان سے کہا دیکھتی رہنا اگر کوئی اُنسی

بات ظاہر ہو میرے خیال مین یہ ہوتا نہین ہے اور سخت تعجب ہوا وہ رات بھر سو یا کیا اور بڑا ہوا اور نہین رہا **نقل** جب آپ نے نکاح کیا تو سنا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا تھا کہ اُنھون نے اب نکاح کیا ہے اب ان کے حال مین تغیر پیدا ہونا ضروری ہے عنقریب معلوم ہوگا آپ نے اُس سال نہ کھانے کو غلہ مول لیا اور نہ کچھ جمع کیا اور بہت سے برکات اور فوائد پائے **نقل** بہجۃ الاسرار مین ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مین بعضے مشائخ کی ملاقات کو گیا اُنھون نے مجھسے کہا کہ یہان ایک عورت صاحب علم و کشف ہے اگر تم اُس سے ملنا چاہو تو مل لو اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جاؤ اور اُس عورت سے کہہ آؤ کہ میرے یہان ایک شخص میرے بھائیون سے بارادہ ملاقات آیا ہوا ہے میری خواہش ہے کہ تم بھی آکر اُس سے ملاقات کرو تھوڑی دیر مین وہ عورت اس ہیئت سے آئی کہ اپنے کو کپڑون مین لپیٹے ہوے تھی اور چلنے مین بھی شرماتی ہوئی اس نے آکر اُن کو اور مجھکو سلام کیا اُن بزرگ نے اُس سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہی وہ ہین جنکا مین تم سے تعارف کرانا چاہتا ہون پھر اُس سے اور مجھ سے باتین ہونے لگین اُس نے اپنے مکاشفات بیان کئے اور جو اور باتین کہ دیکھی تھین وہ کہین مین اُسکی باتون ہی مین تھا کہ اُسکی جیب سے ایک آواز مین نے سنی کچھ خیال نہ کیا پھر دیکھا تو وہ مجھسے بہت قریب ہوگئی ہے جب اُس سے باتین کر چکا تو مین نے کہا کہ یہ جو تمھاری جیب مین ہے وہ مجھے دیدو اُس نے کہا کہ میری جیب مین کیا ہے مین نے کہا جو کچھ ہو اُسکو نکالو اُس نے نکالا تو ایک سیب تھا آدھا سُرخ اور آدھا زرد اور اُسکے سَر پر غالیہ رکھا تھا مین نے کہا یہ بھی مجھے دیدو کہنے لگی کہ یہ تو مین پورب والی بعض عورتون کو دینا چاہتی تھی مین نے کہا کہ اُن کو کیسے دوگی مانگتا تو مین ہون مجھے دو اُس نے دیدیا مین اُسکو شیخ ابی زید کے پاس لے گیا اُنھون نے اُسے کھایا تب مجھے معلوم ہوا کہ اس عورت کی غرض مجھے نہ دینے سے یہ تھی کہ یہ کسی ولی کو ملجائے نہ کسی اور کو **نقل** آپ کہتے تھے کہ ایک بار ایک گانون مین ایک شخص نے میری دعوت کی جب کھانا لایا تو مین نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کھاؤ اُس نے کہا کہ مین یہ کھانا نہین کھا سکتا مجھے یہ آگ معلوم ہوتا ہے مین نے کہا کہ ہان اور مجھے خون معلوم ہوتا ہے غرضکہ عذر کر کے اُسکو پھیر دیا اور دعوت کرنے والے سے پوچھا کہ تم کون ہو معلوم ہوا کہ وہ حجام ہے **نقل** شیخ ابو عبداللہ محمد ابن عبدالوہاب بن صالح قرشی شمنودی[1]

---

[1] بالفتح و تشدید یا منسوب ہے شمنودیہ کی طرف جو ایک گانون ہے مصر مین ۱۲ منتہی الارب

کہتے تھے کہ مین نے شیخ ابو محمد عبد الخالق قرشی اموی شافعی سے مصر مین سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ ایکبار آپنے اور ایک بادشاہ اور وزیر نے ایک ساتھ ایک برتن مین دودھ کھایا وزیر کو خطرہ آیا کہ اگر آپ اس برتن مین نکھاتے تو اچھا تھا کیونکہ اس ہاتھ مین بیماری تھی آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو اس بیمار کے ساتھ کھانا پسند نہین ہے تو خیر اور ہاتھ کھینچ لیا بعد اسکے فرمایا کہ اب اس ہاتھ کے ساتھ کھاؤ تو وہ ہاتھ بالکل صاف مثل چاندی کے تھا اور اسمین کوئی بیماری ہی نہ تھی **نقل** شیخ احمد بن کسائلیسی کہتے تھے کہ آپکے یہان ایک لونڈی تھی اور اُسکو بیہوشی کا دورہ ہو گیا آپ نے اُس کے سرہانے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اب دور ہو وہ اچھی ہو گئی اور ایک زمانہ تک اچھی رہی بعد ایک مدت کے پھر دورہ ہوا آپ پھر آکر اُسکے سرہانے کھڑے ہوے تو جو جن اُسکے سر پر تھا وہ بہت پریشان ہوا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ اب نہ آؤن گا آپ جب بیت المقدس جانے لگے تو اپنے بعضے ہمسایون سے فرماگئے کہ اگر پھر اسکو دورہ ہو تو اسکے پاس آکر اس کا سر اٹھا کر اُس سر کے سایہ پر اس کیل کو ٹھونک دینا ایسا کہ وہ غائب ہو جائے اور اگر کوئی چیخ سننا تو اُس سے نہ ڈرنا اور نہ کچھ رحم کرنا وہ لوگ بیان کرتے تھے کہ بعد مدت کے پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ اس لونڈی کو دورہ ہوا اُس پڑوسی نے آکر جو کچھ آپ کہ گئے تھے وہی کیا تھوڑی دیر کے بعد بہت سخت آواز سُنی ڈر معلوم ہوا مگر پھر آپ کا ارشاد یاد آگیا اور وہ کیل ٹھونک دی گئی ایسا کہ زمین مین غائب ہو گئی اُسیوقت وہ آواز بند ہو گئی اور وہ لونڈی اچھی ہو گئی وہ تاریخ یاد رکھی گئی تو بیت المقدس سے خبر آئی کہ آپنے اُسی دن انتقال فرمایا اور اُس عورت کو اُس دن سے مرتے وقت تک پھر وہ عارضہ نہین ہوا آپ مصر مین رہے اور قاہرہ مین بھی ایک مدت تک پھر بیت المقدس چلے گئے اور وہین چھٹی ذیحجہ سنہ پانسو ننانوے مین انتقال فرمایا اور حبانہ مین جسکو ماملا کہتے ہین دفن ہوے اور وہ مقام بیت المقدس کے باہر ہی پچھان جانب ولادت آپکی اندلس مین ہوئی قریب سنہ پانسو چالیس کے شیخ مجیر الدین علیمی حنبلی مقدسی اپنی تاریخ المعتبر فی ابناء من عبر مین لکھتے ہین کہ آپ ظاہر قدس شریف مین غرب جانب دفن ہوے اُس زمین مین جسکو ماملا کہتے ہین شیخ شہاب الدین احمد بن ارسلان کے پہلو مین اور آپ کے گرد ایک جماعت اعیان بیت المقدس یعنی علما اور صلحا مدفون ہین اور اصل مین آپ جزیرہ خضرا کے رہنے والے تھے جو اندلس

ف جیم با دسکون لام ایک شہر کا نام ہے مصر مین ۱۲ منتہی الارب

مین ہے آپ کا سن پچپن برس کا ہوا آپ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص زیادہ کھا جائے
اور بدہضمی کا ڈر ہو تو بعد فراغت اور دسترخوان اُٹھنے کے یہ کہہ لے کہ عبد اللہ قرشی کا قول
ہے کہ آج کا دن عید کا دن ہے تو بیہودہ کھانا ضرر نہ کریگا اور آپ کے مزار پر دعا بھی قبول
ہوتی ہے جسکا تجربہ کیا گیا ہے اور جس زمین کا نام مالملا ہے اُس کا اصلی نام ملہ تھا اور بعضے
آمن اللہ اور بعضے باب اللہ کہتے ہین شیخ کمال الدین دمیری نے حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے
کہ بعضے علما رعارفین کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص بہت سا کھا جائے اور اُسکو تخمہ ہونے کا
ڈر ہو تو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرے اور تین بار یہ کہے اللیلۃ[۱] لیلۃ عید ورضی اللہ عن
سیدی ابی عبد اللہ القرشی سب کھانا ہضم ہوجائیگا اور کچھ ضرر نہوگا اور یہ نہایت مجرب ہے
بہجۃ الاسرار مین ہے کہ شیخ ابوطاہر محمد بن حسین انصاری خطیب کہتے تھے کہ مین نے شیخ
ابوعبد اللہ محمد بن احمد قرشی سے سنا اور انھون نے شیخ ابو الربیع سلیمان المالقی کو کہتے سنا کہ
حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مقام فنا حد[۲] ومرو ہے شیخ ابو الربیع
کہتے تھے کہ یہ ارشاد بہت جامع ہے اور اسکے معانی بہت کچھ ہین اور شیخ ابوطاہر کہتے تھے
کہ مین نے شیخ قرشی سے پوچھا کہ کیا شیخ عبد القادر اپنے زمانہ والون کے سردار ہین فرمایا ہان
اور اُن اولیا کے جو اعلی اور اکمل ہین اور اُن علما کے جو اورع وازہد ہین اور اُن عارفین کے
جو اعلم واکمل ہین اور اُن مشایخ کے جو بہت با استقامت وکرامت ہین رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین

ذکر حضرت شیخ ابو اسحق ابراہیم بن علی الملقب بالاعزب رضی اللہ عنہ

آپ اعیان مشایخ بطایح اور اعلام عارفین اور صدور محققین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ
واحوال فاخرہ وحقائق باہرہ اور ارکین تصوف سے علم وعمل اور زہد وتحقیق اور ریاست و
جلالت مین تھے آپ نے صحبت اپنے ماموں شیخ احمد بن الحسین رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی
اُٹھائی اور اُنھین سے علم طریقہ اخذ کیا اور ایک جماعت مشایخ عراق سے ملاقات کی
ریاست تصوف بطایح مین آپ کے وقت مین آپ ہی کی ذات پر منتہی ہوئی اور بہت سے
اہل بطایح وغیرہ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوے اور ایک جماعت اکابر آپ سے

[۱] یہ رات عید کی رات ہے اور راضی ہوا اللہ سیدی ابی عبد اللہ قرشی سے ۱۲ منہ [۲] حد اُس چیز کو کہتے ہین جو دو چیزون کے درمیان مین حائل ہو اور مرو سکے معنی حد سے گذر جانا ۱۲ منہ

انتساب رکھتی تھی اور بہت سے علما شاگرد تھے اور مریدین جمع ہو کر آپکی صحبت اور ارشادات
سے نفع اُٹھاتے تھے آپ جمیل کریم ظریف خاشع صاحب حیا، وافر وعقل وادب ومحب
اہل علم ومکرم اہل دین وشافعی المذہب تھے عالمانہ لباس پہنتے اور اپنے اصحاب سے
پند ونصائح کرتے آپ کا کلام حقائق مین بہت عالی ہوتا تھا فرماتے تھے کہ اصول پر نظر
فروع کے استعمال کے ساتھ چاہیے کیونکہ تصحیح فروع کی اصول ہی سے ہوتی ہے اور مشاہدہ
اصول کا کوئی راستہ نہین بغیر اُس چیز کی تعظیم کے جسکو اللہ نے بزرگ قرار دیا وہ وسایط ہون
یا فروع اور تصوف کہتے ہین مراقبہ احوال اور لزوم ادب کو اور جو شخص بر شاہد علم آراستہ
ہوگا وہ ٹوٹ جاے گا اور جو بشاہد حق آراستہ ہوگا وہ بچ جائیگا اور جو حال مشکل معلوم ہو
اسکو علم کے جنگلون مین ڈھونڈھنا چاہیئے وہان اگر نملے تو پھر میدان حکمت مین تلاش کرنا چاہیے
اگر وہان بھی نملے اُسکو میزان توحید پر تولنا چاہیے پھر اگر ان جگہون مین نملے تو اُسکو شیطان
کے مُونھ پر مار دینا چاہیے اور توبہ استجابت یہ ہے کہ انسان بوجہ حیا کے خدا سے توبہ کرے اور
توکل یہ ہے کہ اسباب کی طرف سے کچھ انزجاع[1] نظاہر ہو باوجود شدت حاجت کے اور
حقیقت سکون ہے کہ جو حق کی طرف سے ہو تجاوز نہوا اور صبر کہتے ہین بلا پر بحسن ادب قائم ہونا
اور رضا کہتے ہین قلب کا نظر کرنا قدیم اختیار اللہ پر جو بندہ کے لیے ہے اور عبودیت کے لیے
چار خصلتین چاہیین وفا بالعہود حفظ بالحدود رضا بالموجود صبر علی المفقود اور استقامت کہتے ہین
دل کا منفرد کر دینا اللہ کے لیے اور ادب کہتے ہین اللہ سے ظاہراً و باطناً عمدہ معاملت رکھنا
اور معرفت کے تین رکن ہین ہیبت وحیا وانس اور علم اکبر ہیبت وحیا ہے جو اُن سے خالی ہے
وہ سب نیکیون سے خالی ہے اور محبت کہتے ہین قائم کرنا غصہ کا امر دوام پر اور شوق کہتے ہین
رو دون کا جلا دینا اور قلوب مین سوزش ہونا اور جگر کی قوتون کا گھٹنا اور دل جب چار چیزین
دیکھتا ہے یعنی سب اللہ کی مملوک دیکھتا ہے اور اُسی سے ظاہر اور اُسی مین قائم اور اُسی کی طرف
راجع تو مرتبہ یقین حاصل کر لیتا ہے اور ولی کی علامت چار چیزین ہین ایک اُس راز کا چھپانا
جو اُسکے اور اللہ کے درمیان ہے دوسرے اُن جوارح کی محافظت کرنا جو اس امر مین اسکے
اور اللہ کے درمیان ہون تیسرے تکالیف کا اُٹھانا خلق سے محض اللہ کے واسطے چوتھے خلق
کی مدارات کرنا بقدر اُن کی عقلون کے تفاوت کے اور ارکان وصول اللہ اور بندہ مین بھی تین

[1] انزجاع بے آرامی اور اکھڑ جانا ۱۲ منتہی الارب

ہین استعانت اور جہد اور آداب تو بندہ کا کام استعانت ہے اور اللہ کا کام قرب دینا پھر بندہ
کا کام کوشش کرنا اور اللہ کا کام توفیق دینا پھر بندہ کا کام ادب کرنا ہے اور اللہ کا کام کرامت
عطا فرمانا ہے اور جو شخص نیکیون کے طریقون پر چلتا ہے وہی بساط کرامت کے لائق ہوتا ہے
اور جو اولیا کے آداب اختیار کرتا ہے وہ بساط قرب کا حقدار ہوتا ہے اور جو آداب صدیقین
اختیار کرتا ہے وہ بساط مشاہدہ کا سزاوار ہوتا ہے اور جو انبیا کے اداب اختیار کرتا ہے وہ
بساط انس و انبساط کا مستحق ہوتا ہے اور جب نفس اپنے علم کو نہین دیکھتا اُسوقت اُسکو ادب دینا
چاہیے اور مقامات سب تابع قلب کے ہین اور قلب واقف ہے اللہ کے ساتھ بندی کا حکم یہ
ہے کہ وہ حقائق کے ذریعہ سے راہ نیا ساختیار کرے اور علم کے ساتھ سیر کرے اور عمل مین
کوشش کرے اور علامات مقربین سے یہ ہے کہ جو پردے اُن کے قلوب اور علام الغیوب
کے درمیان ہین وہ اُٹھ جائین اور جو اپنی حالت ابتدائی مین نہایت کی سیر کرے تو وہ منزلہ
قرب علمی کے ہوگا اور اس مین مختلف فرقے ہوے ہین کچھ لوگون نے داعی کا مشاہدہ کیا اور
کچھ لوگون نے ندا کا اور کچھ لوگون نے بلا کا تو جس نے ندا سنی وہ جنت کی طرف چلا اور
جس نے بلائی وہ درجات پر ٹھہر گیا اور جو داعی کا شاہد ہوا وہ اللہ سے جا ملا اور یہی لوگ
خواص الخواص ہین جو مشاہدہ حق سے چشم زدن بھی محجوب نہین رہتے اور یہی وہ لوگ ہین
جنکی ہمتین مقام عدل سے وابستہ اور اُنکے ارادہ فتور سے پاک ہین اور اُن کی خواہشین
توجہ الی الغیر سے منقطع اور قلوب اُن کے بوجہ اشتیاق دیدار کے پیاسے ہین اور اُن کی
عقلین حکم صنعت الٰہی مین نافذ اور اُنکے دل قرب مراقبہ الٰہی سے خبردار ہین اور انکی روحین تماشاے صفات الٰہی
مین سرگردان **نقل** شیخ ابو الفرج عبد الوہاب بن حسن بن ابلی کہتے تھے کہ مین نے شیخ نجم الدین
ابو العباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی البطائحی کو کہتے سنا کہ میرے بھائی شیخ ابو اسحٰق ابراہیم دائم المراقبہ
کثیر الخشوع شدید الہیبت تھے ہمیشہ سر جھکاے رہتے اور بے ضرورت کسی طرف سر نہین
اُٹھاتے تھے چالیس برس تک اُنھون نے حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف سر نہین اُٹھایا
اور مین نے اکثر دیکھا کہ شیر اپنا مُنھ اُن کے قدمون پر رگڑتا تھا ایک روز دیکھا کہ شدت گرمی
مین آپ اپنے گھر مین سوتے تھے اور آپکے سر کے پاس ایک بڑا سانپ بیٹھا تھا جس کے
منھ مین نافہ نرگس تھا وہ آپ کو سونگھاتا تھا پھر ایک بار مین آپکے پاس گیا اور ایک شخص اور بھی
آیا اُسکے ساتھ ایک جوان آدمی تھا اُس نے آپ سے عرض کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بالکل

میرے مخالف ہے میرا کہنا نہین مانتا آپنے سر اُٹھا کر اُس جوان کی طرف دیکھا اُس نے فوراً
اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بدحواس ہو کر بطیحہ مین جا پڑا اور آسمان کی طرف دیکھتا رہا نہ کچھ
کھاتا تھا نہ پیتا تھا اسی حال سے چالیس روز رہا پھر اُسکے باپ نے آکر بیان کیا کہ اس کا بہت
بُرا حال ہے آپنے اُسکو اپنا کپڑا دیا اور فرمایا کہ اسکو لیجا کر اپنے بیٹے کے مُنھ پر مل دو اُس نے
لیجا کر ویسا ہی کیا وہ اچھا ہو گیا اور آپ کی خدمت مین آکر رہا اور آپکے خاص اصحاب سے ہوا
اور شیخ ابی الحسن علی بطائحی کہتے تھے کہ آپ متصرف باطنی وظاہری دونون تھے جس وقت آپ
کسی سے جو آگ سے زیادہ ڈرتا تھا فرماتے کہ تو آگ مین جا تو اُسکو کچھ ہوش ہی نہین رہتا
تھا اور وہ اپنے کو آگ ہی مین پاتا تھا اُس مین پڑا رہتا پھر جب نکلتا تھا تو نہ کپڑون پر کوئی دھبہ
ہوتا نہ بدن پر کوئی نشان اور اگر شیر کے ڈرنے والے سے فرماتے کہ تو شیر کے پاس جا تو وہ
بھی کچھ نہ سمجھتا اور جا کر شیر پر سوار ہو کر اُسکو گھسیٹتا لاتا اور شیر سے کچھ ضرر اُسکو نہ پہونچتا اور جب
کسی کو پسند کر لیتے تو اُس کی یہ حالت ہو جاتی کہ اُسکو آپ کی جُدائی کی برداشت نہین رہتی
تھی اور خود بخود وہ چلا آتا تھا اور جو کسی کے آنے کو ناپسند کرتے تھے تو اُسکو آنا ہی میسّر
نہین ہوتا تھا **نقل** شیخ ابو المجد سعد اللہ بن سعدان واسطی کہتے تھے کہ مین ایکبار آپ کی مجلس
مین حاضر تھا آپ حاضرین سے باتین کرتے تھے اثناء کلام مین آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا نے
قوت تصرف اُن لوگون مین دی ہے جو میرے پاس آتے ہین لہذا کوئی شخص نہ کھڑا ہو سکتا ہے
اور نہ بیٹھ سکتا ہے اور نہ میرے سامنے جنبش کر سکتا ہے بلا میرے تصرف کے مین نے اپنے
دل مین کہا کہ ایک مین ہی بیٹھا ہون جب چاہون کھڑا ہو جاؤن اور جب چاہون پھر بیٹھ جاؤن
آپ نے بات کاٹ کر میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے سعد اللہ اگر تم کھڑے ہونے پر قادر ہو
تو کھڑے ہو جاؤ مین نے ارادہ کیا تو کھڑے ہونے کی طاقت ہی نہ پائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا
زنجیرون مین جکڑا ہون کسی طرح حرکت ہی نہین کر سکتا لوگ مجھے اُٹھا کر میرے گھر لے آئے
ایک مہینہ تک میری وہ شق باطل رہی مین سمجھا کہ یہ سب میرے اُس اعتراض کی بدولت ہے
جو مین نے آپ پر کیا تھا تب دل سے توبہ کی اور گھر والون سے کہا کہ مجھے آپ کے پاس
لے چلو وہ لوگ لے گئے مین نے عرض کیا کہ یا حضرت وہ تو میرا خطرہ تھا آپ نے مجھ پر
کیون گرفت فرمائی اب رحم کیجیے اور معاف فرمایئے آپ نے اُٹھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور چلایا
مین بے تکلف چل کھڑا ہوا اور وہ سب روگ میرا جاتا رہا **نقل** شیخ ابو الفرج عبد الحمید

بن سعانی بن ہلال عبادانی کہتے تھے کہ میرے والد اپنے والد سے نقل کرکے کہتے تھے کہ مین نے آپکو فرماتے سُنا کہ کوئی شخص میری ملاقات نہین کرسکتا جب تک مین نہ چاہون ایک مرتبہ مین آپ کی زیارت کو چلا اور میرے دل مین اسی ارشاد کا خطرہ آیا مین نے دل مین کہا کہ اب تو مین آپکی زیارت کو جاتا ہون معلوم نہین کہ آپ نے ارادہ کیا ہے کہ نہین جب آپکے دروازہ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک بڑا بھاری شیر کھڑا ہے جسکو دیکھکر میرے حواس جاتے رہے مین اسلئے پیر پلٹا حالانکہ مین شیر کا شکار کھیلا کرتا تھا مین دور جاکر ٹھہر گیا اس خیال سے کہ اس شیر کو دیکھون کیا کرتا ہے دیکھا تو لوگ برابر آتے جاتے ہین اور وہ اُن سے کچھ نہین بولتا ہے بلکہ میرے گمان مین آیا کہ وہ لوگ شیر کو دیکھتے ہی نہین ہین مین نے دوسرے روز جاکر پھر دیکھا تو وہ شیر وہین کھڑا تھا مجھے دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا مین بھاگا یہی کیفیت میری ایک مہینہ تک رہی کہ مین جاتا تھا اور بھاگ آتا تھا کسی طرح دروازہ تک نہ پہونچ پاتا تھا تب مین نے بعضے مشائخ بطائح[1] سے جاکر عرض کیا اُنھون نے کہا کہ سوچو تم نے کیا گناہ کیا ہے مین سوچا تو مجھے اپنا وہ خطرہ یاد آگیا مین نے کہدیا اُنھون نے کہا کہ بس یہی گناہ ہے وہ شیر جو تم نے دیکھا وہ شیخ ابراہیم کا حال ہے مین نے استغفار کرکے نیت کی اب اعتراض نہ کرون گا بعد اسکے مین آپکے دروازہ پر گیا تو وہ شیر کھڑا تھا پھر وہ اندر آپ کے پاس گیا اور آپ سے مل کر خدا جانے کیا ہوا کہ پھر مجھے دکھلائی نہ دیا جب مین نے آپ کا ہاتھ چوما تو آپ نے فرمایا مرحبا بالتائب[2] فائدہ جاننا چاہیے کہ عالم متقی اور متشرع کی کہ جو درحقیقت وارث رسول ہے اُسکے ہاتھون کا بوسہ دینا تعظیماً درست ہے سنن ابی داؤد شریف مین ہاتھ پر بوسہ دینے کے باب مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھون نے ایک قصہ بیان کیا اور کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گئے اور ہم نے آپکے ہاتھ پر بوسہ دیا اور زراع سے جو عبدالقیس کے ایلچیون مین تھا روایت ہے کہ جب ہم مدینہ باسکینہ مین آئے تو اپنے اونٹون سے جلدی اتر کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پیر چومنے لگے اور منذر اشج نے انتظار کیا یہانتک کہ اُس نے اپنی گٹھری سے دو کپڑے نکال کر پہنے پھر حضرت کے حضور مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے منذر تجھ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند فرماتا ہے ایک حلم دوسری انارۃ یعنی تسکین و تمکین اور متانت سے سمجھ بوجھ کر

[1] بہ تشدید یا ایک جزیرہ کا نام ہے جسے دجلہ دو طرف سے احاطہ ہے ۱۲ منتہی الارب [2] خوشخبری ہو توبہ کرنیوالے کیلیے ۱۲

دیر مین کام کرنا جلدی اور گھبراہٹ کسی کام مین نہ کرنا منذر نے کہا کہ یہ دونون خصلتین جو
مجھ مین ہین اُن کو مین نے خود اختیار کیا ہے یا اللہ نے مجھ مین پیدا کین حضرت نے فرمایا
کہ اللہ نے پیدا کی ہین منذر نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ مین وہ دو خصلتین پیدا
کین جنکو خود بھی پسند کرتا ہے اور اُس کا رسول بھی انتہی اور تقبیل مین احادیث کثیرہ مروی ہین
از انجملہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت
ہے کہ ہم لڑائی سے پلٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے اور ہم نے
آپ کا دست مبارک چوما اور ابو داؤد اور ترمذی و نسائی کین حضرت عائشہ صدیقہ سے
روایت ہے کہ حضرت کی چال ڈھال مین کسی کو مین نے فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے اشبہ نہین دیکھا جب آپ آتی تھین تو حضرت اُن کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوتے
اور اُن کو چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے تھے اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی کہ یہود کی
قوم نے حضرت کے ہاتھ اور پانون چومے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جب حضرت
عثمان بن مظعون کی وفات ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر جھک کر اُن کا بوسہ
لیا اور اتنا روے کہ آنسو چہرۂ مبارک پر بہے۔ ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے تو اُن
احادیث سے اباحت ہاتھ اور پیر کے بوسہ کی ثابت ہوئی اور سر اور رکوع کا دیگر احادیث سے
ثابت ہے اور بوسہ دینا درمیان دونون آنکھون کے اور دونون لبون پر حضرت عبد اللہ بن جعفر
کی حدیث سے جسکو بیہقی نے روایت کیا ہے ثابت ہے لیکن یہ جواز بشرط تعظیم اور تکریم کے
ہے اور اگر بطریق شہوت کے ہو تو جائز نہین مگر زوجین کے حق مین کذا فی التعلیق الشیخ
الہدایۃ مختصر النقل شیخ ابو العفاف موسی بن شیخ ابی المعالی عثمان بن موسی بقاعی کہتے
تھے کہ مین نے اپنے والد سے سنا کہ اُن سے غانم بن مسعود عراقی تاجر جوہری نے بیان کیا
کہ ایک سال میرا ارادہ بلاد عجم مین تجارت کے لیے جانے کا ہوا مین آپ کی خدمت مین
رخصتی کو حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی مصیبت مین پڑنا تو میرا نام لیکر پکارنا مین رخصت
ہوکر چلا جب ہم لوگ صحرا خراسان مین پہونچے تو ایک گروہ نکلا اور اُس نے ہم سب کا مال
لے لیا اور جل کھڑا ہوا آپ کا فرمانا یاد آگیا مگر مین چونکہ ایک جماعت کے ساتھ تھا اسلیے
مجھے شرم آئی کہ مین آپ کا نام اُن کے سامنے اپنی زبان پر لاؤن خدا جانے وہ کیا سمجھین
اور کیا کہین فوراً میرے دل مین ایک آواز پیدا ہوئی ہنوز میرا یہ خطرہ پورا نہین ہوا تھا کہ

مین نے آپ کو دور سے دیکھا کہ آپ پہاڑ پر ہین اور آپکے ہاتھ مین عصا ہے اُس سے آپ
اُن لوگون کی طرف اشارہ کرتے ہین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ سب لوگ آکر ہمارا سارا
مال ہم کو دے گئے اور کہنے لگے کہ اب تم چلے جاؤ تمھارے لیے راہ نما موجود ہے ہم نے
کہا کون اُن لوگون نے کہا کہ ہم نے ایک شخص کو پہاڑ پر دیکھا کہ اُس کے ہاتھ مین عصا تھا
اور وہ اُس سے ہماری طرف اشارہ کرتا تھا کہ سب مال پھیر آؤ ہم پر مارے ہیبت کے وہ
میدان تنگ ہوگیا اور معلوم ہوا کہ اس کے خلاف کرنے مین جان جاتی ہے بعض لوگ ہم مین سے
تھوڑا اسا مال لیجا چکے تھے وہ بھی لے آئے اور سب مال پورا ہوگیا بعد اسکے وہ شخص ہمکو
دکھلائی نہ دیا غالباً آسمان سے اُترا تھا **نقل** شیخ ابو الغنائم مقدام بن صالح بطائحی نزیل حلادیہ
کہتے تھے کہ مین نے ایک بار آپکے ہمراہ حلادیہ مین شیخ ابو محمد شنبکی کے مزار کی زیارت کی آپنے
کہا سلام علیکم دار قوم مومنین[1] تو شیخ ابو محمد شنبکی کی قبر سے آواز آئی وعلیک السلام
یا شیخ ابراہیم[2] آپنے کہا کہ مین کس لائق ہون اسپر شیخ ابو محمد نے کہا کہ تمھارا سا کون شیخ کمیل ہوگا
بعد اسکے کہا کہ اے شیخ ابراہیم تم نے مجھے مقدام کو دیدو اور کہدو کہ وہ میرے پاس رہے مین قرآن
سننا چاہتا ہون اور اس کا مجھے شوق ہے آپ نے کہا کہ مین اور مقدام دونون تمھارے
سامنے موجود ہین اُنھون نے کہا نہین اس مین تمھاری اجازت ضروری ہے آپ نے فرمایا
اے مقدام تم نے سُنا جو شیخ نے فرمایا مین نے کہا ہان مین حاضر ہون پھر مین نے آپکو رخصت
کیا اور وہان شیخ ابو محمد کے مزار کے پاس بیٹھکر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا مشائخ بطائح
کہتے تھے کہ شیخ مقدام نے شیخ ابو محمد کے مزار پر تیس ہزار قرآن ختم کیے **نقل** شیخ ابو الفرج حسن
بن مدیرہ بصری کہتے تھے کہ مجھ سے میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ وہ ایک مجلس سماع
مین ام عبیدہ گئے وہان آپ بھی تشریف رکھتے تھے اور اُس مجلس مین سات ہزار سے زائد آدمی
تھے اور سب سے آخر لوگون مین اتنا دور تھا کہ مجھے آپ کا دیکھنا دشوار تھا میرے دل مین
اُس مجمع پر اعتراضات پیدا ہوے وہ خطرہ پورا نہین ہوا تھا کہ آپ صفین پھاڑ کر میرے پاس
آکر کھڑے ہوگئے اور میرا کان اینٹھکر فرمانے لگے کہ خبردار اولیاء اللہ پر اعتراض نہ کرنا چاہیے
کچھ تیرے خلاف اُن سے سرزد ہوا اور یہ کہکر پھر اپنی جگہ پر چلے گئے مین بیہوش ہوکر گر پڑا مجھے
لوگ اُٹھا کر آپ کے پاس لائے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نہین جانتا ہے کہ خلق

---

[1] سلام تمپر اے قوم مومنین ۱۲

[2] اور تمپر سلام اے شیخ ابراہیم ۱۲

کی قلوب ہمارے ہاتھ مین مثل چراغون کے ہین اور کیا کوئی دوست بھی اپنے دوست سے
کوئی بات چھپائے گا نقل شیخ برہان الدین ابواسحٰق ابراہیم بن شیخ ابی زکریا یحیٰی بن یوسف
عسقلانی حنبلی کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ ایکبار مین ایسا بیمار ہوا کہ مجھے
گمان ہوا کہ مین نہ بچون گا مین نے اُسی روز ام عبیدہ جا کر آپ سے حال عرض کیا آپ نے
سر جھکایا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ تم مروگے نہین ابھی تمھاری عمر بہت باقی ہے چنانچہ
میرے والد اسکے بعد پچاس برس سے زائد زندہ رہے نقل شیخ ابوالمحاسن یوسف بن ابی العباس
احمد بن شبیب بصری کہتے تھے کہ شیخ ابوطالب عبدالرحمن بن ابی الفتح محمد بن عبدالسمیع ہاشمی
واسطی کہتے تھے کہ ایک بار آپنے اپنے مریدین صاحب حال کو جمع کر کے اُن کے سامنے
خطبہ پڑھا اور کہا کہ مین نے اللہ سے تمھارے بارہ مین اجازت لے لی ہے کہ تمھارے
حالات تم سے سلب کر کے اللہ کے پاس جمع کر دون تا کہ وہ صاف اور ستھرے ہو جائین
کیونکہ زندگی مین آفتین بہت ہین خوف ہوتا ہے کہ تم انمین مبتلا ہو جاؤ آپ ام عبیدہ مین جو
مضافات بطائح سے ہے رہے اور وہین سنہ پانسو ستر میں انتقال فرمایا اور مزار بھی
وہین ہے جسدن آپ کا انتقال ہوا اُسی دن کسوف ہوا اور شیخ علی قرشی اُس روز
دمشق مین تھے وہان اُنھون نے کہا کہ آسمان کے آفتاب پر گرھن پڑا اور زمین کا آفتاب
غائب ہو گیا لوگون نے اُن سے پوچھا کہ زمین کا آفتاب کون فرمایا کہ شیخ ابراہیم بن اعزب نے
انتقال کیا نقل بعضے مشائخ بطائح نے آپکو بعد انتقال کے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اللہ
نے آپ کے ساتھ کیا کیا آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

لاحظتہ فرانی فی ملاحظتی	فغبت فی رویتی عنی بمعناہ
وشاہدت ہمتی حقا ملاحظتی	لما تحققت معنی کون رویاہ
فلا الی فرقتی وصلی ولا سکنی	الی سواہ فعیشتی طیب لقیاہ

نقل شیخ نجم الدین ابوالعباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی بطائحی رفاعی کہتے تھے کہ مین نے
آپ کو کہتے سنا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور شیخ بلکہ سید محققین وامام

سلہ کنکھیون سے مین نے اُس کو دیکھا اور اُس نے مجھکو تو مین اُسے دیکھنے مین اپنی رویت سے اسکے معنی مین
غائب ہو گیا اور مین نے اپنی ہمت کو اس لاحظہ مین ٹھیک دیکھا اُس وقت کہ جب مین متحقق ہوا اُسکے دیکھنے کے معنی مین تو
نہین تھا مجھے فرقت مین وصل نہ سکون اُسکے غیر سے تو میری زندگی پاکیزہ ہوئی اسکی ملاقات سے ۱۲ منہ

صدیقین ومحبت عارفین وقدوہ سالکین ہین رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

ذکر حضرت شیخ ابو الحسن علی بن احمد معروف بابن الصباغ رضی اللہ عنہ

آپ اکابر مشائخ شہورین مصر اور اعیان عارفین محققین بارعین سے تھے صاحب کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ وافعال خارقہ وانفاس صادقہ ومعانی غیبیہ وعلوم لدنیہ ومعارف زاہرہ وحقائق باہرہ آپ کا طریقہ معالم قدس مین ارفع اور مشاہد قرب مین اعلی تھا آپ کا شمار بھی اُن لوگون مین تھا جنکو اللہ نے خلق مین ظاہر کر کے متصرف فی الوجود کیا اور کرامات ظاہر کراے اور اُن کو مالک اسرار ولایت کیا اور حالات انتہائی کا حاکم بنایا اور حکم عجیبہ وغریبہ زبان سے کہلواے اور قدوۃ السالکین وحجۃ العارفین کیا آپ امام زمانہ وارکین سادات واعلام علما سے تھے آپنے شیخ ابو محمد عبد الرحیم بن احمد بن حجون مغربی کی صحبت اُٹھائی اور انھین کی طرف انتساب کرتے تھے اور شیخ ابو محمد عبد الرزاق بن محمود جزولی کی صحبت مین بھی رہے اور ایک جماعت مشائخ مصر وحجاز سے ملاقات کی آپکے مرشد شیخ عبد الرحیم آپکی بہت تعریف کرتے تھے اور بہت عالی مرتبہ جانتے تھے یہانتک کہ فرماتے تھے کہ ابو الحسن بھی اُسی دروازہ پر داخل ہوے جس سے ہم داخل ہوے اور شیخ محمد جزولی کہتے تھے کہ شیخ ابو الحسن کے پاس وہ بھید امانت ہے جو ہمارے پاس نہین ہے اور شیخ ابو العباس احمد بن محمد معروف بالراس کہتے تھے کہ شیخ ابو الحسن بن الصباغ شیخ کمل ہین آپ ہی پر ریاست تصوف بلاد مصر مین ختم ہوئی اور بہت سے مریدین نے تربیت پائی اور مصر مین بہتون نے آپ سے حدیث سنی جیسے شیخ ابی بکر بن شافعی قوصی اور شیخ علیم الدین سقلوطی اور شیخ مجد الدین ابی الحسن علی بن وہب بن مطیع قشیری معروف با بن دقیق العید وغیرہم اور ایک جماعت ارباب حال آپکی طرف نسبت رکھتی تھی اور بہت سے علما شاگرد تھے اور آپ کے پاس ایک جماعت فقہا اور فقرا رہا کرتی تھی اور آپکے ارشادات اور صحبت سے مستفید ہوتی تھی آپ فقیہ فاضل متادب خاشع متواضع کریم محب اہل علم ودین مشفق سالکین عارف مصلح شیون مریدین تھے آپکے بعضے اصحاب نے آپکے حالات ومناقب مین ایک کتاب بھی لکھی ہے جس سے آپکے حالات واضح طور پر معلوم ہوتے ہین

لہ بفتح قاف وبآخر الف مقصورہ جو ایک مقام کا نام ہے بلاد مصر مین ۱۲ منتہی الارب ؎۲ منسوب بہ سقلوط جو ایک شہر ہے صعید مصر مین ۱۲ منتہی الارب

آپ کا کلام معارف مین بہت نفیس اور اعلی ہوتا تھا فرماتے تھے کہ مرید وہی ہے جو ابتداے اول
ارادہ سے اللہ کی طرف پہونچ جاے اور غیر کی طرف متوجہ نہو جبتک واصل نہوے اور حق تعالے
ہی اُس کا مقصود و اشارات سے بھی رہے اور وہ شخص غیر حق کا نہ شاہد ہو نہ مدرک کیونکہ اللہ نے
اولیا کو اسرار کے پردہ مین رکھا ہے اسی سے وہ عیش کرتے ہین اور اگر علوم قدرت اُن پر کھلجاتے
تو وہ پریشان ہوجاتے اور اگر حقیقت کھلتی تو وہ سب ختم ہوجاتے لہذا وہ تازگی مراعات صفات
کی وجہ سے قائم ہین اور اسی کے ساتھ جمع ہونے کے سبب سے راحتین پاتے ہین اور
جب انسان معرفت کے مقام پر خالص ہوکر پہونچتا ہے تو اُسکے دل مین وحی بھیجی جاتی ہے
اور اُس کا سر محفوظ رکھا جاتا ہے اس امر سے کہ اسمین سواے خاطر حق کے کوئی اور نہ
آئے اسی وجہ سے وہ شخص اپنے تمام معانی مین حق کے ساتھ منفرد ہوگا اور حق اُس کے
سامنے ہوگا پس وہ کل الکل منظور حق اور ظاہر مین اُس کا مقابل ہوگا اور جو غلبہ توحید سے
مدہوش ہوجائے وہ تجرید سے محجوب ہوگا اور جو تجرید کی روشنیون مین آئے وہ توحید کے
حقائق دیکھے گا اور موحدین کی حیا مالک سے اُن کے دلون سے منت کا سرور دور کردیتی
ہے اور حیا اولیا وہ ہے جو اُن کو عظمت رب سے حاصل ہو اور اُسی نے ان کے
قلوب سے سرور طاعت کو نکال ڈالا ہو اور صفائی قلب نہین حاصل ہوتی جب تک نیت
اللہ کے ساتھ صحیح نہو اور بدن بھی صاف جب ہی ہوتا ہے جب اولیا کی خدمت ہوتی ہے
اور کوئی بزرگ کسی حالت پر نہین پہونچتا جب تک وہ موافقت اور معانقت ادب اور اداے
فرائض اور صحبت صالحین و خدمت صادقین نہ اختیار کرے اور جس شخص کو اللہ کے ساتھ صحبت
دائمی ہوتی ہے اسکی علامت یہ ہے کہ وہ اُس سے آگاہ ہوتا ہے اور اللہ کا یاد کرنے والا وہ
ہے جسکو اپنے ذکر مین عوض کی خواہش نہو اور جب عوض کا خیال ہوگا تو وہ ذاکر نہ رہے گا
اور جسکو یہ پسند ہو کہ اُسکے عمل پر خلق مطلع ہو تو وہ ریاکار ہے اور جسکو یہ پسند ہو کہ خلق اُس کے
حال پر مطلع ہو تو وہ جھوٹا ہے اور فرماتے تھے کہ زہد کہتے ہین دل سے دنیا کے محو دینا نے کا اور شر
کا نفس سے محو کرنا اور ذلت اور رضا کا حال کے ساتھ ہمیشہ اُٹھانا اور موت کی رعایت رکھنا
اور فرماتے تھے کہ عارف وہ ہے جسکی معرفت موافق ہو اوامر مین اور کسی چیز مین اُسکے احوال
سے مخالف نہو اور وہ طریقہ جسمین کسی ایک اہل علم کو اختلاف نہو وہ یہی زہد فی الدنیا اور
سخاوت نفس اور نصیحت خلق ہے نقل شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابی بکر بن احمد توصی کہتے

تھے کہ مین نے شیخ ابوبکر بن شافع کو کہتے سنا کہ آپ بہت حسن التہذیب تھے اپنے اصحاب سے
ہر وقت اُن سے برعایت ادب معاملت رکھتے اور جب کوئی شخص آپکے پاس فقیر ہونے
آتا تو تھوڑی دیر سر جھکاتے اور اگر فرماتے کہ مین نے تجھے لوح محفوظ مین اپنے اصحاب
مین دیکھا ہے تو تو اُسے قبول کر لیتے اور اپنی خلوت مین بٹھاتے اور اگر فرماتے کہ مین نے
تجھے لوح محفوظ مین اپنے اصحاب مین نہین دیکھا ہے تو پھر اُسکو اپنے پاس نہین رہنے دیتے اور
فرماتے تھے کہ لوح محفوظ وہ دیوان ہے جسمین ہر چیز دونون عالم کی موجود ہے اور اللہ نے
مجھکو اُسپر مطلع فرما دیا ہے اور جسکو آپ اپنے ساتھ خلوت مین بٹھاتے تھے تو اُس کے احوال کے
خود ہی نگران رہتے اور صبح و شام اُسکے واردات دیکھتے رہتے اور اُسکے مناسب مزاج اُس سے
برتاؤ کرتے اور منازل طریق مین درجہ بدرجہ اُسے اُتارتے اور کہدیتے کہ فلان منازلہ کا
فلان دن انتظار کرو چنانچہ ویسا ہی واقع ہوتا۔ نقل شیخ ابوالقاسم نصر اللہ بن احمد اسنانی
کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ آپنے ایک شخص کو خلوت مین بٹھایا
اور جو لوگ اور خلوتون مین تھے اُن کی بھی آپ برابر خبر لیا کرتے تھے ایک روز رات کو عشرہ
اخیرہ رمضان مین آپ اُس نئے شخص کے پاس گئے دیکھا تو وہ رو رہا تھا آپ نے پوچھا
کیون اُس نے کہا کہ مین نے ابھی شب قدر دیکھی اور دیکھا کہ ہر چیز سجدہ مین پڑی ہے مگر
جب مین نے سجدہ کرنا چاہا تو اپنے باطن مین ایک لوہے کا ستون دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ سے
روکے ہوے ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے ڈرو نہین وہ ستون لوہے کا میرا حال ہے جو
مین نے تم مین امانت رکھدیا ہے تم سے افعال نیک ہی ہونگے اور یہ جو تم نے دیکھا یہ
حالات شیطانی تھے شیطان نے چاہا تھا کہ تم کو بھی سجدہ کرا کے اپنے ساتھ کر لے مگر اسکو
راستہ نہین ملا وہ شخص کہتا تھا کہ اس ارشاد سے میرے دل مین یہ اعتراض پیدا ہوا کہ یہ آپ کا
خیال کیسے صحیح ہے یہ خطرہ ہنوز پورا نہین ہوا تھا کہ آپنے فرمایا کہ مین تم سے یہ کہتا ہون اور تم اسپر
دلیل مانگتے ہو۔ بعد اُسکے آپنے داہنا ہاتھ پھیلایا مین نے دیکھا کہ وہ انتہاے مشرق تک
پھیل گیا پھر بایان ہاتھ پھیلایا وہ انتہاے مغرب تک پھیل گیا پھر مٹھی آہستہ سے بند کی تب
مجھے اولاً ایک نور دکھائی دیا پھر مین نے دیکھا کہ وہی سب چیزین جو پہلے دیکھی تھین سجدہ
مین ہین اور بعض بعض مین ملی ہوئی ہین یہانتک کہ آپکے اور اُس نور کے درمیان صرف ایک گز کا

سلہ اسنان بالفتح والکسر ایک شہر ہے صعید مصر مین ۱۲ منتہی الارب

بعد رہ گیا اور وہ نور جو اُس مین تھا وہ آدمی کی صورت پر ہو گیا اُس سے یہ آواز آتی تھی کہ
یا حضرت میری فریاد کو پہونچو مین اب پھر نہ آؤنگا اور جب آپ اُسکے بالکل قریب پہونچ
گئے تو وہ آواز اور بڑھی اور بعدا مین نے ایک تجلی نور کی دیکھی جو اُسکے مُنھ سے نکلی اس سے
جس چیز کو مین دیکھتا تھا وہ روشن معلوم ہوتی تھی پھر وہ صورت بدل کر سیاہ ہو گئی جس سے سخت
بدبو آتی تھی اور اُس نے ایک ایسی ہیبت ناک چیخ ماری کہ میرا دم نکلتے نکلتے رہ گیا بعد
اُسکے وہ دُھوان ہو کر جو آسمان مین چڑھ کر اُڑ گیا **نقل** شیخ ابو الحسن علی بن یوسف قرشی
مصری موذن کہتے تھے کہ مین نے اپنے چچا شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن سنان قرشی سے سنا
اور وہ آپ کے ساتھ قنا مین ایک مدت تک رہے تھے وہ کہتے تھے مین نے آپ کی خدمت
نو مہینہ کی جبکہ آپ قنا مین تھے اور اتنے دنون مین گھر بار چھوڑے رہا اور وہ سب مصر مین تھے
ایک روز خانقاہ قنا مین اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیکھون لڑکون بالون کو کیسے دیکھ پاؤن کہ
آپ گھر سے نکل کر فرمانے لگے کہ تم کو گھر جانے کا بہت شوق ہے مین نے کہا ہان آپ نے
میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا سر جھکاؤ مین نے سر جھکا کر جو اُٹھایا تو دیکھا مصر مین اپنے گھر کے دروازہ
پر ہون اندر گیا سبھون نے مجھے سلام کیا مین بحواس تھا مگر پھر بھی اُن سے یہ راز چھپائے رہا
اور تمام روز اُن کے پاس رہا اور دو وقت کھانا بھی اُن کے ساتھ کھایا میرے پاس
بیس درم تھے وہ مین نے اپنی ماں کو دیئے جب مغرب کی اذان ہوئی تو گھر سے نکلا دیکھا
تو پھر وہی خانقاہ قنا کے دروازہ پر ہون اور آپ کھڑے ہوئے فرماتے ہین کہ لڑکون کو
دیکھ آئے مین نے عرض کیا ہان پھر مین نے آپ کے پاس ایک مہینہ رہ کر مصر جانیکی اجازت
مانگی آپ نے اجازت دی مین پندرہ دن مین گھر پہونچا جب لڑکون نے مجھے دیکھا تو بہت خوش
ہوئے پہلے تو سب نے کہا کہ ہم کو تو نا امیدی ہو چکی تھی اور گمان ہوتا تھا کہ آپ مار ڈالے گئے
ہونگے پھر مین نے اپنی ماں سے وہ بیس درم لیے جو اُس دن مین نے اُن کو دیے تھے اور کچھ
نہین کہا کہ یہ کیا تھا اور کیا ہوا اور یہ قصہ جب تک آپ زندہ رہے کسی سے نہین کہا اس
خیال سے کہ کہین آپ خفا نہ ہو جائین **نقل** شیخ ابو الفتح رضوان بن فتح اللہ بن سعد اللہ تیمی
منفلوطی کہتے تھے کہ ایک روز مین آپکے ساتھ دریا کے کنارہ پر تھا آپکے پاس ایک لوٹا تھا
جس سے آپ وضو کیا کرتے تھے ایک بار آپ نے قرب ساحل مین لوگون کی آوازین سنین
پوچھا کیا ہے کسی نے کہا ایک شخص کو گھڑیال نے پکڑا ہے آپ وضو چھوڑ کر فوراً وہان پہونچے

لوگ جمع تھے دیکھا کہ گھڑیال ایک شخص کو دابے ہوئے قعر دریا تک لے گیا ہے آپنے
گھڑیال کو آواز دی کہ ٹھہر وہ وہین ٹھہر گیا ایسا کہ نہ داہنے ہلتا تھا نہ بائین پھر آپ پانی پر چلے
اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے جاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ زمین پر چل رہے ہین
اور دریا اُسدن نہایت زورون پر تھا یہانتک کہ آپ گھڑیال تک پہونچ گئے اور اُس سے
فرمایا کہ اسکو چھوڑدے اُس نے چھوڑدیا مگر اُس شخص کے پیر اُسکے دبوچنے ہی سے زخمی
ہوچکے تھے آپ نے اپنا ہاتھ گھڑیال پر رکھا اور فرمایا مرجا وہ وہین مرگیا اور اُس شخص سے
فرمایا کہ اٹھ اور چل اُس نے کہا یا حضرت مجھے طاقت چلنے کی نہین آپ نے خشکی کے راستہ
پر اشارہ کرکے پھر فرمایا کہ چل اُس جگہ سے کہ جہان آپ اور وہ شخص تھا دریا ایسا ہوگیا جیسے
پتھر اور ویسا ہی کنارہ تک رہا جب آپ اور وہ نکل آئے تو دریا جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا
پھر لوگون نے اُس مرے گھڑیال کو نکالا **نقل** شیخ ضیاء الدین ابو العباس احمد بن شیخ
ابی عبداللہ محمد بن محمد قرطبی کہتے تھے کہ مین نے شیخ مجد الدین ابو الحسن علی ابن وہب
قشیری سے قوص مین سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ شیر اور سانپ برابر آپ کے پاس آتے تھے
اور بعض یہ بھی کہتے تھے کہ تمام دنیا کی چیزین آپ سے بولتی تھین اور زمین بھی تخاطب
کرتی تھی اور جو کچھ اُس مین جن وانس طاعات ومعاصی کرتے تھے وہ سب کہدیتے تھے
ور جڑی بوٹیان اپنی خاصیتین اور منافع بیان کردیتی تھین اور آپ فرماتے تھے کہ جسکو اللہ
مخاطب کرتا ہے اُسکو ہر چیز مخاطب کرتی ہے اور مین نے اکثر دیکھا کہ آپ ہوا مین کسی سے
باتین کرتے اور فرماتے تھے کہ فلان چیز کرو اور فلان چیز نہ کرو غالباً وہ رجال الغیب ہونگے
اور اُن سے اور آپ سے باتین ہوتی ہون گی اور بہت مرتبہ دیکھا کہ آپ تنہا بیٹھے ہین اور
مردان غیب اتنے آپ کے پاس آئے کہ اُن سے گھر بھر گیا اولیا و مردان غیب وجن ومشائخ
سب آپ کی اطاعت کرتے تھے یہانتک کہ اگر آپ شیر سے کہتے تھے کہ تو یہان سے
کہین نجا تو وہ کہین نہین جاتا تھا اور نہ کسی کو ستاتا تھا پھر آپ ہی جب فرمادیتے کہ چلا جا
تب وہ چلا جاتا تھا اور مدتون مین نے آپ کی خدمت کی مگر کبھی آپ کو کوئی بات خلاف شریعت
یا قابل اعتراض کرتے نہین دیکھا **نقل** شیخ ابو الحجاج اقصری کہتے تھے کہ ایک بار آپ اپنے
بعض مریدین کے پاس تشریف رکھتے تھے ایک نے پوچھا کہ یا حضرت انوار جلال حق کو کس
نظر سے وجود مین دیکھنا چاہیے فرمایا کہ اُس نظر سے جو تمام اُس وجود مین ہے کہ جس سے ہر موجود کا

وجود قائم ہوا ہے کہ اگر وہ عاصی کی طرف دیکھے تو اُسے جلادے اور اگر بھولنے والے
کی طرف دیکھے تو اُسے یاد دلادے اور اگر ناقص کی طرف دیکھے تو کامل کردے پھر اُس نے
کہا یا حضرت ایسے لیاقت والے کی کیا پہچان ہے آپنے فرمایا کہ اگر وہ پتھر کو دیکھ لے تو پتھر اُس کی
ہیبت سے پگھل جائے پھر آپنے ایک بھاری پتھر کی طرف جو آپکے قریب تھا دیکھا وہ پگھل کر
پانی ہو گیا **نقل** مصر مین ایک شخص صاحب حال تھا اُس کا حال سلب ہو گیا وہ آپ کے
پاس حاضر ہو کر بہت رویا اور قسم دلائی کہ آپ میرے حال پھیر دینے پر قادر ہین مجھے پھیر دیجیے
آپ نے فرمایا صبر کرنا کہ مجھے اجازت تیرے حال پھیر دینے کی ہو جائے وہ شخص تین دن تک
ٹھہرا رہا چوتھے دن آپ نے اُسکے ساتھ دودھ و شہد کھایا اُس نے اپنا حال دوگنا پایا۔
آپ نے فرمایا کہ مین نے خدا سے تیرے حال واپس دینے کی اجازت مانگی وہ ہو گئی اور
یہ ارشاد ہوا کہ تو میرے ساتھ دودھ کھا تیرا حال واپس ملے گا پھر جب تو نے شہد بھی کھایا تو
تو وہ دونا ہو گیا اب تو یہ بیان نہین کر سکتا جب تک کہ یہان سے چلا نجائے اُس شخص کا یہ
حال تھا کہ وہ اپنا حال بھی پاتا تھا اور اُسکے ساتھ ویسا ہی ایک حال اور بھی لیکن اتنی قدرت
نہ تھی کہ اُس مین تصرف کر سکے **نقل** ایک بار آپنے دعائے برکت کھانے مین کی وہ کھانا
ایک آدمی کے کھانے بھر کا تھا اُس مین اتنی برکت ہوئی کہ سو آدمیون نے کھایا اور پہلے
سے زائد بچ رہا اور وجہ تسمیہ صباغ کی یہ تھی کہ آپ قلوب مریدین کو اپنے حال سے رنگ دیتے
تھے اور آپ مستجاب الدعوات بھی تھے **نقل** علامہ تقی الدین ابو عبداللہ محمد بن شیخ مجد الدین
ابی الحسن علی بن وہب قشیری کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ آپنے
ایک شخص کو اپنے پاس خلوت مین بٹھلایا اسپر ایک صورت بشری نازل ہوئی وہ آپ کی خدمت
مین آیا آپ نے فرمایا پلٹ جا اور اپنی جگہ پر بیٹھ وہ جاکر بیٹھ رہا تو اُس نے سنا کہ کوئی ایسی
عبارت کہتا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یعلمھم و یودبھم[1]
و یرشدھم **نقل** شیخ ابو زید عبدالرحمن بن سالم بن احمد قرشی کہتے تھے کہ شیخ ابوبکر بن شلاغ قنا
مین بیان کرتے تھے کہ بازار قنا مین دو فقیر آپکے زمانہ مین لڑے نوبت فساد پہنچی ایک نے
دوسرے کو ایسا مارا کہ اسکی آنکھ رخسارہ پر بہہ آئی وہ حاکم کے پاس گیا اُس نے حکم دیا کہ یہ دونون

[1] بیشک احسان کیا اللہ نے مسلمانون پر کہ بھیجا رسول انہین انھین مین کا وہ رسول تعلیم فرماتا ہے مسلمانون کو
اور ادب سکھاتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے ۱۲ منہ

شیخ ابن صباغ کی خدمت مین جائین وہ جو کچھ فیصلہ کرین چنانچہ وہ دونون گئے آپ کچھ
نہین بولے اور فرمایا کہ دسترخوان بچھاؤ پھر آپ نے فقراکے ساتھ کھانا کھایا اور قوال سے
فرمایا کہ کچھ گاؤ اُس نے گایا پھر جسکی آنکھ نکلی تھی اُس نے سر کھول کر معذرت کرنا چاہی
آپ نے فرمایا کہ کیون معذرت کرتے ہو اُس نے کہا اسوجہ سے کہ مین ہی اس آنکھ کے جانیکا
باعث ہوا اگر مین نہ لڑتا تو یہ نوبت کیون آتی پھر دوسرا کہنے لگا کہ اے اللہ تجھے میری اس
ذلت و ندامت کی قسم جو مجھے اسوقت حاصل ہوئی اور بحق اس شخص کے حلم کے تو اسکی آنکھ
پھیر دے چنانچہ اُسی وقت وہ آنکھ درست ہو گئی حاضرین نے نعرہ مارا بعضے لوگون کا بیان
ہے کہ یہ صفائی خاطران دونون مین حضرت ہی کی صحبت کی برکت سے ہوئی **نقل** شیخ ابوالمعالی
فضل اللہ بن شیخ ابی اسحق ابراہیم بن احمد انصاری کہتے تھے کہ مین نے شیخ ابوالحجاج قصری
کو کہتے سنا کہ آپ ایک سال چاشت کے وقت قوص کے باغون مین چلے جاتے تھے
ایک کبوتر ایک درخت پر دیکھا کہ وہ بہت سی بولیان بول رہا ہے آپ ٹھہر گئے اور اُسکی آوازین
سنکر وجد مین آئے اور اُسی وجد مین مستغرق ہو کر چند اشعار پڑھے پھر رونے لگے وہ کبوتر
درخت سے آپکے سامنے گر کر پھڑپھڑانے لگا یہانتک کہ مر گیا قنا ایک مشہور شہر ہے مصر مین
وہین آپ رہے اور اُسی مین نصف شعبان سنہ چھ سو بارہ مین آپ کا انتقال ہوا اور اپنے مرشد
شیخ عبدالرحیم کے قریب مقبرہ قنا مین دفن ہوے **نقل** شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن حسینی
کہتے تھے کہ مین نے شیخ ابو محمد حسن بن شیخ ابی عبدالرحیم بن مغربی سے قنا مین سنا کہ وہ کہتے تھے
کہ مین نے آپ کو کہتے سنا کہ شیخ عبدالقادر کو ایک خصوصیت خاص ہے اللہ کے ساتھ جو بہت سے
صدیقون کو نہین ہے اور جب آپ حضرت کا ذکر کرتے تو یہ شعر پڑھتے ؎

کالبحر حدث بہ ولا حرج	حسنک لا تنقضی عجائبہ[1]

کذا فی بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر مین ہے کہ شیخ رویتی بھی انتساب حضرت شیخ عبدالقادر
رضی اللہ عنہ سے رکھتے تھے اور آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور جسوقت آپ کے اوصاف
بیان کرتے تو وہ بھی یہی شعر پڑھتے تھے انتہی رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین ؎

ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد	از رہگذر خاک سر کوے شما بود

[1] یعنی تیری خوبصورتی کے عجائب بہت ہین جو کم نہین ہوتے جیسے دریا کہ اس مین بلیدی ہو تو اُس سے دریا
نجس نہین ہو سکتا ۱۲ منہ

وصل بیان حسب و نسب حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ واقف رموز کلمہ لی مع اللہ قائل قدمی[1] ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ غوث ساکنان
ارض وسما محرم اسرار وعلوم فاوحی[2] الی عبدہ ما اوحی مقتداے اولیا وعظام شیخ المسلمین والاسلام
القطب الربانی والغوث الجامع الصمدانی ذی الاصل الطاہر والمجد الباہر حضرت شیخ
محی الدین ابو محمد سید عبد القادر الجیلانی بن سید ابی صالح موسی جنگی دوست و بقولے جنگا دوست
بن سید ابی عبد اللہ بن سید یحیی زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسی بن سید عبد اللہ بن حضرت
سید موسی الجون بن حضرت سید عبد اللہ المحض الملقب بالمجل بن حضرت حسن مثنی بن حضرت امام حسن
بن حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین مولف کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب
اسی کتاب کے حاشیہ میں لکھتے ہین کہ مین نے بعض لوگون سے سنا کہ انھون نے بعضی شجرات
مین جنگ دوست بھی لکھا دیکھا ہے علما حافظ ذہبی اور ابن رجب کا قول ہے کہ آپ کے والد
ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست تھے اور جنگی دوست عجمی لفظ ہے اس کے معنے لڑائی پسند
کرنے والے کے ہین واللہ سبحانہ اعلم کذا فی قلائد الجواہر ریاض الحیات مین ہے کہ سید ابی صالح
ہمیشہ اپنے نفس سے لڑتے اور اُسکی سرکشی پامال کرتے رہتے ہین چنانچہ ایک سال تک بوجہ
مجاہدہ نفس کے آپ نے نہ کچھ کھایا نہ پیا بعد ایک برس کے جب کچھ خواہش ہوئی تو جو کی روٹی
بے نمک اور گرم پانی ملا پھر اُسی وقت کسی شخص نے لذیذ کھانا اور ٹھنڈا پانی لاکر حاضر کیا آپ نے
وہ تو فقرا کو دیدیا اور اپنے نفس سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تجھکو غذا کی خواہش ہے تو تیرے لیے
یہ جو کی روٹی اور گرم پانی کافی ہے نفس نے یہ سنتے ہی آواز دی کہ یا ابو صالح[3] جنگی الجوع الجوع
اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام نے تشریف لاکر فرمایا کہ السلام علیک یا سبط النبی اے
ابو صالح موسی خدا نے تمھارے نفس کو جنگی کہا اور تم کو اپنا دوست کیا اور مجھکو حکم دیا کہ مین تمھارے
ساتھ افطار کرون تب جو کھانا اور پانی کہ حضرت خضر علیہ السلام ساتھ لائے تھے وہی آپ نے
اور انھون نے کھایا اُسوقت سے موسی جنگی دوست حق ان کا لقب ہوگیا اور سید موسی الجون
کو جون اسوجہ سے کہتے تھے کہ جون بضم جیم کے معنی سیاہ و سفید خالص دونون کے ہین بعضے

---

[1] میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے ۱۲ [2] پھر حکم بھیجا اللہ تعالی نے اپنے بندہ پر جو بھیجا [3] اے ابو صالح جنگی
مین بھوکا ہون ۱۲ [4] سلام تیرا اے اولاد نبی کے ۱۲

کہتے ہین کہ گندمی رنگ تھے اس لیے ان کو جون کہتے تھے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھتے ہین کہ چونکہ ان کے والد حسنی تھے اور والدہ حسینی لہذا انکا لقب جون ہوا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی زبدۃ الآثار مین لکھتے ہین کہ جون سید موسی کا لقب ہے اور یہ اسما اضداد سے ہے اس کا اطلاق سیاہ و سفید دونون پر آتا ہے یہ آدم اللون تھے اور آدم نکلا ہے اُدمہ سے اور اُدمۃ اُس رنگ کو کہتے ہین جسمین سفیدی و سیاہی دونون ملی ہون اور ایسا ہی خلاصۃ المفاخر اور بہجۃ الاسرار مین بھی ہے حضرت سید عبداللہ کا لقب محض اسوجہ سے ہے کہ محض کے معنی شے خالص کے ہین چونکہ آپکی والدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی تھین اور والد یا جد حضرت امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادہ اسوجہ سے آپ کا نسب عیب و نقصان سے مبرا اور خالص تھا تکملہ فتوح الغیب مین ہے کہ محض کے معنی خالص شے کے ہین چونکہ حضرت سید عبداللہ کا نسب شریف ماں باپ دونون کی طرف سے موالی سے خالی تھا اسوجہ سے یہ آپ کا لقب ہوگیا نورالابصار مین ہے کہ حضرت سید عبداللہ اولاد حضرتین حسنین علیہما السلام سے اور مشابہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور شیخ بنی ہاشم کے اور آپ ہی متولی صدقات حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی بعد اپنے والد ماجد حضرت حسن مثنی کے رہے اور اُسی زمانہ مین اُن سے اور زید بن علی بن الحسین علیہما السلام سے مناقشات بھی ہوے جو کتب تواریخ مین مذکور ہین حضرت سید عبداللہ محض نے ابی جعفر دوانقی کے قید خانہ مین مخنوق ہوکر انتقال فرمایا کذا فی بحرالانساب اور بغیۃ الطالب مین ہے کہ سید عبداللہ محض اور انکے بھائی کا انتقال منصور عباسی کے قید خانہ مین سنہ ایکسو پینتالیس مین ہوا اور اُن کو محض اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہ سب سے پہلے شخص تھے کہ جو حسنی اور حسینی دونون تھے اگرچہ سب سے اول یہ شرافت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہوچکی تھی مگر یہ فرق تھا کہ اُن کی والدہ حسنی تھین اور والد حسینی اور آپ کی والدہ حسینی تھین اور والد حسنی اور مجل بضم میم و فتح جیم و تشدید لام بمعنی مکرم و معظم ہے یہ بھی سید عبداللہ کا لقب بسبب اُن کے نجیب الطرفین ہونے کے تھا آپ کی والدہ فاطمہ نے بعد وفات حضرت حسن بن حسن کے عبداللہ مطرف بن عمر بن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اُن سے محمد دیباج پیدا ہوے او دیباج بوجہ خوبصورتی کے اُن کا لقب قرار دیا گیا اور ان کے والد عبداللہ کو مطرف اس وجہ سے کہتے تھے

کہ مطرف بضم میم وسکون طا وفتح را کے معنی بھی صاحب جمال کے ہین وہ بھی جوانی مین حسن وجمال مین یکتاے زمانہ تھے اور لوگ اُن کے بارہ مین کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ بن عمر بعد عبد اللہ بن زبیر کے حسن مطرف ہین حضرت عبد اللہ بن زبیر بھی مرد فائق الجمال تھے اور اُسی وقت سے اُن کا لقب مطرف ہوگیا اور عبد اللہ مطرف کی والدہ حفصہ بنت عبد اللہ بن حضرت عمر بن الخطاب تھین اور سید عبد اللہ بن حضرت سید موسی الجون کی والدہ ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھین صاحب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب لکھتے ہین کہ سید عبد اللہ محض حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہ اور اپنے زمانہ مین شیخ بنی ہاشم تھے کسی نے اُن سے پوچھا کہ سب لوگون مین آپ افضل کس وجہ سے ہوے فرمایا اسوجہ سے کہ سب لوگ تمنا رکھتے تھے کہ ہم مین سے ہون اور ہم کو تمنا نہین کہ ہم کسی سے ہون آپ بہت قوی النفس اور شجاع تھے کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے اُن کے چھ بیٹے ہوے محمد ذی النفس الزکیہ وابراہیم قتیل باخمری وحضرت موسی الجون جنکی ماں ہند بنت ابی علیدہ بن عبد اللہ بن ربیعہ بن الاسود تھین اور یحیی جن کی ماں قرشیہ بنت ربیع تھین اور سلیمان وادریس جن کی ماں عاتکہ بنت عبد الملک مخزومیہ تھین اور حضرت حسن مثنی بن حضرت امام حسن علیہ السلام کے پانچ بیٹون سے اولاد باقی رہی عبد اللہ محض اور ابراہیم الغمر اور حسن مثلث کہ جن کی والدہ فاطمہ صغری تھین اور داود اور جعفر سے بھی جنکی والدہ اُم ولد رومیہ تھین اور یہی بحر الانساب مین بھی ہے مگر اس مین اتنا زائد ہے کہ اُن اُم ولد کو لوگ حبیبہ کہتے تھے۔ وفات حضرت حسن مثنی کی سنہ ستانوے ہجری مین ہوئی اور آپکی عمر مابین پچاس اور ساٹھ برس کی ہوئی۔ کنز الانساب مین ہے کہ سید عبد اللہ محض کے پانچ بیٹے تھے رقیہ صاحبزادی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے تین صاحبزادہ ایک سید موسی الجون دوسرے سید محمد تیسرے سید ابراہیم اور بطن جاریہ سے دو ایک سید ادریس دوسرے سید یحیی اور سید موسی الجون کا عقد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے جن کا نام رقیہ ثانیہ تھا ہوا اور اُن سے دو بیٹے پیدا ہوے ایک سید ابراہیم جنکے کوئی اولاد نہین ہوئی دوسرے سید عبد اللہ ثانی جنکا لقب شیخ صالح تھا ان کا نکاح حضرت کی صاحبزادی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہوا اُن سے پانچ صاحبزادہ ہوے بڑے سید موسی ثانی جو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اجداد مین تھے دوسرے سید سلیمان

تیسرے سید احمد چوتھے سید یحیی پانچوین سید محمد ابو صالح جنکی اولاد بخارا اور ترکستان مین بہت
ہے حضرت سید موسی ثانی جن کی کنیت ابو عمر تھی اُن کا نکاح حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کی صاحبزادی سے ہوا جن کا نام بی بی طلیبہ تھا اُن سے سات بیٹے ہوے اور گیارہ
بیٹیان جاریہ رومیہ سے پیدا ہوئین حضرت موسیٰ ثانی سنہ دو سو ہجری مین معتز کے ہاتھ سے
شہید ہوے اُن کا قاتل طلیع بن یزید تھا اُن کے سب لڑکون سے اولاد ہوئی مگر کوئی باقی
نہین رہی سواے اولاد حضرت سید داؤد کے اور سید داؤد کا نکاح سیدہ بنیہ صاحبزادی
حضرت امام علی موسی رضا سے ہوا نور الابصار مین ہے کہ حضرت امام علی موسیٰ رضا کے پانچ
بیٹے اور ایک بیٹی تھین جنکا نام حضرت عائشہ تھا کذا قال ابن الخشاب فی کتابہ موالید
اہل البیت مثنی بضم میم و فتح ثاء مثلثہ و تشدید نون اسم مفعول کا صیغہ ہے اُس کے معنی مکرر کیا گیا
یہ لقب حضرت حسن کا تھا چونکہ وہ صورت اور سیرت اور نام مین ثانی حضرت امام حسن علیہ السلام
تھے اس وجہ سے مثنی کہلاے امام یافعی خلاصۃ المفاخر مین لکھتے ہین کہ لوگون نے اگرچہ اس
لقب کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان کو مثنیٰ اسوجہ سے کہتے تھے کہ انکی
وجہ سے حسن کا نام دو مرتبہ لیا گیا یعنی حسن بن حسن تو یہ زیادہ واضح ہے اور حضرت غوثیت مآب
کی والدہ ماجدہ کا نسب یون ہے کہ آپ کی والدہ ام الخیر بی بی فاطمہ بنت سید ابی عبد اللہ
صومعی بن سید ابو الجمال بن سید محمد بن سید ابی محمود بن سید طاہر بن سید ابی عطا بن سید
عبد اللہ بن سید ابی کمال بن سید عیسیٰ بن سید ابی علاء الدین بن سید محمد بن سید علی العریضی
بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن حضرت امام علی زین العابدین بن حضرت امام حسین بن
حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اس نسب شریف کو اسی طور سے
علامہ شیخ محمد فاضل الدین رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب بیان الاسرار مین شیخ الاسلام امام یافعی
سے نقل کر کے لکھا ہے کذا فی انہار المفاخر اور صاحب کتاب تحفۃ الابرار نے بھی اسی طرح
لکھا ہے عریضی منسوب ہے عریض کی طرف اور عریض ایک گاون کا نام ہے حوالی مدینہ مین
یہ حضرت علی وہان رہتے تھے ان کی عمر بڑی ہوئی انھون نے حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ
عنہ کو بھی دیکھا ہے کذا فی نور الابصار اعجاز غوثیہ مین ہے کہ حضرت سید عبد اللہ محض کی والدہ
ماجدہ فاطمہ صغریٰ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی بیٹی ہین اور جدہ مادری حضرت غوث الثقلین
کے بھی حسینی سادات سے تھے اسیطرح اور رسائل مین بھی ہے اور تکملہ فتوح الغیب مین ہے

کہ حضرت کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید ابی عبد اللہ صومعی زاہد
بن ابی جمال الدین بن سید محمد بن سید محمود بن امام سید ابی العطا عبد اللہ بن امام سید کمال الدین
عیسی بن امام سید ابی علاء الدین محمد جواد رضی اللہ عنہ ہے جو صاحبزادہ تھے امام ہمام علے
موسی رضا ابن امام موسی کاظم ابن حضرت امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر بن امام زین العابدین
ابن سید شباب اہل جنت وقرۃ عیون اہل سنت امام ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہم کی
مگر قسطلانی اور یافعی اور دیگر اکابر محدثین جنھوں نے حضرت کے مناقب مین کتابین لکھی ہین
اُنھوں نے جو آپ کے نسب مادری کو بغرض اظہار اس شرافت حسینیت کے ذکر نہین کیا
اور خود حضرت نے اپنے قصیدہ شریفہ یعنی ؎ انا الحسنی[1] والمخدع مقامی مین نسب
مادری کو نہین بیان فرمایا تو اُس کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ جو بات نسب مادری کے بیان
سے مقصود تھی وہ حاصل ہوگئی لہذا پھر بالتخصیص اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین
رہی ہذا واللہ اعلم **تنبیہ** ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ الخاطر فی ترجمۃ حضرت
سلطان الاولیا والعارفین ملحق[2] الاصاغر بالاکابر السید الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ مین
لکھتے ہین کہ مجھے بعض لوگون سے جو حضرت مولانا وسیدنا تاج المفاخر[3] الذی خضع لہ رقاب الاکابر
القطب الربانی والغوث الصمدانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ روحہ وفتح علینا فتوحہ کے
مقام ومرتبہ سے جاہل ہین یہ معلوم ہوا کہ حضرت شاید نہ تھے اور نہ آپنے کوئی اولاد چھوڑی کہ
اُن سے انتساب کیا جاتا اور بعضے فقہاے جاہل نے اُن عوام کے کلام کے موافق فتوی
بھی دیا حالانکہ یہ اُن کو مناسب نہ تھا بلکہ یہ کہدیتے کہ ہم کچھ نہین جانتے کیونکہ یہ بھی نصف علم ہے
جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے اور نسب کے متعلق جرأت کرجانا نفی یا اثبات سے بلا نقل
کسی عادل اور ثقہ کے قول کے یہ ارباب علوم ودیانت کے لائق حال نہین اسواسطے کہ
اُنکے لیے اس امر کا خوف ہے کہ وہ اس حدیث شریف کا مصداق ہوجائین کہ اجرئکم[4]
علی الفتیا اجرئکم علی النار لہذا اس لحاظ سے مجھکو بہتر معلوم ہوا کہ مین بھی کچھ حالات آپ کے
نسب شریف وحسب لطیف کے متعلق بیان کرون کیونکہ آپ دونون باتون کے دونون طرح
سے جامع اور کونین مین عزیز الوجود وغریب الشہود تھے پس آپ کا نسب شریف اجمالاً یہ ہے

[1] مین حسنی ہون اور مخدع میرا مقام ہے ۱۲ [2] ملانیوالے چھوٹون کو بڑون کے ساتھ ۱۲ [3] تاج بزرگون کہ جسکے لیے بزرگون کی گردنین جھکین ۱۲ [4] جری زیادہ تم لوگون مین سے فتوی دینے پر جری زیادہ ہوگا دوزخ مین جانے کے لیے ۱۲

مولانا عبدالرحمن جامی نفحات الانس مین لکھتے ہین کہ حضرت شیخ سید ثابت النسب اور جامع نسب
اور حسب کے تھے کیونکہ آپ والد کی طرف سے علوی حسنی تھے اور والدہ کی طرف سے حضرت
عبداللہ صومعی کے نواسہ اس کلام کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی شافعی
تتمہ روض الریاحین لحکایات الصالحین مین لکھتے ہین کہ شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن
ابی صالح موسی جنگی دوست بن عبداللہ بن یحیی زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ
بن موسی الجون بضم جیم بمعنی سفید یہ حضرت موسی کا لقب ہے ابن عبداللہ محض اور محض بھی لقب ہے
جسکے معنے خالص کے ہین ابن حضرت حسن مثنی ابن حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے
عنہم اور آپ کے نانا شیخ عبداللہ صومعی زاہد جیلان کے مشہور بزرگون سے تھے آپکی والدکا نام
ام الخیر فاطمہ تھا جو بڑی باخدا و صالحہ بی بی تھین اور آپ کی پھوپھی ام محمد عائشہ بنت عبداللہ
بھی صاحب کرامات و مقامات تھین اور حضرت عبداللہ کا لقب محض اسوجہ سے تھا کہ اُن کے
والد حضرت حسن بن حسن بن علی تھے اور والدہ حضرت فاطمہ بنت امام حسین بن حضرت علے
رضوان اللہ علیہم اجمعین اور یہ نسب موالی سے محفوظ اور خالص ہے علامہ زروق اپنی کتاب
قواعد الطریقہ مین نسب مصطفوی کے بیان مین لکھتے ہین کہ معتبر اصل نسب دینی اور اس کا فرع
ہے پھر جب اُس سے نسب طینی مل گیا یعنی دونون اچھے ہوے تو ایسے شخص کا کیا کہنا وہ اپنے
غیرون سے ضرور اعلیٰ و اشرف ہوگا اور اسی لیے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد
قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کا جواب دیا گیا ہے کہ آپ ایسے جامع علو نسب
و شرف عبادۃ و علم تھے کہ آپ کے سوا کوئی اور آپ کے زمانہ والون مین نہ تھا غرضکہ حضرت
غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سید حسنی و حسینی ہونا ان سب بیانات سے واضح ہوتا ہے
اور چونکہ کتب احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت سبط اکبر جناب امام حسن رضی اللہ عنہ
سر سے کمر تک اور حضرت سبط اصغر جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کمر سے پیرون تک حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اشبہ تھے اسی وجہ سے جملہ صفات حضرت رحمۃ للعالمین
کے حامل بھی دونون حضرات ہوے اور انھین دونون سے وہ سب اُن کی اولاد امجاد مین منتقل
ہوئے ہوتے ذات مبارک حضرت غوثیت مآب مین مجتمع ہو گئے یعنی آپکے والد ماجد سید ابو صالح
جنگی دوست حسنی تھے اور والدہ ماجدہ آپ کی حسینیہ تھین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل
خصائل و شمائل حمیدہ کی جامع ذات مبارک حضرت غوثیت مآب رضی اللہ عنہ ہی ہوئی کیونکہ

جسم اعلیٰ حضرت سبط اکبر رضی اللہ عنہ اور جسم اسفل حضرت سبط اصغر رضی اللہ عنہ کے کے جمع
کرنے سے جسم کامل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے اسی جگہ سے بعض علماء
راسخین نے اپنی کتابوں میں کہ جو آپکے مناقب میں لکھی ہیں بہت سے خصائص حضرت کے
وہ لکھے ہیں کہ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے یہ خاص حکمت بالغہ وصنعت خاصہ
جناب باری تعالیٰ شانہ تھی ہمیں سے آپ کے ارشاد فیض بنیاد کا کہ جسم میرا نہیں ہے بلکہ
جسم حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے مطلب واضح ہوتا ہے اور قصیدہ شریفہ کا یہ شعر بھی اس
امر کا شعر ہے ؎

وکل ولی لہ قدم وانی[1]		علی قدم النبی بدر الکمال

حق یہ ہے کہ ؎

اے سر تو سیدہ بکمالیکہ تو داری		آئینہ شدہ ہر جمالیکہ تو داری

فائدہ۔ تابعین اور اُن کے بعد والوں کو رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ذکر کرنا جائز
بلکہ مندوب اور محبوب اور مرغوب بالاجماع ہے اگرچہ بعضی متفقہ متقشفہ اس میں مخالف ہیں
لیکن حضرات مشائخ اور فقراء صوفیہ کو رضی اللہ عنہ کہنے پر ہر ایک مشائخ سلسلہ وغیرہ کا عمل ہے
اور یہ غالباً بوجہ عموم نص قرآنی کے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والسابقون الاولون
من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسانٍ رضی اللہ عنھم الآیہ ابن مردویہ
بروایت اوزاعی کہتے ہیں کہ مجھ سے یحیٰی ابن کثیر اور قاسم اور مکحول اور عبیدہ بن ابی لبابہ اور
حسان بن عطیہ نے بیان کیا کہ اُن لوگوں نے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہتے سنا کہ
جب یہ آیت نازل ہوئی والسابقون تا ورضوا عنہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ یہ میری اُمت کے لیے ہے اور بعد رضا سخط نہیں ہوتا اور ابن ابی حاتم حضرت ابن
عباس سے نقل کرکے کہتے ہیں کہ اُن سے ایک شخص نے بعضی صحابہ کا ذکر کیا پھر اُن کی
تنقیص کرنے لگا تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت والسابقون الاولون من المھاجرین
والانصار والذین اتبعوھم باحسانٍ پڑھ کر فرمایا کہ خبردار تو ان کی متابعت احسان کے
ساتھ کیوں نہیں کرتا اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس آیت کے معنی پوچھے اُنھوں نے

[1] اور ہر ولی کا ایک قدم ہوتا ہے اور میں بر قدم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کمال ہوں ۱۲ منہ؎ اور پہلے لوگ
قدیم وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والوں سے اور اُن کے بعد والوں سے اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہیں اُس سے

کہا کہ اس سے مراد تابعین ہین اور ابی الشیخ وابن عساکر نے محمد بن کعب قرظی سے بھی ایک
قصہ مین ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم ابن زید سے نقل کر کے کہتے تھے کہ یہان
مراد وہ شخص ہے جو اہل اسلام سے قیام قیامت تک باقی رہے اور ابی الشیخ عصمہ سے نقل
کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سفیان سے پوچھا کہ تابعین کون لوگ ہین اُنھون نے کہا
کہ جنھون نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہو اور حضرت کو نہ پایا ہو مین نے پوچھا کہ
والذین اتبعوھم باحسان سے مراد کون ہین کہنے لگے کہ اس سے مراد وہ ہین جو ان کے
بعد ہون گے مین نے کہا قیامت تک اُنھون نے کہا امید تو ایسی ہی ہے قاضی عیاض
کہتے تھے کہ محققین فقہا اور محدثین اور متکلمین رضی وغفران کے ساتھ کہے جا ئین پھر اسی آیت
سے استدلال کیا امام سخاوی قول البدیع مین اس قول کو ذکر کر کے لکھتے ہین کہ فاسی اور
بعضے علماء کا قول ہے کہ صلوٰۃ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور رضوان
صحابہ کے ساتھ اور رحمۃ عامہ مومنین کے ساتھ ابن العربی کہتے ہین کہ وہی خطط مخصوصہ
بمراتب مخصوصۃ امام نووی اذکار مین لکھتے ہین کہ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا صحابہ
وتابعین کے نام کے ساتھ مستحب ہے پھر اُن کے بعد والے علماء اور عباد اور سائر اخیار کے
لیے بھی رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا چاہیے اور یہ[1] جو بعضے علما کا قول ہے کہ رضی اللہ عنہ صحابہ کے ساتھ
مخصوص ہے اور اُن کے علاوہ لوگون کو صرف رحمہ اللہ کہنا چاہیے یہ ٹھیک نہین اور نہ اسپر
کسی کا اتفاق ہے بلکہ صحیح وہ ہے جسپر جمہور ہین یعنی اُس کہنے کے استحباب پر اور اسکی دلیلین
بے شمار ہین اور عامہ متاخرین بھی امام نووی کے تابع ہین اور گروہ حنفیہ سے قرمانی اور صاحب
تنویر الابصار اور اُسکے شارح صاحب دُرِ مختار اور شیخ دہلوی نے بھی اسکی تصریح کی ہے
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابون مین اکثر اپنے اُستاد امام ابی حنیفہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے
اور اسی طرح امام ابو یوسف نے بھی کتاب الخراج مین اور جو ائمہ ان دو صاحبون کے بعد ہوے
ہین اُن کا بھی یہی عمل رہا مثل طحاوی وغیرہ حتی کہ صاحب ہدایہ خود اپنے آپ کو قال رضی اللہ
عنہ لکھتے ہین اور ایسے ہی اور علما بھی زیلعی کہتے ہین کہ بہتر یہ ہے کہ حضرات صحابہ کیواسطے
رضی اللہ عنہم کا لفظ استعمال کرے اور تابعین کے واسطے رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد کے
لوگون کے لیے غفر اللہ لہم اور تجاوز اللہ عنہم طحاوی حموی سے نقل کر کے لکھتے ہین کہ مغفرت اور

[1] اور یہ طریقے مخصوصہ ہین مراتب مخصوصہ والون کے لیے ۱۲ منہ

تجاوز کی دعا اس لیے چاہیے کہ تابعین کے بعد گناہون کی کثرت اور امور دینیہ کے اہتمام
مین قلت ہوگئی مین کہتا ہون کہ زیلعی کا یہ قول سابقہ تحقیق سے جو مین نے اوپر لکھی ہے رد
ہوگیا درمختار مین ہے کہ کرانی کا قول ہے کہ ترحم صحابہ کے واسطے اور رضی اللہ عنہم تابعین
اور ان کے بعد کے صالحین کے واسطے بربنا قول راجح جائز ہے اور حضرت غوثیت مآب
رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار اور نام فاطمہ تھا وہ حضرت شیخ
ابوعبداللہ صومعی کی صاحبزادی تھین اور بہت خیرہ اور عابدہ اور زمرۂ عارفات وصالحات
وصاحب مکاشفات سے تھین صاحب بہجۃ الاسرار لکھتے ہین کہ مجھسے فقیہ ابو علی اسحٰق بن
علی بن عبداللہ ہمدانی صوفی نے بیان کیا اور اُن سے شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللطیف ابن
شیخ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی نے اور اُن سے شیخ ابو خلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی
سفری بغدادی ہروی نے اور اُن سے شیخ ابو سعد عبداللہ بن سلیمان بن جعفران ہاشمی حنبلی
اور اُن کی بی بی مسماۃ ام احمد جیلیہ نے کہ والدہ معظمہ حضرت غوث پاک مراتب ولایت مین قدم
راسخ رکھتی تھین اور امام یافعی نے بھی مرآۃ الجنان مین ایسا ہی لکھا ہے تحفۃ المحبین مین ہے
کہ آپ کی وفات جیلان مین ہوئی اور وہین دفن ہوئین نقل شیخ عارف مفرج بن شہاب شیبانی
کہتے تھے کہ مین حضرت کی مجلس مین بغداد مین حاضر تھا آپ وعظ فرما رہے تھے کہ فوراً چپ
ہوگئے اور آپکے آنسو نکلنے لگے حاضرین نے پوچھا کہ حضرت اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا
کہ اسی وقت میری والدہ نے جیلان مین انتقال کیا مین نے وہ دن یاد رکھا عرصہ کے بعد بغداد
مین ایک جماعت عجمی آئی اُن مین جیلان کے لوگ بھی تھے اُن سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اُسی روز
اُن کا انتقال ہوا تھا اور حضرت ام الخیر کی والدہ کا نام سعدہ بنت ابی البسام جیلیہ تھا وہ بھی بڑی
بزرگ اور صالحہ بی بی تھین اور حضرت غوثیت مآب کی پھوپھی حضرت ام محمد عائشہ بنت عبداللہ بھی
بڑی کاملہ وقت اور مظہر کرامات وخوارق عادات تھین نقل شیخ ابو العباس احمد نخوی کہتے تھے کہ
مین نے اپنے والد ابو الحسن ابراہیم بن علی طبری سے سنا اور اُنھون نے شیخ ابو صالح عبداللہ نخوی
سے کہ وہ کہتے تھے سنہ پانسو چونسٹھ مین جیلان مین سخت قحط پڑا اور ہر شخص تباہ حال ہوگیا لوگون
نے استسقی کی نمازین بھی پڑھین مگر پانی نہ برسا مجبوراً تمام مشائخ شہر نے حضرت ام محمد کی خدمت
مین آکر التجا کی کہ آپ دعا کیجیے پانی برسے آپ نے صحن مین نکل کر جھاڑو دی اور عرض کیا کہ الٰہی

سله منسوب بہ بیان مثنے بالکہ گانون ہے شام اور مرداد کا مرتبی شی الادب

مین نے اس گھر کو بُہارا اب تو آپ پاشی کر اُسی وقت فوراً پانی برسنا شروع ہو گیا ایسا کہ اُسی
پانی مین سب لوگ بھیگتے اپنے اپنے گھر گئے اُن کی عمر بہت ہوئی اور جیلان مین انتقال فرمایا
رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت غوثیتمآب رضی اللہ عنہ کے نانا حضرت شیخ عبد اللہ صومعی سے تھے
صاحب بہجۃ الاسرار لکھتے ہین کہ مجھ سے فقیہہ ابو سعد اللہ بن علی بن احمد بن ابراہیم قرشی نے
بیان کیا اور اُن سے شیخ ابو العباس احمد بن اسحٰق بن علی بن عبد الرحمن ہاشمی قزوینی نے اور
اُن سے شیخ نور الدین ابو عبد اللہ محمد جیلی نے اور اُن سے شیخ ابو محمد دارپانی قزوینی نے کہ
شیخ ابو عبد اللہ صومعی بہت بڑے بزرگ مشائخ عجم سے تھے مین نے آپکی صحبت پائی آپ
مستجاب الدعوات تھے جب کسی پر غصہ کرتے تھے تو فوراً وہ شخص غضب الٰہی مین گرفتار ہوجاتا
تھا اور جو مانگتے تھے وہ فوراً قبول ہوتی تھی اور باوجود ضعف پیری کے نوافل بہت پڑھتے
تھے اور کمال خشوع وخضوع وصبر سے خدا کی یاد مین مشغول رہتے تھے اور مراعات احوال
اور حفظ اوقات بہت پابندی سے رکھتے تھے اور جس بات کے ہونے کی خبر دیتے تھے وہ
ویسے ہی بلا تفاوت واقع ہوجاتی تھی مجھ سے میرے بعضے دوست بیان کرتے تھے کہ وہ بغرض
تجارت ایک بار قافلہ کے ساتھ گئے سمرقند کے جنگل مین ڈاکون نے آکر اُس قافلہ پر چھاپا مارا
قافلہ والون نے فریاد کی کہ یا شیخ عبد اللہ صومعی یہ وقت مدد کا ہے فوراً آپ وہان ظاہر ہوے
اور باواز بلند فرمایا سبوح قدوس ربنا اللہ تفرقی یا خیل اللہ عنا[1] یہ آواز سنتے ہی وہ ڈاکو
بھاگے اور ایسے حیران وسرگردان ہوے کہ کہین اُن کو راہ ہی نہ ملی آخر بھاگ کر کچھ پہاڑ کی
چوٹی پر اور کچھ جنگل مین جا چڑھے اور ہمارے قافلہ والے سب صحیح سلامت بچ گئے بعد اُنکے
بھاگ جانے کے پھر جو آپ کو ڈھونڈھا تو نہین پایا اور نہ معلوم ہوا کہ آپ کہان چلے گئے جب
سب لوگ جیلان واپس آئے تو یہ قصہ وہان کے لوگون سے بیان کیا سب نے کہا واللہ وہ
ہرگز یہان سے کہین باہر نکلے ہی نہین اسیطرح بعضے مشائخ نے آپ کے اور کرامات بھی نقل کیے
ہین حضرت غوثیتمآب رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی شیخ ابو احمد عبد اللہ تھے جو آپ سے ایک سال
چھوٹے تھے وہ بھی بہت صالح اور عالم اور متصف بانواع خیرات وبرکات سے تھے اُنھون نے
بحالت شباب جیلان مین انتقال فرمایا اور کوئی اولاد نہین چھوڑی کذا فی بہجۃ الاسرار
تاریخ الاولیا مین ہے کہ ان کی وفات پچاس برس کے سن مین ہوئی اور وہ بھی صاحب علم و

[1] بہت پاک اور پاکیزہ ہے پروردگار ہمارا متفرق ہوجاؤ ہم سے اے گروہ اللہ کے ۱۲ منہ

صاحب ولایت تھے جیلان مین وفات پائی اور حضرت کی دو بہنین تھین اکثر بزرگون اور عالمون کی زبان پر تو اُن کے نام حضرت زینب اور بی بی نفیسہ ہین مگر رسالۂ الانساب مین بی بی جلیہ اور رقیہ لکھی ہین واللہ اعلم باقی اور اُن کے حالات کی تحقیق کسی کتاب سے نہین معلوم ہوئی اتنا آپ کے خود ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہمشیر آپ کی اصفہان مین تھین جیسا کہ حضرت مولانا جامیؒ نفحات الانس مین لکھتے ہین کہ امرءۃ اصفہانیۃ رحمۃ اللہ علیہا ایک بزرگ اصحاب شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ ایک دن حضرت کو منبر پر ایسا استغراق ہوگیا کہ ایک پیچ عمامہ کا کھل گیا اور آپ کو معلوم نہین ہوا تمام حاضرین نے حضرت کی متابعت مین اپنی پگڑیان اور طاقیہ اُتار کر منبر کے نیچے رکھدیے جب آپکو اُس حالت سے افاقہ ہوا اور آپ نے وعظ ختم کیا تو عمامہ کو درست کرکے حاضرین سے فرمایا کہ تم بھی ان پگڑیون اور طاقیونکو جنکی جنکی ہون اُن کو دیدو چنانچہ ویسا ہی کیا گیا اُن مین ایک اوڑھنی رہ گئی اُس کا کوئی لینے والا معلوم نہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو مجھے دیدو وہ دے دی گئی اُسکو آپ نے اپنے دوش مبارک پر ڈال لیا وہ فوراً غائب ہوگئی سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوا جب آپ منبر سے اُترے تو فرمانے لگے کہ جب اہل مجلس نے عمامہ اتارے تو میری ایک بہن اصفہان مین ہے اُس نے بھی اوڑھنی اُتار ڈالی جب مین نے اُسکو اپنے کندھے پر ڈالا تو اُس نے اصفہان سے ہاتھ بڑھا کر اُسے اُٹھا لیا ۔

از رہ گذر خاک سر کوے شما بود
ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر اُفتاد

تمّت

جلد اوّل تمام ہوئی